بسم اللہ الرحمن الرحیم

لب پر کوئی مضمون غلو آ نہین سکتا — شاعر ہی تری حمد بجا لا نہین سکتا

بجلی کو تری آگ سی جلوا نہین سکتا — ای گلبدن اسواسطی گل کہا نہین سکتا

ہر چند تڑپتا ہون نکل سکتی نہین روح — اُوچی مین فرشتہ بھی تری آ نہین سکتا

جب کہتا ہون دل کعبہ ہی توڑ اسکو نہ ای بت — وہ کہتا ہی کیا کعبی کو مین ڈھا نہین سکتا

مین ہجر مین جسطرح پڑا رہتا ہون بی حس — ایسا تو کسی شخص کو ہوتا نہین سکتا

ناصح تو ہی دیوانہ جو کرتا ہی نصیحت — مین خود دلِ نافہم کو سمجھا نہین سکتا

بلوایا دمِ مرگ جو مجھکو تو یہ دوڑا — پیچھی ملک الموت ہی پر پا نہین سکتا

عاشق ہون تری چہری کا قرآن اُٹھا لونگا
پر مصحفِ عارض کی قسم کہا نہین سکتا

مجروح ہون تیرِ نگہِ پردہ نشین کا
جرّاح کو مین زخم بھی دکھلا نہین سکتا

دیکھو اثرِ ہجر اگر وصل کا لون نام
ملنی کو لب اک دوسرے پاس آ نہین سکتا

مین وحشیِ رم خوردۂ گیسوی سیہ ہون
اب باغ مین سنبل مجھی اُلجھا نہین سکتا

کیا گرم ہوا آتشِ سرخی حنا سے
چھلا دیا اوس گلنی تو گل کہا نہین سکتا

مُرجھاینگی گل دیکھکی مرجائینگی بلبل
ای گل تجھی مین باغ مین لیجا نہین سکتا

وہ سیر یہان کی ہی کہ واعظ تو ہی کیا چیز
رضوان بھی تری کوچی کو چھوڑوا نہین سکتا

لکھہ سکتا نہین صفحہ تری زلف کی اوصاف
طولانی ہی قصّہ کوئی سُلجھا نہین سکتا

کیا شہد لبِ شیرین کا اگر لی کوئی بوسہ
حلوا ہی یہہ ایسا کہ کوئی کہا نہین سکتا

سوتی مین بھی ڈرتا ہی تری شمشیرِ نگہہ کا
مین خواب مین بھی پاس تری آ نہین سکتا

جاتی ہی کبوتر بھی پھڑک جاتا ہی اوپر
نامہ کا کسی طرح جواب آ نہین سکتا

خنجر کی تلی چین سی ہی محوِ نظارہ
سر اپنا قبول اس لیی سرکا نہین سکتا

مرے دل کا کبھی ارمان اے ہمدم نہ نکلے گا
وہ جبتک گھر سے کھینچے تیغ پیہم نہ نکلے گا

جو اسکے چیر کر پہلو نکالو دیکھیو اے قاتل
مرا دل صبر مین ایوب سے کچھ کم نہ نکلے گا

کبھی سیدھی نہین ہوتی ہین خونریز اُنکے خنجر
ترے تلوار کا گردن سے میری خم نہ نکلے گا

نہ چھوڑیگا تری اغوا سے کوئی یار اے واعظ
کبھی جنت سے لے شیطان آدم نہ نکلے گا

لگی ہے تیغ ابرو سارے عالم مین پہرن تو کیا
مسیحا تک کے پاس اُس زخم کا مرہم نہ نکلے گا

پلا جام بلورین ساقیا دست حنائی سے
جو دم نکلے گا تو بھی میکدے سے جم نہ نکلے گا

ہوا ہے اتحاد ایسا غم فرقت سے اور دل سے
جو بری ہوگا دل تو بھی دل سے غم نہ نکلے گا

اگر درد جگر سے جان کا دینا ہی چاہون گا
دوا کی طرح سے دنیا مین گر سم نہ نکلے گا

نہ ہوگا عاشق ناداں کوئی مجھسا بھی عالم مین
جو تجھسا چلبلا اے فتنۂ عالم نہ نکلے گا

رہو مجھسے مین کیا ہان نا امید وصل پر ہون مین
رقیبو ٹکڑے کر ڈالو گے تو بھی دم نہ نکلے گا

تصور مین باندھا ہے مینے زلف شبگون کا
علم اِس شان کا اس حسن کا پرچم نہ نکلے گا

گرون دو تا اگر سیدھی ہی بل کرتی ہین گیسو
کبھی اُس لٹ کا ایسی کج سے خم نہ نکلے گا

تماشا ہے جہان ہستی ہی جی ہے بادشاہون کو
قیامت مین لحد سے جام لیکر جم نہ نکلے گا

جو ہین دیکھا چڑہا تار نظر سی تیر آنکھون مین
کسی افعی مین لب یار کا سا سم نہ نکلی گا

سحر ہوتی لب بام آکی گر بیٹھا وہ منہ کہولی
قبول اسکو سمجہہ کی نیر اعظم نہ نکلی گا

غلط ہی یہہ کہ ظلم و جور چرخ پیر سی نکلا
ستم جو کچھ کہ نکلا اوس بت بی پیر سی نکلا

پھر آیا گو ہمین صحرا بصحرا جوش وحشت نی
قدم لیکن نہ باہر خانۂ زنجیر سی نکلا

رہائی قالب خاکی سی پائی لیکن ای قاتل
نہ مرغ روح دام جوہر شمشیر سی نکلا

مرا دل ناوک مژگان نی چھیدا یکان ایسی کہ
طلسم تازہ ہی کار سنان تیر سی نکلا

کبھی چھوٹا نہین ہی صید کوئی دام گیسو سی
ہمارا طائر دل خوبی تقدیر سی نکلا

ذرا ہی ہوش جب آیا لگا انسان غم کھانی
لہو پینی لگا جو طفل قید شیر سی نکلا

عجب آئینی کو سب متہم کرتی ہین دنیا مین
رواج حیرت افزائی تری تصویر سی نکلا

تجھی کیمیا ساز ونکو تیری خاک در کا ہی
نہ کام اونکا کوئی ای سیم تن اکسیر سی نکلا

ہم اپنی جان دی بیٹھی پہ تیغ کی راہ دکھلائی
یہ پورا ایک تو کام اس کی تاخیر سی نکلا

سخن زردی و داغ دل لکہا اور درد دوری کا
نہ حرف وصل کلک کاتب تقدیر سی نکلا

ہوا سودا جو کم تو گیسوئے پیچان سی دل اٹکا
پھنسا زلف مسلسل مین اگر زنجیر سی نکلا

لگائی تیر پہ تیر آتی ہی اوس ترک پرفن نی
غرض کیا خوب کام اس آہ پر تاثیر سی نکلا

قبول افسوس ہی آخر نہ دیکھا جلوۂ جانان
بڑی حسرت لیئی کوئی بت بے پیر سی نکلا

پھنسایا ہی گنہ مجکو صنم پھیلا کی جال اپنا
پڑیگا ایک دن اس زلف پیچان پر وبال اپنا

جھی منہہ وسنی دکھلایا اڑا رنگ رخ حاسد
ہوا منہہ زرد اوسکا ہو گیا چہرہ بحال اپنا

قمر مین بہی ہی داغ اسکا نہین پہہ عیب لگنی کا
جو رکھدیگی ہمای گال پر جان گال اپنا

یہان تک کر دیا بیہوش تیری عشق نی مجکو
نہ اب تیرا تصور ہی نہ مطلق ہی خیال اپنا

شکھا کر کیا مجھی جلدی کیا مثل ہلال اسنی
سیہ عارض نی دو ہی دن مین دکھلایا کمال اپنا

جوان مجہ پیر کو جو جانتا ہی طفل نادان ہی
فقط عصیان کی باعث سپید ہی بال بال اپنا

گیا ہی آنی کا اقرار اوسی سوچ کیا نکلی
قیامت تک ہوا افسوس ناہی محال اپنا

یہہ دنیا بیوفا ہی کب جوانمرد اسکو چاہین گی
عبث بن بن کی دکھلاتی ہی یہی بن زال اپنا

گری سی خورشید تابان آسمان سی خاک پر کب
جلال اکدن اگر دکھلا دی وہ صاحب جمال اپنا

گلی کو رکھدیا مقتل مین جاکر تیغِ قاتل پر
مبارک ہو ہوا آخر یہہ قصہ انفصال اپنا

نکل آیا ہی مل کر اشک کی قطرہ مین لختِ دل
لب و دندان کی الفت مین ہوا ذرہ ہی وہ ہلال اپنا

آنکہو نظر آتی نہین اور اشک جاری ہین
ہماری آنکہہ مین تمنی کمر ڈالا یہہ بال اپنا

ہماری طائرِ جان نی نہ دیکھی صبحِ فرقت کی
عروجِ مہرِ تابان سی ہوا پہلی زوال اپنا

وہ آیا ہی مگر بوسہ لبونکا پاؤن مین کیونکر
زبان گویا نہین حیرت سی ہی لب پی سوال اپنا

گیا دل پاس سی تیری لیا پہر مجہی غم ہی
وہ گہر سی کونسا جسمین کہون رنج و ملال اپنا

ہوی ہین سست بوئی زلفِ جانان ہل سکین کیونکر
یہہ وہ کوچہ ہی جس سی وحشت بہولی ہین غزال اپنا

ضعیفی مین قبول اپنی دُرِ دندان گئی پہلی
سفر سی پیشتر لوٹا گیا افسوس مال اپنا

تمہاری ہجر مین سینہ ہوا ہی داغدار اپنا
شگفتہ ہو گیا فصلِ خزان مین لالہ زار اپنا

یہہ عشق ایسا نہین جسکی حرارت دور ہو دل سی
رہینگی تن مین جبتک ہم نہ اُتریگا بخار اپنا

وفاداری مین ہم ثابت قدم ہین بعدِ مردن ہی
رہیگا ای پری رو تیری کوچی مین مزار اپنا

غرورِ حسن سی کیونظر کرتا نہین ظالم
پریشان تو سنِ جانان کی پیچھی ہی غبار اپنا

ملی سب دوست دشمن ہمکو بوی اُنس سی خالی
نہ گل اپنا ہوا گلزار عالم مین نہ خار اپنا

وفاداری ہی کب ان جفا کاری کی لائق تھی
مری محبوب تونے آپ کہویا عبث یار اپنا

خزانہ دل ہی حرص چشم کا آنسو رکین کیونکر
اسی صورت سے اب جاری رہیگا آبشار اپنا

مژہ کی تیر سی یا تیغ ابرو سی مجھی مارو
کرو اس عاشق جانباز پر کوئی تو وار اپنا

زیادہ جان سی تھی ہی عزیز ای یوسف دوران
تصدق ہی جگر بہی اور دل بہی نثار اپنا

مجھی یہ ہی یقین آئینہ رو کیونکر کہون اوسکو
سکندر کو جو سمجھی ناز سی آئینہ دار اپنا

مری گشتگی زیر زمین بہی ساتھ ہی میری
پھریگا آسیا کی طرح سی سنگ مزار اپنا

اسیر دام گیسو ہون نہ آزردہ مجھے کیجو
نہ جانی دیجیو تو ہاتھ سی اپنی شکار اپنا

قبول افسوس ہی سبکی نظر سی گر گئی اب ہم
حسینون کی محبت مین گیا سارا وقار اپنا

میری الفت کا عیان کچھ کچھ اثر ہونی لگا
رفتہ رفتہ اوس سمی کی دل مین گھر ہونی لگا

مرحلی ہم دیکھکر پوشاک دہانی یار کی
غم کی شدت سی محرم مین سفر ہونی لگا

نشتر مژگان کہان پہنچا ہی سینہ چھید کر
میری آنکھون سی وان خون جگر ہونی لگا

تاجِ زر کا بوجھ اٹھاؤں خاک مین نازک دماغ
سایۂ بالِ ہما سی دردِ سر ہونی لگا

لاکھ چاہا تار اشکونکا نہ ٹوٹا ہجر مین
آستین سوکھی اگر دامان تر ہونی لگا

باغِ رضوانکی طرف اے حور اب جاتی ہین ہم
تیری کوچہ مین رقیبون کا گذر ہونی لگا

وصفِ لب لکھنی لگا تیرا جو اے شیرین دہن
میری خامہ سی خجل کیا نیشکر ہونی لگا

صبحِ فرقت کیا قریب آئی جو دل مین درد سے
رنگ فق چہرہ کا کیون مثلِ سحر ہونی لگا

لب تلک اشکونکی عوض اے عشق رلوائیگا خون
بہہ چکا دل اب روان خونِ جگر ہونی لگا

ہی قبول اپنا سفر شاید سو ملکِ عدم
دل مین پیدا آج کل عشقِ کمر ہونی لگا

عشق دلکا ٹھنڈی سانسون نی ہویدا کردیا
بوی گل کو جیسا صرصر نی رسوا کردیا

تجھین گردون نی چھپایا چاند سی چہرہ پہ نور
ماہ کو تیری رخِ انور کا ہالا کردیا

دل گرفتہ گلشنِ عالم مین تھا تصویر وار
بلبلِ تصویر کو اس گل نی گویا کردیا

سب حسینانِ جہان عاشق نظر آئی تری
یوسفون کو حسن نی تیری زلیخا کردیا

چشمِ بد دور اسقدر پر نور ہی دوستی کی آنکھ
اک نظر سی روزنکو غیرتِ ثریا کردیا

تیری سینی مین ہی لیکن ہم سی چہپتا ہی ترا
ہیچ تہا جانا فسون دلبری کیا کر دیا

دل ہوا ہی عشق کی دولت جدائی ہی اسیر
حسن کی سلطان نی اپنا جو پیدا کر دیا

گل نی چہری سی تری دعوی جو سرخی کا کیا
سیلیون سی اوسکا منہہ صرصر نی نیلا کر دیا

سب طبیبون نی ڈہونڈہا مگر اوسکا پتا پایا نہین
عشق نی اب طایر دل کو بہی عنقا کر دیا

غیر سی اپنون کو دیتی ہین بلوا یار احسن
ہجر مین یعقوب کو یوسف نی اندہا کر دیا

مہر سی وہ جن جبلی نی مجہی لکہا قبول
ذری کو خورشید او قطری کو دریا کر دیا

ساتہہ لائی جو رقیبون کو تو آنا کیا تہا
ہم کو ناحق کا یہہ احسان جتانا کیا تہا

نہ وفا ہی نہ مروت نہ محبت تجہ مین
مجہہ سی وحشی کو پہر دل کا لگانا کیا تہا

خود وہ دل سوختہ تہی عشق مین اپنی آتش گل
آشیان بلبل شیدا کا جلانا کیا تہا

نہ تو چوکا ترا ناوک نہ ہٹا مین ہرگز
تیر تو تہا ہی پر ای ترک نشانا کیا تہا

گو دہی گو دہی اکا گلی تہی خنجر جلاد
خون بہانی مین مہندی کا بہانا کیا تہا

تیرا تی گا ستمگر کوئی کیا ایسکنا
خون اگر میرا کیا تہا تو چہپانا کیا تہا

تو رقیبون سے ملا چہوتا کیونکر نہ مجھے
بیوفا یہہ تو بتا دمی سے مجھے جانا کیا تہا

صاف زلفونکو کیا دل کو مگر الجھایا
مجھہ پریشان کا دشمن تہا یہہ ستانا کیا تہا

کیا ہی تیر نگہہ ناز ترا سینے پر
جان لینا تھا صنم آنکھہ ملانا کیا تہا

دل کی لینی پہ بہی تونی نہ دیا چین کبھی
بیوفا جان بہی ہم دیتی تو پانا کیا تہا

تیر احسان ہوا گو ہوی محنت ہمکو
تجھسی و بنا تہا تری پاؤن دبانا کیا تہا

صید ہونیکو ہم ای ترک بہت چلائی
تیر تو مار تاک کو یہہ نشانا کیا تہا

اٹھہ گیا حیف وہ شرما کی مری رونی پر
روبرو اوسکی مجھی اشک بہانا کیا تہا

لال جوڑی نی سوا آتش دل بھڑکائی
مین تو جلتا تھا مجھی اور جلانا کیا تہا

مرض عشق بہی جاتا ہی بجز شربت وصل
ای طبیبو مجھے تبرید پلانا کیا تہا

غمکی مہمانی مین یا اشک تہی یا لخت جگر
پانی کہاری تہا مری گہر مین تو کہانا کیا تہا

بیوفائی ہی سے تیری کوچ کیا دنیا سے
بیٹھی بیٹھلائی صنم در سے اٹہانا کیا تہا

لب شیرین سی مجھی میٹھی کہی تلخ سخن
شہد مین میری لیی زہر ملانا کیا تہا

سامنی محفل مین مجھی چہوڑ دیا یا تمنے
بیٹھہ جاتا کہین مین آنکہہ چرانا کیا تہا

تیغ ابرو سی اگر قتل ہی کرنا تھا مجھی
جنبش لب سی پہر ی جان جلانا کیا تھا

اوسکو الفت ہی جو ہی آگ تمہاری نہ بجھی
ای رقیبو مری جانب سی لگانا کیا تھا

مجھ بغیر اوسکو نہین چین نہ تھا ایک گھڑی
ہای کیسی تھی وہ دن اودھ ہ زنا کیا تھا

سنتی ہی ہجر کی صدمون سی گئی جان مقبول
ایک نادان سی کیا عشق و دانا کیا تھا

مجھ پاس ترا چاہنی والا نہین رہتا
دل سینی مین ہر چند سنبھالا نہین رہتا

سلک دُرِ دندان کا صفائی سی ہی عکس
یہہ موتیونکا سینی پہ مالا نہین رہتا

شاید کہ پھنسی طائر تیر نگہہ یار
ہی جال مری آنکھون مین جالا نہین رہتا

کانٹونکا پڑا دشت نوردی مین ہی احسان
کوئی بھی مری پانومین چھالا نہین رہتا

تو کیجیو پاس اسکا یہہ آتا ہی تری پاس
مینی دل نالان کو سنبھالا نہین رہتا

مین داغ دل اپنی جو دکھا دیتا ہون اکثر
تو شرم سی گلزار مین لالا نہین رہتا

زیور کو بھی الفت مین تری رشک ہی ایسا
بجلی جو پڑی کان مین بالا نہین رہتا

مین جو بھی پاتا نہین اسکو لب دل سی
سینی مین کوئی دم تر ا بہالا نہین رہتا

جب اپنا لہو مین اسی پلواتا ہون قاتل / تلوار کی لب پر کوئی چھالا نہین رہتا

ہوتا ہی نظارہ قدِ جانان کا مُیسّر / اب سینی مین یہہ دل تہہ وبالا نہین رہتا

پہلو سی ترے پاس گیا دل نہ اُٹھا غم / اندوہ مین آغوش کا پالا نہین رہتا

دشمن ہون فتول اُسکا محبت نہین جسکو / بیداغ مِری باغ مین لالا نہین رہتا

جسنی اسجان تجھی ایک نظر دیکھ لیا / ٹکڑی شمشیرِ محبت سی جگر دیکھ لیا

شب فرقت نی کیا تنگ جو مجھہ مجنون کو / دستِ وحشت مین گریبان سحر دیکھ لیا

گھر مِری آئی ہو تم دوڑکی بیتابی سی / ابتو تمنی مِری نالون کا اثر دیکھ لیا

دوست دشمن ہمین دونون نظر آئی یکسان / فائدہ کچھہ نہوا اسسی ضرر دیکھ لیا

بال بال اپنا گنہگار ہی جو چاہی وہ کر / ابتو آنکھون سی ترا موی کمر دیکھ لیا

ہی شب وصل نہ غُل کیجیو مرغانِ چمن / جان مین دونگا جو سامانِ سحر دیکھ لیا

روز و شب میری ہی دل مین جو ہوا کرتا ہی / تو لی آئی ور فقط ایک یہہ گھر دیکھ لیا

بجز گُل باغِ الفت مین نہوا کچھہ حاصل / خوب اس نخلِ محبت کا ثمر دیکھ لیا

غرق ہوتا ہی جہان مفت کر اب چشم اپنی — تیرا طوفان لبِ اہی دیدۂ تر دیکھہ لیا

عشق اوس چاند سی صورت کا چہپی کا نہ قبول
ساری دنیا نی ترا داغ جگر دیکھہ لیا

عشق مین جب سی جنون دیکھہ تو جانان میرا — پہونچا دامان تلک چاک گریبان میرا
دل کی الفت مین پہنسا ہون نہین چہٹتا آکم — دشت مین بہی ہی ہمراہ ہی زندان میرا
منہہ دکہاتی ہی کبہی محو مری داغ جگر — کر دیا یار نی برباد گلستان میرا
ہڈیان پہنکنی لگین دل نی جو آہین کہنچین — جل گیا شیر کی نعرون سی نیستان میرا
ایک شب ساتہہ نہ سویا کہ نکلتی حسرت — داغِ دل کہو نہ سکا وہ مہِ تابان میرا
حسرتین سیکڑون مقتول ہوی ہین لیکن — خوب آباد ہوا گنجِ شہیدان میرا
غیر گل خار یہان ایک نہین ای مجنون — کیون نہ کہٹکی تری آنکہون مین بیابان میرا
میری آنکہون پہ رکہو کہین ہم صباح — سیر کرلی نہ مٹا نا چمنستان میرا
یار آغوش مین آیا تو نہین شک ہوا — ساتہہ اب چہوڑ گئی حسرت وحرمان میرا
بعد مردن تن محرور ہی یہہ لقمۂ گرم — دہنِ گور بہی ہوتا نہین خواہان میرا

تیرہ بختی تو مری دیکھہ کہ ای جانِ جہان
قید خانہ ہی تری زلفِ پریشان میرا

کوئی سودائی زمانی مین نہین مجھسا ضعیف
روزنِ مور سی ہی تنگ بیابان میرا

زخم کاری مری تن پر لبِ خندان ہو جائین
ہنسنکی دیکھی جو بھی وہ گلِ خندان میرا

قتل کرنی کا اجورہ وہ طلب کرتا ہی
حشر کو پکڑا ہی قاتل نی گریبان میرا

ہجر کی صدمون سی جو عمر کی یہہ بہنی کو ہی
دل کوئی دم کا ہی اس سینی مین مہمان میرا

نہین معلوم کہ مین کون سی ملت مین ہون
منہہ نہین دیکھتی ہین گبر و مسلمان میرا

اونکی نالی مری شعرون سی جو ہی ناموزون
سامنا کر نہ سکی مرغِ خوش الحان میرا

سبزی نی دل کو نکالا ہی ذقن پر آکر
خضر نی چھین لیا چشمۂ حیوان میرا

دفترِ تن پہ مری مہر ہوئی داغون کی
ملکِ سودا مین ولی کیون نہ ہو فرمان میرا

اپنی میدانِ جنون کی اسی دکھلا دون سیر
دی سکی ساتھہ اگر گنبدِ گردان میرا

او سنی اتنا کہا سنکہ خبرِ مرگِ مقتول
اُٹھہ گیا آج صد افسوس غزلخوان میرا

فراقِ یار مین تا حشر مین جیا تو کیا
خضر کی طرح سی آبِ بقا پیا تو کیا

کہاں کا نشہ مرا حلق بھی نہ تر ہوگا | جو ایک جام ترے ہاتھ سے پیا تو کیا
یقین لکھو ہی اک روز خاک ہونگے ہم | بنائی ہمنے جو دو روز کیمیا تو کیا
نہ چھوڑیو کبھی تو ڈر کی ای دل نادان | جو ایک بوسہ لب یار کا لیا تو کیا
جگر کا چاک بدستور رہگیا ناصح | جو تونے آکی گریبان مرا سیا تو کیا
ہزاروں ملک اجاڑے ہیں ای فلک تونے | ہمارے دل کو بھی ویران کردیا تو کیا
جو دل کے چاک کو تم سیتے تو نہ مرتا مین | لحد پہ چاک گریبان آگیا تو کیا
فلک ملا کہین اوس گل سے باغ عالم مین | جو اوسکے بدلے مجھے داغ دل دیا تو کیا

قبول فکر عبث ہے زوال ہے درپیش
کمال شعر کا حاصل اگر کیا تو کیا

جال پھیلایا ہے اوس زلف دوتائی اپنا | سر اوٹھایا ہے یہان آہ رسائی اپنا
عدل کا روز ہے خورشید قریب آیا ہے | قبر سے ہم بھی اوٹھین داغ دکھائی اپنا
تیغ ابرو تو کھنچی کھینچی پلک ہے سیدھی | چشم خونریز سے نیزہ کوئی تانی اپنا
بیوفائی نہ کی ترک رفاقت اوسکے | ساتھ چھوڑا نہ کسی وقت وفائی اپنا

نہ تو موت آتی ہی ایجان نہ تو آتا ہے
منہہ چھپایا تری صورت سے قضا نے اپنا

دل نہین کہنے مین قابو مین ہو دلبر کیونکر
غیر کیا مانے کہ جب دل ہی نہ مانے اپنا

ناز آمد ہی مین جان اپنی فدا کی ہمنے
آئی ہو کسکو تم انداز دکھانے اپنا

درد دل دور ہو واسطی کہایا ہنا زہر
نہ دکھایا اثر اس اپنی دوا نے اپنا

رخ تری سمت سے اوس ترک کا ایدل ہٹ نہ چوک
منہہ سوی تیر کر اب جلد نشانے اپنا

نہ جگہ اوس سی چھپایا نہ دل اپنا ہمنے
دی دیا مال سب اوس شہ کو گدانے اپنا

دی ہی مجھی تلخیی دشنام سی اوس نے لب شفا
کھو دیا درد دل اس نے ہر جفانے اپنا

یا تو خون ہیچ کی ہی یا اسی لیجائی وہ شوخ
دل کسی شکل سی لگجائی ٹھکانے اپنا

عشق سی میری ہوا نور رخ اوسکا افزون
دی دیا داغ مجھی ماہ لقانے اپنا

تیغ کھینچی ہوی ہی سیل کی صورت ہی دوان
شاید آتا ہی وہ گل خون بہانے اپنا

سجدی کر کر کی تھکا کعبی مین پر وہ نملا
دیر مین جاتا ہون اب داغ مٹانے اپنا

بیزبان ہم ہین اوسی حسن کا اپنی ہی غرور
ہای کسطور سی پھر درد وہ جانے اپنا

وصل اوس بت سے ہو اشکر بجالاؤ قبول

بعد مدت کے کیا فضل خدائی اپنا

تیری کوچی مین نہ غیرونکو سنبھلتے دیکھا
آنکھہ جب ہمنے ملائی او نہین ٹلتی دیکھا

سب کا دل ہے تہی آغوش کی حسرت مین لہو
طفل کو شیر کی جا خون اُگلتی دیکھا

عشق ہی دست حنائی کا یہ ہی عالم کو
جسکو دیکھا کف افسوس ہی ملتی دیکھا

میری آغوش سی ای جان گیا تو افسوس
روح کو تن سی نہ کیون مینی نکلتی دیکھا

صبح تک جان فنا کی مری دل سوزی مین
رات بہر دل جو مرا شمع نی جلتی دیکھا

ہو گیا نقش قدم ایک قدم چل نہ سکا
وو قدم ناز سی جسنی تجھی چلتی دیکھا

ٹوٹتے عشق یہہ ہی فصد جو فصاد نی لی
لہو ہاتہون ہی مری رگ سی اُچہلتی دیکھا

مین ہون دل خستہ وہ گل نہ ملی گا صحبکو
شمع کی نخل کو کب پہولتی پہلتی دیکھا

ہمسی اک پل مین پہر اجنبی تعجب ای ہو چشم
کبھی طوطی کو نہ یون آنکھہ بدلتی دیکھا

جس طرح شمع بہی عشق مین تیری جل کر
دل کو بہی ہمنی اوس طرح پگہلتی دیکھا

ای سمندر ہمین جون سی ڈراتا ہی کیا
ہمنی ان آنکھون سی طوفان اُبلتی دیکھا

شعلہ رو نہ خم تیری عشق کا اچہا نہ ہوا
کبھی جلتی ہوی پایا کبھی گلتی دیکھا

مرض عشق زیادہ ہی ہوا روز بروز — دل ناداں نہ کسی طرح سنبھلتی دیکھا

دم آخر بھی نہ سر اوکی رکھا زانو پر — تو نی منکا مری گردن کا نہ ڈھلتی دیکھا

کیونکہ گر جائین حسینوں کی نظر سی ہم بھی — حسن پر ہمنی بہت دل کو پھسلتی دیکھا

باغ بھی ہی وحشت سے دیا ہی یہہ پتہ جہان آیا — تیری کوچی کی سوا دل نہ بہلتی دیکھا

کیا کسی افعی گیسو کی محبت ہے قبول
خوب ہے آج بھی زہر اُگلتی دیکھا

یہہ عشق آخر کو کام آگیا حسینوں کا — لحد مین شمع بنا داغ مہ جبینوں کا

کریں نہ ہی لب رنگین سی سامنا کیونکر — کہ خون خشک ہی یاقوت کی نگینوں کا

ہزار دن سال تری ہجر مین گئی ای ماہ — شمار وصل کی شب ہے عبث مہینوں کا

طلب ہی اوسکی تو پہلی ملوں رقیبوں سے — بجبر دوست بنوں اوسکی ہم نشینوں کا

پرائی دل کو دُکہا کر گناہ کرتی ہین — سیاہ قلب نہ کیونکر ہو نکتہ چینوں کا

گیا بلند انہین ایسا ہی فکر نی میری — فلک زمین ہی اشعار کی زمینوں کا

وہان وہ دل سی لٹاتا ہون سکہ مضمون — سخی ہون کھولا ہی منہ مینی ان خزینوں کا

وصال مین بھی نہ سوجھا مجھی وہ غیرت مہر
فراق لیگیا سب نور دوربینوں کا

خط اوسکا اٹھی گیا عاشقوں کی کچھ نہ چلی
بہت محال ہی جو خط مٹی جبینوں کا

ابھی تو وکلی لیی روسی دلربا کو کبھی
غرض نہ ورد گیا عاشقوں کی سینوں کا

ہوا مرا یہہ گھڑی بہر کی ہجر مین عالم
کہ جس طرح کوئی بیمار ہو مہینوں کا

مری نصیب وہ گیا دیکھتی کہ خود ہی پہنی
نہ گیسوؤں سی چلا زور شانہ بینوں کا

بہایا دست حنائی نی خون دل میرا
اڑیگا سینوں کو شوق عشق آستینوں کا

ملمع لوگ ہین جو حرف حق مٹاتی ہین
سیاہ منہہ ہو کیوں ایسی نکتہ چینوں کا

کیا ہی عشق نی ایسا ہی مجکو نازک دل
کہ ناز اٹھہ نہین سکتا ہی نازنینوں کا

کمی نہین ہی مضمون کی کس سی تنگ کرون
حسد یہان نہین یہہ کام ہی کمینوں کا

زمین شور سی کیا نکلی سنبل مضمون
قبول چھوڑ خیال ایسی زمینوں کا

چمن مین جا کی تری یاد رخ سی تنگ آیا
نظر ہر اک گل احمر سیاہ رنگ آیا

جو بیٹھا سایۂ گلبن مین تیرا دیوانا
گرا جو سر پہ کوئی گل تو سمجھا سنگ آیا

خدا بچای تو نہ بچ جاؤن تیغ ابرو سے | کہ مجھ سی آنکھہ لڑالی وہ خانہ جنگ آیا
نظر مین سبزہ بیگانہ ہو گئی سب گل | نظر جو باغ مین مجھکو وہ سبزہ رنگ آیا
بڑہائی مینی جو تقریر اوسی کیا گویا | دہن سخن سی جو ثابت ہوا تو تنگ آیا
لٹینگی قدسی تمہی سحرِ حسن سے شرمگہ | چمن مین پشت پر آرہ دہری نہنگ آیا
تمہاری چہرہ روشن پہ چہائیان کب ہین | پڑی یہہ عکس کہ اس آئینہ پہ زنگ آیا
ہوا یہہ حسنِ صبیحِ شہِ بتان کا شور | کہ آپ بہرِ تماشا شہِ فرنگ آیا
تمہارا تیرِ نگہہ یون پڑا ہی سینی پر | کہ جیسی تو دی پر زور سی خدنگ آیا
فروغ حسن لی پریون کی پر جلائی ہین | گرا لگن مین اگر شمع پہ پتنگ آیا
قریب چہرہ جانان جو آئینہ پہونچا | تو مین یہہ سمجہا مری آئینی پہ زنگ آیا
بڑہا کلام جو مردون کی زندہ کرتی ہین | مری مسیح سی آخر مسیح تنگ آیا

قبول شعر کی سننی کو گوش گل ہوئی وا
ہزار شکر مجہی شاعری کا رنگ آیا

تیغ نگہہ سی بخت ہمارا پلٹ گیا | جالی کی بدلی تار نظر اور کٹ گیا

اوس گل کا رُخ جو دیکھا تو گل زرد ہو گیا
سرو چمن ہر اک قد موزون سی کٹ گیا

تلوار مڑ گئی جو لہو چاٹ کر مرا
دل تیری تیغ تیز سی قاتل اُچٹ گیا

آنکھون سی خون بہتا ہی اب ہجر یار مین
رونا جو بڑھ گیا تو لہو تن سی گھٹ گیا

چاہ ذقن وہین کی طرح سی ہوا ہی گم
دل اسقدر گری کہ یہہ آخر کو پھٹ گیا

پھیرا جو اوس پری کو تو بولا وہ ناز سی
تو کیون بلا کی طرح سی مجھکو چمٹ گیا

موئی میان یار نی اندھا کیا ہی جسے
تار نگاہ اوسکے کمر مین لپٹ گیا

دل لیگیا وہ غمزی مرا اٹھا لیا جگر
جو کچھ کہ مال پاس مری تھا وہ بٹ گیا

اک بات جسمی یار کی اک رقیب سی
دل جس طرح بڑھا تھا اوسی طرح گھٹ گیا

اب کیون نہ ہمکو نقطۂ شک کا یقین ہو
مِسّی سی اور بہی دہن اوس کا سمٹ گیا

مین لی چکا تھا یار سی عہد وصال کا
اقرار مجھہ سی کرتی ہی فورًا پلٹ گیا

عید آئی جب تو چاہا کہ اوسکی گلی لگون
آگی جو مین بڑہا تو وہ پیچھی کو ہٹ گیا

ناصح مین اوسکی یاد نہ بہولونگا حشر تک
پر مجھکو کیا ملا جو مرا دہیان بٹ گیا

مین ہجر یار مین جو گیا سیر باغ کو
ہر نخل آہ گرم سی جل جل کی چھٹ گیا

وہ بولا دور سی جو ہین دیکھا فتول کو
کہہ اندنون یہہ زلف کی الفت مین لگ گیا

مُو بمُو ایسا سیہ کار ای پری رُو ہو گیا
نامۂ اعمال میرا تیرا گیسو ہو گیا

تندی می سی کسی مین ہضم کی طاقت نہین
ڈاک مجکو لگ گئی شیشی کو اُچھو ہو گیا

تیری کوچی کا خس و خاشاک زینت بخش ہی
ہم جو تڑپی رخت عریانی پر اُگّو گیا

عاشقِ چشمِ صنم جانا جو صحرا مین مجھے
خونِ دل پینی کو مجھ پر شیر آہو ہو گیا

جب سی دل تجکو دیا ای جان بی قابو ہوئے
چھوڑ دینگی دل کو ہم دل پر جو قابو ہو گیا

جابجا جب مضمون تیری ہمنشینی کا لکھون
شعر کا ایک ایک رکن ایک ایک پہلو ہو گیا

عین وقت مین قدِ دلجو ترا آیا جو یاد
نالہ موزون مراسر و لبِ جو ہو گیا

جبسی عشق اوس آنکھ کا ہی نیند آتی ہی نہین
رفتہ رفتہ کر کی وحشت خواب آہو ہو گیا

ناز سی وہ غنچہ لب لایا جو اپنی لب تلک
ساغرِ گل سی بادہ جام خوشبو ہو گیا

باغ مین سیّار اوس گلگون قبا کو دیکھکر
گل ہر اک جامی سی باہر صورتِ بو ہو گیا

عشق دندان نی رُلا کر اسقدر لاغر کیا
برجِ گوہر میری محبوب کی آنسو ہو گیا

یاتو دل آتا ہی یا دلدار کرتا ہی کرم
خود بخود کچھہ آج میرا گرم پہلو ہوگیا

لاکھہ دل ہمنی دیی تیری کلام طعن پر
ای پری ہر حرف پہلو دار پہلو ہوگیا

دل گیا آخر تری پاس ای پری چھوڑ آ مجھی
چار سو رسوائی جس سی تہی وہ یکسو ہوگیا

عین وقت مین نظر انصاف سی دونون پہ کے
در تیری دندان کی آگی صاف آنسو ہوگیا

عکس وہی صاف عارض ہی ہر اک محبوب کی
روبرو تو ہوگیا جسکی وہ خوشرو ہوگیا

خنجر تک مذبوح تیرا کیون سماری ہاتھہ پاؤن
ذبح کرنی سی ترا اشل حیف بازو ہوگیا

عشق تہا قاتل جو تیری تیغ جوہر دار کا
قتل ہوتی ہی مرغ روح جگنو ہوگیا

رات سی زلف سیاہ تیر مین کچھہ کم نہین
پہول جو چوٹی مین گوندہا وہ سی شب بو ہوگیا

سوچ می شمشیر جچہ محروم قسمت کو ہوی
ساغر خالی لہو سی میرے پہلو ہوگیا

اوسکے بازو پر جو رکہا سر تو دردسر گیا
مجھکو خود تعویذ درد سر وہ بازو ہوگیا

سو تہا او سیر تیر کہی تیری نظر جس پر پڑے
تیرا ہر مین پر یہ وعین جادو ہوگیا

حسن کی نشہ مین غنچہ بیخود ہی پوچھی یار گیا
ای مقبول اتنا بتا دیوانہ کیون تو ہوگیا

مریض ہجر کی تب کی دوا ہوی تو کیا
کبھی وصال نہو گا شفا ہوی تو کیا

خزان ہمیشہ ہی جامی سی گل نہ باہر ہون
اگر بہار کی دو دن ہوا ہوی تو کیا

نہ کچھہ جواب ملیگا نہ تو پہری گی ادہر
جو بھیجی نامہ بری ای صبا ہوی تو کیا

لحد مین جان سی ملنی کو جسم تڑپی گا
جو روح قید بدن سی رہا ہوی تو کیا

ادای یار نظر آئی تھا یہہ فرض العین
اگر نماز ہماری قضا ہوی تو کیا

ندیکھا گل نی مری آنکھہ اُٹھا کی محفل مین
جو شمع جل کی سحر تک فنا ہوی تو کیا

دل بشر سی کسی طرح کم نہو گی حرص
اگر جہان کی حشمت سوا ہوی تو کیا

جو التفات ہی جہہ پر وہی رقیب پہ ہی
پھر ایسی رسمین جو جھو وفا ہوی تو کیا

ہُوا نہ سامنی جس شکل مین وہ آئینہ رو
پھر آنکھہ وا ہوی تو کیا نہ وا ہوی تو کیا

نیاز مند ہون مٹا ہون ناز دیکھہ تو لون
قضا کی بعد تمہاری ادا ہوی تو کیا

اور کو ستی دل مین میرا دہیان نہین
پھر ای صنم تری محفل مین جا ہوی تو کیا

جو دل مین داغ تھی اون مین پڑ گئی ناسور
محبت اوسکی جو مجھکو سوا ہوی تو کیا

جو چاہی تھی نہ مین دل قاتل ایک سا ہی نگ
برا ہوا ہوا تو کیا حنا ہوی تو کیا

یہہ حال غم سی مرا ہی کہ خود وہ کہتا ہے
اب اس مریض کی اوپر جفا ہوی تو کیا

وہی عدو ہی تو شکوہ کسی سی مجکو کیا
جو مجھہ مریض کی دشمن قضا ہوی تو کیا

چھپائی چہرہ ہمین سی دکھائی غیرون کو
ہماری یار مین ایسی حیا ہوی تو کیا

دل اوس سی صاف کیا تو بہی منہہ نہ دکھلایا
اس آئینی مین ہماری جلا ہوئی تو کیا

وصال بہی نہوا تہا ہوا جو شادی مرگ
جو دور ہجر پری کی بلا ہوئی تو کیا

قبول عارض جانان پہ دسترس نہ ہوا
جو میری ہاتہہ مین زلف رسا ہوئی تو کیا

چشم امید سی جسدم سوی یزدان دیکھا
ہمنی سلطان و گدا دونونکو یکسان دیکھا

بی نقاب آج تمہارا رخ تابان دیکھا
غش ہوا طور کی شعلی کو جو عریان دیکھا

شق زمین ہوگئی مردی نکل آئی جی کر
اوسنی جسدم طرف گور غریبان دیکھا

جتنی تھی اشک کی قطری وہ بنی عکس سی دُر
سینی حسرت سی جو دُر کو سوی دندان دیکھا

کون گریان نہین فرقت مین تری ای گلرو
گل کو بہی ہمنی نہ گلزار مین خندان دیکھا

عشق دندان مین تری سبکو ہوئی ہی حسرت
جسکو دیکھا اوسی انگشت بدندان دیکھا

رہگیا تارِ نظر بنکی تری زلف کا تار
کور ہو نیکو سو زلفِ پریشان دیکھا

جام ساقی نہین دیتا یہ نیا دیکھا دَور
بزم حیران ہی مطرب کو بہی نالان دیکھا

نخل سو واکو دیا سنگ لگاکر پانی
تیغ کی طرح سی حسن کو بہی عریان دیکھا

کُشتہ جو ہو کی تری گوہرِ دندان کا گرا
خاک پر حشر تلک پہر وہی غلطان دیکھا

صبر نی دیتی امید کو جب کور کیا
روزنِ سوزن مین سبب ملکِ سلیمان دیکھا

جامہ سی یہ تری جیبسی ہوا جکو جنون
نہ تو دامن نظر آیا نہ گریبان دیکھا

یار سی بگڑی جو ہم جان سی ہو بیٹھی ہاتہ
جنگ قاتل سی جو کی گنجِ شہیدان دیکھا

اُٹھہ گیا پاس سی وہ جانِ جہان جبکہ قبول
روح کو تن مین کبھی آن کا مہمان دیکھا

شمع رو کی آگی پروانہ فقط کیا جل گیا
حسن کی گرمی سی جو نزدیک آیا جل گیا

کسکی تم عاشق ہوئی آتش لگی کیا ہوئی
پان کا کہانا گیا مسّی کنی کا جل گیا

حسن کی سوزش تو دیکہو اس سمت میری گرم آہ
بیچ مین حائل جو تہا آخر وہ پردا جل گیا

عکسِ رخ سی حباب جو بہبہولا بن گیا
اف رے گرمی اوسی منہہ ہو تو دریا جل گیا

ابتدا کا ور آخر کو دیکھا ہی فروغ
معجزہ ہاتھ آ گیا گو دستِ موسیٰ جل گیا

وہ سراپا شعلہ ہی کس شمع کا حیران ہون
پیرہن بالِ سمندر کا جو پہنا جل گیا

روشنی طبع میری ہو گئی مجھکو بلا
مثلِ ققنس آگ مین اپنی سراپا جل گیا

شمع روشن شعلۂ تصویر سی ہی متصل
مو قلم سی صورتِ قندیل خاکا جل گیا

دیکھنا غواصی اوسکے شعلۂ رخسار کی
پشتِ آئینہ کی قلعی اور پارا جل گیا

اخگرِ سوزندہ گل ہی وقتِ تبسم سی بنے
تہسی گل اور پہول سی اپنی قبا جل گیا

بی وجودِ محض تک جل جل گئی اللہ سی نور
تیرا سایہ کیا نظر آئی کہ سایا جل گیا

لب سی ملتی نہین وصفِ لبِ دلچسپ مین
آتشِ یاقوت سی ہر ہونٹ گویا جل گیا

اُٹھی سودا سی تہا ہر آبلہ رشکِ چراغ
نکلا مین آتش قدم جس سمت صحرا جل گیا

فکرِ سعد و نحس سی چہوٹا الٰہی شکر ہی
آہ کی گرمی سی طالع کا ستارا جل گیا

منہہ کہانی لاش کو آیا جو وہ ہندو پسر
روہی آتش رنگ کی پرتو سی مُردا جل گیا

جوشِ سودائی لہو ایسا مرا کہولا دیا
شمع سان فصاد کا نشتر بہی سارا جل گیا

سینی سلگایا فتیلہ آہ کا بہڑکا رقیب
اوس سی ہی پگڑی کی اوپر تہا جو سایا جل گیا

خاک آخر ہو گیا اپنا دل سوزان قبول
گر میان ایسی بتان نی کین کہ کعبا جل گیا

بتون کی حسن کا دور اکبھی تمام نہ ہوگا
یہہ قصہ عشق کا تا حشر اختتام نہ ہوگا

یہہ وعظ و پند فقط مومنونکو چاہیی واعظ
شراب رند کو پینا کبھی حرام نہ ہوگا

الٰہی عیب ہین قامت صد حسن کی کہین آجاےی
زبان کو ہوگی جو لکنت ادا پیام نہ ہوگا

جو بوسہ لونگا تو پہر حل نہوگا وصل کا مطلب
دہن ہی سی ملی گا تو کچہہ کلام نہ ہوگا

لب اپنی خشک رکہینگی مدام آہ شرربار
ہر ایک آنکہہ کا اشکون سی خالی جام نہ ہوگا

سحر کو چلنا ہی زاد سفر مگر نہین افسوس
سرا ہی دہر مین تا حشر کچہہ قیام نہ ہوگا

خیال رخ کا نہ اب ہی نہ زلف کا ہی تصور
تری گلی مین گذر اپنا صبح و شام نہ ہوگا

تمام ہوگی جو سب عمر لکہتی لکہتی ہمارے
یقین ہی کہ خط شوق یہہ تمام نہ ہوگا

قلم نہ لفظونکو کرواؤ تا کہ صید ہون عاشق
شکار کہیلو گی کس طرح تم جو دام نہ ہوگا

نکوئی کرلی کہ شہرہ رہی جہان مین سبو
نشان ہی آگی چلی گا تو اس سی نام نہ ہوگا

کہان قبول کہان طوف کعبہ ایسے بت سا

ابہی تو کو لسنا بندی پر اتمام نہ ہوگا

اپنی گل کی لئی گلشن مین جو نالا کہینچا
مینی سینی سی دل بلبل شیدا کہینچا

صفحۂ دل پہ جو اوس ماہ کا نقشا کہینچا
زلف جب کہینچ چکا زلف نی ہالا کہینچا

کبہی گوشی مین نہ آیا وہ کمان ابرو حیف
مینی تنہائی مین گو بیٹہکی چلّا کہینچا

بی حجاب آیا مری گہر جو وہ مدت کی بعد
حیرت عشق نی آگی وہین پردا کہینچا

بی تکلف رخ جانان کا کیا سامنا کیون
تو نی خمیازہ بہی کچہہ ای گل رعنا کہینچا

وای تقدیر پشانی کا جو چہلّا پہنا
ناتوانی نی مری دوش سی شانا کہینچا

رسن زلف مین باندہی مجہی وہ ہرجائی
پہرن ساتہہ اوس بت بی پیر کی کہینچا

گو کہ بیہوش تہا مجنون مگر اللہ ری جذب
اپنی صحرا کی طرف ناقۂ لیلا کہینچا

عین فرقت مین تصوّر تری تصویر کا ہی
نظر پیری مجہی بہر تماشا کہینچا

چہلیان ہوگئین ہو دل صدمۂ تنگی ہوی جا
نعرۂ آہ جو مینی لب دریا کہینچا

بادشاہون سی فقیرون نی بہی مطلب نہ رکہا
پاؤن پہیلای وہ جب دست تمنا کہینچا

چار ہی گہونٹ تو ہمنی خم می خالی کیی
منت شیشہ نہ احسان سبو کا کہینچا

تازیانہ تری چوٹی نے جگر پر مارا
دل پہ موباف کی چینپانی ہی اثر کھینچا

کھنچ گیا امی سی سیف تری امن کی طرف
کھینچکر شکل جو ہین دستِ زلیخا کھینچا

دل ہی وحدت محبوبِ حقیقی یہ یہہ بات
اپنی جانب جسی کھینچا اوسی تنہا کھینچا

ہر بنِ مو نی کیا طعن سی سب جسم فگار
ایک بھی مینی اگر خارِ کفِ پا کھینچا

دردِ دل خوب ہی منتِ کشِ درماں سی
تا دمِ مرگ نہ احسانِ مسیحا کھینچا

میکدسین جو قبول آج گیا مدت بعد
خم تو اک سمتِ مئی ناب کا دریا کھینچا

مرضِ غم سی افاقہ مجھے اکدم نہ ہوا
روح کم ہو گئی پر دردِ جگر کم نہ ہوا

کسکو آفاق مین فانی کا مری غم نہ ہوا
کونسا گھر تھا کہ جو خانۂ ماتم نہ ہوا

بار ور فضل سی جو ہی وہی جھکتا ہی بشر
سروِ آزاد کی مانند ہی جو خم نہ ہوا

گری محتاج اوسی پہ ہی فقرا کی کثرت
رہ گئی شرم جو اِس دور مین حاتم نہ ہوا

کس مہینے مین مجھی گریہ و زاری موقوف
کونسا ماہ مجھی ماہِ محرم نہ ہوا

مینی تنہائی مین جی جان تڑپ کر اپنی
شکر ہی کوئی مری عشق سی محرم نہ ہوا

ہوں وہ مجنوں نہ ہوا ساتھ بجز سایہ کوئی
ہوں وہ محزوں کہ بجز غم کوئی ہمدم نہ ہوا

فرقتِ یار میں جب بادہ کشی میں کی
اُولٹا جام مئے ناب تھا جو سم نہ ہوا

قوّتِ جاذبہ کر دیتی ہم آغوش مجھے
یار خورشید ہی افسوس میں شبنم نہ ہوا

حلق پر میرے چھری کھینچتی ہی ہے بے ہنر تو
جرم ثابت مگر اے فتنۂ عالم نہ ہوا

کس جگر سوختہ کی جی سے نہ تسکین ہوئے
اُولٹا زخم تھا جس زخم کا مرہم نہ ہوا

ایک اک جام میں ایک ایک نئی کی سیر جہان
کون میخوار تھا میخانے میں جو جم نہ ہوا

کم ہوئی قدر مری خلق میں ذلت کھینچی
حسنِ صبا کا مری عشق سی کچھ کم نہ ہوا

بسکہ جلنا مری تقدیر میں لکھا تھا قبول
کوکبِ بخت بجز نیّرِ اعظم نہ ہوا

موت کیونکر آئی دشمن گو کہ جانا نا ہوا
خونِ دل پیا ہوا لختِ جگر کھانا ہوا

پڑ گیا تیری لبِ عارض کا جو دونو پہ عکس
بن گیا ساقی مسیحا مہر پیمانا ہوا

واہ کیا طالع کی پستی ہی کہ جب بعد پا گیا
لقمۂ قارون مری تقدیر کا دانا ہوا

سلطنت کو لات مار بادیہ پیما ہوئی
گنج جب کھویا تو حاصل ہمکو ویرانا ہوا

دیکھکر موسا کفِ پر نور کو غش کر گئے
سامری کو آنکھہ دکھلائی وہ دیوانا ہوا

آگئی بل کرتی ہتی گیسو ہی فقط محبوب کے
سبزۂ رخسار بھی اب ہمسی بیگانا ہوا

کیا ملا چورنگ کرنی مین تجھی اے نازنین
بی کلی میری گئی بیکل ترا شانا ہوا

نقدِ جان قیمت ہے بوسی کی اگر راضی ہوئی
لیجئی ہو دل جو تم میرا یہہ بیعانا ہوا

وصفِ عارض مین مثالِ شمع جب مصرع ڈہلا
مہر فانوسِ فلک سے آکی پروانا ہوا

طائرِ معنی پہرے ہی مصرعِ روشن کی گرد
جب جلایا شمع کو موجود پروانا ہوا

اب تو فرصت خوابِ غفلت سی کبھی ملتی نہین
موعظہ گویا مجھی واعظ کا افسانا ہوا

فرقتِ دلبر مین دل سی بھی ہی فرقت مجھے
وصل مین تو نسی پوچھو نگا کدھر آنا ہوا

کیا اثر ہی جب کیا زلفِ سیہ مین یار نی
عاج کا شانہ جو تہا وہ شاخ کا شانا ہوا

شیشۂ دل سی انا الحق کی آتی ہی صدا
کیون نہ چہلکی خوب ہی معمور پیمانا ہوا

گالیان دینی لگا بوسہ بہی اب دیگا ضرور
بی حجابی اُٹھہ گئی موقوف شرمانا ہوا

واعظا کیون کہینچتا ہی جانبِ مسجد مجھے
چھُٹ گیا تکلیف سی جو شخص دیوانا ہوا

دمبدم گھلتا گیا جب سے ہوا عشقِ دہن
عاقبت موئی میانِ یار سی مانا ہوا

زور کم ہوتا ہی بیشک مردم بیمار مین
تیر مژگان جو مجھی مارا وہ پرخانا ہوا

درد محرومی اسکندر سی مین مرجاونگا
چشمۂ حیوان تلک میرا اگر جانا ہوا

شہر سی صحرا مین جا بیٹھا جو وہ عالم فریب
ہو گیا ویرانہ شہر اور شہر ویرانا ہوا

اور کو تیر نگہہ سی اوسنی بسمل کر دیا
میری مرغ دل کا جب منظور پھڑکانا ہوا

نالہ شورون سی میری وجد مین سب آگئی
اہل محفل کی لیی رونا مرا گانا ہوا

مین ہی تو دا تیر مژگان کا بنونگا ای قبول
جتنی عاشق اوسکی ہین سب مین ہن پہچانا ہوا

کچھہ تڑپنی سی تری ای دل مضطر نہ ملا
یار کیسا کہ گلی سی مری خنجر نہ ملا

سر شوریدہ کی افسوس نہ حسرت نکلی
طاقت آئی مری ہاتہون مین تیغ پتہر نہ ملا

دوش کو میری ہوا ہی یہی اک بوجھہ وبال
سر ملا شکر کی جا ہی مجھی افسر نہ ملا

مثل گل چاک جگر کی تر زبانی کی ہوا
مفلسو شکر کرو تم جو تمہین زر نہ ملا

خاک ہو ہمسی ضعیفونکو ہوس بوسکی
لب ہٹا یار بس اب شیر مین شکر نہ ملا

مین ترا عاشق صادق ہون خدا واقف ہی
بوالہوس جمع ہین مجھی اون مین ستمگر نہ ملا

خونِ دل گاہ بہا یا تو کبہی لختِ جگر
چین اس عشق کی ہاتہون مجہی دم بہر نہ ملا

ہجر مین ایسا گہلا ہون جو قضا ڈہونڈہا
مثلِ موئی کمر اوسکو تنِ لاغر نہ ملا

واعظا خون مین اپنی نہ پہسونگا مین رند
پہر کہان جان جو دم بہر مجہی ساغر نہ ملا

خاک ہو جاتا ہی مالک جب رہی ملک تو کیا
لا کہہ آئینی نظر آئی سکندر نہ ملا

نہ ہو اکسیر کا جویا نہ طلب لال کی کر
خاک پتہر کی ہوس کیا نہ ملا گر نہ ملا

توڑتا شیشہ می سر سی اوسی کی جا کر
محتسب حیف ہی قاضی کا جہی گہر نہ ملا

ذبح ہر صبح ہوا کرتی ہین لاکہون دم مین
رحم کرینگا ترِی تیغ کو جوہر نہ ملا

جان بلب کوچۂ دلدار سی آتا ہی قبول
بوسۂ لعل لب یار مقدّر نہ ملا

ہمنی دیکہی دُرِ دندان تو عدن یاد آیا
لبِ رنگین نظر آئی تو یمن یاد آیا

چاہِ کنعان کو جو جہانکا تو بہت رویا مین
اپنی یوسف کا مجہی چاہِ ذقن یاد آیا

ہون وہ وحشی کہ موی پر بہی ہا مین عریان
دفن سب کر چکی مجکو تو کفن یاد آیا

آنکہین نرگس ہین تعین رخسار مین گل خط سبزا
تیری چہرہ کو جو دیکہا تو چمن یاد آیا

شمع رخ خون کسی کا ہی مگر مدِ نظر
وجہہ کیا آج جو محفل مین لگن یاد آیا

دیکھکر آئینہ رخ کو جلب بہول گیا
عنبرین زلف جو دیکھی نہ ختن یاد آیا

دہن یار کا مضمون نہ نکلا منہہ سے
شعر خوانی مین مجہی وزنِ سخن یاد آیا

یاد آئی جو کمر بہولی دہن کا مضمون
بہولی مضمون کمر ہم جو دہن یاد آیا

آہ کی تیر چلی تو وہ گردون کی طرف
مجکو اسوقت جو وہ تیر فگن یاد آیا

سحر سخن کوئی زبان سے ہی نکلا نہ قبول
باتون باتون مین جو وہ غنچہ دہن یاد آیا

کچھہ نہ نکلا منہہ سے اوسکا سامنا جب ہو گیا
محو رخ ایسا ہوا مین فوت مطلب ہو گیا

برق تابان ہو گئین سب جبین رخ پر لوے سے
جو حباب بحر تہا پرتو سے کوکب ہو گیا

واہ کیا درگاہ ہی تیری کریم کارساز
آج جسکو دور دیکھا کل مقرب ہو گیا

شکر ہم کرتی ہین ساقی گلفام کا
حیف جامِ عمر ہی اپنا لبالب ہو گیا

شہر جل جلکر ہی سب چراغان رشک سے
سامنا گلشن مین قدِ یار کا جب ہو گیا

شب کو ستی ہین جو اوسکی دانت دکھلائی دیے
گر یک شب تا سبا ہر ایک کوکب ہو گیا

زیرِ خنجر میں ہا ایسا ہی محوِ رخ ترا
جسم حیران ہی کہ سر مجھسی جدا کب ہوگیا

دو جہان روشن کیی ای آفتابِ اوجِ حسن
تیری آگی ماہِ کامل ماہِ نخشب ہوگیا

مین وہ سرگردانِ وحشت ہون کہ پہنچنیکو مری
لامکان روزِ ازل سی میرا منصب ہوگیا

مین وہ عاشق ہون میری گستاخی پہ غصہ کیا ضرور
آنکھہ دکہلائی مجھی تونی نا ادب ہوگیا

ہوگیا معراج اپنا بعدِ قتل ای شہسوار
سر جو اترا زینتِ فتراکِ مرکب ہوگیا

خط سی اوس رو کی کتابی کی سوادِ اوق ہوی
حسن روز افزون ہوا قرآن معرب ہوگیا

غم نہ دیکھا صبحِ فرقت کا مقامِ شکر ہی
کوچ دنیا سی ہمارا وصل کی شب ہوگیا

سایہ ہی آویزۂ گوشِ صنم پر زلف کا
یا سیہ ای دل مری طالع کا کوکب ہوگیا

جب سی جلوہ دل مین محبوبِ خدا کا ہی قبول
جو صنم خانہ ہمارا تھا وہ یثرب ہوگیا

ہر طرح وصفِ خطِ یار رقم ہوجاتا
ہاتھہ اس جرم پہ کٹتا تو قلم ہوجاتا

ہجر مین تھا ملک الموت جو آتا عیسا
خضر بہی پانی پلاتا تو وہ سم ہوجاتا

دیکھی آئینۂ رخسار تو بال آئی نظر
صاف آئینی سی کیونکر وہ صنم ہوجاتا

حلقی زنجیر کی قدمون سی جدا ہو جاتی
نہ اگر پاؤن پہ صحرا مین ورم ہو جاتا

تیری عارض کی چمک دیکہکی ای کج ابرو
بدر مانند ہلال آپ ہی خم ہو جاتا

ملتی دولت جو قناعت کی تو پہر کیا غم تہا
فراغ افلاس سی مفلس کو درم ہو جاتا

منقلب ہی مری تقدیر عجب کیا اسکا
کہ سرور آتا مری دل مین تو غم ہو جاتا

کمر یار کو موہوم ہی ٹہہرا نہ سکا
وہم بہی جادۂ صحرای عدم ہو جاتا

طوق کیا چاہیی تہا عشق جہکاتا ایسا
طوق کی طرح سی مین آپ ہی خم ہو جاتا

صید فربہ وہ مجہی جان کی بسمل کرتا
مین تو پہولا نہ سماتا جو ورم ہو جاتا

دیکہا اوس گل نی جسی پہرہ دکہائی ندیا
گر نظر دشت پہ پڑتی تو ارم ہو جاتا

زر کوئی ہاتہہ مین دیتا تو وہ بن جاتا تیغ
رحم کرتا کوئی مجہپر تو ستم ہو جاتا

حسب دلخواہ کہلاتا مجہی غم چرخ دنی
ایک ہی بار کہین سیر شکم ہو جاتا

مجکو سودا ہی ہا سیکڑون نشتر ٹوٹی
دم نکلتا تو مرا خون بہی کم ہو جاتا

مین گنہگار ہون اوسپہ مگر بیکس ہون
غضب اللہ کا آتا تو کرم ہو جاتا

حال خونی دلی کا لکہتا تو نہ جاتا مکتوب
نامہ ہی خون کبوتر سی قلم ہو جاتا

نور گہٹنی سی ادہر نار سوا ہوجاتی
داغ یہان بڑہتی اودہر حسن کم ہوجاتا

نہ جگر سی مجہی مطلب ہی نہ کچہہ دل سی قبول
عشق کا درد مری سینی سی کم ہوجاتا

جسمِ خاکی جب غبارِ کوئی جانان ہوگیا
ذرّہ ذرّہ خاک کا مہرِ درخشان ہوگیا

بام پر سی ہی نظر آیا نہ چاند اوس ماہ کو
دیکہکر ابرو ہلالِ عید پنہان ہوگیا

سنبلِ پیچان ہوا زنجیر پا ای سروِ قد
باغ مین پہونچی جو ہم وحشی تو زندان ہوگیا

نالۂ بلبل سُنین کیا خاک ہم شوریدہ سر
نکہتِ گل سی دماغ اپنا پریشان ہوگیا

جسنی پی لی اوسکو دیکہا وہ زلیخا بن گئی
جس خرابی مین وہ گزرا مصرِ عمران ہوگیا

خاک ہی جبہہ سوختہ کی تر نہ اوس سی ہوسکی
پانی پانی شرم سی آکی باران ہوگیا

اشک بہنی سی بہت ہنسنی مین ثابت ہوا
جو بہت خندان ہوا آخر وہ گریان ہوگیا

پہنکی لڑکپن کی پہونچی ایّامِ صبا
اندنون مین نخل بہی ایک عریان ہوگیا

طالبِ درمان ہوا جب دل تو پایا اور درد
جب خوشی چاہی تو غم سینی مین مہمان ہوگیا

دوست ہم سمجہی جسی اپنا وہی دشمن ہوا
دل ہی آخر سینۂ سوزان کو پیکان ہوگیا

اسقدر چہرہ کا نمک اوسنی ہماری خم پہ
بہرگیا ناسورِ دل خالی نمکدان ہوگیا

کیون نہ بہٹکی قافلہ آگی ہون مین گم گشتۂ راہ
دم بخود نالی مری سنکر حدی خوان ہوگیا

ذرّہ ذرّہ عکس روی یار سی روشن ہوا
قبر پر جس رات وہ آیا چراغان ہوگیا

یادِ دندان مین ہی ذرّاتِ صحرا رشکِ دُر
عشق لب مین سنگِ رہ لعلِ بدخشان ہوگیا

آنسوؤن سی غسل وہ دیتا ہی دامن سی کفن
سر جدا جب ہوگیا تن سی تو سامان ہوگیا

سر سی جو بنکا اُتاری اوسکا ہی احسان ہی
سر اُتارا تن سی کیا قاتل کا احسان ہوگیا

آمدِ فصلِ بہاری کا اثر دیکہہ اے جنون
ٹکڑی ٹکڑی خود بخود میرا گریبان ہوگیا

چاند سی چہرہ پہ اوسنی جبکہ زلفین کہول دین
اوسکی زلفون سی نہ یا وہ مین پریشان ہوگیا

دشتِ غربت کی بہی چل کر سیر کر لو ای قبول
اب بہت باغِ وطن مین دل پریشان ہوگیا

لاشی پہ صدقی آن کی جانا نہ ہوگیا
جب شمع گل ہوئی تو وہ پروانہ ہوگیا

وہ شمعین میری یار کی ہین پانچون انگلیان
چہلا ہی پور پور کا پروانہ ہوگیا

بہہ آئی اشک ہجر مین تو آب مل گیا
لب تک جو پہنچا لختِ جگر دانہ ہوگیا

ساغر بھی ٹوٹی اُڑگئی ہر اک بطِ شراب
بربادِ میری اُٹھتی ہی میخانہ ہوگیا

وحشت ہی تیری ہجر مین اسد جب اے پری
مجکو طبیب دیکھکی دیوانہ ہوگیا

آئینہ چاک چاک ہوا تار تار سے
جب اوسمین عکسِ زلف پریشانہ ہوگیا

گردش ہماری سستیٔ طالع کی کب مٹے
جب اوڑکی پہونچی چرخ پہ بتخانہ ہوگیا

بیہوش کردیا ہمی ساقی نی دیکھکر
جام نگاہِ مست سی پیمانہ ہوگیا

ہم جس جگہہ سی اوٹھگئی بیٹھی اوسی سرا
جا بیٹھی جس زمین پہ کاشانہ ہوگیا

زنجیروں مین کیا ہی مجھی بس یار نے
آزاد قید غم سی یہہ دیوانہ ہوگیا

شبنم کی ساتھ کرگئی پرواز گل تمام
ہم باغ مین جو آئی تو ویرانہ ہوگیا

کیون کہ نہ خونِ دل سی ہو لبریز جام چشم
وہ شیشہ بنگیا ہی یہہ پیمانہ ہو گیا

شکل اوس صنم کی چار طرف جلوہ گر ہوئی
کعبہ مری پہونچتی ہی بتخانہ ہوگیا

حسرت مجھی بہت لبِ معشوق کی رہی
لم زور تیر جسم مین پرخانہ ہوگیا

انگوروں پر نگاہ جو اوس مست کی پڑی
شیشہ شراب کا وہین ہر دانہ ہوگیا

کب بالجوزہ ابروِ قاتل مین ہی عیان
اس تیغ مین نمود یہہ دندانہ ہوگیا

اب ہی مہاسہ آئینہ سے وہی صاف ہے
عکسِ شکِ گرم پڑا دانہ ہو گیا

بیدر وہی اوسکی دیکھو کہ نیند آگئی وہین
دردِ دلِ مقتول اوسی افسانہ ہو گیا

آزارِ عشق لب مین گرفتار کر دیا
مجکو مری مسیح نی بیمار کر دیا

ضعفِ بصر نی مانع دیدار کر دیا
آخر غبارِ چشم کو دیوار کر دیا

اندہا تری جمال نی ای یار کر دیا
خورشید نی نظر مین جہان تار کر دیا

ایسا رُلا رُلا کی سبجہے زار کر دیا
ساری بدن کو آنسو ونکا تار کر دیا

داغِ فراق وصل سی اوسنی مٹا دئی
ویران ایک گل نی یہہ گلزار کر دیا

دیکھو طلسمِ تیرِ نگہہ اسے کمان کشو
دل پر لگا تو صورتِ سوفار کر دیا

تمنی نہ ہم مریضون کو دیکہا تو کیا ہوا
ہمنی تمہاری آنکہہ کو بیمار کر دیا

تیزاب سی ہی اشک کی تیزی گذر گئی
اک قطرہ جس جگہہ پہ گرا غار کر دیا

دل ڈوبنی سی عشق کی دریا مین بچ گیا
بیڑا مری خدا نی مرا پار کر دیا

تو باغ مین جو آیا تو قمری کی واسطے
سروونکو عشق قد نی تری دار کر دیا

اُس شعر گو کو سانپ کی کاٹیکی لہر ہے | جسنی کہ گیسوونکو تری مار کہہ دیا

اُسکی نظر پڑی یہہ نہین جانتا مگر | نیزہ حسینی دل سی مری پار کر دیا

اللہ ری تیرگی جو کھلی کاکُلِ سیاہ | محشر کا روز رشکِ شبِ تار کر دیا

جس شب کو وصل خواب مین اوس سی ہوا نصیب | آکر مجھی رقیب نی بیدار کر دیا

دُنیا مین نخلبند حقیقی کی فیض سے | گل اوسکو کر دیا تو مجھی خار کر دیا

بھولی ہوئی تھی جو وہ ہمین یاد آگیا | جامِ شرابِ ناب نی ہشیار کر دیا

نیند ایسی اُڑ گئی ہی کہ سویا اگر کبھی | آواز پای مور نے بیدار کر دیا

تیر ایسی ماری بات کی فرصت نہ اوسنی دی | میری لبون کو بھی لبِ سوفار کر دیا

جھانکی نہ تا رقیب اوسی مینی اِس لیئے | پتلی سی بند روزنِ دیوار کر دیا

تقسیم نور و نار جو اوس سمت سی ہوئی | نور اوسکو کر دیا تو مجھی نار کر دیا

تیر اتنی کھائی ہین کہ نہین چوکتی ہو تم | مینی تمہاری ہاتھہ کو طیّار کر دیا

اب سر ہی جسم کی اوپر نہ سر مین وحشت | قاتل نی مجھکو خوب سبکبار کر دیا

پھیلی نگاہِ گرم سی دانی عقیق کی | تسبیح کو بھی آپنی زنّار کر دیا

اب اپنی مرگ و زیست قبول اوسکی ہاتھ ہے
جانان کو مینے جان کا مختار کر دیا

جو کچھ مانگا تری عیسی سی ہی ای فی کرم پایا
خوشی چاہی خوشی پائی الم چاہا الم پایا

لگاوٹ مین بہت سرگرم پہلے ای صنم پایا
مرا تیر لگا جب دم نکلنی صاف دم پایا

ردا ان فنار کی وصفون مین خامہ ای صنم پایا
زبان کلک کو توصیف ابرو مین قلم پایا

عزیز ای یوسف ایسا ہی محبت کا تری سودا
ملا جب داغ سینی کو تو ہم سمجھی درم پایا

اگر چشم زلیخا سی ہی دیکھا ہی حسینون نی
تری آگی نہایت حسن مین یوسف کو کم پایا

زبانیکی نظر آئی لگی سیر ایک ساغر مین
گیا میخانی مین جب مین تو مینی جام جم پایا

قد جانان نسیفی مین زیادہ کیون نہ قاتل ہو
غضب ہی سیف لی تیغ صفاہانی کا خم پایا

نہین معلوم کافر ہی مرا دل یا مسلمان ہی
چراغ دیر دیکھا ذرہ خاک حرم پایا

سرور ایسا ہوا مجکو نہین پہولا سماتا ہون
ملا بوسہ دہن کا یا گل باغ ارم پایا

قلم سر ہو گیا لیکن نہ سر کا پاؤن آگی سی
وفاداری مین مجکو یار لی ثابت قدم پایا

تواضع اہل دنیا کی بشر کو قتل کرتی ہی
مثال تیغ دیکھا ہمنی اسکو جسکو خم پایا

دہانِ تنگ کا لیتی ہی بوسہ ہم ہوی آخر
اثر مین نوشداروی لبِ جانان کو سم پایا

اگر دیکھی ہین تیری چشم سی دم ہوا راہی
بیکاری روح ہمنی جادۂ ملکِ عدم پایا

جب اپنی دلکو دیکھا عشق مین مجنون سی افزون تھا
وفا مین جب سمجھی تو لاہت لیلی سی کم پایا

قبول اب کیون نہ لکھی وصفِ خط و خالِ جانان کی
ہر اک زلفِ سیہ سی اوسنی لکھنی کو قلم پایا

جب کھا مینی وہ مطلب مری دل کا نہ ہوا
مجھسی شرما کی کھا کیا نہ ہوا کیا نہ ہوا

بوسۂ لب کا تصور مجھی کیا کیا نہ ہوا
حیف بھر طلبِ بوسہ دہن وا نہ ہوا

واعظا اوسکی گلی خلد ہی کیا خلد سی کام
سایۂ قد ہی اگر سایۂ طوبا نہ ہوا

سنِ بلبل مری اوپر کیی نالی سب نی
مجکو اوس گل سی بلا دی کوئی ایسا نہ ہوا

تجھی نسبت سے عیسی ہوی اپنی قاتل
مین شہیدِ لبِ جان بخش مسیحا نہ ہوا

ای پی مانی و بہزاد ٹپکتی رہی سر
روی یوسف سے تری تصویر کا گردا نہ ہوا

چہالا راہِ طلبِ یار کا تلوی مین جو ہی
نور مین سے منی اوسکی یدِ بیضا نہ ہوا

بوسہ مانگا نہ گیا خوف سے دیکھا جو دہن
دہنِ تنگ کہلا قفلِ دہن وا نہ ہوا

پھلیان جب تری پالکی نظر آئین مجھی — کب مری رخ پہ روان اشک کا دریا نہ ہوا

حورین گھیری ہوئی ہین مجکو مگر دل ہی اوداس — خلد مین یہان بہی ہی ترا کوچا نہ ہوا

خواب عشاق کو آجاتا ہی سنتی سنتی — کیا ہی دل چسپ ہی عشق کا افسانہ ہوا

خاک جل جل کی ہوا کی نہ مگر اف سینی — رشک ہی زمرۂ عشاق مین رسوا نہ ہوا

ہو گیا مجکو جنون آہ اِسی حسرت مین — اوس پریکا مری سر پہ کبھی سایا نہ ہوا

مجھسا آئینہ دہن ابتک نہ ہوا خلق کوئی — تجھسا غنچہ دہن ای گل کوئی پیدا نہ ہوا

سنگ زن اپنی پرائی ہوئی مجھہ مجنون پر — تو جو اپنا نہ ہوا پھر کوئی اپنا نہ ہوا

مجکو دیوانی نی دیکھا تو اوسی ہوش آئی — مجکو ہشیار نی دیکھا تو وہ دیوانہ ہوا

رخ پر نور سی جانان نی اٹھائی نہ نقاب — جبتلک آنسوؤنکا سامنی پردا نہ ہوا

کب ہر اک آنکھہ تری ہجر مین قلزم نہ ہوی — کب ہر اک قطرہ تری یاد مین دریا نہ ہوا

ای پری رو مری نقصان سی ترا نکلا کام — چاک آئینۂ دل ہو کی تراشا نہ ہوا

جزو چہریکا ہوا اب نہین ہونیکا حباب — خال شمع رخ پر نور کا پروانہ ہوا

حیف مین عہد جوانی سی ہوا ایسا خم — عمر بھر بار غم عشق سی سیدھا نہ ہوا

سبزئی سبزۂ گوشِ آنکھونمین گو تیرے گئے
سبز خط پر تری سر سبز یہہ سبزا نہ ہوا

نہ پڑا جام پہ شاید تری آنکھونکا عکس
ساقیا آج بھی نشۂ صہبا نہ ہوا

لب جگر خون ہوا عشق مین ای غیرتِ گل
دل مرا داغونسی کب لالۂ حمرا نہ ہوا

باتون باتون مین بسر ہو گئی شب وصل کی
صفحہ تین لاکہہ بند مین وصل کا نقشا نہ ہوا

سینی جو کوچۂ محبوب کے دیکھی ہی فضا
شرم سی میری لئی خلد کا در وا نہ ہوا

عارفو پیشِ نظر وحدت و کثرت ہی ایک
کونسا اشک مری آنکھہ مین دریا نہ ہوا

جب درِ خلد کہلا مینی یہہ افسوس کیا
درِ جانان درِ جنت کے طرح وا نہ ہوا

نظم کی جلد بحسنِ معنی ہر ایک بیت قبول
ریختہ پختگی نظم مین اچھا نہ ہوا

تو جو قاتل کبھی ای راہزن ملجائی گا
بعد مرن بلبلِ جان کو چمن ملجائی گا

کیا عجب گر باغمین دیکھون دہان لب تری
برگ گل سی بتہہ غنچہ کو دہن ملجائی گا

وحشئی غم یان ہون پڑی گر موت اوس جگہہ
خاک کوئی یار سی مجکو کفن ملجائی گا

سیر گلشن کو اگر وہ ترک جا نکلا کبھی
خاک مین سروِ چمن کا بانکپن ملجائی گا

دشت مین بھی تری انکھونکا تصور ساتھ ہی / دونی وحشت ہوگی گر کوئی ہرن ملجائیگا

طی نہین ہوسکتا مجھسی وادی الفت ترا / خضر سمجھونگا اوسی گر راہزن ملجائیگا

آگئی وہ انکھین جو دیکھین ہوگیا دونا مرض / سمجھی تھی ہم بوسہ سیب ذقن ملجائیگا

مجکو جان بخشی کا پروانہ ملی عاشق ہون مین / کیا جلا دینی سی شمع انجمن ملجائیگا

وصل مین کہتا ہی وہ دل دل سی ملنا ہی محال / لب سی لب سینی سی سینہ تن سی تن ملجائیگا

سونگھتی ہی جان ونگا نکہت گل کی طرح / اپنی یوسف کا جو مجکو پیرہن ملجائیگا

پھر نہ اوٹھونگا وہان سی عمر بھر مین ای قبول
عشق گیسو مین اگر دشت ختن ملجائیگا

چمن کو مقتل ای سرو خرامان پھر کیا ہوتا / ہزارون ذبح ہوتی عزم بستان گر کیا ہوتا

جنون کی قید سی چھٹنی کا سامان پھر کیا ہوتا / کمندون مین اسیری زلف پیچان پھر کیا ہوتا

نہ ہتھکڑیون مین ہوتی ہاتھ تو فصل بہاری مین / گریبان چاک ہمنی تا بدامان پھر کیا ہوتا

آتی دو دی گئی لیکن ہا محشر مین گریان / مری جانب کو رخ ای جام خندان پھر کیا ہوتا

وہ جوش وحشت اکی سال ہی وحشی حذر کرتی / جو ہمنی اجنبین عزم بیابان پھر کیا ہوتا

جو ہوتا تنگ نالوں سے نہ سینے سے نکل جاتا / غمِ دلدار کو تو دل میں مہمان پھر کیا ہوتا

وہ پہلی کس لیے خوش تھا خفا کیوں ہو گئے اے دل / صفائی اوس سے ہو جاتی وسیلا پائن کیا ہوتا

اگر جوشِ جنون صحرا کی جانب لیے جاتا / تو ہمنی اسی پی آباد زندان پھر کیا ہوتا

لبِ معشوق سے افزون ہے پیکان میں لذت ہے / رخ اپنا سوے دل اے تیرِ مژگان پھر کیا ہوتا

جو مٹتا داغِ فرقت نام روشن اور بھی ہوتا / منور دل مرا اے ماہِ تابان پھر کیا ہوتا

جھبی بوسہ پہ دی دوسری بھی گال کا دیتی / اگر تم بھی سخی احسان پہ احسان پھر کیا ہوتا

حسینانِ وفادار اب بھی مل جاتی تو اے واعظ / دلِ صد چاک داغوں سے گلستان پھر کیا ہوتا

جو وہ سروِ روان طوقِ گلو گیر اب نہ پہناتا / بھی خاموش اے مرغِ خوش الحان پھر کیا ہوتا

بھگا کر ابر کو ہر دم اشارہ چشمِ تر کا ہی / ہمارا سامنا اے ابرِ باران پھر کیا ہوتا

جلا دیتی ہی نارِ فراق اب جانانہ دل کو / علاجِ داغِ ہجر اے وصلِ جانان پھر کیا ہوتا

رقیب آیا ہی اوس کوچے میں اے دل ڈر کی مر جاتا / کوئی نعرہ تو اے شیرِ نیستان پھر کیا ہوتا

ہوا ہی بیوفائی گر گلوں کی بھول جاتی ہم / تو فصلِ گل میں عزمِ بوستان پھر کیا ہوتا

نکلتی بنتی اگر یار میرے حلقۂ لب کے / بھی خوش بوسہ بکر لعلِ خندان پھر کیا ہوتا

مری محبوب کو مہر و وفا پہلی عطا کرتا
جہی پیدا جہان مین یہ نئی دان پہر گیا ہوتا

مری کاندہی پہ دہر کر ہاتہہ اُٹہتا ای پری پیکر
مری ہر مونڈہی کو تخت سلیمان پہر گیا ہوتا

جو بہولی تہی تری گیسو تو خال اپنی دکہا جاتا
مجہی تلقین کفر ای نامسلمان پہر گیا ہوتا

بہار داغہای سینہ اتنک یاد ہی مجکو
مرا دل ای فلک رشک گلستان پہر گیا ہوتا

قبول اس ضعف مین سیر گل و سنبل جو چاہی تہی
خیال چہرہ و خط حسینان پہر گیا ہوتا

ای ضعف دل یہہ حسرت و ارمان مین رہگیا
دست جنون اُلجہکی گریبان مین رہگیا

رکہا نہ ایکجا لب و دندان یار نی
مین گہہ عدن مین گاہ بدخشان مین رہگیا

اُس لاغری مین چہوٹا کہ چہوٹا مرا رفیق
گردن کا طوق خانۂ زندان مین رہگیا

کوچی مین اسکی لاشہ ہی قاتل کی پاس دل
دہبا لہو کا خنجر بُرّان مین رہگیا

سب ہین وفا ہی بلبل جانباز کی شُہرہ
ذکر جفای گل چمنستان مین رہگیا

لایا چہڑکنی وہ تو یہہ اُبہرا ابہارا زخم
آخر دہان زخم نمکدان مین رہگیا

شورون ہی ایسی آہ کہ کہنچی جو باغ مین
نالہ گلوی مرغ خوش الحان مین رہگیا

سلطان مصر حسنِ خداداد سی ہوئی | یوسف کا ذکر خواب سا کنعان مین رہگیا

دُرِّ نجف مین بال ہی نکلی گا کس طرح | ڈورا خلال کا تری دندان مین رہگیا

شکوہ بہت لکھا ہی رقیبونکا ای پری | دیوونکا تذکرہ مری دیوان مین رہگیا

دل پسلیون مین خاک ہوا آہ گرم سی | آخر یہہ شیر جل کی نیستان مین رہگیا

بی نور کیون نہ دیدۂ نرگس ہو باغبان | نورِ نگاہ نرگسِ جانان مین رہگیا

ہم کس سی راہ پوچھین وہن مین پہنسا ہی دل | اپنا خضر تو چشمۂ حیوان مین رہگیا

اُٹھا شبِ فراق مین اکشب جو دودِ آہ | دہبا وہ آج تک مہِ تابان مین رہگیا

نکلا نہ اپنا دل ذقنِ یار سی کبھی | یوسف ہمارا چاہِ زنخدان مین رہگیا

جز حرفِ عشق طفلِ حسین یاد کچھہ نہین | مجموعہ اپنی دل کا دبستان مین رہگیا

سر لیگیا وہ کاٹ کی خنجر سی ای قبول
لاشہ تڑپکی گنجِ شہیدان مین رہگیا

رقم ہو وصف کس سی آفتابِ روی تابانکا | ستارا بنگیا ذرہ ہر اک ماہی کی افشانکا

خطِ ریحانِ جانان مین جو ہین خالِ سیہ دیکھی | مریضِ عشق کو ادنیہ ہوا لٹک تخمِ ریحان کا

جنون جب سے ہوا ہی مجکو تیری جامہ زیبی پر
رفو کرنی نہ پایا تار بہی کوئی گریبان کا

اُڑائی آنکھہ سی شوخی لی دُرِ دندانِ جانان نی
لیا منہہ زرد لعلِ یار نی لعلِ بدخشان کا

رُخِ گلرنگ پر مرتی ہین ساری گل گلستان مین
ہوا ہی سنبلِ پیچان کو سودا زلفِ پیچان کا

پہول مین تہا کیا عشقِ جانان سی ہی خجلت
غذا کیسی دہن بہی ترسے ہم سی نہ مہمان کا

اُچک جانا ہی آسان سپند کا دینا ہی ممکن ہے
لیا کیون باغبان نی بند دروازہ گلستان کا

پہرا محروم اسکندر تو بس مطلب ہے ہاتہہ آیا
کہ سیجا بہر انسان ہی تجسس آبِ حیوان کا

زمین پر پاون رکہکر کیون نہین چلتا ہی ظالم او
ادب کرتا ہی بعد از قتل کیا خاکِ شہیدان کا

تری آنکہونکی صدقی کسقدر معمور حیرت مین
ہوا آئینہ بہی حیران تری چشمِ حیران کا

سکہایا عشق سنبل نی ہماری نخلِ قامت کو
دکہایا کاکلِ پیچان نی نقشہ عشقِ پیچان کا

قضا پہرتی نہین اور بی قضا قاتل نہین آتا
عبث درازی پری معمور کہنا ہی دربان کا

گری بجلی تمام آنسو ہنی آتش کی پرکالی
تصور آگیا دلی مین جب دمِ لعلِ خندان کا

روان ہین سیل سی نالی بہت مشکل ہی ضبط انکا
پہٹا سینہ اگر عیسی نی ہونٹونکو مری ٹانکا

اگر کہولی ہوی گیسو وہ نکلا سیر گلشن کو
خزان ہوجائیگا فی الفور عالم سنبلستان کا

ہوئی یوسف گراہی شیفتہ ہو کر ضرور اون سیمین | کہ جلوہ ہی تری چاہِ ذقن مین چاہِ کنعان کا

قبول آخر نکل کر روح پہونچی باغِ جنت مین
نہ کہولا ظلم سی ظالم نی گو در اپنی زندان کا

وہ صنم مہندی لگی ہاتھون سی کیا لیجائیگا | دل چرا کر دیکھنا دزدِ حنا لیجائیگا
آئیگا قاتل تو مجھہ گریبان سی کیا لیجائیگا | آبِ اشکِ گرم مین خنجر بجھا لیجائیگا
سوکہہ کر تنکا ہوا اب کوی جانان مین مجھی | یا ہوا لیجائینگی یا کہربا لیجائیگا
کشتیِ دل عشق کی دریا مین طوفانی ہوئی | ناخدا کیا ہی کنارے پر خدا لیجائیگا
عشق پریونکا کشش اپنی دکھا دیگا اگر | دیو آکر قاف مین مجکو اُٹھا لیجائیگا
دیکھنا ہو جائینگی طالع اگر میری رسا | میری گہر سی آپ وہ مجکو بلا لیجائیگا
روح پہڑکی جاتی ہی ہر ہر کبوتری دیکھکر | بازِ دل انگیا کی چڑیا کو اُڑا لیجائیگا
جی اُٹھا کر حکمِ خالق سی تو مقتل مین مجھی | لاکھہ بار اوس تیغِ برّان کا مزا لیجائیگا
قبر کیسی بعدِ مُردن ہی جو رونا ہی یہی | میرا لاشہ اشک کا دریا بہا لیجائیگا
اے سگِ جانان پہونچ ورنہ سعادت جا نکی | ہڈیان میری کوئی دم مین ہما لیجائیگا

آئیگا تو گل کریگا شمع کو وہ ماہ رو — پھول ساری ہی تربت سی اُٹھا لیجائیگا

عشق تیرا ایسی جب دے چکیگا ای پری — حُسن تیرا طائرِ دل کو اُڑا لیجائیگا

جز درِ مضمون دُرّ و یاقوت پاس اپنی کہان — چور گھر مین آئیگا میری تو کیا لیجائیگا

خالی ہوئیگا نہین ہرگز خزانہ طبع کا — دُرِ معنی کو دُرِ مضمون چُرا لیجائیگا

دل کا سودا کب بنا اوس سی گران یہہ جنس ہے — پھیر دیگا گاہ گہہ وہ بی وفا لیجائیگا

زیرِ ابرو لائیگا اکدن ضرور آنکھون کا عشق — تیغ کی نیچی مجھی آہو لگا لیجائیگا

جیتی جی جو صاف رکھیگا دل اپنا خلق سے — آئینی کی شکل ساتھہ اپنی صفا لیجائیگا

سر کٹا پر کوی مٹتی ہی مری سرگشتگی — اب کوئی بھر فلاخن سر اُٹھا لیجائیگا

قتل کرنی کو جو پکڑی گا رقیبِ روسیاہ — دیو سی مجکو پری پیکر چھُڑا لیجائیگا

ہی وہ داغِ آتشین اپنا کہ جس سی حشر مین — آفتاب آکر چراغ اپنا جلا لیجائیگا

عاشقِ جانباز ہون مین لاکھہ باری جاؤنگا — کبتلک وہ اپنی کوچی سی نکالی جائیگا

صاف سُن ناصح یہہ منت ہی کسیکی عشق کی — طوقِ گردن اب وہی آکر پڑا لیجائیگا

مرگ آپہنچی مگر ممکن نہین تبرید وصل — گور مین بیمار دردِ لا دوا لیجائیگا

مرگ کی پہچی سی چہوٹا چشمِ جانان دیکہہ کر
اب یقین تہا شیر سی آہو چہڑا لیجایگا

جان کی ڈر سی نہین جاتا ہی قاصد ای قبول
میرا نامہ یار تک پیکِ صبا لیجایگا

شعبان تک ٹوٹی کہین و رجام کا
شہرہ ہی آمدِ ماہِ صیام کا

وہ صیدِ ناتوان ہون کہ منقار کہس گئی
پہندا کہلا نہ ایک بہی گیسو کی دام کا

بی شک یہہ خالِ عارضِ تابان کا عکس ہی
دہبّا کبہی نہ جایگا ماہِ تمام کا

ایجان ٹہیک ٹہیک یہہ چلتا ہی تیری چال
انداز کبک نی بہی اڑایا خرام کا

خالِ سیاہ خط نی کیا خلق کو شہید
چنگیز خان سی بڑہ کی یہہ حاکم ہی شام کا

عاشق کی کس طرح سی سمائی ہوا وس جگہہ
زینہ برنگِ عرش نہین اونکی بام کا

مین تو اسیرِ زلف ہون رخ سی غرض نہین
کیا کام مجکو صبح سی قیدی ہون شام کا

پیری مین روح کیون نہ کری جسم سی سفر
جب صبح ہو گئی تو محل کیا مقام کا

ایجان اپنی کوچی مین تو رکہہ قبول کو
اک روز کام آیگا عاشق ہی کام کا

کلام صدق کا مسکن کبھی دہن مین نہ تھا / وفا کا حرف کوئی یار کی سخن مین نہ تھا

تماآن مین گو برابر ہی وسعت و تنگی / یہہ خوش قفس مین ہون گویا کبھی چمن مین نہ تھا

کمال چلکی گئی منکر و نکیر ای جان / بغیر آتش عشق اور کچہہ کفن مین نہ تھا

وہ آیا فاتحہ کو پہونچا کوی یار مین مین / کفن تو تہا مگر افسوس مین کفن مین نہ تھا

طریق عشق سی بہکا کی کبھی پہونچا یا / دل خضر مین جو ہی پہیر راہزن مین نہ تھا

نگہہ سی مار کی زندہ نہ کرنا تھا منظور / وگرنہ آبحیات آپکی دہن مین نہ تھا

تمہین حنا کی بہار اپنی رونکی سی دیکھی / وہ کون دانت تھا آئینہ جو دہن مین نہ تھا

حسین ہو چکی ہین آکی سب تری مفتون / بہلا وہ کونسا یوسف جو پیرہن مین نہ تھا

ہمیشہ چہرہ روشن کی پیچہی زلف رہی / یہہ چاند وہ ہی کہ ہرگز کبھی گہن مین نہ تھا

تمہاری انکہہ کی کیا یہہ ہی ہو گئی مفتون / نہ ایسا عالم وحشت کسی ہرن مین نہ تھا

تمہاری زلف کی بو پر سب آ ہو آئی ہین / تھا انکا مشک ہرن ہی کوئی ختن مین نہ تھا

نہ پوچہا حیف ہی جہوٹہون بہی تو نی ای ساقی / مگر قبول ہی اک تیری انجمن مین نہ تھا

سحر ہی آنکھونپہ ہونا ابروِ خمدار کا
پھول سی نرگس کی پھل پیدا ہوا تلوار کا

عشق ہی نادان و داناکو اوسی دلدار کا
سلسلہ کچھ ایک سا ہی سبحہ و زنار کا

بکھری زلفون مین عجب جلوہ ہی چشمِ یار کا
سنبلستان مین مگر آہو پھنسا تاتار کا

اڑتی ہین سر سبز چوبِ خشک کو جانبازِ عشق
کسقدر منصور سی شہرا ہوا ہی دار کا

قرب سی بدپاک طینت کو نہین ہوتی گزند
دامنِ گل نی کبھی صدمہ نہ دیکھا خار کا

میری آنکھون سی صنم طوفان دریا کا نہ جوڑ
پاٹ جیحون کا ہی پردہ چشمِ دریا بار کا

یار فتارِ صنم مین آتشِ غم ہی غذا
دل مرا اپنی رہ ہوا ہی مرغِ آتش خوار کا

پٹکین سی عالم اچھا ہوگا مین مجنونِ عشق
ای پری مجھپر ہوا سایہ تری دیوار کا

چال تیری سی نہین آتی تو جلتا ہی مدام
آگ کا کھانا بجا ہی مرغِ آتش خوار کا

دی سکندر آئینہ دکھلا کی اورونکو فریب
دیکھنی والا ہون مین آئینۂ رخسار کا

وحشیِ عریان کو سیری اچھی خموشی کہان
تن ہی ای سفاک طالبِ زخمِ دامن دار کا

تیری وی رخ پر سودا جو ہو گلزار مین
پاس ہی ہر برگِ گل بہی ہی نشترِ خار کا

حسن یون سی زیادہ ہی بتانِ ہند مین
طائرِ دل صید ہوگا رشتۂ زنار کا

نیش غم مدت سے کہائی ہین الم کیا قبول
مثل ماہی جامہ تن ہی ازل سے خار کا

ذرا صدمہ ہوا تو آنکھہ سی دل کا لہو نکلا
شکستہ تہا مکان بس ایک ہی جہٹکی مین جو نکلا

بہت نازان تہا اپنی نور پر مہتاب گردون مین
چمک کر ماہ کامل جبکہ تیری روبرو نکلا

گریبان پہاڑ کر میرا جنون کیا تیری ہاتہہ آیا
بہت پیوند نکلی اور اون مین بہی رفو نکلا

وہ بیکس ہون کیا جب محبت نی چاک سینی کو
لہو کی بدلی ہی نکلی عوض دل کی سبو نکلا

نہ اب بہی رحم تو کہائی تو یہہ جور از رہ ستم ہی
عوض نالی کی سینی سی دل پر آرزو نکلا

دل دیوانہ اپنی جان کا دشمن ہوا آخر
محب سمجہی تہی جسکو ہم وہی اپنا عدو نکلا

نکل لاشہ وہان ہی اپنی تو کہٹکا مٹگیا تیرا
بدن سی جان نکلی پر اپنی گہر سی تو نکلا

گرہ زلف سیہ کی کہولتی ہی شب ہوئی ظاہر
سحر ہونی لگی جب سی وہ خورشید رو نکلا

ہزار دل صدمی کہینچی پر نہ کچہہ مطلب ہوا حاصل
تری کوچی سی مین ای جان جان پر آرزو نکلا

یہہ معنی دل مین گہر کر گئی ہین اللہ ری چسپی
مرا دل سینی سی نکلا مگر دل سی نہ تو نکلا

ہوا نقصان میری جان کا در تو رہا پیاسا
سچ ای قاتل بتا کتنا مری دل مین لہو نکلا

جسی سمجھا تہا میخانہ نظر آئی مجھی مسجد | جسی ابریق ہی جانا تہا وہ ظرفِ وضو نکلا

صفائی گوہرِ دندان کی دکہلائی تبسم سی
قبول اوسکی نظر مین شکر ہی باآبرو نکلا

تِری مُژگان کی زخمون کا اُٹھانا ہو نہین سکتا | دلِ پُر داغ تیرون کا نشانا ہو نہین سکتا

ترا دیوانہ ہون مین ای پری لیکن وہ عاقل ہون | مقابل ایکدم بہلول دانا ہو نہین سکتا

نظر قطری پہ کی تونی تو ایسی آبرو بخشی | کہ اوسکی سامہنی موتی کا دانا ہو نہین سکتا

خطِ شوقیہ لکھتی لکھتی آخر یہ ہوگیا ایسا | کہ ماری بوجھ کی قاصد روانا ہو نہین سکتا

پریشان اِس لیئی چہری پہ رہتی ہین تری زلفین | کہ نازک ہاتھ مین ای جان شانا ہو نہین سکتا

وفا دکھلاؤن تمکو عشق صادق تمپہ روشن ہو | کہ افسوس مستی آزمانا ہو نہین سکتا

کہان تک عشق کی تعلیم دون فرہاد و مجنون کو | کہ مجھسی عمر بھر لڑکی پڑہانا ہو نہین سکتا

کہونگا حشر کو مین محضر خون تمکو دکہلا کر | کہ میری خون کا اب کچھ بہانا ہو نہین سکتا

لگین تیر و سنان لاکھون کرون اُف بہی نہین لیکن | تری مژگان کی لکس کا نشانا ہو نہین سکتا

قبول اوس بت کے دل مین رفتہ رفتہ ہو چلا تہا گہر

اگر اب ضعف سی اوس در پہ جانا ہو نہین سکتا

دل آتشِ فراق نی اخگر بنا دیا
سینی کو دل کی واسطی مجمر بنا دیا

عارض کو بدر خال کو اختر بنا دیا
اوسی سپہرِ حسن کو زیور بنا دیا

مُنہہ اپنا آئینی کو دکھایا جو یار نے
میری طرح سی اوسکو بھی ششدر بنا دیا

رشتہ ہے تن مرا گہرِ اشک کے لیی
ایسا فراقِ یار نے لاغر بنا دیا

دہویا جو اپنی گیسوِ خوشبو کو یار نی
چشمی کو رشکِ چشمۂ عنبر بنا دیا

میرا تنزل اوسکے ترقی کا ہی سبب
دل دیکی مینی یار کو دلبر بنا دیا

اوس بت کی لبکو کہتی ہین شاعر کہ لعل ہی
مضمون نہ ہاتہہ آیا تو پتھر بنا دیا

وصفِ دہن مین شعر جو لکھی ہوی کتاب
طبعِ رواں نی نقطی کو دفتر بنا دیا

اوس شعلہ رو کی وصل سی ہی زندگی مری
سوزِ جگر نی مجکو سمندر بنا دیا

دو آئینی ہین پاس تری اور وہان تھا ایک
گالون نی تجکو رشکِ سکندر بنا دیا

میخوار کون آتا ہی گلشن مین ای نسیم
غنچونکو تو نی آکی جو ساغر بنا دیا

سلطانِ ملکِ عشق ہون کیا احتیاجِ تاج
گردون نی آفتاب کو افسر بنا دیا

خود اُڑ کی پہونچا کاغذِ بادی کی رنگ سی
نامیکو شوقِ دل نی کبوتر بنا دیا

آتشِ رُخون نی سنگ کو آئینہ کر دیا
دل تھا جو آئینہ اوسے پتھر بنا دیا

غواصِ بحرِ فکر ہوی جب سے ہم ای قبول
مضمون جو مِلا اوسی گوہر بنا دیا

سرِ بالین جو دمِ نزع وہ قاتل ٹھہرا
جان سی آگئی سینی مین مِرا دل ٹھہرا

قاتِلا صبر ہر اک طرح سی مشکل ٹھہرا
روح تڑپی وہین مر کر جو یہہ بسمل ٹھہرا

عکسِ ابرو نی فلک پر مہِ نو دکھلایا
عارضِ یار کا پرتو مہِ کامل ٹھہرا

مِری اشکون سی کہین نوح کا طوفان نہ آئی
اپنی کشتی کو ذرا تو لبِ ساحل ٹھہرا

ساتھ ناقی کی ہی نالان دلِ پر شور اپنا
جرسِ قافلۂ یار مِرا دل ٹھہرا

خون تھکوایا ہی عشقِ بتِ سنگین دل نی
سو وہ نزدیکِ اطبا مرضِ سِل ٹھہرا

جامِ مے دون تجھی مین نشہ مین تو بوسی دے
اے پری تو کبھی ایسی کوئی محفل ٹھہرا

خطِ سنبل کو کیا باغ مین زلفون نی غلط
قد ترا سرو کی حق مین خطِ باطل ٹھہرا

دونون آنکھین تِری آہوی ختن ہین ای ترک
مشک نافہ تری آنکھون کا ہر اک تِل ٹھہرا

سرِ شام گیِ وہ گُل باغ سے راہی جو ہُوا
صبح تک پھر نہ ذرا شورِ عنادل ٹھہرا

بیوفا گل نظر آئی ہمین بلبل نالان
سیرِ گلشن سے ملا سچ یہہ حاصل ٹھہرا

پڑگئی آنکہون مین پری وہ دکہائی نہ دیا
عشق لی آیا اوسی عشق سے حائل ٹھہرا

حشر کی روز بہی اوس گل نی کیسکی نہ سُنی
نالۂ محشر یان شورِ عنادل ٹھہرا

دونونکو دیۓ انصاف سے دیکہا جو قبول
روبرو یار کی ناقص مہ کامل ٹھہرا

سر تن سے عاشقون مین سبھونکا اُتر گیا
باری ہماری آئی تو غصّا اُتر گیا

رُک رُک کی اشک بہنی لگی تیری خوف سے
چین جبین کی موج سے دریا اُتر گیا

اب شکل تو دکہا نہ دکہا غم نہین ہمین
تیرا بیاضِ چشم مین نقشا اُتر گیا

ہم مر گئی نثار تری ہو کی ای پری
ساری بلائین رد ہوئین صدقا اُتر گیا

بی جام ہی نگاہ نی سرشار کر دیا
چہڑکی سے تیری نشۂ صہبا اُتر گیا

پہینکا گلی کی ہار کو اوس گل نی توڑ کر
تربت پہ پہول چڑہ گئی چہرا اُتر گیا

سب سمجھی آفتاب نکل آیا ابر سے
جب میری داغِ گرم سے پہاہا اُتر گیا

قد دیکھا باغ مین جو ہین اوس خوش خصال کا | حورین گرین نگاہ سی طوبا اُتر گیا

جلتا رہیگا حشر مین جان اپنا ہر طرح | بجلی پڑی جو کان سی بالا اُتر گیا

ایک آہ سی رقیب کو ہمنی جلا دیا | سر سی پری کی دیو کا سایا اُتر گیا

ساقی مرا خمار نہ ٹوٹا کسی طرح | خم گر گئی نگاہ سی مینا اُتر گیا

قربان اس کمان کی اس شست پر فدا | لیا صاف دل مین تیر تمہارا اُتر گیا

آنسو جو کم ہی ہی تو وہ کہتا ہی طعن سی | اب تو مری نگاہ سے دریا اُتر گیا

گلشن مین آکی آنکھ دکھا دی ہی یار نی | اب نشہ تیرا نرگس شہلا اُتر گیا

کچھ تو کلام کر کہ دہن کا پتا ملے | میری خیال سی یہہ معما اُتر گیا

بوسی لیی تو ہوگئی رخسار یار سرخ | چوسی جو ہونٹھ پان کا لاکھا اُتر گیا

رتبا بہت نہ تیغ گلی مین اُتر سکے | میری گلی سی تیغ کا دورا اُتر گیا

لب پر جو آتی ہین در مضمون ہزار ہا | لیا سینی مین عدن کا جزیرا اُتر گیا

دو دن کی ہجر مین یہہ ہوی بیخودی مجھی | تیرا ہی اب خیال سی نقشا اُتر گیا

صحرا مین ہم جو روئی تو دریا ہین چڑھی | دریا پہ آہ کھینچی تو دریا اُتر گیا

معشوق بیوفا ہین تو عاشق ہین بو الہوس
ہر اک قبول دل سی سراپا اتر گیا

ہزارون بار وعدہ وصل کا جھوٹا ہی صنم ٹھہرا
تری فرقت مین دم آخر ہوا اقرار دم ٹھہرا

رہ توصیف تیری اس قدر پُر پیچ پائی ہے
گھسی پائی قلم لیکن نہ چلنی سی قلم ٹھہرا

رہی ہم سے شب کی شب جہان گویا بزم عالم مین
ہزارنگ شمع کوچ اپنا جہان سی صبحدم ٹھہرا

ہمیشہ ہی تر و تازہ مگر آنکھون سی غائب ہے
گل داغ جگر اپنا گل باغ ارم ٹھہرا

اڑا سیماب کے مانند جب وہ شعلہ رو آیا
دل بیتاب سینے مین نہ اپنی ایکدم ٹھہرا

لیا اقرار وصل اور تو شادی مرگ کر ڈالا
قسم کھانا ترا حق مین مری ای جان ستم ٹھہرا

خوشی سی ربط جب دل لی کیا یہ بیوفا نکلی
غم جانکاہ الفت مین بہت ثابت قدم ٹھہرا

سر بالین جو آیا ہی تو بیتابی نہ کر اتنی
ٹھہر جا درد دل کہدون گا گر سینی مین دم ٹھہرا

مسلمانون مین آمیزش نہ ملت کفر مین میری
نہ ٹھہرا دیر کی لایق نہ مقبول حرم ٹھہرا

نظر الفت کی غیرون پر ہے مجھ پر قہر کی چتون
وفاداری مین مین ای جان کیا اونسی کم ٹھہرا

دکھایا جسنی آئینہ تجھی ٹھہرا وہ اسکندر
پلایا جام جسنی تجھی وہ رشک جم ٹھہرا

رخ گلگونسی تری چھپ گئی گل برگ کی نیچی
نہ سنبل کا کبھی زلفون کی آگی پیچ و خم ٹھہرا

نگین لامکان جسکا نور ہی عاشق ہون مین اوسکا
مرا اوس سمت رہبر جادۂ ملک عدم ٹھہرا

فروغ ذرہ پیش مہر کچھ بھی ہی ای یوسف
تری چہری کی آگی مہر بھی ذرہ سی کم ٹھہرا

زمین کا ذرہ ذرہ کر دیا رفتار سی روشن
مقابل پنجۂ خورشید کی نقش قدم ٹھہرا

دوا معدے مین کیا ٹھہری کہ تیری ہجر مین ای جان
پیا زہر ہلاہل تو نہ وہ بھی ایکدم ٹھہرا

ہوی قسمت مین تڑپا کیا شوق شہادت مین
ترحم تیرا ای قاتل مری حق مین ستم ٹھہرا

قبول اب دیکھی آسان ہو کیونکر مری مشکل
لبون پر اشتیاق بوسۂ جانان مین دم ٹھہرا

گوش زد ہمدم مری پہونچا افسانا کیا
دوستون نی دیدہ و دانستہ دیوانا کیا

دل مین تو آیا بسا عالم تمام ای ماہ رو
ایک پل مین کس قدر معمور ویرانا کیا

دل مرا پھنستا گیا کاکل کی ایک اک تار مین
جس قدر اوسنی ادا و ناز سی شانا کیا

دوست بنکر وہ عداوت کی کرا جاتی ہی جان
دشمن جانی ہی دل ترک اس سی یارانا کیا

میکدی مین لاکی مسجد سی شیخ جی جبکہ شراب
خوب ای پیمان شکن معمور پیمانا کیا

نازکی سی نشہ اوسکو ایک شیشی کا ہوا
ایک ہی نوش اوسنی جب انگور کا دانا کیا

جب نصیحت کی زیادہ عشق نی بہڑکائی آگ
ناصحون نی اور مجہہ وحشی کو دیوانا کیا

ایک ہی اوسنی زبانی بات میری سے نہی حیف ہی
یار نی جو کچہہ کہا مجہسی وہ مین مانا کیا

گہر مین آنا ترک مدت سی کیا تہا ای قبول
خانۂ دل مین بہی اوسنی ترک آنا کیا

بچا کٹنی سی گر اک ہاتہہ بہی مجہہ نیم بسمل کا
گریبان گیر ہوگا حشر کی دن اپنی قاتل کا

گذر گہر مین ہی اس شب ہی کسی ہر شمائل کا
گل خورشید سی پرنور ہی گل شمع محفل کا

شراب خون دل چلتی ہی تیری دور مین ساقی
تری محفل مین ہر سو ہو رہا ہی رقص بسمل کا

صبا نی بہی قیامت مجہسی کی ای اوس بدبختی
نہ بہولی سی کبہی پردا اٹہایا اوسکی محمل کا

عجب بی رحم ہین گل ہمتو نکلین باغ سی باہر
بہر آتا ہی دل سنتی ہین جب نالا عنادل کا

ملی ہوینگی وہ مجکو گہر تلک اوسکی کس طرح پہونچون
مسیحا ہی چرخ چار مین نام اوسکی منزل کا

اوسی ہاتہہ باندہو اپنی پہر بکر ہو شرمندہ
خدا کا ہاتہہ ہی ای منعمو یہہ ہاتہہ سائل کا

بڑی کیا کیا نہ صدمی اور گری کیا کیا نہ کوہ غم
کسی صورت سی بہی گہر نہ ہوا آباد دل کا

علاقہ عشق سی دل کو اجارہ عشق کا دل ہے ۔ عمل بیٹھا ہماری سر مین پر خوب عامل کا

یہہ شعلہ اب نہین بجھنی کا محشر تک جلین گی ہم ۔ چراغ دل مین ہی عشق عارض جانانی ہی تل کا

مہ کامل رخ انور سی شرمندہ ہوا ایسی ۔ خجل ویسا ہوا ہی جیسا ہوتی ماہ کامل کا

وہ مجنون ہون کہ جب دم مر انکلی گا صحرا مین ۔ بنی گا حلقہ ماتم ہر اک حلقہ سلاسل کا

لہو برسون ہی تہو کا وہ جو آیا کچہہ نہ تہا گویا ۔ مسیحائی مری اک آن مین کہو یا مرض سل کا

شکست اسکو نہ ہوگی کس طرح اوس بت کی جلوی سی ۔ ہمیشہ سامنا پتہر سی ہی آئینہ دل کا

قبول ان وزون مجکو اس لیی مشق غزل کم ہی
بلا اشک شغل ہی بی فائدہ تحصیل حاصل کا

میکدی سی جو پہرا ساقی گلفام اٹہا ۔ شیشی خون وی گرا خاک پہ ہر جام الٹا

بات بہی کرنی نہ پایا کہ ہوئی صبح نمود ۔ اپنی رخ سی جو نقاب اوسنی سر شام الٹا

تیری پہلو سی جو مین اٹہکی چلا گہر کی طرف ۔ پہر گیا دل سی تری سمت کو آرام الٹا

نہ کبہی سیدہا لیا نام لب رنگین سی ۔ کہد گیا تیری نگینی پہ مرا نام الٹا

لاکہہ بار اکی پکارا نہ دیا خود ہی جواب ۔ آپ مالک ہین مجہی دیجیی الزام الٹا

ناسوتی ہونیکو عشق اوس سی کیا تہا ہمنی
پرکیا ہی مجہی ہرجائی نی بدنام الٹا

دل تو پہنسا سی پہنسا ہی نہین جو زلف سیاہ
نظر آیا ہمین صیاد ترا دام الٹا

جبتک اوسکو نہین پانیکا پہر نگاہین بہی
اب تلک دیکہون پہری چرخ سیہ فام الٹا

بوسہ سیب ذقن لینی ہم آئی تہی صنم
لیگئی پہیر کی گہر کو طمع خام الٹا

روتی دیکہا جو اوسی نیند نہ آئی تا صبح
ہوا مجہپر اثر روغن بادام الٹا

عشق زلف و رخ دلدار سی جان برہوی
مرگئی صبح کو ہم دم جو ہوئی شام الٹا

جان جاتی ہی جواب ایسا وہ لیکر آیا
نامہ بر مجہسی طلب کرتا ہی انعام الٹا

نہ تو ہندو مین مروت نہ مسلمان مین وفا
کفر الٹا نظر آیا ہمین اسلام الٹا

چرخ برگشتہ مری تاک مین جب سی ہی قبول
لاکہہ سیدہا کرون ہو جاتا ہی ہر کام الٹا

اوسکی قد موزون پہ جو ہم نی تڑپ کر توڑا
ایسا قاتل کو ہوا رنج کہ خنجر توڑا

دل مری سینی مین سو ٹکری ہوا الفت سی
نظر آیا جو تری سینی کی اوپر توڑا

سونگہنی زلف کی بو آئی ہین سب آہو
مشک کا ملک ختن مین نہو کیونکر توڑا

آبرو مین حسینون ایک جو تھی پیش خدا
پر سی جبریل کی گوہر کو برابر توڑا

کیا ہوا بند جو دربان کی کیا تھا ای بت
نام حیدر جو لیا ہے تمنی ترا در توڑا

کیا غضب ہی خط شوقیہ جو اوسکو بھیجا
نامی کو پھاڑا کبوتر کا ہر اک پر توڑا

لاشہ کوچی مین پڑا تھا تری ای شاہسوار
سمِ توسن سی سرِ لاشہ کی سر توڑا

دو تونکو توڑ ملا ہاتھ مین جب لے بندوق
بدر بندوق کا پیالا ہوا اختر توڑا

کبھی اوچھی ہوئی عشق دہن مین گردن
حقۂ لعل لبِ یار نے چنبر توڑا

رحم دل ایسا ہون گل کا تو بڑا رتبہ ہی
سینی کانٹا بھی نہ گلزار مین جاکر توڑا

قاصد سست روی کا تری ہوتا جو نہ خوف
ڈالتا پاؤن مین سو لی کا مقرر توڑا

دُرِ دندان جو چھوٹی ہین تو کیا کی تقصیر
ہمنی دل سا صدف سینہ کا گوہر توڑا

زور مین عہد جوانی سی سوا ہی پیری
اسنی ہر ایک مری دانت کو آکر توڑا

اوسمین عالم کا نظر آیا کیا عیب و صواب
ایسی آئینی کو پھر کیون نہ سکندر توڑا

عشق کا کوہ تو فرہاد سی توڑا نہ گیا
کیا ہوا کوہ کا ہر ایک جو پتھر توڑا

اپنی حبیبی کا جو غم ہی تو یہی غم ہی قبول

سخت جانی نی مری یار کا خنجر توڑا

یار کی چہری کا ہمسی کبھی پردا نہ گیا
اولٹی چہری سی نقاب اوسنی تو دیکھا نہ گیا

رونا کیا جانی مرا تو ترا کوچہ ہی بلند
بہکر اوس سمت مری اشکون کا دریا نہ گیا

نگہ مست سے ساقی نی جو ہمکو دیکھا
ایسی بیہوش ہوئی ہوش مین آیا نہ گیا

سو پچھی ہم داغ لگی کا تجھی بد نامی کا
تیری چھلی کا گل اسواسطی کھایا نہ گیا

دیکھکر مہر کو آیا تری عارض کا دھیان
حشر کی دن بھی خیال رخ زیبا نہ گیا

تیری قامت کی قسم خلد مین جب ہم پہونچی
یاد قد مین طرف سایۂ طوبی نہ گیا

رحم شاید اوسی آتا پہ برا ضعف کا ہو
حیف ہی کان تلک یار کی نالا نہ گیا

کس طرح دل سی مری ہجر کا غم زائل ہو
جھسی اکدن بت بی باک کا غمزا نہ گیا

مین کہان جاونگا کھلا کی ہمارا عاشق
جھپہ طوفان نہ کو مین کہین آیا نہ گیا

قہر تھا کی مری تیوری چڑہائی تھی
ہنسکی اے جان کوئی پہول چڑہایا نہ گیا

دو نی وحشت ہوئی گلشن مین جو سنبل دیکھا
دل سی اے شوخ تری زلف کا سودا نہ گیا

یون تڑپتی کہ وہ سفاک پہر کہنی لگتا
ادب عشق سی پر خاک پہ تڑپا نہ گیا

خوف آیا مرضِ عشق نہ لگجائی کہین | تیری بیمار کی بالین پہ مسیحا نہ گیا

ٹل گئی لوگ جو ہین ہونی لگا قتل قبول
ظلم قاتل کا رقیبون سی بھی دیکھا نہ گیا

ساقی دیا نہ جام مجھی کو بہڑک گیا | پیمانہ میری عمر کا آخر چھلک گیا
موتی جو کان کا تیری رخسار پر ہلا | پہلو مین ماہتاب کے تارا چمک گیا
لپٹا جو تجھسی گردنِ مینا کو توڑ کر | ساقی معاف کیجئو مجھی مین بہک گیا
جب قتل کر کی گھر کو چلا وہ تو اوسکی ساتھ | بی سر ہمارا لاشہ بہت دور تک گیا
یہ رقص بسملون مین کسیکو کہان نصیب | یون تڑپی ہم کہ دیکھہ کی قاتل پھڑک گیا
ناصح خدا کی واسطی موقوف کر یہ پند | اب کیا کریگا تو کہ کلیجا تو پک گیا
زلفون سی دل نکل کی نہ آیا ہزار حیف | نادان کالی رات مین رستا بھٹک گیا
مردم کو اوسپہ شمع کی لو کا ہوا یقین | جو قطرہ اشک گرم کا مژگان تلک گیا
غنچی تمام یار کی آتی ہی کھل گئی | جامی کی بو سی سارا گلستان مہک گیا
ایسا ہوا حقیر کہ پہونچا اوسی بھی رنج | ہین خار جنکی آنکھہ مین اوسکی کھٹک گیا

اب ای طبیب ناہی تو علاج اپنا کر کی تہک
ناصح تو پاس آ کی مری خوب بک گیا

مجہہ نوجوان کا دی سکا ساتہہ ای قبول
آخر کو چرخ پیر بہی پہر پہر کے تہک گیا

عشقِ جانان مین جدا سب سی ہی انداز اپنا
مر بہی جائین تو نہ افشا ہو کبہی راز اپنا

زالِ دنیا کا خریدار نہین ہون تا ہین
مجہہ کسو سطی پہر کرتی ہی یہہ ناز اپنا

خود بخود آتا ہی مجہہ پاس بتِ سنگین دل
کام ہو جاتا ہی ہر روز خدا ساز اپنا

آدمی کیا کہ جسی ضبط نہو الفت مین
کبہی غماز کی اوپر نہ کہلا راز اپنا

غازہ آئینۂ عارض پہ جو مجہسی ملوا
جوہر اسجان دکہا دی یہہ جلا ساز اپنا

ہجر کی شب سی کہین اچہی شبِ اجل
اڑ چکی طائرِ جان سینی سی پرواز اپنا

بندگی عشق کی آخر کو خداوندی ہی
کیون نہ بندہ کری محمود کو آیاز اپنا

ای صنم عشق جگر سوز کا کیون کہین حال
اف بہی کرنی نہین دیتا ہمین غماز اپنا

سر گڑ جاتا ہی خجلت سی زمین مین فورًا
قد جو دکہلاتا ہی وہ سروِ سرافراز اپنا

جا پڑا اسکو نظر آیا جہان طائرِ حسن
لاکہہ دکانہ ملا صید سی دل باز اپنا

طنز مجھ عاشق کی مثل پہ کیا کرتا ہے
منہ تو آئینی مین دیکھی بت طناز اپنا

حیف کے جا ہی بہار آئی جو ہین گلشن مین
آگی صیاد کی توڑا ہی پر پرواز اپنا

مرگئی تیر نگہہ سی جتنی کی اب ہم
لب جان بخش دکھا کر ہین اعجاز اپنا

اسم اعظم جو کری دم تو وسی دم سمجھون
ہمدم کو کیا کرون معشوق ہی ہمراز اپنا

ایکدم ساز کسی سی نہین قسمت مین سجی
آہ مونس ہی فقط نالہ ہی دمساز اپنا

سامنی قتل ہوئی سب ہمین حسرت ہی رہی
ایسی شکوہ ہی کہ تم سمجھی نہ جانباز اپنا

ساز وار اب تو ہو گی یہہ نصیحت ناصح
پھر کبھی آنا مزاج آج ہی ناساز اپنا

آج کل بلبل خامہ ہی مرا نغمہ کنان
اس طرح کھولی دہن بلبل شیراز اپنا

مرثیہ گو بھی ہین شاعر بھی مورخ بھی ہون
چاہون کیون کر نہ سخندانون سی اعزاز اپنا

ہر ہنر ہی وہ مین پڑہی انکہہ کیون اوسپہ قبول
للہ الحمد کہ محبوب ہی ممتاز اپنا

کھون کیونکر کرونگا مین تجہی تدبیر سی پیدا
ہوا کب سہو کلک کاتب تقدیر سی پیدا

بہلی جنگلی کو قیدی کرکی بتنی کردیا مجنون
ہوا ہی نخل سودا دانۂ زنجیر سی پیدا

کجونکی راست بازون سی بہلا تقلید کیونکر ہو
کمان کا خم نہین ہوویگا ہرگز تیر سی پیدا

بہت فرہاد سان ہاری ہین اپنی تیشی سن تولی
ہوئی ہی جوی خون تیری قسم شمشیر سی پیدا

خدا بندی سی پہلی بہیجتا ہی رزق دنیا مین
کبہی ہوتا نہین ہی طفل پہلی شیر سی پیدا

ہوئی جب خاک ہم کوچی مین اوسکی تب وہ ہاتھ آیا
کیا اوس سیمتن کو ہمنی اس اکسیر سی پیدا

تری تیر نگہ نی کیا طلسم نو دکہایا ہی
ہوئی پیکان عوض مو کی تن نخچیر سی پیدا

زمین مدفن کی خاطر ڈہونڈہی ور کری اوسکی لی بنیا
کبہی اسواسطی ہوتی ہی پشت پیر سی پیدا

مشقت سی ہوا فرہاد کب شیر و شکر اوس سی
بہت چاہا ہوئی شیرین نہ جوئی شیر سی پیدا

فریب دوستی مین دشمنی کرتا ہی کیون ظالم
بدی ہی ہی قضا تیری خوبی تقدیر سی پیدا

تری تقریر سی جہڑتی ہین پہول ای گل گلستان نہین
جو کچہہ لکہی تو بلبل ہو تری تحریر سی پیدا

کہون عالم کی آگی یا حسینون سی کہون جاکر
مرا یوسف نہوگا خواب کی تعبیر سی پیدا

نہ آیا صبح کو وہ حشر تک وعدہ تہا گو جہسی
اثر الٹا ہوا اس نالہ شبگیر سی پیدا

ہوا باران نم مژگان سی مری خلق عالم مین
ہوئی ہی برق میری آہ کی تنویر سی پیدا

خط ریحان نی چمکایا تری روئی کتابی کو
زیادہ حسن مصحف نی کیا تفسیر سی پیدا

طلا سی بھی سوا زردی رخِ عاشق کو ملتی ہی
نہین اس زر سی سوا کچھ عشق کی جاگیر سی پیدا

زمین و آسمان ای یوسفِ دل تجھہ سی روشن ہین
ہوا ہی نور دنیا مین تری تصویر سی پیدا

فروغِ عاشقانِ سوختہ ہی تیغِ قاتل سی
زیادہ نور شمعون نی کیا گلگیر سی پیدا

ہمین وحشت جنونکار آستہ دکھلا دیا سیدہا
ہوئین آنکھین ہماری حلقۂ زنجیر سی پیدا

جو آنا ہی تو آ چہنوائی مجکو خاک برسون سی
قیامت ہوگی آخر اس تری تاخیر سی پیدا

سگِ ناپاک ہین پاکیزگی ہین شک جو کرتی ہین
طہارت آل کی ہی آیۂ تطہیر سی پیدا

عیان ہی طور تیرا آنکھہ مین شیخ و برہمن کی
تری حب سی ہی دلِ طفل و جوان و پیر سی پیدا

وہ بیکس ہون کہ وقتِ ذبح آنسو کی عوض ہر دم
ہوا ہی خون چشمِ جوہرِ شمشیر سی پیدا

مری دل سی سخن نکلا نہ کوئی تلخ شیرین سی
مزا حنظل کا کیونکر ہو بھلا انجیر سی پیدا

قبول اب تختۂ کاغذ پہ جیسی گل کہلاتا ہی
نہ ہون گی پہول ایسی تختۂ کشمیر سی پیدا

یہہ دم نہ دی کہ محبت کا سلسلا لایا
تری نہ آنی کی امید سی خدا لایا

رقیب میری بلانی کو لایا زہر کا جام
جو مجھسی پوچھو مرض کی مری دوا لایا

ہم اوسکی رہ مین گو خاک ہوگئی لیکن
طریق مہر نہ وہ ماہرو بجا لایا

نیا عدو تری کوچی مین بعد مرگ ملا
بگولا خاک مری دشت مین اڑا لایا

ہوا بدن سی مری ہی روح فرط شادی سی
پیام وصل جو ہین قاصد صبا لایا

کہانکی شمع مری ہڈیان جلانی کو
لحد پہ ساتھہ رقیبون کو بیوفا لایا

چمن مین پھرتی ہین دیوانہ وار سرو کی گرد
ہماری جان پہ قد آپ کا بلا لایا

خیال چشم نی پہونچایا پاس مژگان کی
ہرن یہہ نیزی کی زد پر مجھی لگا لایا

دعا جو کعبی مین کی تھی مستجاب ہوئی
نہ آتا تو مگر ای بت تجھی خدا لایا

اک آفتاب ہی عارض تو دوسرا مہتاب
تمہین جمال دکھاکر بڑا جلال آیا

فلک کی جور سی کو تہ تھا رشتۂ امید
تمہاری زلف تلک طالع رسا لایا

گیا جو ہجر مین گلزار کو تو کیا حاصل
مین اپنا آتش گل سی جگر جلا لایا

چرا تون آنکھہ محبت سی کس لیی ای ترک
دیا ہی دل تجھی یا کچھہ ترا چرا لایا

بس ایکدم دل پر داغ مین نگہہ دی کر
مین اپنی باغ کی بہی سیر سی دکہا لایا

وہ ناتوان ہون کہ گلشن کی سیر [illegible]
نسیم صبح کا جھونکا مجھی اڑا لایا

تری گلی سی پھر الیکی داغِ دل ای ماہ
قبول پہول یہہ گلزارِ عشق کا لایا

حسین اُس سنگدلی مین آنکھہ سی کیا لگایا ندیکھا تھا
مگر تجھسا کوئی ای بُت ندیکھا تھا ندیکھا تھا

سخن بھی کوئی سُن لیتی تو کچھہ ہمکو نہ تنگ رہتا
دہانِ تنگ دیکھا تھا مگر گویا ندیکھا تھا

کشادہ ہوگیا دل ای حسین احسان ہی تیرا
چمن دیکھی تھی لیکن اب تلک صحرا ندیکھا تھا

پسِ دیوار بھی ہمکو کھڑا رہنی نہین دیتی
ہمارا اس قدر گاڑھا کبھی پردا ندیکھا تھا

مری اشکونکو جاری دیکھکر وہ ہنسکی کہتا ہی
کبھی اس و سی بہتی ہوئی دریا ندیکھا تھا

ہمیشہ ورد ہی قتل کو دیکھی ہین تیغین پر نگاہونکی
تری آنکھون مین آگی نشۂ صہبا ندیکھا تھا

تری انگیا کی چڑیا دیکھکر یہہ دی صدا دل نی
نظر آج آگیا ہی اب تلک عنقا ندیکھا تھا

یہہ دل جیسا قدِ موزون پہ تیری ہوگیا مفتون
کبھی قمری کو بھی یون سرو پر شیدا ندیکھا تھا

نہین معلوم کیا دیکھا جو تجھپر ہوگئی عاشق
وگرنہ ہمنی اس دنیا مین آکر کیا ندیکھا تھا

سلائی ہاتھہ مین اب بات دن ہی ورنہ آگی تو
لگانا کیا کہ تمنی آنکھہ سی سرمہ ندیکھا تھا

ہمین محفل سی اُٹھوا کر رقیبون کو جگہہ دی ہی
ستم لاکھون تمہی دیکھی تھی پر ایسا ندیکھا تھا

یہہ حیرت ہی رقیب اکدم جدا ہوتا نہین جہسے
پری پیر آج تک ہمنے کبہی سایا نہ دیکہا تہا

دہن دیکہا تمہارا یا ہمین عنقا نظر آیا
سنا تہا کان سی پر آنکہہ سی جا نشا نہ دیکہا تہا

ترے عاشق ہوی ہین ابتدا ہی حسن سی لاکہون
مگر تو ہی بتا جہسا کوئی دیوانہ دیکہا تہا

تری ڈر سی کا ہی آنکہہ مین طوفان اشکون کا
وگرنہ بند کوزی مین کبہی دریا نہ دیکہا تہا

وہ سودائی ہون جسکو دیکہکر کہتی ہین عاقل سب
کہ ہمنی آجتک ایسا کوئی دانا نہ دیکہا تہا

روان یہہ جسم جیسی اشک کے دریا مین ہی جہسے
کبہی دریا مین بہتی یون ہوی مردا نہ دیکہا تہا

خیال اپنا تو کیسا یاد وہ بہی اب نہین آتا
اُسیکو ایسی بیہوشی کا ہی سودا نہ دیکہا تہا

کبہی گوشی سی اب ہلتا نہین ہین اُنکی کمان ابرو
کسی عارف کو بہی یون کہینچتی چلّا نہ دیکہا تہا

ادہر نکلا دہن سی اور ادہر وہ بیوفا آیا
اُسیکا ہمنی پر تاثیر یہہ نالا نہ دیکہا تہا

نہ آنیکا کیا اوس حیلہ جوئی عذر کیا اچہا
بہٹک کر پہر گیا گہر کا تری رستا نہ دیکہا تہا

درخشان پاس ہی عارض کی کیسا کان کا موتی
چمکتا پہلوی خورشید مین تارا نہ دیکہا تہا

قبول اب لی تقیہ روز میخانون مین جاتا ہی
کبہی یون دختر رز پر اسی شیدا نہ دیکہا تہا

ای جنون ایسی بیابان مین ہو جانا میرا ۔ ڈہونڈہی عنقا بہی تو پائی نہ ٹہکانا میرا

حال کچہہ بہی تجہی معلوم ہی جانا میرا ۔ تو جو ہی دوست تو دشمن ہی زمانا میرا

سامنی سی تری ای ترک نہین ٹلنی کا ۔ تیر طیار ہی تو دل ہی نشانا میرا

نکلی حسرت مری قاتل تری پاؤن ہون سرخ ۔ لہو قدمون کی طرف اپنی بہانا میرا

قبر پر اکی گذر جاتی ہو مانند صبا ۔ بعد مرنی کی بہی چہوڑا نہ ستانا میرا

سکۂ نقد سخن ہین یہہ مضامین ای یار ۔ دل نہین سینی مین ہی جمع خزانا میرا

عشق دندان مین لہو ہو کی بہا دل افسوس ۔ گھل گیا موتی سی یاقوت کا دانا میرا

رات دن عشق کمر مین جو گہلاؤ گی مجہی ۔ ہو گا ممکن نہ تمہین بہی نظر آنا میرا

غیر آہون کی شرارونکی کیون کر دیتا ۔ اوسنی چاہا نہ کبہی آگ بجہانا میرا

سرکشی کر لی سمجہہ لون گا کسی دن ای چرخ ۔ بہولنا خاک مین یہہ تو نہ ملانا میرا

دل صد چاک لیی ہاتہہ مین بیٹہا ہون مین ۔ زلف سلجہاؤ تو موجود ہی شانا میرا

اگر آیا ہی تو چپ بیٹہو پہر اوٹہہ جانا ۔ دیکہہ ناصح کہین تو سر نہ پہرانا میرا

گو کہ جانان کا تصور ہی ہر اک مصرع پر ۔ اس زمین مین ہی بجا خاک اوڑانا میرا

پھاڑ کی اغیار مری جامۂ عریانی سی
بانکپن وحشت دل ہی تو یہہ بانا میرا

ساق سیمین صنم یاد دلاتی ہی مجھے
شمع تربت کو ہی منظور جلانا میرا

نعم غدا ہی کی ہی پر خوان یہہ ایسا ہی وسیع
کھا ہی سب خلق تو کم ہونہ یہہ کھانا میرا

منتون پر بہی کبہی بات نہ کی مجہہ سی قبول
اک سخن بہی نہ مری یار نی مانا میرا

دل جو اوس مہرلقا کا ادہر آیا ہوتا
شب فرقت نی بہی منہہ نہ دکہایا ہوتا

وعدۂ وصل سی تسکین نہ دیتا جو وہ شوخ
چیر کر پہلو کو تو دل نکل آیا ہوتا

عشق ابرو مین خمیدہ جو نہو جاتی تم
تیغ قاتل کی تلی سر نہ جہکایا ہوتا

ایک تلوار مین مشکل مری آسان ہوتی
ہاتہہ اٹہا بیٹہنی سی ہاتہہ اٹہایا ہوتا

ای پری ٹپکی دسپر جو تری ہم مرتی
حوروں نی آکی جنازی کو اٹہایا ہوتا

میری لاشیکو تری کوچی مین ملتی جو جگہہ
ای پری قبر پہ دیوار کا سایا ہوتا

ایک شب خواب ہی مین شکل دکہا جاتی تم
بخت خوابیدۂ عاشق کو جگایا ہوتا

تہا جو منظور کہ رندونکی کری مہمانی
ریش کو اور بہی قاضی نی بڑہایا ہوتا

اپنی محفل میں بلاتا وہ ملک خو جو مجھے
تو مرا عرش سی برتر کہیں پایا ہوتا

منخسف شرم سی ہوتا وہ فلک پر فورا
داغ دل ماہ کو ہمنی جو دکہایا ہوتا

بوسہ ای لب ساغر سی جو ترساتا تہا
ساقیا تونی مجھے منہہ نہ لگایا ہوتا

پہر تو میں قبر میں پہولا نہ سماتا ای گل
میری تربت پہ جو اک پہول چڑہایا ہوتا

غم فرقت جو نہ کہاتا مجہی جلد قبول
کس مزی سی غم دلچسپ کو کہایا ہوتا

مرتی ہم نہ مگر کوچۂ جانان چہوٹا
شمع پروانی سی بلبل سی گلستان چہوٹا

جامۂ کسوت تن سی دلی ثابت رکہا
لب ہی بخیۂ وحشت سی گریبان چہوٹا

دل شگفتہ نہوا ہم ہوی آزاد تو کیا
باغ میں پہنچی تو یہہ غم ہی کہ زندان چہوٹا

روح جنت سی گئی جی میں آئی صد شکر
در تیرا مجکو ملا روضۂ رضوان چہوٹا

غم نہیں مجکو گریبان تو مرا ہی موجود
ہاتہہ سی میری اگر یار کا دامان چہوٹا

دل کو بہلائی چلو گلشن جنت میں قبول
جیتی جی ہمسی اگر کوچۂ جانان چہوٹا

اوس نوجوان سی جام شراب کہن ملا — صد شکر ہمسی ساقی پیمان شکن ملا

میت کا غسل جا نہا یا جو بحر مین — پہنا نیا لباس تو سمجہا کفن ملا

جس تک سی ہم آئی تہی پہونچا دیا وہین — ہم خضر سمجہی دشت مین جب راہزن ملا

راہی ہوا تہا دل طرف چشمۂ دہن — رستی مین ڈوب مرنیکو چاہ ذقن ملا

پامال ناز ہوتا ہے رفتار سی چمن — اب خاک مین گلون کو نہ اے گلبدن ملا

کیا چرخ میری واسطی کرتا ہی انقلاب — عیش و سرور چاہا تو رنج و محن ملا

تہوکا ہو تو بوسہ لب یار نی دیا — جب سل موی ہی تو مجکو عقیق مین ملا

شیرین سی خسرو تجہی ہوتا ہی عشق مین — خون اپنا جوی شیر مین اے کوہکن ملا

بوسہ ہمین وہ دیتی ہی دشنام کی عوض — ڈہونڈا بہت مگر نہ ہمین کو دہن ملا

بو لی چلی ہی باد صبا زلف یار کی — افسوس آج خاک مین مشک ختن ملا

عارض سی ہلی آنکہہ لب یار پہ پڑی — ملک حلب کی راہ مین شہر یمن ملا

کیا ہی مقابلی سی ہوا باغبان خجل — عارض سی یار کے نہ گل یاسمن ملا

جنگل مین وحشیون سی بہی بہلا نہ میرا دل — آنکہہ اوسکے یاد آئی جو کوئی ہرن ملا

آیا جو وہ مسیح مرض دور ہو گیا
قوت ملی جو بوسۂ سیب ذقن ملا

پہلی ہی لیگئی یہہ تپ تک مرا ملک
شاباش پھر گیا نہ لحد مین کفن ملا

ملک عدم مین آئی ہوا باغ باغ دل
مدت کے بعد پھر ہمین اپنا وطن ملا

تیری جفا عیان ہوئی اسکی وفا کہلے
تل ملگیا جو خاک مین کیا ای دمن ملا

حاصل نہ کچھہ غزل کی کہی سی ہوا قبول
مدلے حسینؑ سے نام حسنؑ ملا

اکدم کو قتلگہہ مین وہ بی پیر ہو گیا
زندہ ہر ایک کشتۂ شمشیر ہو گیا

کندن سا ہو گیا ہی بدن داغ مٹ گئے
تیرا غبار در سے مجھے اکسیر ہو گیا

تصویر اپنی یار کی کھنچواؤن کس سی مین
بہزاد آپ دیکھہ کی تصویر ہو گیا

مجنون وہ ہون کہ قیس بہی آکر ہوا مرید
حلقہ بگوش حلقۂ زنجیر ہو گیا

باندہی جو شست اوسنی نشانی پہ ناز سے
محو جمال دیدۂ زہ گیر ہو گیا

سہہ سکی اوسکی ظلم ہوا سست بد ضعیف
گذرا تہا شباب کہ مین پیر ہو گیا

اوسکی نگاہ جس قدر انداز پر پڑی
تیر نگہ کی سامنی نخچیر ہو گیا

لیا میری خاک کو وہ تلپھراتا ہی سیمتن
مرا گلی مین یار کے اکسیر ہو گیا

دیکھا جو اسنی طایر جان ہو گیا شکار
تیر نگاہ ناز سے مجہے تیر ہو گیا

میری سوا اسکو وہ اب دیکھتا نہین
گیا دود آہ سرمۂ تسخیر ہو گیا

جو اسکو چرخ دیتا ہی وہ سر سے پہ قبول
برشتہ مجہسی کو فلک پہ ہو گیا

یقین ہی کہ مجکو زن درد دل نہ چھوڑیگا
اگر اس درد نی چھوڑا ابھی تو قاتل نہ چھوڑیگا

اگر دل لیکی پڑ سی پڑ سی گر ڈالیگا تو اسکو
ترا دیوانہ ای دلدار ہرگز دل نہ چھوڑیگا

تڑپتا چھپی جسم بسمل گا ای قاتل
ترا پیچھا تری گھر تک تو یہہ بسمل نہ چھوڑیگا

اگر دامن پکڑ لی پر وہ میری ہاتہہ کاٹیگا
نہو ہاتہ ہوینگا میری دامن قاتل نہ چھوڑیگا

رہا ہون ہی جو عشق خط و خال دلربا مجکو
دل پر داغ کو وہ خوشنما اک تل نہ چھوڑیگا

نہین عشاق سی وقت سواری کچھہ حجاب اسکو
ہمارا یار ہرگز پردۂ محمل نہ چھوڑیگا

مجہی پیچھا چھوڑیگا آتش کی داغ اتنی
کہ میرا دل کسی معشوق کی قابل نہ چھوڑیگا

ہو اگر آتش فرقت سی ویران جلکی سینہ ان
علاقہ دل سی لیکن عشق کا عامل نہ چھوڑیگا

دکھاوے گی جو اک شب وے روشن بے حجاب اوسکو
تو پھر ہالے کی صورت سے مہِ کامل نچھوڑیگا

کمر گو خم کرے عشقِ میانِ نازکِ جانان
کہ یہ بوجھ درد و رنج کا حایل نچھوڑیگا

دہن کو تیرے لب ہین پٹریان یاقوت کی گویا
لبِ گویا کبھی وصفِ لبِ ساحل نچھوڑیگا

فقیرِ بے نوا ہون رحم کر جان آئی ہے لب پہ
سوال اپنا بجز بوسہ لیے سائل نچھوڑیگا

سُلاتا جائیگا بیدار بختون کو سحر ہوتی
تڑپتا مجکو صبحِ ہجر مین قاتل نچھوڑیگا

رقیب ایسا ہون غفلت مین وے مست انداز آنکھین ہون
ترا دیوانہ دم بھر بھی تجھے غافل نچھوڑیگا

تری دیوانی عاقل ہین جو عاقل ہین وہ دیوانے
تجھے دیوانہ چھوڑیگا مگر عاقل نچھوڑیگا

کبھی تو انتہا ہوگی اس صحرا نوردی کے
دلِ سرگشتہ ہرگز عشق کی منزل نچھوڑیگا

جسے دیکھا وہ تیرِ عشق مین بسمل نظر آیا
تو اے لبریز پانی مین کسی کا دل نچھوڑیگا

شہادت کے سعادت سے مجھے محروم رکھّیگا
کہ مجھ پر ہاتھ کوئی تیغ کا قاتل نچھوڑیگا

قبول اب صبر کر گو مشکلون مین صبر مشکل ہے
علی مشکل کشا تیری کوئی مشکل نچھوڑیگا

ترا درِ فیض جو وا ہو گیا
در کا گدا عقدہ کشا ہو گیا

بستہ مین ای زلفِ رسا ہوگیا | پیچ ترا مجھکو بلا ہوگیا

تجھپہ جو سلطان نی ہی کی نگاہ | حسن کا تیری وہ گدا ہوگیا

مہر بنا خسروِ زرین کلاہ | تاج پہ تیری جو فدا ہوگیا

سبزۂ رخ یاد جو آیا ترا | دل کا ہر اک زخم ہرا ہوگیا

جب شبِ فرقت مین اٹھا دودِ آہ | بدرِ جہان تاب توا ہوگیا

جان گئی غم سی رہائی ملی | درد ہی آخر کو دوا ہوگیا

نالۂ بلبل نی دکھایا اثر | باغ سے صیاد ہوا ہوگیا

دل مین جو مہمان وہ مسیحا ہوا | دردِ جگر اور سوا ہوگیا

ناز جو دیکھا تو کیا جی نیاز | سے تمنے ادا کی مین ادا ہوگیا

باغ مین آیا جو مرا جامہ زیب | گل کا گریبان قبا ہوگیا

خط کا نہ پہونچا یا جواب تک جواب | کیا تجھے ای بادِ صبا ہوگیا

آنکھہ تری دل کو ہوئی جامِ زہر | خال مگر حبِّ شفا ہوگیا

پس چکلی گندم صفت ای چرخ ہم | مطلبِ دل ابتو روا ہوگیا

تیغ سی تیری یہہ کیا سر اُس
جسم سی آخر کو جدا ہو گیا

تیری رضا میری قضا مین جو ہی
وِردِ رَضِینا بِالقضا ہو گیا

زلف سی ملنی لگی تشبیہ او سی
سنبلِ پیچیدہ رسا ہو گیا

دشت مین اُڑ اُڑ کی چہبین کیون نہ خار
جذب سی مین کاہربا ہو گیا

ہنسنکی مری اشک کو دیکہا جو ہین
رشکِ دُرِ بیش بہا ہو گیا

کیون نہ ولی عہد ہو اقبال مند
شیفتہ آلِ عبا ہو گیا

تو نی وہ کی مہر کہ تیرا قبول
تجہہ پہ دل و جان سی فدا ہو گیا

افشان کا ذرہ چہٹکی جو ای مہربان گرا
محفل مین غل اُٹہا یہہ ستارا کہان گرا

چاہی جو تو کہ پہر نہ اُٹہائی کبہی مجہی
تو آستانِ یار پر ای آسمان گرا

اشکون نی زیر بارِ توجہ مجہی کیا
آخر اِہنین کی موجون سی مجہپر مکان گرا

کیا عیبِ خوشقدی ہی جو آیا وہ شتاحُسن
بالای خاک سروِ چمن کا نشان گرا

یوسف کو دیکہتی ہی ہی سب اسیرِ عشق
نکلا جو وہ تو چاہ مین خود کاروان گرا

وہ رحم دل معین ہین کہ مری دل ہین دفعتاً
درد اوٹھہ کھڑا ہوا جو کوئی ناتوان گرا

اللہ ری چشم مست کہ دیکھا جو یار نے
بالای خاک جھوم کی پیرِ مغان گرا

گالی کا ہی یقین جو بوسی کا ہو سوال
رتبی سی میری مجکو نہ تو ای زبان گرا

بھرِ خدا بٹھا ہین کر عام سیرِ باغ
دیوانہ پن سی لب ای باغبان گرا

ای ترک چشم الحذر ای مردم الامان
تیرِ مژہ سی خاک پہ کیا کیا جوان گرا

الفت کا اعتبار نہو جان بھی جو دون
اُس بدگمان پر یہہ دلِ بدگمان گرا

بیہوش عشق سی ہین پر اتنی حواس ہین
قدمون پہ تیری سر کی بہل لیجانِ جان گرا

رونی مین اوس سی پوچھا جو امیدِ رحم پر
لختِ جگر گراؤن تو بولا کہ ہان گرا

نرگس کو ہو گیا یرقان دیکھکر تجھے
کاسی مین اوسکی رنگِ رخِ زعفران گرا

چشمِ مریض کا ہوا عاشق دلِ تو بی
اُس ناتوان سی یہہ مرا پہلوان گرا

رخسار اوسکی دیکھکی کیون کر رہا ثبات
تیرہ قطب کی بہل ای فرقدان گرا

ای چشم تیری عشق مین بسمل ہین سیکڑون
کیا کیا قوی زمین پر ای ناتوان گرا

اوس ماہ جبین پہ جب دمِ نگاہ سکے
ماہ آسمان سی ہٹکی برنگِ کتان گرا

جبتک رہا ہون وادی الفت مین زندہ ہون | محشر مین بھی اُٹھونگا تھک کر جہان گرا

چکھا ہما نی اوسکو سعادت سمجھہ کی یار | منہ سی جو تیری سگ کی مِرا استخوان گرا

لیجو خبر مری دلِ آگاہ کی کوئی | غل ہی وقن مین آج کوئی غیب دان گرا

اوچی سی اپنی اب بھی نکلوانہ تو مجھے | اُٹھنا محال ہی جو ترا ناتوان گرا

میرا دل برشتہ غم یار کھا گیا | کیا ہی کباب سوختہ پر میہمان گرا

رونی مین پتلیون نی یہہ میرا سوال ہی | دل تو زمین پر نہین اے مردمان گرا

پہلو سی میری جب بتِ سنگدل اُٹھا | دل پر غمِ فراق کا کوہِ گران گرا

حورون نی دیکھا جب ہی خوش قدکو باغ مین | سبکی نظر سی طوبیِٔ باغِ جنان گرا

عارض سی دل نکل کی ذقن مین ہوا اسیر | آیا تھا کس جگہہ سی یہہ وحشی کہان گرا

قامت پر اک نگاہِ موذن جو پڑ گئے | قد قام کہکی سجدی کو وقتِ اذان گرا

اوس گل سی چھوٹنا مجھی یاد آیا اے قبول
جسوقت شاخ سی کوئی برگِ خزان گرا

کب حسن مین تو اے بتِ بد خو نہین اچھا | سب عضو تیری خوب مگر تو نہین اچھا

ہین جی ہوی خفا ہین بتِ مغرور نہین اچھا
کہتا ہی وہ بد ذات مجھی تو نہین اچھا

خود چاند ہی داغ اپنا مگر مجھکو دیا ہی
اسواسطی کہتا ہون وہ مغرور نہین اچھا

وہ آب لرزتا ہی تو تہراتا ہی سایہ
قامت سے تری سروِ لبِ جو نہین اچھا

اوصاف سنو کہتی ہین ہم ہوسکی مکدر
آئینی سے آئینۂ زانو نہین اچھا

ہو جلد بدل خطِ سپیدِ سحر سے
کالا ہی شبِ ہجر کا گیسو نہین اچھا

وہ زیر نظر ہی یہہ تہِ سر نہین ای جان
رخ خوب ہے تیرا ہمین زانو نہین اچھا

قمری نی لبِ نہر اوسی دیکہا تو صدا دی
اب سروِ چمن کا قدِ دلجو نہین اچھا

دیکہا جو تجہی پہر نظر آئی نہ کوئی شی
ای چشمِ فسون ساز یہہ جادو نہین اچھا

ای رنگِ گل اوسکی رخِ رنگین سی نہ ملنا
اوس منہ کا کبہی سامنا ای بو تجہی نہین اچھا

عشق کمرِ یار کا جسدن سی مرض ہی
دردِ دلِ مضطر کسی پہلو نہین اچھا

مین نالہ کنان ہون وہ نہین گاتا ہی یہہ گویا
کہتی ہین برا حلق ہی نالو نہین اچھا

کہنی لگی ٹہوکر وہ دمِ نزع لگا کر
آواز بری آتی ہی گہنگرو نہین اچھا

رخ سی تی ہی مگر نہین اچہی سحرِ عید
گیسو سی شبِ عید کا گیسو نہین اچھا

فرہاد تلک کوہ پہ شیرین کو چڑھا دیے
اُلٹا ترا بہنا کبہی ای جو نہین چہپا

برباد کبہی جانہ مری آوح بدن سیے
ای نکہت گیسوی سمن بو نہین چہپا

وہ اُٹہہ کی چلا تو نہ اوسی روک سکی ہم
اتنا ہی نہ ہو دل پہ جو قابو نہین چہپا

گردش مین ہین جو پا انہین اکدن نعو و کہا آنکہہ
وحشت جسکی ایسی ہو وہ آہو نہین چہپا

رندون پہ بہی ای شیخ سمجہہ فیض اوسی کا
جسکی ہی صفت رحم وہ یکسو نہین چہپا

تم آئینہ دیکہو جہی ونی ہو زیارت
یہہ جلوہ وہی کا کبہی یکسو نہین چہپا

خالی تو نہ کہہ جام قبول اب کہ ہون گریان
ہر ساغر چشم اشک سے مملو نہین چہپا

مشہور وامق اُلفت عذرا سی ہو گیا
مجنون کا شہرہ خلق مین لیلی سی ہو گیا

تیرا کیا تو غرق رہا عاشق ای صنم
ڈوبا تو پار عشق کی دریا سی ہو گیا

شبنم کو گل پہ آبلہ پا کیا خیال
میرا گذر جو باغ مین صحرا سی ہو گیا

برحق ہوی ہی خلقت الفت بشر کی ساتہہ
آدم کو عشق حضرت حوا سی ہو گیا

وحشی تو اجو چاک لگا کرنی ضعف مین
دامن دراز دامن صحرا سی ہو گیا

مجکو نہ آج وعدۂ فردا سی رنج دی
غافل مگر تو صدمۂ فردا سی ہو گیا

اوس کی بہنہہ چڑہا تو گرا سر کی بہل رقیب
تحت الثرا وہ آپ ثریا سی ہو گیا

سُرخ جام می ہی اور ہوا سُرخ یار کا
مینای سُرخ سونی پہ صہبا سی ہو گیا

لایا جو یار طوق تو خوش ہو کی مین مین
ایسا جہکا کہ طوق سر پا سی ہو گیا

اوستاد کو دیا کیا وہ عشق کا سبق
بالا وہ درس دینی مین بالا سی ہو گیا

تہہ تشنہ کام وصل کا سر کاٹ کر کہا
لی کام آب تیغ سی ای پیا سی ہو گیا

فریاد رونید ادہی سنتا نہین مری
نازک ہی گر وہ شکر غوغا سی ہو گیا

پوچہا ترا دہن ہی تو آئی صدا کی لا
اثبات ایجاب مین اس لا سی ہو گیا

عزلت گزین قبول ہی بزم رقص سی
ساز اب صدا کی شہپر عنقا سی ہو گیا

جی اوٹہا مین تری در پر جو جنازا آیا
اپنی گہر آیا تو پہر مردی کا مردا آیا

ستۂ یوسف اگر بعد زلیخا آیا
عشق نی پہلی پڑہا رکہا تہا آیا آیا

تہہ جلی تن بلا جانا اوسی وحشت مین
جس جگہہ بادیہ عشق مین سایا آیا

وہ ہمہ ہوتا ہی خلاق کہلا یہہ عقدہ
جب تصور مری آنکھون مین کمر کا آیا

دل صفا اپنا پہنسا انکی کمر مین جسدم
بولی حیرت سے کہ تو بال مین شیشا آیا

ابتدا عشق کی ہی چہوٹ نہ جانا ای دل
انتہا سے جسکی نہ پاؤن نگا وہ صحرا آیا

وصل کی شب مین جلاتی ہین یہہ کہکر وہ مجہی
آسمان کیون نہ کرون ستم سر پا آیا

اپنی جو منزل سی آپ جو پہنچی آئی
ہم مریضون لی صدا دی وہ مسیحا آیا

رند میخانی مین پی می جو لڑتی ہین
ساقی عربدہ جو کچہہ انہین بہکا آیا

سنگ سے او اٹہو ڈہونڈہتی ہی ڈہونڈہتی آئی ہرجائی
پاؤن توڑی جو مری ہاتہہ تری کیا آیا

یار کہتا ہی کہ پہر حشر کی دن ذبح کیا
تیری لب پر جو کبہی خون کا دعوا آیا

ابتو ہنسی کی بہی قابل نہین وحشت اپنی
اپنی اوپر جو ہنسا مین مجہی رونا آیا

نقشہ دولت ہی کا لٹوا تا ہی دولت غافل
ہی وہ ممسک جسی دولت کا نہ نشا آیا

گل کی پاؤن تلی ذبح کیا بلبل کو
کیسی سفاک پہ تو ای دل شیدا آیا

کبہی کچہہ کہتا ہی لغط کبہی کچہہ کہتا ہی
وہ صنم کعبی مین جا کر اوسی بہکا آیا

میری نالون سی ہوی اپنی پرائی نالان
ہنسنی آیا تہا رقیب اوسکو بہی رونا آیا

آج محفل مین مری گرمیٔ وہ گرم ہوا
آگ کیسی کوئی خود یار کو بھڑکا آیا

کیا ساقی تجھی مجھہ ندبی مائل ہو کر
تجھہ مینائی دل آکر دل مینا آیا

عشق کو داغ عبث لگتا ہی بدنامی کا
دل ہی خود آگ ببولا جدھر آیا آیا

ابرو و گیسو و خط دیکھہ لون ای مصحف رو
حفظ ہو جای مسلمان کو آیا آیا

جل گئی بہ گئی گل ہو گئی ای آتش رو
نور کامل سی تری شمع کو لوٹا آیا

یاد انجام شب وصل جو آیا اوسکو
میری ہنسی پہ مری موت کو رونا آیا

چاک ہو کر شب فرقت مین نہین نکلا دل
کہ یہہ زلف شب دیجور کا شانا آیا

غیر مژگان کبھی ابرو کا نہ زخمی ہوا دل
تیر سی تیغ کی زد پر نہ نشانا آیا

ای صنم تو بہی غماز کی سن حق مین مری
اپنی ناصح کو یہہ دیوانہ تو سمجھا آیا

دیکھا دریا کو جو رقت مین تو قطرہ نکلا
پہر وہی قطرہ نظر صورت دریا آیا

صف مژگان کی یہہ آہو سی ہی چشمک ای ترک
ہمسری کی تو ابہی تیر کا دستا آیا

خوف بنجو کو کہان لپٹونگا مین اوس گل کو
میری صحت کی لیی موسم سودا آیا

وصل ادہر ہی عدو رشک مین ہین غش آیا
تپ مری اوتری رقیبونکو پسینا آیا

حسن جس جا ہووی ہی تی منزل ای دل
عشق صحرای عدم سی یہہ سکہاتا آیا

دیکہنا زخم جگر کی مری دامنداری
دامن حشر کا بہی ٹہیک نہ پہاہا آیا

چاہ کنعان سی ہوا جبکہ عروج مہ مصر
عشق چلّایا زلیخا کو وہ آیا آیا

صفحۂ سیمین پہ پڑی شمع تن یوسف مین جو انکہہ
یاد اوسوقت در اشک زلیخا آیا

سینی حمّام مین عریان جو اونہین دیکہہ لیا
گرم ایسی ہوئی جہہ پہ کہ پسینا آیا

ہوا دیوان یہی شعر اتنی کہی تو نی قبول
سچ جو کہو تو کہون شعر نہ کہنا آیا

کیا کہون کیا کیا بچا جنگل مین لگیا ئی کیا جل گیا
آہ سوزان سی مری صحرا کا صحرا جل گیا

شام سی روشن ہوا تہا سر مین داغ ہجر یار
صبح تک مین شمع کی صورت سراپا جل گیا

دشت پیمائی مین گرمی کہل گئی ایک ایک کے
کانٹا چہالی سی چلے کانٹی سی چہالا جل گیا

آرمیان دیکہین تجہ ٹہنڈا ہو کلیجا ای صنم
سرد مہری سی تری اب دل ہمارا جل گیا

پرتو افگن عکس ای خورشید جبین تیرا ہوا
مثل پنبہ آتشی شیشہ سراپا جل گیا

ساقیا ہین ظرف ہی کم ظرف مانند حباب
شیشی کو جب منہہ لگایا جام صہبا جل گیا

سیر کی جلنی پر نہ پہنچی دوستون کی آہِ سرد | سیر سب دیکھا کئی اور جلنی والا جل گیا
کان آتش کان ہین تیری مگر ای شمعرو | کو سی بالی جل گئی بالی سی بندا جل گیا
ہجر کی آہون مین جو لقمہ مری منہہ مین پڑا | منہہ نوالی سی جلا منہہ سی نوالا جل گیا
ہو دیا جب داغِ دل اوس مہوش نی وصل سی | سینی پہنچی کہی اوسکہ تارا جل گیا
ہجر مین چنگاریان ہین اشک کی قطری نہین | جل کی پردا آنکہہ کا دامن قبا کا جل گیا
آپ جل جا پر گزند اپنی نہین ہمسائی کو | گرمیان اتنی نہ کر دل کلیجا جل گیا
شررِ دل لب سی تہا تیرا افسر آتش نفس | سر ترا کر ای پری سایا ہما کا جل گیا
نور افشان کا تو رتبہ ہی بلند ای مہروش | شب کو جب پاپوش چمکی ہر ستارا جل گیا
سو کہا کب خونِ دل سخت اپنا فکرِ شعر مین | گرمی مضمون سی پتہر کا شرارا جل گیا
زندہ رکہا حق نی تا دو معجزی کیجا ہون جمع | پہر عصا ہاتہہ آیا پہلی دستِ موسا جل گیا
داغِ سودا اسقدر چمکا سرِ پر شور مین | آتشِ خجلت سی طالع کا ستارا جل گیا
بادۂ آتش سا قیا اور آگ تیرا دستِ شوخ | سرخ مینی کیطرح سی جام و مینا جل گیا
شرر آہون مین اثر تہا آگ کا ای شمعرو | جل گیا جب سی پڑا الفت سی پالا جل گیا

زندگی مین وصل بت ہاے مرگی فرقت مین جیا | میت ہندو کی صورت ہو کی ٹھنڈا جل گیا

تیری عشق قد مین جب بن لی کھینچی آہ گرم | صورت سرو چراغان نخل طوبا جل گیا

دل مین بھڑکا شعلۂ عشق اور جلی صبر و قرار | ہی تعجب گھر بچا اسبابا گھر کا جل گیا

سخت بدبختی ہی حسد حاسد نہ ہونا ای مقبول
فائدہ جسکا سُنا ناحق دل اوسکا جل گیا

جیتی جی مجھسی اگر دل نہ اُکھاڑا ہوتا | ہی کوچی مین مجھی یار نی گاڑا ہوتا

شکل عاشق اوسی کرنا تھا زلیخا جو سُکی | اوسی یوسف کے گریبان کو پھاڑا ہوتا

صورتین ہجر کی سب کھینچ پڑی ہیچ بخیل | ایک نقشہ تو کبھی روز بگاڑا ہوتا

سر پہ چڑہتا نہ خزانہ تری پہر ای قارون | الفت زر کو اگر دل مین نہ گاڑا ہوتا

حُسن کی پیچ جھی عشق نی تعلیم کیی | دل نہ کس طرح سی پیچ یون کا اکھاڑا ہوتا

دل سا میدان کہان بانکپن مژگان دراز | ای جوان نیزی کو تونی یہین گاڑا ہوتا

پھانسی دیتا کہ گلوگیر ہی رشتہ عشق | تیری ہیکل کا مری پاس جو ناڑا ہوتا

حُسن کم زور نہوتا تو قوی ہوتا عشق | ای پری دیو کو میدان مین پچھاڑا ہوتا

داغ دل صاف نہ ہوتی تو نہ ہوتی اے یار — میرا مرقد دم طاؤس سے جھاڑا ہوتا

آہ تاثیر وہ کہاں تھی تو جلاتا میں دشت — کیسی بستی کسی جنگل کو اُجاڑا ہوتا

اتفاق ہجر میں جل جل کے کہا کرتا ہوں — آگ کا وصل تھا قسمت میں تو جاڑا ہوتا

گالیاں دے کے مری دل کی کدورت کھوتے — گھر صفا ہوتا جو تم نے مجھے جھاڑا ہوتا

قرص کافور تو ہے مہر مگر پہاہی کو — دامن صبح قیامت کے کو پھاڑا ہوتا

عید کو تیری کمر سے جو لپٹتی وہ ضعیف — بال کی طرح رقیبوں کو اکھاڑا ہوتا

گرد کیا خاک ہے لاکھوں دل عاشق جھڑتے — ناز سے دامن اگر یار نے جھاڑا ہوتا

صدقے کر کر کے اڑا دیتا تری اوپر سے — لاکھ پریوں کا مری گرد جو باڑا ہوتا

سیکڑوں مرغ مضامیں کو کیا بے پر و بال — چھوڑ کر حرفوں کو خط آپ نے پھاڑا ہوتا

دل سبب عشق کا ہو جا کے ٹھہرتا نہ خفیف — بیت ابرو کی جو میزان میں تاڑا ہوتا

اب تم اپنا ہی تصور نہیں بسنے دیتے — یوں تو معمورۂ دل کو نہ اجاڑا ہوتا

وصل پر وسمہ تن شعلہ کی جرأت کرتا — ہوتا میں خاک سیہ جل کے جو جاڑا ہوتا

اے قبول آج اگر ہوتی طبیعت حاضر

گو بہیڑ پڑہی تہی زمین اور لتاڑا ہوتا

غم سی چھٹ جاتی جو سر تن سی اتارا ہوتا — دوستی تہی جو وہ دشمن بہی ہمارا ہوتا

چرخ اول سی زیادہ کہین گردش ہتی — عرش پر گر مری طالع کا ستارا ہوتا

آتی لبیک کی آواز ضرور اے لیلے — سجدہ مین تو نی جو مجنون کو پکارا ہوتا

عاشق رخ کی لیی تم یہہ مچاتی اندہیر — زلف مشکین سی جہی باندہ کی مارا ہوتا

ضعف دل سی کبہی ظاہر ہوی گرمی عشق — جان ہم دیتی مگر دل کو نہ ہارا ہوتا

آہ وہ لیتی جو کوئی پوچہتا کس کا ہی عشق — تیری آنکہون کی طرف سبکا اشارا ہوتا

آنکہہ مین دیتی وہ عیسی نی ہتہیلی مین اگر — شمع خورشید سی کاجل کبہی پارا ہوتا

دی صدا لاکہہ کو نکلا نہ مگر ایک بہی دو — آتی سو ایک جو دشمن کو پکارا ہوتا

اس طرح آتش فرقت مین تڑپتا نہ قبول
دل کی بدلی جو مری سینی مین پارا ہوتا

غم کا مکان سینۂ پرغم نی کہو دیا — کہویا تہا ہمکو جسنی اوسی ہمنی کہو دیا

لی حلقہ دہن نی نہ قدر نگین دل — جسپر کہدا تہا نام وہ خاتم نی کہو دیا

اللہ ری بخل نام سبھو نکا مٹا دیا — عالم کو فیض جود مین حاتم نی کھو دیا

دل دی کی ہم اوس آفت جان کو ہوی تہی شاد — غمکا مکان کم ہی اب اس غمنی کھو دیا

وہ جوش ہجر مین نرہا مجھہ ضعیف کا — سارا بخار عشق تپ غم نی کھو دیا

نشتر کی آب بجھہ گئی ہی خون گرم سی — سیماب اوسکی دم کو مری دم نی کھو دیا

نالی کیی ہزار نال بہار سی — بلبل کا عیش گریہ شبنم نی کھو دیا

پیری مین خاکسارون کا رتبہ ہوا نصیب — اوس کشتی کی عیب کو اس خم نی کھو دیا

پہاہا اوڑ گیا کہ داغ دل سی آج — غم ہی کہ درد زخم کو مرہم نی کھو دیا

ہم ہوگئی گناہ سی جنت کی مستحق — سردمہی کو نار جہنم نی کھو دیا

ہر صبح جستجو مین جو اوڑتی ہی باغ سی — اس شک آفتاب کو شبنم نی کھو دیا

پیچ گیسوون سی مشابہ جو تھا تری — گیا گیسو دراز کو پرچم نی کھو دیا

ای بت جو اس باختہ سارا جہان ہی — عالم کو تیری حسن کی عالم نی کھو دیا

دل نذر میری ساقی گلفام کو دیا — جام جہان نما کو یہان جم نی کھو دیا

احباب کی فراق مین سینہ کٹا کیا — سیماب کیون ہاتھ کو ماتم نی کھو دیا

کیا مثبت ادعا کا رہی مار نافیہ
یہ میم دہن کمر کا الف ہمنی کھو دیا

ابلیس کی فریب مین آئی ہزار حیف
اک دم مین باغ خلد کو آدم نی کھو دیا

دل بیوفا صنم کو دیا روح پاک نی
یا ہاتھ سی مسیح کو مریم نی کھو دیا

لنگیا کو دیکھکر ہوئی مجنون سب رقیب
نا محرمون کو یار کی محرم نی کھو دیا

کہتا ہی شکوہ تلف دل مین وہ صنم
تو کیا کریگا دل کو تری ہمنی کھو دیا

جلتا رہا رقیبون سی مین کوی یار مین
لطف بہشت نار جہنم نی کھو دیا

دیکھا او ہی تیغ پہر نرہا لطف اشتیاق
جو زخم مین مزا تہا وہ مرہم نی کھو دیا

دل تہا کچہ سہی گیا پاس یار کے
کیا غم ہی قلب سکہ اگر ہمنے کھو دیا

عالم کو دیکہا خالق عالم کو بہول کر
جام خدا نما کو کہان جم نی کھو دیا

سرکش جہان کی ہوی سب آ کے سرنگون
عالم ہی فتنہ فتنہ عالم نی کھو دیا

دل کھول کر امام کو ہم روئی ای قبول
غم سال بہر کا ماہ محرم نی کھو دیا

تیر سینی پہ لگائی جو وہ قاتل آیا
دل مرا توڑ کی سینی کو مقابل آیا

سامنی کھینچکی تلوار جو قاتل آیا
مینی جانا کہ بس اب جان گئی دل آیا

سب جگر ہو کی لہو اشکون کی شامل آیا
پی کلیجی ہوی ہم جب سی کہین دل آیا

کون کون آگی تری نور کا سائل آیا
مہر بہی جام بکف ای مہِ کامل آیا

آکی رویا مین رُلایا بہی بوسہ نہ دیا
خوابِ غفلت مین بہی آیا تو نہ غافل آیا

تیری کوچی مین تجہی دیکہکی سمجہا ہی مین
آج جنت مین نظر حور شمائل آیا

بختِ خوابیدہ مری جاگ اُٹہی سو کی سے
اپنی یوسف کے بہی چاہ ہتی سُوِ دل آیا

پاس پہونچا تو کیا حسرتِ وصلت نی ہلاک
غرق مین ہو گیا جسدم لبِ ساحل آیا

سینئی دل کو تپِ فرقت مین کیا ہی تپہر
ای طبیب اسکو تو سمجہا مرضِ سل آیا

تیری آنی کی خبر باغ مین ای گل جو اُڑی
دل بہی اُڑتا ہوا ہمراہ عنادل آیا

عشق مشکل کا تری عاشقِ گیسو کو ہُوا
طوق پہنا یہہ گرفتارِ سلاسل آیا

محنتِ بادِ صبا ہو گئی برباد افسوس
اُڑ کی چہری پہ تری پردۂ محمل آیا

قاتلا تلووں سی نکل آنکہین کہ حسرت نکلی
تیری قدمون پہ طپیان ہو کی بسمل آیا

دیکہلی سُوی کتابی مین جو سطرِ ابرو
عالمون نی بہی کہا مطلبِ مشکل آیا

تیری جانی کا غم اپنکی خوشی سی ہی سوا
دم مری سینی مین آیا تو بہ مشکل آیا

ایک صورت پہ فلک کی بہی نہین باشندے
ماہ ناقص نظر آیا کبہی کامل آیا

بیٹہی تہی بحر شفا جب اوسسی آئی دیکہا
اٹہی کہتی ہوئی سی عیسے کہ وہ قائل آیا

تو بتون کی جو پرستش مین ہی مشغول ای دل
نہین معبود حقیقی کا سے قائل آیا

دور سی تجکو جو آتی ہوئی دیکہا ای جان
روح نی مجکو صدا دی وہ ترا دل آیا

لشکر حسن کی امداد سی ای مایۂ ناز
کشور دل پہ سپہ عشق جری پل آیا

مشعل عشق تہی ہر نفس ہستی مین
مین ازل ہی سی تری حسن پہ مائل آیا

مین وہ بیخود ہون کہ جب نجد مین جاتا ہی گذر
خود پکار اٹہتا ہی مجنون کہ وہ جاہل آیا

طبع ناساز رہی سبکی تو مضطرب نالان
تو جو محفل مین نہ ای رونق محفل آیا

آفتاب و زحل اکجا ہین یہہ سمجہا ہین
تیری رخسار کی اوپر جو نظر تل آیا

تجکو منظور نہ تہا چہرۂ گلگون دیکہی
منحرف ہونی خود آئینہ مقابل آیا

قوس ابرو کی زیارت کا زبس تہا مشتاق
ماہ نو قوس مین طی کرکی منازل آیا

زاہدا عشق مین ہی طعن انسانون پر
نظر آیا نہین تجکو جو باطل آیا

مصحفِ رُخ کی زیارت کو جہان اُمڈا ہے | ہو نظر کا تِری گردن مین حمائل آیا
خال کی عشق مین کیا شعلۂ رخسار کا ڈر | منہہ جلا دینی کو کافی نہین فلفل آیا

گئی ناسخ تو عدم مین شعرا بولی بقول
ہم مین سر دفترِ اربابِ فضائل آیا

درازی اوسمین کہان تھی بڑا خلل پڑتا | جو کہتا زلف کو سنبل تو او ربل پڑتا
نہ رکھا ہاتھ جگر پر تو تمنی خوب کیا | دہڑک جو مٹتی کلیجی کی دل اوچھل پڑتا
جو ای مسیح سواری تِری اودہر جاتی | تو دیکھنی کو فرنگی محل نکل پڑتا
جو سنگدل کی محبت نہوتی ای فرہاد | تو تیری جان کی پیچھی نہ یون جبل پڑتا
شبِ فراق مین آتی مِری خبر کو اگر | تو ہاتھ جوڑ کی مین پاون ای اجل پڑتا
نہ پیچ زلف سی سنبل مین ہین نہ ہی وہ درازی | جو کہتا زلف اوسی دو طرح کا بل پڑتا
خلل دماغ مین آتا تو ہوتی نعرۂ ہو | کسی طرح نہ مِری بات مین خلل پڑتا
ضعیف جان کی ناحق مجھی نہ ذبح کیا | وہ رقص تجکو دکھاتا کہ تو اچھل پڑتا
وہ تیرہ بخت ہون کہتا جو غم ہی تو بس ذبح | سیاہ سُرمی سی گر اک اشک ڈہل پڑتا

رقیب پڑتا اگر زیرِ سایۂ دیوار
اُٹھاتا مین اوسی جانان وہ بی محل پڑتا

سفر کو وہ جو چلی دل بہی گیا ہمراہ
جو روکتی اسی ہم تو جگر نکل پڑتا

تری بہی سعی سی ممکن نہ تہا رہا ہونا
جو ہاتہہ بیڑی کی یہہ پاؤن ای اچہل پڑتا

وہ کہتا ہی کی سُن سنکی نالی کا بلند
کل آئی مجکو جو ماندا تو آج کل پڑتا

چمن سی جوشِ گل مین جو نکلی شکر کیا
جو رہتی چین نہ نالون سی آج کل پڑتا

سکندر آئینۂ رُخ جو دیکہنی آتا
نگہہ کا پاؤن نہ جمتا کبہی پہسل پڑتا

جو سیرِ کوچۂ دلبر دکہائی لیجاتا
یقین ہی دلِ نالان وہین مچل پڑتا

تماشا دیکہتا گر بارِ اشک کا وہ طفل
نہ پتلیون کو مری چین ایک پل پڑتا

دکہاتا شکل تو جا سکتا پہر کہان وہ حسین
یہہ دیدہ ہی جو سیماب سان اُبل پڑتا

قبول اوسکی جو چہپی نہ ہوتا سرگردان
تو پہر مرگ تری پیچہی اے اجل پڑتا

صاف کر زنگِ دوئی سی آئینہ ادراک کا
ہی اگر مدِ نظر نظارہ حُسنِ پاک کا

ہی ہوان گردونِ گردان آہِ آتشناک کا
جو ستارہ ہی شرر ہی شعلۂ ادراک کا

صورتِ شبنم یار سے دیکھی نہ کیوں گر ہے بشر
دیکھنے والا ہے وہ آئینۂ افلاک کا

مست ہوں خالِ سینہ کے یاد میں آٹھوں پہر
نشہ کم ہوتا نہیں دم بھر بھی اس تریاک کا

پاک رہ بیباک رہ اے دل فنا فی اللہ ہو
پاکبازوں کی لیے ہے عشق حسنِ پاک کا

تو جو چشمے سے دہن کی دیگا پانی اے صنم
دانۂ دُربار لائیگا شجر مسواک کا

اس سے چھالا ہے جگر میں اور اس سے دل دونیم
کان کی موتی سے بھی بالا ہے تنکا ناک کا

صورتِ قاتل نظر آئی ہر اک تلوار میں
تیغ جسکا نام ہے جوہر ہے اوس سفاک کا

احتیاجِ بادۂ انگور اوسے کیا ساقیا
مست کر دیتا ہو جس نازک کو سایہ تاک کا

رشک سے سب چھریاں پی گئی اے شہسوار
ہے ہر اک مذبوح تیری بستہ فتراک کا

دامنِ محشر بھی تسکین بخش ہو ممکن نہیں
ایک پھاہا ہو گا اس سے دلِ صد چاک کا

دشت میں بھی دل نہ بہلا ہو گئی وحشت سوا
آگ مجھکو لگ گئی جنگل جو پھولا ڈھاک کا

نعمتیں لاکھوں طرح کی کھائیں پر سیری کہاں
سب حریصوں کا دہن گویا دہن ہے خاک کا

بال ہم دُرِّ نجف کا سمجھے اے آئینہ رو
دانت میں تیری جو ریشہ رہ گیا مسواک کا

اپنی کیا وہ اس کی ہمسی بچیاں اُڑ جائیگا
وحشت کیوں مشتاق ہے تیری گریباں چاک کا

جام مئی کو چہڑا ہی مٹی جو مجھہ سرگشتہ کی
ای پری رو پہر گیا پہرتی پہرتی چاک کا

اسطرح ای گل تری کوچی مین ہین عاشق ضعیف
جیسی ہو انبار گلشن مین خس و خاشاک کا

میل جسم یار کی وہ سونگہنی کو وہ اگر
مشک ترسی کیسہ مین بہرون ابہی افلاک کا

کاسہ سر جب سم توسن سی ٹوٹا اوس سوار
رتبہ معراج یاد آیا مجہی فتراک کا

غول مارے خوف کے جسجا قدم رکہتا نہین
رہنی والا ہون مین اوس صحرای خشتناک کا

کیا مقام پاک عاشق کو جو پوشیدہ کرون
واعظا ہی عشق مجکو اک بت بیباک کا

تیری دیکہا جو بحر غم مین مجکو ای قبول
ہنسکی وہ بولا کہ دل دریا ہی اس تیراک کا

سوال بوسہ لب ہمنی جب دہن سی نکالا
تو اوسنی ہو کی خفا ہمکو انجمن سی نکالا

کوئین مین ڈوب کی جان عزیز دینگی ہم ای یار
جو تو نی یوسف دل کو چاہ ذقن سی نکالا

گلون کی زردی رخ دیکہا ہوا نہ گوارا
خزان کی پہلی ہوا نی ہمین چمن سی نکالا

حلب سی آئینہ حیران ہو کی چہری سی نکلا
ہرن کو زلف کی وحشی کیا ختن سی نکالا

بہلا یا یار نی مجکو مین اوسکی یاد نہ بہولا
رہا وہ دل مین مجہی گو کہ انجمن سی نکالا

سمٹ کی لب ہوئی میری مثالِ نقطۂ موہوم
دہانِ تنگ کا کچھ وصف جب دہن سی نکالا

جو وقتِ خندہ کی اوسنی اپنی دانت نکالے
تو آب و تاب کو فوراً دُرِ عدن سی نکالا

بہ رنگِ غنچہ جو بو اوس گل کی عشق میں ہوئی دلتنگ
ہوا می دشتِ جنون لی ہمیں چمن سی نکالا

لحد پہ ہاتھ جو میں اوسی بہرِ فاتحہ رکھا
لحد میں ہمنی وہیں ہاتھ کو کفن سی نکالا

تڑپ کی میں اوسی چلایا جب اون ابرو وہ اتر کے
پر ایک تیر نہ اوسنی مری بدن سی نکالا

ستارہ شبِ تاریک نورِ عشق سی یہہ تھا
ہماری دل کو عبث زلفِ پرشکن سی نکالا

کنارہ کش وہ رقیبوں کی حلقی سی ہوا از خود
ہماری چاند کو اللہ نی گہن سی نکالا

اگرچہ جامی سی باہر ہوئی تھی آپ زلیخا
کشش نی عشق کی یوسف کو بھی وطن سی نکالا

سخن دہن سی نکلنی میں مستقم ہوئی تھی حسد
قبول ہو کی خموش اب دہن سخن سی نکالا

غم کی بدلی صبح ہوتی زہر کھانا خوب تھا
جان کا ایجان فرصت ہی میں جانا خوب تھا

رو یا کری اور ہی محبوب کا ہم لیکی نام
شاید آتی تم سزا دینی بہانا خوب تھا

تیرِ مژگان سی ڈالی ہو مری سینی کو کیا
پاس اگر ہوتا مری تو دل نشانا خوب تھا

تیغ ابرو سی ہمین مارا یہہ کیا اندھیر ہی
زلف کی محبوس کو پہانسی چڑہانا خوب تہا

جامۂ صد چاک اوترواکر کفن مجکو دیا
کیون بدلوایا وہی عاشق کا بانا خوب تہا

ختم اوس محبوب پر میری ہوا حسنِ ملیح
لاکہہ یوسف سے وہ چندان وہ یگانا خوب تہا

عقل کو کہوتا ہی ہر نادان کی آگی جنون
پر ہمارا قول ہی بہلول وانا خوب تہا

رشتۂ الفت ہین اپنی کیون کہینچا دل مرا
سخت نادانی ہوئی مستی یہہ آنا خوب تہا

عشق ہین صبح اپنی پہر کی کیا ہیل مل گیا
اوسکی در پر بیٹہہ کر صدمی اوٹہانا خوب تہا

عہدِ سابق ہین وہ انداز کی تم سنتی نہ تہی
تہی بری اہلِ زمانہ پر زمانا خوب تہا

وای نافہمی کہ بعدِ عاشقی ثابت ہوا
دل لگانا حد برا تہا اور ستانا خوب تہا

اب کہان پاوگی میری طایرِ دل سا شکار
تیرِ مژگان سی چہدا اوڑکر نشانا خوب تہا

دانت برق اودی ہڑی ابر اسمین لازم ہی شفق
ای صنم مسّی لگاکر پان کہانا خوب تہا

تہی کشش معشوق ہین عشاق کی کوشش کی بعد
عشق بازونکی لیی اگلا زمانا خوب تہا

ٹوڑ ڈالا قدر کچہہ تہی نہ کی ای ماہرو
ورنہ زلفون کا دلِ صدچاک شانا خوب تہا

زور کو بازو نکہہ گو آنکہہ سہرِ عشق دل
جسکو جو بخشا وہی اوسکا ٹہکانا خوب تہا

تم جو دم بھر بیٹھکر اٹھی چلی ہمراہ روح
میری گھر مین ایسی آنی سی نہ آنا خوب تھا

جسم عریان دیکھکر بیروح عالم ہو گیا
غسل آنکھون کو ملا اونکا نہانا خوب تھا

پوچھتا خوش ہو کی گو ظالم مرا حال تباہ
بھیجتی ہین قاصد کی خط خود لیکی جانا خوب تھا

بعد ناسخ ہاتھ ملکر کہتی ہین سب نیک و بد
اٹھ گیا دنیا سی وہ شاعر برا نا خوب تھا

ہے کی اب زخم جگر کھوتا ہی دل کی تشنگی
تیغ تیز یار کا پانی چرانا خوب تھا

پھر وہی فرقت کی صدمی ہین وہی بس گل گیا
ای طبیبو ہوش مین میرا نہ لانا خوب تھا

اوسکی آنی ہی مجھی فرقت کا دھڑکا لگ گیا
غم امید وصل پر فرقت مین کھانا خوب تھا

ناتوانون کی طرح وصلت مین دل کانپا کیا
بوجھ فرقت کا اٹھانی کو توانا خوب تھا

سینی مین دل دل مین راز الفت پردہ نشین
ای قبول اتنا سی تیرا دل چھپانا خوب تھا

تیغ مین تیری ہی نقشا ابروی بی پیر کا
موم اوسکی تیغ سی فولاد ہی شمشیر کا

اسلئی چھلنی ہی دل سنکر جوان پیر کا
دم بھرا ہی آہ نی میری تمھاری تیر کا

دم نہ ہوتا بند جانا قیدی دلگیر کا
طوق بنتا گر تری دروازی کی زنجیر کا

مین فقیر بی نوا مہمان ہون جس چرخ پیر کا
جام شربت دن کو ہی شکوہ پیالا شیر کا

خواب وصلت کی مجھی کو ملتی ہی تعبیر وصل
خواب ایسی مین جانتا ہون دین تعبیر کا

تجکو لا تدری بای ارض سی غفلت ہی کیا
قصد کرتا ہی جو اپنی قبر کی تعمیر کا

آبداری جو گئی ہو جای قاتل و قتیل
چھوڑی گر نوک مژہ چہالا تری شمشیر کا

عشق لام الف مین لکھنا ازل سی تہا رقم
قدم لتہا دائرہ حرف خط تقدیر کا

ہین نگہ کی صید لی تائید مژگان سیکڑون
ورنہ پیکان ہی ازل سی جزو اعظم تیر کا

تیغ ابرو کاٹ و کہلاتی ہی جسجا وقت قتل
رتبہ پاتی ہی سر وہی کا تہ کی شمشیر کا

ہین ہمین حسرت مین نگہ کا غیر ہوتا ہی نشانہ کا
راست چلنا اس جگہہ کج ہی تمہاری تیر کا

ہین تری خلخال پا سی اوٹھاون کس طرح
دائرہ یہہ ہی مری حرف خط تقدیر کا

لاکہہ نگون سی تری تصویر پانی کہنچلے
رنگ لائی گا کہان سی قدرتی تصویر کا

چہلنی چہلنی مین ہوا ہی ترک پیلی مرتب
تیر ہر ریشہ ہوا گویا بدن کو تیر کا

شوق کرتی کیمیا سازی کا ہم بہی ای اقبال
ہوتا اگر سونی کا مرقد صاحب اکسیر کا

ہوش کھو کر کار عشق ای ہمبر مینی کیا
جنگلون مین پہر کی تیری دل مین گہر مینی کیا

دور میری طرح رہتا ہی دل محبوب سی
اپنی نالی کی اثر مین بہی اثر مینی کیا

رنگ لائیگا لہو محشر مین ای قاتل ضرور
تجکو تر دامن کیا دامن جو تر مینی کیا

وصل کی شب آنکہہ جو اوٹہی جبین یار سی
اتنی مین نظارۂ نجم سحر مینی کیا

عشق کی شعلون مین دونون پانی ہو کر بہ گئی
لوکہ دل لوہی کا پتہر کا جگر مینی کیا

تیغ جب کہینچی ہوئی تیوری چڑہائی آئی تم
سامنی دل کر دیا کیسا جگر مینی کیا

اونگلیان اوٹہنی لگین تیری طرف مثل ہلال
عشق تجہسی جب ای نازک کمر مینی کیا

تہی جہان ساری حسینان جہان اک تو ہی تہا
منتخب سب مین تجہی ای بی خبر مینی کیا

غیر کی گہر چلی دنیا سی مینی راہ سی
پا تراب اونکا ہوا تہا اور سفر مینی کیا

خود ہوا معدوم مین عشق دہن مین ای پری
ایک مدت سی دل عنقا مین گہر مینی کیا

شکل اپنا ہی نشان سی تا نہو وحشت سوا
گر سفر مین دل گئی بستی حذر مینی کیا

قطعہ

وعدہ آنی کا کیا تہا اور تم آئی نہ تہی
آہ میری منہہ پہ کہتی تہی اثر مینی کیا

تا رغل کرتا تہا جل مینی کیا مطلب ترا
گر لی تہی ہر پل اشارۂ چشم تر مینی کیا

جذب دل کہتا تہا کہینچا ہی اوسی مین اودہر
عشق کہتا تہا یہہ کار سخت تر نہین کیا

اور کلیجی کی پہڑک کہتی تہی جو حق ہی وہ سن
کر دیا بیتاب اور راہی اودہر نہین کیا

کہتی تہی سینی کی آگ اوس بت کا دل کر گرم
مہربان مدت مین تیری حال پر نہین کیا

الغرض شرمندۂ احسان یہہ سب کی رہی
انتظار آمد آمد تا سحر نہین کیا

تم نہ آئی رات بہر کیا زور رہا تپ پر مگر
شرمسار ان سب کو ای [illegible] قمر نہین کیا

جا نہین پاتا وہان وہم بوسہ بہی کبہی
مختصر وصف دہان مختصر نہین کیا

بس ہی طوف خانۂ حق عمر بہر مین ایکبار
تیری گہر کا طوف ای بت عمر بہر نہین کیا

مین جو کہتا ہون نگہہ سی تم جدا اک پل نہین
ہنسکی کہتی ہین تری آنکہون مین گہر نہین کیا

کر لیا عاشق تمہین بہی عشق کی تاثیر سی
دل مین دل ڈالا تمہاری گہر مین گہر نہین کیا

جتنا مین کہا کیا اوتنا شگفتہ وہ ہوا
سرو قامت یار کا ذرو کی تر نہین کیا

رست رو انسان کو کوئی راہ کیا دکہلا سکتا
بہول کر رستہ خضر کو راہبر نہین کیا

لطف اب بہی ہی جو تم آؤ کہ ابتک خوف سی
آہ بی تاثیر نالہ بی اثر نہین کیا

یار سر جاتی کی پیچہی دل اپنا دل مین وان
زیر چرخ اسطرح چلکر عمر بہر نہین کیا

کچھہ تو وزن کو بڑہا یا کچھہ گھٹا ہین عشق سی
راہ کچھہ نکلی تو پیدا خوب در مینی کیا

نیش غم پی لیا کیا جو کچھہ گھٹا پہر ل گیا
نوش اپنا آپ ہی خون جگر مینی کیا

کامل و ناقص کا ناحق مورد الزام ہون
بی ہنر اچھی عبث کسب ہنر مینی کیا

غیر کا ذکر کیا ہی جب خود مخبر صادق کہین
مین ہون شہر علم اور حیدر کو در مینی کیا

خیر ہر شر ہو گیا میری لئی جب سے قبول
ورد نام حضرت خیر البشر مینی کیا

جال تم دونون کا ای لف دوتا اچھا تہا
ہم بھی پیچ سی کچھہ ہمسی حسد اچھا تہا

آج سر کہول کی کہتی ہین وہ لاشی پہ مری
ہای کل تک یہہ گرفتار بلا اچھا تہا

قیس و فرہاد ہو وامق ہو یا نل ای جان
عشق مین کون تہا جو ہمسی بہلا اچھا تہا

نیک و بد سب جہی کہتی تہی برا جیتی جی
آج سب کہتی ہین افسوس وہ کیا اچھا تہا

غنچہ یا دہن تنگ مین تہی رات سہی تنگ
جا نا سوی چمن ای باد صبا اچھا تہا

ماس کی پتلی مین کیا تہا جو اوتارا نہ مجہی
جان کی خیر رہی یہہ صدقا اچھا تہا

بزم می مین ہو مہی گو لاکہہ مینا ہی مگر
سینی ہی دیکہہ لیا جسکی مزا اچھا تہا

تمنی جو شربتِ دیدار پلایا مجھکو
یا تو مرتا تھا بُری حال سی یا اچھا تھا

صدقی ہتی قلقلِ مینا و گلوی مینا
جب وہ کمسن ہتی بہرِ شکل گلا اچھا تھا

ہتی ہزارون مجھی کوچی سی نکالا تمنی
مین بہی عشاق مین جو کچھہ تھا بُرا اچھا تھا

لاکھہ لقمان بہم ہون مجھی صحت کیسی
ابھی دل کی جو میسر ہو دوا اچھا تھا

روز دوڑا کی توقع پہ کیا ہاتھہ دراز
پاؤن و بوالی کسی شب تو صلا اچھا تھا

دل ہلنی کو لیئی بیٹھا ہون ایک اور حسین
آ نکلتا جو وہ بدخو تو مزا اچھا تھا

ذکر اوستاد کا آجاتا ہی جس محفل مین
چار جانب سی یہہ آتی ہی صدا اچھا تھا

ای قبول اس لیئی کی ترک ملاقات اوس سی
دوستی کا تو بُرا دشمنی کا اچھا تھا

تو وعدۂ وصال جو فرما کی پھر گیا
شکوہ ترا زبان پہ آ آ کی پھر گیا

جور و جفا مین حیف ابھی تک کمی نہین
مہر و وفا کی مجھسی قسم کہا کی پھر گیا

شکل اپنی مینی دیکھی وہ آیا تو کیا حصول
آئینہ دوستی مجھی دکھلا کی پھر گیا

ناصح نی ترک عشق مین کہین جتنی کہا دل
مہر وہی منعفر خوب وہ بہر وا کی پھر گیا

وعدہ ابہی تو بوسۂ لب کا کیا اگر
جب مینی منہہ پڑہایا تو شرما کی پہر گیا

نالون سی میری جان در یار پر گئے
پر وہ یہہ جانتا ہی کہ چلا کی پہر گیا

تیری گلی سی تن نہ اوٹہون مین محال ہی
عاشق وہ کون تہا جو یہان آکی پہر گیا

مجمع سنا رقیبونکا جب گہر مین یار کی
سنتی ہی مین یہہ رستی سی جہنجہلا کی پہر گیا

اوس بی وفا کا دل نہ پہرا میری قتل سی
خنجر کا منہہ بہی جسپہ سر سی کہا کی پہر گیا

سائل ہوا تہا بوسۂ رخ کا ترا فقیر
تجہسی جواب صاف مگر پا کی پہر گیا

آیا تہا حسب وعدۂ وصلت وہ میری گہر
عیار مجہکو باتون مین بہلا کی پہر گیا

اللہ ری بانکپن کہ جو ہین انکا میرا دل
ایک ایک تار زلف کا بل کہا کی پہر گیا

کیا اعتبار بات کا تیری ہا قبول
قسمین اودہر بنائی کی تو کہا کی پہر گیا

ہنر سی حیلتی جی کیا کام نکلا
نشان اپنا مٹا تب نام نکلا

پہر ویسا کیا مریض زلف و رخ کا
سحر یا نکلا دم یا شام نکلا

سخن سی تیری مینی جان پائی
کرامت معجزہ الہام نکلا

پیونگا خونِ دل بھر بھر کی ساقی | مری حصّی کا خالی جام نکلا

مقید سیر کا ہی بلبلِ دل | چمن ای باغبان گلدام نکلا

بہت تہا تشنہ کامِ آبِ شمشیر | ہوا نام اوسکا میرا کام نکلا

اذیت اسقدر نالون سی پائی | کہ دل سی ہو کی تنگ آرام نکلا

لبِ مینوش جانان تک نہ پہونچا | لبابِ دل ہمارا خام نکلا

ہی بدنامی برا ایسے کو کہنا | جو ہو استاد کوئی نام نکلا

جو دیکھی فال بہرِ قتلِ عشاق | تو پہلی سب سے میرا نام نکلا

رہی محروم ہی دوری مین ہی ہم | تہی پہلو اودہر سے جام نکلا

نہ دی گالی ہی کیسا بوسۂ لب | تری دل سی نہ کچھہ انعام نکلا

ہزارون بلبلین تہین سایہ افگن | جو دن کو گھر سے وہ گلفام نکلا

ہی گلگون سمجھکر پیلیا خون | ہمارا دل تمہارا جام نکلا

نہ بس عاشق ہون اوس مطرب پسر کا | مرا نالہ ہر اک گلبام نکلا

فقط اوس آنکھہ سی نسبت کا غمزہ | بڑا بیمغز ای بادام نکلا

ہمیشہ عشق کی شعلون مین یگانا — مگر پھر کشتہ دل خام نکلا
جنون اسکا رہا وہ مول لی دل — مگر سودا ہمارا خام نکلا

قبول اپنی دہن سی وقت آخر
نبی کا کلمہ حق کا نام نکلا

ضعف مین مجنون سی شکوہ تیرا لاغر کم نہتا — نجد کی جنگل سی وحشت مین مجہی گھر کم نہتا
چشم تر کی خاک سی وسعی چرائی اپنی آنکھہ — ورنہ میری پیٹ تر سی سمندر کم نہ تہا
نامی کا لیکر جواب آیا تو آنکھہ ایسی پھری — باز سی کنجشک دل کو کچھہ کبوتر کم نہ تہا
جسم کا گر عکس اوسمین تہا تو اوسکا جسم مین — اوس پری کی حسن سی کچھہ حسن پیکر کم نہتا
تیغ ابرو کو عبث تکلیف دی ہی بہر ذبح — کچھہ نگاہ تیز کا ہی مجھکو خنجر کم نہتا
عشق کی دریا مین بہی ڈوبی گئی کچھہ تھہ پان — ڈوبنا تقدیر مین تہا ہین شناور کم نہتا
خط کہان کیسا کبوتر کا پھر آنا اس طرف — پھر سی اوس صیاد کی پہرتا تو اک پر کم نہتا
واد کی دن بڑہ کی شہ الیگیا برسونکی راہ — ورنہ وحشت کو مری صحرای محشر کم نہتا
حسن مجنون دیا لیکن تو ہی کچھہ اور تہی ای نازنین — پر یہہ عاشق بہی کمر سی تیری لاغر کم نہتا

حسن روز افزون سی عشق ستم افزون ہی سوا
حسن ہی مین کم اسی سمجہا کیا پہ کم نہ تہا

یا یہہ وحشی سخت جان ہی یا نہین لڑکون مین زور
ورنہ مجہہ لاغر سڑی کو ایک پتہر کم نہ تہا

جب شباب آیا گئی فردوس سی دوزخ مین بس
بچپنی مین خلد سی دامانِ مادر کم نہ تہا

تیرا سودائی کہان جاتا جو ڈالین بیڑیان
پہہ تری زنجیرِ در کا مجہکو لنگر کم نہ تہا

پانو پہولی دیکہکر قاتل کو پہر مارا گیا
بہاگ بچنی کو مری میدانِ محشر کم نہ تہا

پہونک دیتا عشق گرم ابتک مری دل کو مگر
اس عرق سی آگ ہولی مین یہہ جہہ پہر کم نہ تہا

تمنی نظر دینی گرایا سر چڑہی اب کیون نہ غیر
ورنہ اوسکی دیو سی ابتک یہہ کمتر کم نہ تہا

عشق کا رستہ دکہایا حسن نی کرنی کو قتل
ہا ہی اب سمجہی کہ رہزن سی یہہ رہبر کم نہ تہا

جب غلام اکبر ہوا حیدر کا شاہی چہوڑ کر
پادشاہِ ہفت کشور سی ہی قنبر کم نہ تہا

سیکڑون دیوان مین وصفِ دہانِ تنگ مین
لاکہہ دفتر سی یہہ اک نقطہ مختصر کم نہ تہا

نا عبث ہو کا تری قد کا مجہی بیجانہ تہا
سرو موزون تہا تری قد کی برابر کم نہ تہا

شکل کیون پیکر شراب افسوس حق رسوا ہوئی
خاک پر بیہوش رہی گو ہمین گہر کم نہ تہا

صاف کہتا ہون کہ تیری چہرۂ شفاف
داغ مٹ جاتا تو پہر یادِ منور کم نہ تہا

اوس سی بچ بچ بھی گئی مستی بہ اہل جہان
جوہر شمشیر سی کچھہ تم مین جوہر کم نہ تھا

چشم دل سی صاف صاف آئی نظر عالم کی سیر
تیرا دل آئینی سی کچھہ ای سکندر کم نہ تھا

کیون نہ سر مارا مری میرا دل سخت ای صنم
سنگ سی دالی کو تیری یہہ پتھر کم نہ تھا

جب ملا وہ پادشاہ حسن داغ دل مٹی
اہل زر سی ہجر مین بھی مین تونگر کم نہ تھا

شکر ہی غالب ہا تیری فقیرون پر قبول
سب سے صحبت عشق مین تیرا قلندر کم نہ تھا

ورد زبان وصف دہن ہو گیا
گل سی بھی رنگین سخن ہو گیا

دشت جنون مین نہین ملتی سرا
گر پڑی جسجا وہ وطن ہو گیا

فصل بہاری مین مری سیر کر
داغ بڑہی جسم چمن ہو گیا

زلف ہٹی چہرہ محبوب سے
چاندنی پہر چہٹکی گہن ہو گیا

مشق ستم کی نہین قوت اونہین
اب وہ گئی دن وہ چلن ہو گیا

مینی جو وصف در دندان کیا
میرا دہن رشک عدن ہو گیا

شرم و حیا در جو کی یار نے
اور بھی بی ساختہ پن ہو گیا

لعل مضامین ہین ای وصف لب — میرا دہن کان یمن ہو گیا

زلف ہی کہہ دل مین کہی یاد لب — گاہ ختن گاہ یمن ہو گیا

پہوڑ کی سر گر پڑی ہم غار مین — تو وہ کا دامان کفن ہو گیا

ٹی جو نہ آرایش جسم آپ سے — اور ہی بی ساختہ پن ہو گیا

پہنستی ہی گیسو مین سے ملے آبرو — دل ہوا ولوا ور وہ رسن ہو گیا

لاکہون ہی عشاق کٹی مرتی ہین — تو چہ جو تہا خلد وہ رن ہو گیا

اتنی دنون دشت مین گردش رہی — ہمکو فراموش وطن ہو گیا

دہر سی ناسخ جو اوٹہا ای قبول
خاتمہ حسن سخن ہو گیا

جو منہہ دکہاتا ہمین وہ نگار کیا ہوتا — ہماری نفع مین نقصان یار کیا ہوتا

کمر کو ملنی لگی میری جسم سی تشبیہ — تمہاری عشق مین اب اور زار کیا ہوتا

جو ہو کی تہ بتہ افلاک کی نہ کام آتا — تو بقدر مری دل کا بخار کیا ہوتا

جو میری قتل کا وعدہ وفا نہ تم کرتے — تمہاری بات کا پہر اعتبار کیا ہوتا

اُلجھی تہی دل مین وہ گو شست تیر سی لہتا
جگر کو چہانا کیا ترک یار کیا ہوتا

اوٹہائی عشق سی صدمی شباب مین لاکہون
ضعیفی مین یہہ بہلا یادگار کیا ہوتا

برہنگی نی سر اوسپہ کردیا ثابت
وگرنہ عشق مین میرا وقار کیا ہوتا

اُٹہی اوٹہی تہی ہم جیتی جی ہی وستی سی
ہوا سی اونچا ہمارا غبار کیا ہوتا

ہزارون مرگئی عاشق وہ گل ہنسا ہی کیا
ہماری لاش پہ پہر اشکبار کیا ہوتا

وہ شوخ کہتا ہی رسوا ہو در بدر کر کی
مری طرف سی بہلا اور پیار کیا ہوتا

گلہ وصال سی میرا ہی دل جو کہلجاتا
تو لطف موسم جوش بہار کیا ہوتا

تمہاری ظلم و ستم کب گنی گئی ہمسی
ہماری داغون کا شمار کیا ہوتا

اُٹہی شعلہ اوٹہا تہا کہ مجہکو خاک کیا
بہڑکتی عشق کی دل مین نار کیا ہوتا

مژہ دراز ہی لیکن علیل صید افگن
یہہ تیر پہر جگر و دل کی پار کیا ہوتا

وہ چہرہ شب فرقت نظر سی گذرا ہی
کہ ایسا تل دل کافر کا تار کیا ہوتا

بہلا ہوا گئی آغاز عشق ہی مین جان
خدا ہی جانی کہ انجام کار کیا ہوتا

بنایا کرتا ہی کام اپنی کارساز قبول

کسی شب پہ مرا بند کار کیا ہوتا

مین جو الفت مین ترا ای مہ لقا مٹ جاتا
داغ لگتا مجہی آئین وفا مٹ جاتا

لاکہہ اغیار ہی لیکن جو وہ کہتا مجہسے
یا مٹاتا اونہین مین آج و یا مٹ جاتا

مطمئن ہوتی نہین قتل جو ہمکو کرتے
ہم جو مٹتی تو تمہارا خدشا مٹ جاتا

کیون لوٹہایا مری آگی سی اسی دونی مین
نسخہ مٹتا تو یہہ سب رنج و دوا مٹ جاتا

کشتہ ہوتا تہا تری تیغ سی تجہپر نہین خون
پہر یہہ کیونکہ مری قسمت کا لکہا مٹ جاتا

حامی ہو جاتا جو میرا وہ بنانی والا
تو مجہی لاکہہ مٹاتا ہی تو کیا مٹ جاتا

ہوتا اک سجدہ بہی مقبول جو ای پیشانی
تجہہ مین دہبا جو لگا ہی بخدا مٹ جاتا

ننگ تہا بات جو کہنا مجہی دیتا دشنام
ای صنم ایک ہی گالی مین گلا مٹ جاتا

تیری مجنون سی منہہ مجہکو چہپانا پڑتا
دامن دل سی اگر ننگ قبا مٹ جاتا

فکر ہر شخص کی رتبی کی موافق پایی
کسطرح دغدغہ شاہ و گدا مٹ جاتا

روز اوس پہ چلی جاتی ہین مٹنی والی
کسطرح جادہ صحرای فنا مٹ جاتا

آگیا کلمۂ حق حشر مین لب پر ورنہ
سیتی عوی خون تہ جوہر امٹ جاتا

جسم سان خشک کیا ذہن ہی ہمنی ای فکر — ورنہ غم ہوتا جو مضمون نیا مٹ جاتا

نور وحدت کی اگر ہوتی مدد یا ساقی — تہا مری دل مین جو کچہ تیری سوا مٹ جاتا

ای قبول اونکا نہ شکوہ تہا نہ کچہ الفت کا
لوح دل سی جو مری حرف وفا مٹ جاتا

آپ آتا رحم دل میر انگار اتنا نہ تہا — مین بچاتا اپنی دل پر اختیار اتنا نہ تہا

اڑ دیا سو حق نی جان گو اوسکی گینی — جیتا کب تک وہ زمانہ پایدار اتنا نہ تہا

عشق نالو سنی کیا افشا بڑی خفت ہوی — بوجہہ یہہ مین دل مین کہتا بردبار اتنا نہ تہا

آگ مین الفت کی جب مین جلگیا اور اف نکی — یار کہتا ہی کہ اسپر اعتبار اتنا نہ تہا

یا نکل جانکو ہی پہلو سی یا آتا ہی یار — عشق ہی بر سو لینی پر دل بیقرار اتنا نہ تہا

اٹھتی ہوا ٹکہی توسن کو نہ سیری پاکا — مین خود اتنا کب تہا جو میر اغبار اتنا نہ تہا

تمنی ٹرپانیکو آہستہ لگائی تیغ تیز — فیصلہ اک ضرب مین کرتا یہہ وار اتنا نہ تہا

نجد مین تہا قیس مین گہہ دشت مین گہہ کوہ پہ — عشق مین وہ بہی ذلیل خوار و زار اتنا نہ تہا

کونسا عاشق جلا تہا جسطرح جلتا ہون مین — ای حسین آگی مزاج عشق حار اتنا نہ تہا

کیا بہار خاک شہیدان سی چمن ای باغبان
بارہا دیکھا ہی جوش لالہ زار اتنا نہ تہا

تہام لی باگ اسقدر دوڑایا مجکو شوق نی
مجہسی چُٹ جاتا وہ خوش شہسوار اتنا نہ تہا

حسن جو بہر بڑہتا گیا جتنا ادہر سودا بڑہا
دل مرا ای عشق آگی داغدار اتنا نہ تہا

آج یہہ کہکر دیا جرّاح نی مجکو جواب
سینی مین کل تک تیری ای یار غار اتنا نہ تہا

مین تو اتنا تہا کہ آخر مٹ گیا اوسپر قبول
گل چڑہاتا قبر پر وہ گلعذار اتنا نہ تہا

عشق کی شعلون سی ادلسوز ہر دم کون تہا
ہجر مین جس سی دلاسا ہو بجز غم کون تہا

ہوس کہو کر راہ عشق ای عیش جب ہم تم چلی
سچ بتا دو دشت وحشت مین مقدم کون تہا

عشق پیتان مین جی کچھ گذری کسیکو کیا خبر
اپنی پر جو میری درد دل سی محرم کون تہا

خاک پر لاشا رہا دن رات بی غسل و کفن
اسکی دل کو لگتی میر اہل ماتم کون تہا

جو کفن پہناتا دن کو کون تہا جز آفتاب
رات کو نہلانی والا غیر شبنم کون تہا

قطعہ

طاعت خالق مقدم ہی یہان کیسا نسب
بی رضای دوست ممتاز و مکرم کون تہا

بندگی باید پیمبر زادگی منظور نیست
جد سبہون کا تہا نہ پیغمبر تو آدم کون تہا

بلکہ ہی کو تیری عاشق سیکڑون بیوی تہی جمع / جان سی تجہپر فدا ہی کی اظلم کون تہا

چشم و ابرو سیدہی جبتک ہی ہی حل ضربہ / تیغ جب کہنچی سو اسیری پہر و ہمدم کون تہا

قید مین ہی گئی ہم لاش ہی پہنکی گئی / پہر سجایا یار کی محبوس غم کون تہا

جب ہی دیکہی تعارض پر نور جام چشم یار / مین نہین واقف سکندر کون تہا جم کون تہا

وصل مین مین لاودل زخمی کیا تہا آپنی / ہنس کی بولی زخم کا پہر تیری ہم کون تہا

خلق مین جود و سخاوت نی زبان زد کردیا / ہی اللہ تہا اک وہ بہی حاتم کون تہا

داغ سراپا ہی بخشی جو الٹی چال سی / ای فلک پہر طالب بیارہ درہم کون تہا

طور معبود ہی تہی اوس بندی مین جو ای شبلی
عقل کیا جانی کہ وہ نور مجسم کون تہا

کسیکی جان کا جانا خیال کیا ہوگا / اگر دکی نہ بچ جو مجہکو ملال کیا ہوگا

قضا ہی ٹوٹی ہی اٹہی ہین ایسی حسرت سی / پہر ایسی حال مین اونسی وصال کیا ہوگا

بجہایئگا نہ اگر آتش جہنم کو / تو یہہ مرا عرق انفعال کیا ہوگا

گناہ کام مرا ہی خطا مری خصلت / کرم جو تم نہ کروگی مآل کیا ہوگا

گلی مین ہم وہ لب بام یار بد خو پاس
پڑی رقیب ہمارا زوال کیا ہوگا

جمال پاک سی جسکی بنی زمین عرش مین
پناہ اوسکی بہر اوسکا جلال کیا ہوگا

جو ہچکی آتی ہی ہم آپ یاد کرتی ہین
فقط یہہ ہم ہی اونکو خیال کیا ہوگا

گلون لی زر جو فراہم کیا ہی ای گل تر
تجہی پہ ہوگا تصدق یہہ مال کیا ہوگا

جب اوسکی کوچی مین بیٹھا ہون پانون توڑ کی مین
زیادہ اب ستم ای بول چال کیا ہوگا

کمر کا عقدہ سر مو نہ کہل سکا اب تک
وہ جسم نور کا ہی اوسمین بال کیا ہوگا

سمجہ جو تیری جہالت ہی مین تو دیکہیگا
آ تو شباب مین ای خرسال کیا ہوگا

پہنسی ہی خلق تمہارے بال کیون بڑہاتی ہو
فرشتی صید کروگی یہہ جال کیا ہوگا

تمام ایک شب آتشین رات نقش بصیب
تمہاری سامنی مہ کا کمال کیا ہوگا

اگر کسی بلا کر ہوا خجل چیتا
دکہائی آنکہہ تو نادم غزال کیا ہوگا

وہی ہی عشق کا جہگڑا ہوا جو حشر تو کیا
یہان نہین تو وہان انفصال کیا ہوگا

تمام رات نہ ٹہرا ہو جب وصال مین دل
نہین بتاؤ کہ فرقت مین حال کیا ہوگا

تل اوسکی رخ پہ ہی اک خوشنما یہہ سنتا ہون
دل سپید مرا ہوگا خال کیا ہوگا

تلف جو جھوٹ سی ہوگی جوانی فرہاد
تو فائدہ تجھی ای پیرزال کیا ہوگا

تمہاری دانتوں سی کیا آبدار در ہونگے
تمہاری ہونٹھ سی خوش رنگ لال کیا ہوگا

دلِ سیہ کو کیا جیسا نارِ عشق نی سرخ
زغال آگ مین اسطرح لال کیا ہوگا

عدوِ علی کا لحد سی پڑیگا دوزخ مین
جسی جواب ہی اوس سی سوال کیا ہوگا

گلی جب آکی لپٹ جائیگا وہ مایۂ روح
پھر اپنی جان کا دینا محال کیا ہوگا

کریگا مشق جو انسان نقش گیری مین
قبول پھر اوسی حاصل کمال کیا ہوگا

یہہ کب تھا کہ مری التجا سی کچھہ نہوا
وہ شاہِ حسن مخاطب گدا سی کچھہ نہوا

تمام ہو گیا آہ جہان دیکھہ کی ناز
مگر وہ کہتی ہین میری ادا سی کچھہ نہوا

چھری فتن سی کھینچا کبھی مری دل کو
یہہ کیا ستم ہی کہ زلف رسا سی کچھہ نہوا

نہ دل کو عشق کی دریا مین صبر تھام سکا
جہاز ڈوب گیا ناخدا سی کچھہ نہوا

گیا اودہر سی بہی دلبر کو بہی نہ نرم کیا
ہمارا کام دلِ بیوفا سے کچھہ نہوا

ہوا نہ یار ہی اپنا نہ دل ہوا اپنا
بڑی عذاب سے چھوٹی بلا سی کچھہ نہوا

جب آیا یار تو عیسی چلی یہہ خود کہکر
شفا وصال تہا میری دوا سی کچہ نہوا

ہزار حصی کرا تہا دل اوسکا ہیری سے
کمال خاک اوڑائی جلا سے کچہ نہوا

نہ گہر مین بیٹہا نہ پہر کر گدای مینی کے
نہ یہہ نہ وہ تری در کی گدا سی کچہ نہوا

جلایا عشق نی دل حسن نی کیا ٹہنڈا
عدو نی دوستی کی آشنا سی کچہ نہوا

خضر کی واسطی سب ہے مرگ ہی ضرور اکدن
بقا فنا کو ہی آب بقا سے کچہ نہوا

وہ جانتا ہی کہ اب عشق ہوگیا ٹہنڈا
سوای سرد ہی دل کی دوا سی کچہ نہوا

نکلی ظلمون سی جان اب نگاہ ناز کرو
وفا سی کام ہو شاید جفا سی کچہ نہوا

رہا کیا نہ مجہی پہانسنی دی کی قتل کیا
یہہ دو ہی امر تہی زلف دوتا سی کچہ نہوا

نہ صبر ہو سکا زاہد سی دیکہہ کر حنّی سرخ
بچا سکا نہ ادا سے اتقا سی کچہ نہوا

قبول غنچۂ دل کا نہ حل کیا عقدہ
ہزار آئی گئی پر صبا سی کچہ نہوا

اور طاقت آئی نالون کی دوا سی کیا ہوا
بڑہ گیا آہونکا دکہہ حاصل شفا سی کیا ہوا

دیکہکر دست حنائی کام آئی سیکڑون
اٹہتی ہین وہ کام ابہی رنگ حنا سی کیا ہوا

مجکو لکہنہ بہیجی دعا اوس بادشاہ حسن نے | دیکہا ای دل صدق نیت کی دعا سی کیا ہوا
ہیمزہ وہ ہوگئی جبدم سنا میرا علاج | اور اک دہر کا بڑہا حاصل دوا سی کیا ہوا
ناگوارا گل سیہم فرقت مین تہا ای ہمدمو | مرگئی ہیضی سی ہم حاصل غذا سی کیا ہوا
عشق مین یکتا وہ تہا ممکن نتہا جاتا کہین | دل مرا ای ماہرو زلف دوتا سی کیا ہوا
دل نی کیون عاشق کیا جو غیر دشمن ہی مرا | کیا گلا نا آشنا کا آشنا سی کیا ہوا
مشق جور یار اوٹہانیکی مجہی بڑہتی گئی | دشمنو میرا ضرر ظلم و جفا سی کیا ہوا
وہ تو کیا آتا نہ دل آیا پہر اوسکی پاس سی | بیوفا کا شکوہ کیا اس باوفا سی کیا ہوا
رات بہر منہ پہیری میری سمت سی بیٹہی رہی | بزم مین شرمندہ ہین اونکی حیا سی کیا ہوا
ہم کہین لجہون گ کا مین تو شہید ناز ہون | یار کی بی موت مارا ہی قضا سی کیا ہوا
غم نکر ہین عشق گیسو مین جو گہٹ کر مرگیا | ایسی لاکہون مر گئی ہین تیری بلا سی کیا ہوا
تنگ ہوکر تمنی عاشق کو اگر مارا تو کیا | روح عاشق ہی ابہی باقی فنا سی کیا ہوا
بہو کی جلوہ سی کی موئی ہم پیاسی آب تیغ کے | پر نہ پوچہا یار نی ای بہو کی پیاسی کیا ہوا

منفعل ہونی سی جب بخشا گیا مین ای قبول

خرم و مسرور خوش جرم و خطا سی کیا ہوا

جو غم وفا و محبت کی انتہا سے ملا ۔ نہ اتنا رنج مجھی یار بی وفا سے ملا

کچھ ایسا لطف مجھے یار کی ادا سے ملا ۔ مزا وہ دل مین ہا جبتلک قضا سے ملا

جب آیا یار کیا خوب عشق نی بیتاب ۔ یہ کیا مرض ہی کہ درد اور بھی دوا سی ملا

جفا و جور بڑہی روز اوس ستمگر کی ۔ مفاد عشق یہ ہی لطف یہ وفا سی ملا

دعا لی کھینچا ہی احسان تیر اکیا ہی بت ۔ ملا جو تو یہ مرا مدعا خدا سی ملا

کہا جو مینی کہ ہو مرگ و زیست کی مالک ۔ تو ہنسکی بولی کہ مجکو نہ تو خدا سی ملا

گیا ہی حلہ خلد برین کو رشک نے تنگ ۔ قبا کو نور یہ محبوب خوش قبا سی ملا

جو جاؤن تو شب ظلمات دن ہو آنکھون مین ۔ یہی نظارہ زلف سیہ بلا سی ملا

فنا کی بعد ملا جب سے یار کا کوچہ ۔ مرا غبار نہ اوٹھکر کبھی ہوا سے ملا

دغا نہ کھا ئینگی آمیزش رقیب سے ہم ۔ ملا رقیب جو آکر تو کچھ دغا سے ملا

تری عتاب سے سوجھی مرگ بہتر ہے ۔ ملی نہ تو تو پھرا ہی بت مجھی خدا سی ملا

تری مریض کو ہر صبح ای مری دل و جان ۔ غضب و الی کہا یا تعب غذا سی ملا

رسائی ہو قدم یار تک کہاں وہ نصیب
یہہ سر بخت عبث اس لیی حنا سی ملا

وہ آب رستہ ملک بقا کا بھول گئی
خضر کو دار فنا مین یہی بقا سی ملا

ہو صفا تو جو ہوا چاہی زیب تاج شہی
کہ موتیون کو یہہ رتبا فقط صفا سی ملا

ہمیشہ غش مین ہا سخ ہجر کھاتا کون
تری مریض کو پھر درد دل شفا سی ملا

قبول گو کہ وہ نا آشنا دکھائی دیا
صفای دل سی ملا مین جس آشنا سی ملا

وعظ کیا بخشی گی واعظ ہی کیا بخشیگا
اپنی رحمت سے گناہون کو خدا بخشیگا

دیکھکر نبض مری کہتا ہین چپکی سی طبیب
ایسی بیمار کو اللہ شفا بخشیگا

ایسی انسان کی محنت نہین ضایع ہوتی
عشق بی جوگ کیا حسن صلا بخشیگا

بی نقاب آئیگا اک بار جو وہ ماہ تمام
نور آنکھون کو مری دل کو ضیا بخشیگا

زہر کھائی دو مجھی ہی جو مقدر اچھا
حق تعالے اسی تاثیر دوا بخشیگا

دیکھیے پیار دلا یار کی کرنا نہ خطا
التجا لاکھ کرونگا تو وہ کیا بخشیگا

شاہ حسن آج تو ہی قتل جہان پر مصروف
جامہ بدلی کا جو وہ سرخ قبا بخشیگا

بسکہ مانند زبان تیز ہی اور شیرین ہے
تیغ کا پہل بھی شربت کا مزا بخشی گا

رونمائی کو نہین کچہہ مگر اتنی تکلی جواب
دولت صبر و تحمل یہہ گدا بخشی گا

آب خجلت مین کسو غرق فنا کو کیون کر
یہہ نہ ہوگا جو خضر آب بقا بخشی گا

خود بخود آویگا ہی ذوق شہادت ایسا
آبداری تری خنجر کو گلا بخشی گا

دست بستہ کرون پاؤن پہ جو اتنا کہدی
مری تقصیرین نہ تو بخشیگا یا سب بخشی گا

ای قبول اوسکا بڑا رحم ہی کچہہ فکر نکر
حشر مین سامنی جاتی ہی خدا سب بخشی گا

دہوکا ای شیرین یہی ہی مین اک پیرہن سی ملگیا
پہوڑ کر سر کو گلی مین کوہکن سی ملگیا

منہہ مرا ہنسنی مین تیری جب دہن سی ملگیا
سونگہنی کو پہول جنت کی چمن سی ملگیا

پردۂ غفلت نی دکہلایا نہ مجکو بعد مرگ
ورنہ مین آ کی احباب وطن سی ملگیا

آہ طوبی آنکہین نہین داغ سب گل ہین مری
پوچہہ حور اب تو جنت کی چمن سی ملگیا

بوسہ مانگون لب کا تو کہتا ہی یہہ وہ باد قال
لعل کیا تجہکو کوئی کوہ یمن سی ملگیا

ہم کڑی جتنی ہوی اتنی کڑی پڑتی گئی
خاک مین جرات کا نشہ بانکپن سی ملگیا

جان کر بیہوش مجھکو بھاگا لیکر اپنی جان
دشت مین کوئی اگر اہل وطن سی مل گیا

زلف نی ہنسکر کہا یا عارض روشن ترا
یہہ حلب کا آئینہ مجھکو ختن سی مل گیا

سنسنی دل کی نہ اک دن سال بہر مین کم ہوئی
لب ملا کمسن وہ یہہ سن او رسن سی مل گیا

سینہ خالی سر مہری وسی گرمی عشق کی
تن مرا محفل مین جب اسکی بدن سی مل گیا

نالی بلبل کی سنی لالی کو دیکہا آگ مین
داغ دل سوز جگر سیر چمن سی مل گیا

چشم و مژگان کی تعشق مین جو آوارہ ہوا
دشت وحشت مین عمل رنج و محن سی مل گیا

نشتر مژگان وہ لالی یاد کانٹون نی مجہی
تیری آنکہون کا پتا کچہہ کچہہ ہرن سی مل گیا

نفس سرکش دل کی توڑ ایسی ہو امیر اطیع
برہمن بہی خوف کہا کر بت شکن سی مل گیا

داخل جنت ہوئی چہٹ کر غمون سی شکر ہی
زندگانی کا ہمین پہل تیغ زن سی مل گیا

جب کہا سب نی سخن شیرین ہی تیرا ای قبول
فکر کرنی کا مزا اہل سخن سی مل گیا

نہ چہپتی غم سی لحد کا جو حال کہل جاتا
غضب مین پہنستی جو ہم پر آل کہل جاتا

جو ہٹتی زلف پریشان تو گال کہل جاتا
فلک پہ بدر کا سارا کمال کہل جاتا

غضب کا دہوکا دیا تیری لالہ رنگی نی
تو سبزہ رنگ جو ہوتا جلال کہل جاتا

جو یار جام مئی سرخ دیتا ای زاہد
تو پہر خیال حرام و حلال کہل جاتا

یہہ عشق کامل اگر کچہہ کشش دکہا دیتا
تری فقیر کا تجہپہ کمال کہل جاتا

نکلتی حسرت وصل انقباض دل مٹتا
جو رات کو وہ مرا خوش جمال کہل جاتا

جفا پہ ہنستا رہا ہین کہ سیر چہرہ رہی
وہ منہہ چہپاتی جو میرا ملال کہل جاتا

جو اپنی آنکہہ دکہاتا تجہی مرا خوش چشم
ہر ایک دیدہ ترا ای غزال کہل جاتا

پڑہی گا یا نہ پڑہی گا وہ کہول کے خط شوق
نجومی کہولتی اسکی جو فال کہل جاتا

جو حسن اس مین ہی وہ نقل مین نہین تل بہر
بنا ہوا تری چہرہ کا خال کہل جاتا

نکلتی روح مری یا وہ رشک روح آتا
کہین نصیب کا نقش وصال کہل جاتا

نہ آئی روز ازل روح خانہ تن مین
جو ای پری تری ظلمت کا حال کہل جاتا

تمہاری ہونٹونکی سرخی کمال گہری ہی
ملاتی رنگ مین تو رنگ لال کہل جاتا

دفینہ نکلا مری دفن کو لحد جو کہدی
نہ جان جاتی تو کیونکر یہہ مال کہل جاتا

جو بوسہ دینی لگی ہو کی خوش دہن نہ کہلا
جو دیتی گالیان وقت ملال کہل جاتا

خموش غبطۂ حسن سی رہا ورنہ | ابہی فقیر کی دل کا سوال کہل جاتا

قبول تو نی غزل سب مین پڑہ تو دی بیخوف
جو ٹوک بیٹہتا کوئی تو حال کہل جاتا

مین اپنی عشق کو اوس سی بیان کیا کرتا | خدا ہی جانی وہ بت امتحان کیا کرتا
ہر ایک ذرہ زمین کا ہی سیر تشنۂ خون | اب اور مجہسی کبہی امتحان کیا کرتا
نہ مجہہ ضعیف پہ ہنس چار دن جو جل کی موا | وہ وہی روز مین مرتا جوان کیا کرتا
ہوئی تہی خط تری مجرم کی سو کہہ کر گردن | پہر اسپہ کو تیلی سی تو نشان کیا کرتا
چڑہا تہی ہون تو نکل بہاگی جتنی عاشق تہی | پہری سی ایسون کا وہ امتحان کیا کرتا
اگر تری لب و دندان نہ دیکہنی کو ملی | جو ملتی مجہکو جواہر کی کان کیا کرتا
خدا ہی جانی کہ کب روح چہوڑی خانۂ تن | سرای عاریتی مین مکان کیا کرتا
سبک بہت ہوا دلبر جو اختیار نہ تہا | بہلا جنون مین مین آن بان کیا کرتا
فرار کرگئی ای شاہ حسن فوج اثر | بلند آہ رسا کا نشان کیا کرتا
جو ہوتا قیس یہان ایک طفل مکتب تہا | وہ لفظ عشق کی معنی بیان کیا کرتا

ہمیشہ عشقِ زبردست کا رہا تابع
مقابلہ یہہ ترا ناتوان کیا کرتا

ہمارا جسم تو کام آیا اوسکے وارونکے
جو جان دیتی تو وہ لی کی جان کیا کرتا

بھلا نہ بوسہ دیا میری شعرِ تر سنکر
وہ شہد لب ہی شیرین زبان کیا کرتا

نہ آزما سکا مین بیخودی اپنی دل کو کبھی
سڑی سڑکا بھلا امتحان کیا کرتا

بھلا ہوا کہ نپوچھا کسی نی عشق کا درد
قبول اوسکے برائی بیان کیا کرتا

بھلا ری دوست مزاج اسقدر بدل دینا
ادہر تو بات کا کہنا ادہر بدل دینا

ہمیشہ گردشِ گردون نی دور یہہ رکھا
کبھی تو ڈھونڈھنا اور اونکو پھر بدل دینا

دوا پلاتی ہین احباب ہجر مین جو مجھے
دعا یہہ کرتا ہون یارب اثر بدل دینا

قضا اگر درِ محبوب پر نہ لکھی ہو
الٰہی میرے قضا وقت بدل دینا

شبِ وصال مین جسدم سحر کی آمد ہو
الٰہی رات سی رنگِ سحر بدل دینا

بہت فراق رہا تم کبھی جو کہا نا رحم
گلِ وصال سی داغ جگر بدل دینا

وہ شعلہ رو اگر آیا گداز ہوگا دل
لہو سی اشک کو ای چشم تر بدل دینا

الٰہی وادیِ مجنون مین ہو گذر نہ مرا
بدل دیا ہی جو محبوب نے بدل دینا

وہ بھولتا نہین ملبوس طنازان ہی کبھی
وہ خود کرین نہ کرین عرض پر بدل دینا

گراؤن اشک کی پانی جو یاد زندان مین
تو جو بھری ہی کہی ان سی گہر بدل دینا

وہ گل کریگا مری داغ دل کو ہی جسکی
ہی اختیار مین داغ قمر بدل دینا

جو آنکھہ بدلی ہوئی میری سمت سے دیکھی
لفافہ خط کا مِری نامہ بر بدل دینا

تو آنا جامۂ صد پارہ لیکی ای نبّاش
سڑی کی جسم سی رختِ سفر بدل دینا

لگی ہو سوز دروں مین کچھہ تو حشر کی دن
جو دل مین آگ ہی تو ای سقر بدل دینا

جو میری دل کی محبت نہ بدلی ای گردون
وفا سی یار کی تو مکر و شر بدل دینا

رقیب پیچھی ہی ہو گر نہ دیکھنی کو جنازۂ یار
دلا بہلانیکو تو رہگذر بدل دینا

ملایا جسنی جو دربان کو تو بولا یار
اب اور کچھہ نہین چارہ گر بدل دینا

تری مریض کو مسجد مین لیگئی ہین سب
سنا جو ہی کہ مبارک ہی گہر بدل دینا

مرض سی حال یہہ پھر اہی آگیا جو کوئی
تو ترس سی کروٹ ادھر سی ادھر بدل دینا

جو چاہنا نہ لگی تیری حسن کو دہبا
تو داغ عشق مرا ای قمر بدل دینا

قبول باہنروں کو اگر پسند نہ آئی
تو اس زبان کو ای بی ہنر بدل دینا

ناحق یہ جو مزاج تمھارا بدل گیا
صدمی اوٹہا اوٹہا کی دل اپنا بدل گیا

وہ کیا پہری کہ پہر گئی آنکہہ اک جہان کی
بدلا جو ایک بار زمانا بدل گیا

تمام جسم سرمہ ہوا سوز عشق سے
گرما سی کیا یہہ موسم سرما بدل گیا

لکہا تہا لفظ جور پڑہا جور یار نے
گویا یہہ میری بخت کا لکہا بدل گیا

رونی میں دل پی نشتر مژگان کیا جو پا
دریای خون سی اشک کا دریا بدل گیا

نور و ضیا میں تہا جو وہ خورشید دوسرا
خورشید کی آپ سی شملا بدل گیا

دینی لگی ہو گالیان تم چند روز سی
یہہ کیا ہوا جو نطق تمہارا بدل گیا

آتی ہی اسکی ابر بہی آیا چلی شراب
بدلا جو یار رنگ فلک کا بدل گیا

بدلا ہی وہ چرخ چلون گہر میں یار کے
مجہہ پر جو ظلم کرتا تہا پہرا بدل گیا

مصر وفا پر اب متوجہ ہی وہ حسین
شاید قمر کا اندنون دورا بدل گیا

مجنون کا ضبط اور تہا سودا مرا کچہہ اور
رنگ جنون کی طور سی صحرا بدل گیا

خالی وہ گوہرون سے ہی دربار چشم تر
موتی ہماری اشکون سی دریا بدل گیا

اوس طفل سرخ رنگ کا اب قد ہوا بلند
قدرت خدا کی ہر سی بوٹا بدل گیا

مانی سڑی ہوا وہین تصویر کھینچکر
نقشا تمہارا دیکھہ کی نقشا بدل گیا

آگی کی شعر اور تہی مضمون و رنگ مین
اب ای قبول طرز تمہارا بدل گیا

مژگان کا تیر سینی سی ایک شر گذر گیا
پر حیف ہی نہ عاشق مضطر گذر گیا

دل اسلئی بچا کہ یہہ گھر تہا حضور کا
سینی سی پار آپ کا خنجر گذر گیا

نازان بہت نہ ہوجیی تکمیل حسن پر
اب چاند کا درجہ ای مہ انور گذر گیا

عاشق کو تیری رات اگر اوس مین کٹی
تو خاک پر تڑپنی مین دن بہر گذر گیا

لڑکون کی سنگ تیر مین سودائی کو تری
پتہر جو پڑ گیا مری تن پر گذر گیا

تسکین اتنہ ہو گیئی ای سیمتن تری
دنیا سی تیرا عاشق مضطر گذر گیا

دریای خون مین سب کی بہی بچ گیا ہون مین
آنکہون کا خون فرق سی اکثر گذر گیا

جب میری تیغ عشق کی لوٹی سکو لگ گئی
یہہ آگ مین جلا کہ سمندر گذر گیا

گو لا لگا نی ہجر کی دن آیا آفتاب — چہری لگا کی شام کا لشکر گذر گیا

آیا چہری تلی جو نہ لایا جواب خط — دنیا ہی سی مرا وہ کبوتر گذر گیا

رہ جاتی ہی صفائے طینت جہان مین — آئینہ آج تک ہی سکندر گذر گیا

چہوٹا نہ مجہسی دامن صبر و قرار شکر — جو رنج آگیا کبہی دل پر گذر گیا

پلکین تری ہی جو ہجر کی سودی مین یاد کین — ہر ایک رگ مین جسم کی نشتر گذر گیا

ٹہرا نہ بیوفائی سی خاکِ قبول پر
گہوڑا الحد سی صورتِ صرصر گذر گیا

سب سی ہل ہل کی دم بدم دیکہا — ساری دنیا مین دوست کم دیکہا

کسی اقلیم مین نہین تمسا — ہمنے ملکِ عرب عجم دیکہا

نہ کیا وعدۂ وصال وفا — قول تیرا ترسے قسم دیکہا

داغِ افلاس دل سے دور کیا — اسکو جب صورتِ درم دیکہا

ایسا رتبہ تری شہید کا ہے — تیغ کو اسکے سمت خم دیکہا

سب کی تعریف سے غرور آیا — مدح کو ہمنے عین ذم دیکہا

روح کو بہی ہوس جو بوسی کی
میری ہونٹونپہ سب نی دم دیکہا

جب وہ لکہنی لگی شہیدونکی نام
ہاتہہ مین تیر کا قلم دیکہا

ہمنی دیکہا دہن جو چہری مین
غنچہٴ گلشن ارم دیکہا

ہمکو ناحق رہے امید کرم
کہ سوا اوسبدم ستم دیکہا

درد دل کو سوا دیا اے عشق
کب مرا صبر تو نی کم دیکہا

گریہ ہجر نی سکہا ڈالا
اک فقط آنکہون پر ورم دیکہا

جم نی دیکہی ہتی جام مین دنیا
ہمنی دنیا مین جام جم دیکہا

گرکی وصف خرام یار رقم
اشہب خامہ کا قدم دیکہا

غافلو ہر مکان اوسیکا ہے
دیر مین جلوہٴ حرم دیکہا

یار ہی دل مین اور درد ہی سے
شادی و رنج کو بہم دیکہا

قدرت حق سی تجہکو پایا نار
نور ہی لیکن اے صنم دیکہا

سچ ہی ہی دل مین کس طرح بستی
تمنی کیا آگی جز الم دیکہا

دیکہی جب دم دراز یے گیسو
شب وصلت کو ہمنی کم دیکہا

جانشین نبی کی سمت قبول
راست جو ہی اوسیکو خم دیکہا

ظلم قاتل جب ہوا آخر کرم کسنی کیا
کسنی گاڑا لاشہ مجہہ کشتی کا غم کسنی کیا

چہرۂ یوسف نہ دیکہا تہا جو نادانی ہوئی
تیری منہ پر سورۂ یوسف کو دم کسنی کیا

آنکہہ مین ہی جلوۂ نورِ کریم کارساز
آج میری پردۂ دل مین کرم کسنی کیا

ایک ہی یاد و جو شیخ و برہمن مین جہگڑے
اپنا جلوہ تم مین ای دیر و حرم کسنی کیا

لب چمک یہہ دُر مین ہی یاقوت مین رنگ
لعل لب کو موتی دانتونکو رقم کسنی کیا

ای شہِ خوبان یہہ تیری نام سی عزت ملے
سونی اور چاندی کو دینار و درم کسنی کیا

بجلی سی چمکی تہی پہر جسم اپنا پایا خاک پر
مین نہین آگاہ میر اسر قلم کسنی کیا

میری وحشت دیکہہ کر کہتا ہی وہ لیلیٰ مزاج
تجہکو سودی مین بہلا مجنون سی کم کسنی کیا

اپنی گہر کی شکل کسنی بدلی اسمین کون تہا
ای برہمن دیر کو تیری حرم کسنی کیا

سیر اونکی ہی کہوئی کبہی شداد نی
آج تک نظارۂ باغ ارم کسنی کیا

اولٹی دل زخمی ہی میر اکچہہ اثر اوسکو نہین
سرنگون یہہ میری نالی کا علم کسنی کیا

رحم تجھکو بندگان حق تعالی پر نہین
منع اللہ تجھکو ای صنم کسنی کیا

خود ہو الہی کا مانع پہر یہہ کہتا ہی او شوخ
کسنی آیا چہوڑ ابتدا ربط کم کسنی کیا

جب سی ظلم اوسنی کیی کیسی گھڑی تہی ای مقبول
رحم میرے حال پر غیر از ستم کسنی کیا

قدح شیر ترا ساغر صہبا اپنا
واعظا رشک نکر بخت یہہ اپنا اپنا

روز کی رونی سی دل خشک ہوا جاتا ہی
عین برسات مین گہٹتا جاتا ہی دریا اپنا

دینگی خفت سے نہ کاندھا میری میت کو رقیب
بہاری اون ندون پر ایجان ہی مردا اپنا

وہ قمر تو ہی رسائی نہین دل تک تیری
بار ہا توڑ گیا چرخ کو نالا اپنا

پردۂ خاک مین ہم آپ چلے چہپنے کو
بہید وابتو کفن کی لیی پردا اپنا

مثل خورشید مری آنکہہ جہپک جاے صرف
چار پردی مین ہی بیٹہی جو مسیحا اپنا

کہینچی جو ف مری آہ رسا کے ابہی
نہین دکہلایا ہی اس تیر نی پلا اپنا

مری وحشت نہ تلی اوسکی نظر مین افسوس
نہ بکا کوڑیون کی مول بہی سودا اپنا

کار عشاق وفا پیشہ ہی صدقی ہونا
کہینچی تیغ تو دکہلائین تماشا اپنا

صاف پاؤ گی کسی حال مین دیکھو گی اگر
زنگ سی آئینۂ دل ہی مُبرّا اپنا

مین تمہین چاہتا ہون بس مین تمہارے ہون مدام
تم نہ چاہو اگر ای جان تو بس کیا اپنا

خط وہ پایا کہ ہوا ہی سفرِ ملکِ عدم
بوسۂ لعلِ لبِ یار ہی توشا اپنا

شبِ فرقت مین سیاہی کا تصور جو بندھا
رعب باندھا ہی تری زلف نے کیا کیا اپنا

قصد نی خشک دماغی کی سوا کیا بخشا
کچھ گھٹنی سی بڑھا اور بہی سودا اپنا

دل مین یادِ گلِ رخسار نے ڈالا نالا
دی گئی بادِ بہاری یہہ شگوفا اپنا

گہر مین پہنچا دیا آرام ملا ای عیسے
تم جو آئی تو اوٹھا آپ سی مُردا اپنا

گہس گئی پائی قلم لکھہ کی خط اتنی بہیجی
کچھ نہ لکھنہ بہیجین جواب آپ یہہ لکھا اپنا

لطف کیا جبر سی آیا جو مرا نازک دل
اثر ای نالۂ دلکش نہ دکہانا اپنا

پہوٹا کب آبلہ تیزاب سی ای فتنۂ حشر
آفتاب آئی تو مین لون یہہ پہالا اپنا

ای پری عاشقِ صادق کی نشانی یہہ ہے
زرد رہتا ہے فقط اسلیے چہرا اپنا

شعر سی لطف جو سامع کو نہ حاصل ہو قبول
پہر تو یکسان ہی یہہ سب کہنا نہ کہنا اپنا

وہ سوتی سی اوٹھکر جو جانی لگا
مجھی موت کا خواب آنی لگا

تری عہد مین جس سی دکھہ کچھہ کہا
وہ داغِ دل اپنا دکھانی لگا

گلون سی وفا مینی چاہی اگر
تو غنچہ وہین مسکرانی لگا

بہانا ہی درکار تہا بہرِ غم
ہنسی مین وہ آنسو بہانی لگا

دبانی ملی یارِ سرکش کی پانون
زمانی کو مین اب دبانی لگا

تو ای عشق ہشیار رہنا ذرا
کہ اب مجھکو حسن آزمانی لگا

رہون پی غم اور ایک دو جامِ می
کہ مین ہوش مین کچھہ کچھہ آنی لگا

جوانی مین غم مینی کہایا بہت
ضعیفی مین غم مجھکو کہانی لگا

وہ چلانی میرا امیری اچھی
گری دل کو جب مین اوٹھانی لگا

گرو قید اسی چکر و زنجیر مین
تمہارا اسیر غل مچانی لگا

کسی روز لیجائیگا دل کو ساتھہ
خیال آپ کا جسم آنی لگا

گرون مین بہی کو نشہ اتنا نہین
کہ مستون کو ساقی اوٹھانی لگا

ترا میری نالی سی پگہلا نہ دل
یہہ عرشِ برین کو ہلانی لگا

وہ آیا تو قالب مین جان آگئے ۔ گئی جان جسدم وہ جانے لگا

نہین شایگان کا خیال ای قبول
یہہ توفیق کسی لانے لگا

خدا کا نور نبی کی جمال مین دیکھا ۔ جمال پاک نبی اونکی آل مین دیکھا

حسینونکو تری گیسو کی جال مین دیکھا ۔ اسیر دام کو بھی بال بال مین دیکھا

اگر فرشتہ بھی آیا ہی بہی حلہ نور ۔ تری فقیر کو مست اپنے کمال مین دیکھا

خیال رنج تنزل کا پہر نہین رہتا ۔ یہہ لطف اہل دل کی زوال مین دیکھا

جو اسکو تہی تاب دیکھنی کی نہ تہی ۔ جمال یار کو ہمنی وصال مین دیکھا

نہ پوچھو حال دل بیقرار گیسو مین ۔ مثال ماہی بی آب جال مین دیکھا

ہماری سمت سی دو کہار ہا کیا رخ پر ۔ نہ روغن اُنس کا تل بہی خال مین دیکھا

شفق مین لال جو آیا نظر ہمین خورشید ۔ جمال آپ کا اوسدم جلال مین دیکھا

ہنوز سبزۂ خط سمجھا جلد نازک سے ۔ تمہین گلوری دبائی جو گال مین دیکھا

یہہ انقلاب دکہاتا ہون انقلاب مین مین ۔ ہمیشہ شاد فلک نی ملال مین دیکھا

جو بحرِ رحمتِ حق گھیری ہی دو عالم کو | اوسی عیان عرقِ انفعال مین دیکھا

صنم تری قد و گیسو سی ہی قد خم اپنا | خدا کا شکر کرون وصل دال مین دیکھا

نہ آئی خواب مین خوابیدہ بخت پاس جو تم | تو خواب وصل کا اپنی خیال مین دیکھا

وہی سیاہ ہی غار اور کفن دو گز | گدا و شاہ کو یکسان مآل مین دیکھا

ہمیشہ دیکھا ہی دینار داغ فقر لکب | درم کبھی بہی نہ دست سوال مین دیکھا

تمام کرتا ہی سب عاشقونکو حسن کمر | یہہ نقص حسن کی عین کمال مین دیکھا

خدا ہی جانی کہ کیا ہوگا اوسکی وصل مین لطف | مزا وصال کا جسکی جدال مین دیکھا

سوائی رنج کی دولت سی کچھہ حصول نہین | سوا الم کی نہ کچھہ نقطہ مال مین دیکھا

بھلا قبول سی ہم اپنا ورد کیا کہتی
اوسی تو اور بہی رنج و ملال مین دیکھا

جلا کی داغون کو فرقت کی خار مین دیکھا | چمن شگفتہ یہہ ہمنی بہار مین دیکھا

فسون عشق سی آیا جو اختیار مین یار | تو ہمنی دل کو نہ پہر اختیار مین دیکھا

صفائی ملتی رہی گو جلا کی خاک کیا | غبار تھی نہ میری غبار مین دیکھا

دکہا کی آب لہو سی کیا سے گلے کو تر
مزا چھری کا تری آبدار مین دیکھا

ہزار حیف کہ کیون کین مری نی آنکھین بند
رخ حبیب نہ بوس و کنار مین دیکھا

شکار ناوک رشک اور ہوگیا ای ترک
نیا شکار یہہ اپنی شکار مین دیکھا

نہ دیکھا تمکو تو ہمکو تمام عالم نی
کفن سی منہہ کو لپیٹی مزار مین دیکھا

نہ آئی دل مین تو کی سیر داغ رنگارنگ
مری چمن کو نہ تمنی بہار مین دیکھا

وہ سوز عشق تہا ای شمع پہر پروانہ
کہ سر دہنا فقط اوسنی نار مین دیکھا

ہر ایک ذرہ مرا اڑکی پہونچا در پہ تری
ستارہ بخت سا کا غبار مین دیکھا

یہہ عہدہ ہی کہ کامل ہی دشمنی مین عدو
وفا نہ اوس دل دوستدار مین دیکھا

جب آیا یار تو ہوش و حواس و صبر گئی
پہر ایک کو نہ دل بردبار مین دیکھا

ہمارا چاند دکہایا نہ پہر کبہی ہمکو
یہہ گردش فلک کج مدار مین دیکھا

بہونکو عشق بناتا ہی جانور ای قیس
تمام عاشقونکو اکچہار مین دیکھا

خزان سیتی ہن میری کہین نظر نہ لگے
اسی لیی نہ گلونکو بہار مین دیکھا

گلی لپٹ جو گئی آکی تم محبت سے
دوچند جان کو اسی جان پیار مین دیکھا

غذا ہی غم کو کرون ہضم یہہ ہوئی قوت
یہہ فائدہ فقط امراض ہجر مین دیکھا

یقین وصل ہوی آج کل ہی شکر قبول
بنا جوان یہہ دل کی دیار مین دیکھا

لگی جو آنکھہ تو دل کو عذاب مین دیکھا
تجھی رقیب کی ہمراہ خواب مین دیکھا

ہماری چاند کی ہیلی جو چاند نی شب وصل
قمر کو شمع شب ماہتاب مین دیکھا

کتاب عشق کی ہی حسن ہمنی دیکھی باب
بغیر فصل نہ وصل ایک باب مین دیکھا

پیا جو خون دل سوختہ بڑہی جرأت
اثر شراب کا صاف اس کباب مین دیکھا

پیین شہید اسی جتنا زیادہ پیاس بڑہی
عجب مزا تری خنجر کی آب مین دیکھا

تمہارا روی کتابی جنا سراپا مین
دہن کا نقطہ جو اس انتخاب مین دیکھا

ہمارا چاند ہی ای چرخ وہ سریع السیر
دوان ہلال کو اسکی رکاب مین دیکھا

یہہ گھٹ گئی ہی سمی ہی بخت سوی ہین یا ت
کہ خواب وصل بہی ہمنی خواب مین دیکھا

کبھی نہ آگ کو پانی مین ہمنی دیکھا تھا
تمہارا چہرۂ گلرنگ آب مین دیکھا

شراب ترک جو کی دل جگر جلی دونون
عذاب نار کا ہمنی ثواب مین دیکھا

ہزار طرح کی آبادیاں فدا اسیر
کہ آپ کو دلِ خانہ خراب میں دیکھا

خفا ہوا تھا وہ قاصد سے خط کی دینے میں
قلم سر اپنا سوالِ جواب میں دیکھا

جلایا ہجر میں ای چرخ مجھکو ساری عمر
نہ انقلاب تری انقلاب میں دیکھا

کبھی خوشی بھی ہین امیدِ مہر لینے پر
سرور و رنج تمہاری عتاب میں دیکھا

اوڑائی خاک زمینِ غزل میں ہمنے قبول
ثواب منقبتِ بوتراب میں دیکھا

وہ عیسی آیا تو مرنے کا غم نہیں رہتا
مگر یہہ کیا کہ مری دم میں دم نہیں رہتا

گناہِ عشق میں دوزخ ملی تو کیا خطرہ
کہ سوزِ دل بھی جہنم سے کم نہیں رہتا

غمِ فراق جو خط میں نہ لکھا ہوں مجبور
کہ میری ہاتھہ میں فوراً قلم نہیں رہتا

اگرچہ دل کو بنایا ہی میں نے بتخانہ
خدا کا خوف کہاں وہ صنم نہیں رہتا

لہو جو روتا ہوں رہتا ہی جلد میں کچھہ کچھہ
یہہ میری آنکھوں پر ای دل ورم نہیں رہتا

قطعہ

ہزار جھگڑوں سے چھٹتا ہی عشق کا بیخود
کوئی جہان کا رنج اور غم نہیں رہتا

ہوا جوان مٹی سب ہی سیہ بختی
اسیرِ زلف کرا ہی جان غم نہیں رہتا

گیا پلٹ سی رسن عمر کی بڑہی گویا
یہہ سانپ وہ ہین کہ کچہہ انمین سم نہین رہتا

قطعہ

زبسکہ بام سی تیغ نی کیا ہی حسن کو عام
تو خالی کوچہ ترا ایک دم نہین رہتا

جوان گرتی ہین چت ایسی ہی ہوتی ہین
قدِ ضعیف مین زنہار خم نہین رہتا

روان ہی توسنِ عمر اپنا سوی ملکِ عدم
خرام تیز سی اسکا قدم نہین تہمتا

قطعہ

بدل ہی انس سرور و الم سی گو مجھکو
نفاق انمین ہی ہر اک بہم نہین رہتا

جو غم ہوا تو فراقِ سرور مین ہویا
ہو اسرور تو غم ہی کہ غم نہین رہتا

نہ ہولیو کبھی دنیا ہی بی وفا غافل
عروج و رتبہ و جاہ و حشم نہین رہتا

زبان تیغ سی کیا سرخرو نہو کا جسم
تری سبب سی لہوای الم نہین رہتا

دیا ہی یار کی کہانی سی مجھکو کیا حاصل
جو وہ مسیح چہوی زہر سم نہین رہتا

مقابل کو اوٹھا کرتا ہے ہمیشہ ابر
کبھی یہہ دیدۂ تر اوس سی کم نہین رہتا

جو پاؤن سوجی تو صحرای عشق کیون چہوڑون
زیادہ چلنے تو آخر ورم نہین رہتا

فریب دولتِ دنیا مین آئیو نہ قبول
پہنسا کی دام مین پہر اک درم نہین رہتا

وہ ہوتا تنگ لپٹنی سی پیار کیا کرتا | مین اپنی جان پہ جبر اختیار کیا کرتا

فراق یار قدیمی تہا سو وہ چہوٹا آج | خوشی وصال مین مین لنگار کیا کرتا

رکاب تہامنی وہی دوڑلی مین شاہون کی | سلوک اور وہ اب شہسوار کیا کرتا

خزان ہوئی معین تو وہ کہتی ہی ہم | گلون سی موسم فصل بہار کیا کرتا

موئی ہم انس سی کو وہ صنم با من | خدا ہی جانی کہ ایسی کا پیار کیا کرتا

نہ کرسکا تہا دل یار صبا جیتی جی | پہر اوس گلی مین ہمارا غبار کیا کرتا

قیامت آئی ہی جاتی ہی گر نہ تم آتی | مین اس سی اور سوا انتظار کیا کرتا

جنون عشق سی جنگل مین جبکو مرنا تہا | بہلا دیار کو مین لی دیار کیا کرتا

دی اپنی جان محبت مین جب یقین آیا | بڑی کی بات کا وہ اعتبار کیا کرتا

تری گلی کا گڑہا قبر ہی تو خاک کفن | شہید تیرا کفن اور مزار کیا کرتا

پہر ایا خاک بسر جبکو ساری عالم مین | بسر اب زمانہ ناپایدار کیا کرتا

جلا کی خاک نہ کرتا تو اور کیا تہی شکل | دل برشتہ سی ای حسن یار کیا کرتا

دکہایا رشک چمن کو نہ آہ سوزان سینی | شجر جلا ہوا ایسی را بہار کیا کرتا

تن اپنا ہجر مین کب آب تیغ سی کم تہا
وہ مجہہ غریب پر اپنی عشق وار کیا کرتا

تمہاری بگڑی پہ نی بنائی جانون پر
تو عاشقون سی تمہارا نکہار کیا کرتا

مریض عشق پہ اگر ملتی نار عشق و سقر
جبہی یہہ کہلتا کہ مین اختیار کیا کرتا

تمہاری حسن کو بہی ہمیشہ ننگ رہا
ہمارا عشق بہلا تمسی عار کیا کرتا

بہایا ہجر مین آنکہون نی ساری جسم کا خون
مین اونکی تیغ کو امیدوار کیا کرتا

خوشی سی روح نکل کر وہین فدا ہوتی
وہ عیسی آکی دم اختصار کیا کرتا

قبول پر ہوئی تہمت تمہاری الفت کی
لیاقت اوسکو کہان تہی وہ پیار کیا کرتا

دامن کشان اونکی گیسوونکا سلسلا رہا
ان دو بلاؤن مین دل وحشی پہنسا رہا

ساغر بہرا جو عمر کا تو آشفا ہوئی
جبتک رہی حیات مرض لا دوا رہا

وہ کوچہ ہی ترا جو ملک آیا خلد سی
چارون طرف سی شور یہہ وہار ہار رہا

دم گہٹ کی نکلا پر نہ سنا تمنی درد دل
ہم تو چلی مگر یہہ ہمارا گلا رہا

داغ جگر چہپا نہ نگاہون پر امی شمر
ہر چند چشم داغ جگر کو دکہا رہا

سوا انہی نگاہوں مد نظر سب سے ہین سوا — آنکھوں مین اونکی رتبہ ہمارا بڑا رہا

اب کوچہ اوس نگار کی ہی میری اور ہی — گیا زندگی مین نالہ و شور و بکا رہا

وصلت کی رات خواب گران سی کھلی نہ آنکھ — ہرچند بخت چونک کی مجھکو جگا رہا

مارونگا لات کفر کو جھیلا کی ایک دن — وہ بت قدم تلی ہی جو سر پر خدا رہا

اسباب جان دل جگر اک بار لی گئی — اب کیا طلب کریگی مری پاس کیا رہا

کوچی مین تیری لائی محبت وقت جان کنی — دروازہ خلد کا جو کہلا تہا کہلا رہا

اڑتی ہی خاک کوی صنم بیکہ ونکو روح — گیا خاک کیمیا کا بہلا مرتبا رہا

جتنی بڑہی کدورت بدباطنان خلق — صاف اوتنی اوسقدر دل اہل صفا رہا

گھبرا کی عشق کا نہ کہین کیجیو علاج — رشک دوا یہہ درد ہی ای دل ہمارا رہا

صحرا مین خاک اوڑائی بہت پہر کی چار سو — مین اوس گلی مین پہونچا تو بیدست و پا رہا

ہو ماہ حسن مین بہت اچھی ہی ہو تم — مہر اپنا داغ عشق ہی مین کیا برا رہا

برسون سی لی قصہ بہت کہا مین گالیان — ہمنی بہی کچھ کہا تو کہین آپ کیا رہا

مین تو ادا ہوا وہ یہہ سمجھی کہ محو ہی — مدہی سی بہی مری اوہنین ناز و ادا رہا

بیمار جیسی ہے تیری فراق مین ۔ پایا نہ گو کہ در پی مرگ و قضا رہا

مست شراب مہر علی لی نظر نکی ۔ ہی جام آفتاب مین عیسی پلا رہا

اُسی بیوفا بس اک تری نا آشنائی مین ۔ مونس رہا قلق تو الم آشنا رہا

کہٹکا سفر کا روح سی کرتا رہا خلش ۔ جبتک ہی حیات یہہ کانٹا لگا رہا

کب سختیان ہتو کی اوٹہا سکتی ای قبول
حامی ہم و الم مین ہمارا خدا رہا

غیر ہر دم ہے سے غمسے حال اپنا ۔ نہین ہوتا وہ خوش حال اپنا

یاس آئی اثر دعا کو سے لے ۔ غیر ہو ہجر اور وصال اپنا

کہول دو تم نقاب سی چہرہ ۔ دو یہہ قرآن بہر فال اپنا

دُہن کچہہ اوس خوش گلو کی کم کر دی ۔ راگ لانا کیا خیال اپنا

بوسہ لعل لب سے مجہے نہ ملا ۔ غصّی سے کیون نہ منہہ بولال اپنا

کوچ کی صبح تک نہ توبہ سے کی ۔ ہی سیہ کار بال بال اپنا

نہ کہوان تلون مین سستیل نہین ۔ دیکہو جہر سکے پر اپنی حال اپنا

ہی یہہ چوٹی کا راہزن گیسو — دیکھہ ای جعلساز جال اپنا

اوسنی ہمکو اوتار اتربت مین — اوج دکھلا گیا زوال اپنا

دل حیرت زدہ مقابل ہی — دیکھو آئینی مین جمال اپنا

اب مری موت سے لڑو آکر — کہوا قصہ انفصال اپنا

کبھی دم بھر نہ دل سے عشق ٹلا — ورد ہی روز و ماہ و سال اپنا

سر کیا وقف تیغ ناز اے جان — خون تیر کیا حلال اپنا

تجھکو سوجھی وصل کی کونی گھات — دیکھہ سیاے ذہن انتقال اپنا

آج نگہ کر نہ جھپہ نشانے پر — تیر سیلے ترک دیکھہ بھال اپنا

مجھکو اوس چاند کا جواب دکھاؤ — ہی نکیرین سے سوال اپنا

لب زخم جگر کو سرخ کرون — بھید دو تم اگر اوگال اپنا

بوسہ دیجی ای ہلال ابروی یار — آج ہمکو دکھا کمال اپنا

سر اوٹھاتا ہی سرو گلشن مین — قد دکھا دی وہ نونہال اپنا

جب نہ اوسکو ہوا ہمارا رنج — آپ کرنا پڑا ملال اپنا

نالی لب پر ہین تہرتہری دل مین
اوسکی محفل مین ہی یہہ حال اپنا

عشق جبتک ہی عیش ہکو ہی
یہی جان اور یہی ہی مال اپنا

ہوگیا حسنِ تیز گےدونا
زلف پر جب پڑا وبال اپنا

جب نکالوگی اپنے کوچی سی
نہ ٹلیگا کبہی خیال اپنا

صدمی آغاز عشق مین ہین قبول
دیکہین ہوتاہی کیا مآل اپنا

جو دواکاتہا اثر صبح و مسا اولٹا رہا
اہ مسیحا دم تری بیمار کا اولٹا رہا

زلف پیچان کی محبت مین ہو انسید عیش
کیون نہ اس عاشق کا بختِ نارسا اولٹا رہا

عشقِ چشمِ کج ادا مین کیا دوا اوسکا علاج
یہہ مرض ٹہرا رہا جامِ دوا اولٹا رہا

ہی وہ نالائق کری ناآشنا کا جو گلا
ہمسی تو اے چرخ کجرو آشنا اولٹا رہا

اون لبو ںسی وانت میری عمر بہر کہتی رہی
شہد کا ہی شور بختی سی مزا اولٹا رہا

عشقِ رخسارِ بتِ کجرو نی رکہا سرنگون
قدِ آدم آئینی مین قدِ مرا اولٹا رہا

پیچ مین ہمکو سیہ بختی نی رکہا عمر بہر
ہمسی اکاک بال وسکے زلف کا اولٹا رہا

ستمگر شکوہ تہا نہ اینکا جب آیا مین سے چہپی
ملتی ای جان جہان ہان میرا گلا اولٹا رہا

قلب نی دریای الفت مین نہ کچہہ دکہلائی سیر
عمر بہر اپنا جہاز ای ناخدا اولٹا رہا

ہر گہڑی ہر دل ہر اک کو ڈہونڈتی پہرتی ہی مست
ایک مین فرقت مین جو پایی قضا اولٹا رہا

کج ادائی سی پہر اسکو بہت پچتائیگا
میرا دل سیدہا رہا ای جان یا اولٹا رہا

تم سیر شام کی در پہ پہر گئی جب اولٹی پاؤن
رویا مین اتنا سحر تک دم مرا اولٹا رہا

یاد کیا ارض و سما کا آئیگا بعد فنا
ارض تو ٹہری رہی بہی سما اولٹا رہا

قیس و امق کوہکن نل ہم رہی سب نامراد
عاشقون کا بخت ازل سی ابجد اولٹا رہا

فیض سی اپنی نہ جب آباد کرنی آئی تم
شہر دل مثل ویرہ ای لقا اولٹا رہا

ساری مسکینان عالم سی ہا سید مقبول
پادشاہو بنی مگر تیرا گدا اولٹا رہا

فریب کار محبت شعار کیا ہوگا
غلط ہی وہم وہ عیار یار کیا ہوگا

بسکہ نقص ہین حسینون مین لاکہہ صورت کی
گناہگارون مین ان شمار کیا ہوگا

فنا کی بعد بہی ذرون مین افتراق رہا
زیادہ اس سی اب اور انتشار کیا ہوگا

شبِ فراق کو کاٹا ہی واعظ اب ڈرا / مہیب اس سی ہی روزِ شمار کیا ہو گا

چرائی آہوؤن نی آنکھہ چشمِ جانان سی / مقابلی مین بہلا پہر عار کیا ہوگا

جلا رہی ہی نخلِ دل کو آتشِ عشق / بتائین آپ کہ پہر برگ و بار کیا ہوگا

تمہاری کوچی مین ناچار منہہ چہپا لیگا / رقیب جور ہی سب مجہسی دوچار کیا ہوگا

دکہا رہی ہی جو گردش بہار گردشِ چشم / یہہ رنگِ گردشِ لیل و نہار کیا ہوگا

ملا نہ خلد جو داغون کی بدلی محشر مین / تو نخلِ عشق کا پہر برگ و بار کیا ہوگا

گیا ہی عشق نی اوس سنگدل کی سرجہکی / لحد مین میری بدن پر فشار کیا ہوگا

ولا ہی ساقیٔ کوثر سی ہی کنارہ جسی / وہ بحرِ رحمتِ خالق سی پار کیا ہوگا

گنہ جو مول نہ لیگا گناہگار وسنکی / تو نقدِ رحمتِ پروردگار کیا ہو گا

بنا ہی چشمۂ آبِ حیات چشمۂ مہر / ہماری روز سی ظلمات تار کیا ہوگا

کبہی نہ عشق سی حسن اوسکا متفق ہو گا / بہم مصالحہ نور و نار کیا ہو گا

تڑپ سی جسکی ہر اک عضو ہی مرا بیتاب / جو تم نہ چاہو گی اوسکو قرار کیا ہوگا

ہمارا دل تو کسی نی نہ آج تک دیکہا / جو دل مین راز ہی وہ آشکار کیا ہوگا

ہماری مرقد پہ عبث ڈالتی ہو افسر آنکھیں ۔۔۔ رقیب تیر نگہ کا شکار کیا ہوگا

گنہ کبھی نہ کئی جب تو پہر سزا کسلئے
ضرر قبول کو روزِ شمار کیا ہوگا

غم مرگ کا شادی میں یہہ بیدل نہیں کہتا ۔۔۔ امید سحر وصل کا غافل نہیں رہتا

عاشق سر اوٹھا کر کہیں جھوٹی نہ قسم کہاری ۔۔۔ قرآن گلی میں وہ حمائل نہیں رہتا

ڈرہی کہیں گنتی نہ مخالف میں مری ہو ۔۔۔ میں مشغلۂ عقد انامل نہیں رہتا

خورشید میں گرمی تری ہتی تر انور ۔۔۔ مہتاب تری شکل و شمائل نہیں رہتا

ایسا نہو پہر جا ہی نگہہ رحم کی جانب ۔۔۔ وہ آنکھ سو دیدۂ بسمل نہیں رہتا

پیٹا کرون تا حشر زمین کو نہ لگی بیٹھ ۔۔۔ تربت میں خود اسواسطی قائل نہیں رہتا

شرمندہ کسی کا ہون نہ میرا کوئی ممنون ۔۔۔ میں مست عطا و لب سائل نہیں رہتا

ٹہراہی ہا کرتا ہی محفل میں وہ مجھسے ۔۔۔ چھوٹون بہی صد افسوس مرا دل نہیں رہتا

آنکھونکو جلا دیتا ہی شیرین دہنون کی ۔۔۔ وہ خال سیہ تیری فلفل نہیں رہتا

دل چھلا ہون آنکھوں لیٹون گا بلا خوف ۔۔۔ سینی میں کلیجہ بہی یہہ بیدل نہیں رہتا

کار جہلا کرتی کو دی علم ہوئی خلق
تکلیف جو عالم کو ہی جاہل نہین کہتا

جیسی کہ ہون عاشق غم و شادی ہی فراموش
کیا کام کسی شی سی کہ مین دل نہین رکہتا

خورشید مین ہی سایہ ہی کہتی ہین جسی ہو بہ
بی مثل وہ محبوب ہے جو ظل نہین رکہتا

ویران کیا اوس شمع خوبان نی دل افسوس
یہہ ملک مرا حاکم عادل نہین رکہتا

محمل کو دیکہی تو نہ اوس مین ہوئی لیلی
ناقہ نظر آیا تو وہ محمل نہین رکہتا

دل پاس ترے رہتا ہی تو رہتا ہی دل مین
لیکن مجہی پاس اپنی مرا دل نہین رکہتا

کرتا ہی مری عشق کی داغون سی وہ تکمیل
ناقص مجہی میرا مہ کامل نہین رکہتا

کہوٹون سی بہی ہی صاف دل پاک ہمارا
یہہ نام کو ہی قلب مگر غل نہین رکہتا

ہی دل کی علاقون پہ مسلط وہ پری آپ
ایسا ہی سیانا ہی کہ عامل نہین رکہتا

فانوس مین کپڑی کی چہپی شمع کا کیا نور
پوشیدہ اوسی پردہ محمل نہین رکہتا

محتاج ہون سرتاج گداؤن کا ہون لیکن
کشکول ہی پاس اپنی یہہ سایل نہین رکہتا

مجذوب وہ لٹکا ہون جہان جذب بنایا
اوس دشت کا سالک ہون جو منزل نہین رکہتا

ای سینی ترق جاوہ ہلا تا نہین سینا
سینی سی نکل تو کشش اے دل نہین رکہتا

عشق اوسی چھپا سکتا نہین خوف کی ماری
دولت یہہ مری پاس ہی پر دل نہین رکھتا

بار اتنا ہی مجھپر مرضِ عشقِ بتان کا
اس طرح کی سختی مرضِ سِل نہین رکھتا

دیوانہ گیسو کو تری طوق بہت ہے
زنجیر یہہ پابند سلاسل نہین رکھتا

جو ہیں گیا دریای تعشق مین وہ ڈوبا
یہہ بحر وہ ہی دوسرا ساحل نہین رکھتا

دیکھو یہہ ہلال اور ہلال آکی ملی ہین
پاس ابروِ خمدار کی وہ تل نہین رکھتا

اونین مین کرتا ہی بھلا اہل کرم کا
لم رتبہ سخی سی لبِ سائل نہین رکھتا

جب ہجر مین کچھہ ہوش ہو الظم کبھی شعر
بی فکر قبول ایک گھڑی دل نہین رکھتا

بوسہ لب وہ نہین سائل کہڑا رہجائیگا
مختصر سی بات کا شکوہ پڑا رہجائیگا

بعد مرگ آئی گی میری کام غفلت یار کی
اوسکی در کی سامنی مردہ پڑا رہجائیگا

اوس لب نگین کا اب دل سی نکلی گا خیال
یہہ نگین سرخ اس گھر مین جڑا رہجائیگا

جان ہی جائیگی جو دگر جائیگا غفلت نکر
بال جو گاڑا ہی اومسک گڑا رہجائیگا

نرم ہو راہِ فنا مین ورنہ قبر سخت سے
یہہ پہنچیگا مُردا جہنم مین گڑا رہجائیگا

عجز کر درگاہ حق مین سخت بدمستی کبر ہے
ترم اس منزل کو پہونچیگا گرا رہجائیگا

صبحدم سامان عشرت سبہی جلیگا اور دل
جائینگی وہ پاندان اور جو گہرا رہجائیگا

ہیچ تو پائیگا بند و نہر کڑا ہو کر بڑا
واعظا ڈاڑہا ہہین سب کر پڑا رہجائیگا

آمد جانان سنا دینا نہ مجکو نزع ہے
دم جو سینی مین اڑا ہی وہ اڑا رہجائیگا

جمع کیا کرتا ہی تو اسباب بنیاد وڑکر
تو روان ہوگا یہہ سب یہین پڑا رہجائیگا

صبح محبہ وحشی کو وہ طوق گلو ہوگا قبول
اونکی جب گہبرا کی جانی مین پہڑا دہ جائیگا

قضانی یاد رکھا گو کہ یار بہول گیا
خدا نہ بہولا ابہی ہت ہزار بہول گیا

نہ دوست آیا نہ دشمن نہ راہ رو کوئی
تربی شہید کا سبکو مزار بہول گیا

ہہین جہ بہولا یہہ عادت ہمارے کام آئی
رقیب کوبہی وہ غفلت شعار بہول گیا

کبہی شگفتگی دل ہو غیر ممکن ہے
یہہ غنچہ موسم فصل بہار بہول گیا

برنگ طائر گم گشتہ آشیان ہے تباہ
تمہاری کوچی کو میر اغبار بہول گیا

زبس ہیں مست مے حب ساقی کوثر
مری دماغ کو رنج خمار بہول گیا

لہو بہانی مین لختِ جگر گری سی ایسی
کہ باغبانونکو بھی لالہ زار بھول گیا

پھرایا ہجر نی اس دشت جنگلون مین مجھے
کہ اب وطن یہہ غریب الدیار بھول گیا

فراق یار کو کیون ایسی پائداری ہے
اسی زمانہ نا پائدار بھول گیا

مین اتنا وصل مین اچھلا کیا کہ فرقت مین
اچھلنا اپنا دل بیقرار بھول گیا

قبول بخشدیا یون کریم نے گویا
مری گناہون کو پروردگار بھول گیا

دل کی کیون دہیان تری زلف رسا کا باندھا
آپ تو چھوٹ گیا مجھکو سراپا باندھا

دھیان جب تارِ تصور کی کمر کا باندھا
مین یہہ سمجھا کہ مری یار کی پٹکا باندھا

رک گیا سیلِ سرشک آنکھہ مین جب یکہی سنگل
سحر سی حسن فسون ساز کی دریا باندھا

دلِ بی آہ جو پہلو مین ہوش اوسکی مثال
جیسی بی ہل کسی انسان کی قبضا باندھا

عشق سنہ زور ہی بدہی نکری کیونکر تنگ
جسنی سینی مین جگہہ دی اسی گھوڑا باندھا

دل ہی پر تیر نگہ پڑتی ہین ہر بار ای ترک
واہ ای تیر فگن خوب نشانا باندھا

اشک خونین جو کبھی پاک کیی ہاتہو سے
افترا چرخ ستمگر کی حنا کا باندھا

انہیں دو چیزوں کی الفت میں ہوئی عمر تمام — ابرو و زلفِ دل آویز نی مارا باندھا

یا خدا تیر سی اوس تک کی موت آئی مری — اوسنی باندھی جو کمان مینی یہہ چلّا باندھا

واہ ری کعبۂ الفت کی بلندی ملتی — دلِ مجنون مین کیون ناقی کو لیلا باندھا

سفرِ ملکِ عدم پر جو کمر باندھی ہے — چہوڑا کیا اہلِ فنا نی کہین کیا کیا باندھا

طبع موزونکو جو پوشاک پہ تیری ہی جنون — خلعتِ لفظ مین معنی کی نہ پردا باندھا

کبھی ابرو کی گئی جب تک پلک سیدھی کی — تیغ سی چہوڑا تو نیزی کا ارادا باندھا

اوسکی الفت کی سوا دل مین گذری کوئی شے — یار کی حسن نی میدان ہمارا باندھا

تند رفتار شبِ وصل ہی ای زلف اسی باندھ — ہم اسیرونکو جو باندھا تو بہلا کیا باندھا

مین ہی مجرم تہا اک ای سلسلۂ عشق وہین — عمر بہر پہر نہ کہلا مین بہی ایسا باندھا

وہ پری صبحکو جاتی ہی عروسون کی طرح — ہمنی اشکونکا پتی کی لیی سہرا باندھا

قطعہ

صبر بخشا دلِ بیتاب کو منہہ دکہلا کر — شعلۂ رخ سی مری یار نی پارا باندھا

زخمیِ دستِ حنائی جو ہوی ہم ہیہات — ایک نی بہی نہ تدارک کا ارادا باندھا

مرہم اس زخم کا لائی نہ کسی پٹی لای — چہوٹی مہندی نہ حنا بند تمہارا باندھا

جمین فکر مین بہول اوسکو جو باندہا تو قبول
پاس ہونی کی لیی آپ کو کانٹا باندہا

رحم افزون غضبِ حق ہی مگر تہوڑا سا
عیب بندی مین زیادہ ہی ہنر تہوڑا سا

مضطرب اُن ہی وہ ابہی شکستِ مر تہوڑا سا
رہ گیا دردِ دل و داغ جگر تہوڑا سا

ای جنون آپ وہ زنجیر مجہی پہنا جای
الفتِ زلف و کہا دی جو اثر تہوڑا سا

عشق کا داغ لگا دل کو مری قبل شباب
حیف بچپنی ہی نپایا یہہ ثمر تہوڑا سا

عشق مین ہوگیی ہم زلف سی آشفتہ سوا
گرنی پائی تہی ابہی پیچ کمر تہوڑا سا

ایک دن فاقہ بہی کر صبر کہا خالق کو
فقر بہی چاہیی ای صاحبِ زر تہوڑا سا

سیر کرتا نہین بہوکونکو تو اونکا غم کہا
داغ بہی دل مین کہہ ای صاحبِ زر تہوڑا سا

داغِ دل کو مری خورشید سمجہتی ہین بہت
عشق نی جلوہ کہایا ہی ادہر تہوڑا سا

رابطہ غیر سی سنکر وہ لہو ہو کی بہا
داغ فرقت سی بچا تہا جو جگر تہوڑا سا

نگہِ گرم سی آگ اوسکو کیا ہی مجہپر
تمسی شکوہ ہی یہ ابہی مین تر تہوڑا سا

ایک ہی شعلہ اوٹہا تہا کہ موئی ہجر مین ہم
شرح اسواسطی ہی وہ سحر تہوڑا سا

عکسِ مژگان ہی ہی بہالا تری عاشق کی لیی | جان لینی کو بہت ہی یہ سفر تھوڑا سا

لہو رلواتا ہی فرقت مین بہت سا گردون | یادِ وصلت مین ہنساتا ہی مگر تھوڑا سا

رات وصلت کی جو کم ہی تو نہین غم مجھکو | دم بہی سینی مین ہی ای رشکِ قمر تھوڑا سا

خانۂ دل مین غم و صبر ہین مہمان قبول

غم تو ہی حد سی سوا صبر مگر تھوڑا سا

ناسورِ دل بہی ہمسی ہر اک دم بہرا رہا | مرہم بہرا تو خون سی مرہم بہرا رہا

چہوڑا جو تو نی دل تو بسا آکی دردِ ہجر | خالی ہوا جو تجھسی ترا غم بہرا رہا

ہر رات عشقِ زلف مین دوڑا ہین اسقدر | دن بہر کسی سی بات نہ کی دم بہرا رہا

تو عاشقانِ حسن سی خالی ہوا جہان | عالم مین تیری حسن کا عالم بہرا رہا

جوہر کبہی نہ دیکہا بجز ابرِ سرخ خون | خنجر لہو سی آپ کا ہر دم بہرا رہا

تابع فروتنی سی ہی عالم فقیر کا | عالم سی اپنا جامِ دل ای جم بہرا رہا

تم صبحدم سی ہنسنے جو چمن مین تو شام تک | آبِ گہر سی کاسۂ شبنم بہرا رہا

تمتسی نگہہ نگہہ سی ہی خالی اپنی آنکہہ | دل غم سی دل سی سینہ پُر غم بہرا رہا

ای جسم محل جو حال تہا تو حال تہا محل
عالم مین جام جام مین عالم بھرا رہا

منظور تہا کہ سنا تہہ ہی زر سو اسلیئے
آئینہ تہی رہا دلِ حاتم بھرا رہا

رکہا فنا کی بعد بہی زندہ برای ظلم
سب جسم مین وہ روح مجسم بھرا رہا

ساغر لبالب ایک تو ساقی عطا کری
جام دل اس امید سی ہر دم بھرا رہا

ای بت تری جگہ ہی مری دل مین بجا نہ تہی
اس گھر مین اوسکا نام معظم بھرا رہا

آیا گیا خبر کو رقیب اونکی سمت سی
زخم دل و جگر مین مری سم بھرا رہا

عشاقِ باطنی کو گلی سی اوٹھا دیا
ظاہر مین جسنی آکی ترا دم بھرا رہا

جنت چھٹی محبت گندم مین اسکی بعد
حوا کی انس سی دل آدم بھرا رہا

دل ماسوا سی خالی رہا اسلیئے قبول
اسمین خدا کا اسم معظم بھرا رہا

مین ڈھونڈہتا پہرتا ہون ستمگر نہین ملتا
ملتا ہی وہ سفاک تو خنجر نہین ملتا

لب سی تری گو لعل ہوا احمر نہین ملتا
دانتون سی جو خوش آب ہو گوہر نہین ملتا

مژگان سی تری ہی جو مشابہ بہت ای جان
رگ سی مری فصاد کا نشتر نہین ملتا

جسکی لیی نکلا تہا وہ آتا تہا مری گہر
اب ایسا ہون مین گم کہ کبہی گہر نہین ملتا

بستر پہ ہین بستر تری کوچی مین اب اپنی
میں جو لگا یا تہا وہ بستر نہین ملتا

پتون مین چہپا جاتا ہی پہر یسی تری گل
قد سی تری گلشن مین صنوبر نہین ملتا

گو کوہ الم ہی تری سودائی کی سر پر
سر پہوڑنیکو جا ہون تو پتہر نہین ملتا

ہر دم کی پہری ہی مجہی وصلت تن و سر کی
سر تن سی جدا کرنی کو خنجر نہین ملتا

لکہنی کو نہتا کوئی تو قاصد تہی ہزارون
لکہوایا ہی نامہ تو کبوتر نہین ملتا

تشنہ پہیرا ہی فردوس کی چشمی لی دہن سی
ہونٹون سی تمہاری لب کوثر نہین ملتا

ہشیار رہا کرتا ہون مین نشہ می سی
ہو جاتا ہون بیہوش جو ساغر نہین ملتا

طوفان یہہ اوٹہا ہی مری دیدہ تر سی
سب ایک سا عالم ہی سمندر نہین ملتا

اڑتا ہی جو اوس گل کا کبہی طایر پیکان
بلبل کا گلستان مین اک پر نہین ملتا

مین سیتا جگہہ داغ جگر مین کہ وہ ہو خاک
آتشکدہ ہی قطرہ ہی مین سمندر نہین ملتا

ہو عیش کہ اندوہ قبول اسکو یقین جان
جبتک نہین تائید مقدر نہین ملتا

جبتلک دم ہی جگر سوزان جدا ہی دل جدا
سر جدا قاتل کری تو ہو بڑا قاتل جدا

مین جدا اغیار سی الفت مین میرا دل جدا
عشق کا دل اور شی ہی حق جدا باطل جدا

عیب یون نقدِ سخن سی کرتی ہین کامل جدا
کیمیاگر جسطرح تانبی سی کردی غل جدا

احتیاجِ فیضِ منعم سوی حاجتمند سے ہے
دستِ اہلِ جود سی کب ہی کفِ سائل جدا

کام آجاتی ہین دونون اپنی اپنی جا مگر
جام جمشید جدا ہی کاسۂ سائل جدا

ایک تربت مین ہون لاکھون خاک کی پتلونکی گر
ہونگی پر روزِ جزا یہہ ساری گل گل جدا

بدرِ خلقت سے شریک بدر تابان ہی ہلال
نقص اسمین ہو جدا اس ناقص سی ہو کامل جدا

عارضِ سرخ و سیہ خال اپنی حق مین قہر ہین
رخ جدا خواہان ہی دل کا او جگر کا تل جدا

تیغ کھنچتی ہی شہادت کے خوشی مین مر گیا
قتل کی حسرت مین مین عمگین جدا قاتل جدا

قتلگہ مین کھینچ لایا ہی وہ کس غصی سی آج
اب گلی دل دل کی ہوگا خنجرِ قاتل جدا

راہِ عشق ای قیس کٹ جانا بہت آسان ہی
محملِ لیلی سی ہو دل کی اگر محمل جدا

عشق کا دل مین آیا ٹہرین کیا صبر و قرار
پاس سی عالم کی ہو جاتی ہین سب حائل جدا

جسطرح وہ چشم وحشی آہو دشتی ہی الگ
مشک نافی سی ہی اونکی آنکھہ کا ہی تل جدا

وصل اوس بحرِ کرم کی لب سی ہی لب مین
جبتک آپس مین ہین دونون لبِ ساحل جدا

روح امرِ رب ہے امرِ رب کو عینِ رب سمجھ
تو جدا ہی پر نہین سمجھی وہ ای غافل جدا

دل جلا ای فلفلِ خالِ لبِ شیرین دہن
جس سی سینہ عالم کا جلتا ہی وہ ہی فلفل جدا

دو فرشتی گل وہان سب انس و جن اسمین اسیر
آپ کی چاہِ ذقن سی ہی چہِ بابل جدا

اسقدر کیون خوابِ غفلت مین ہی کر اعمال نیک
روح ہر شب ہوتی ہی ای موت سی غافل جدا

بزمِ وصلت گہر مین ہی فرقت کا دہڑکا دل مین ہی
محفلِ عشرت سی پیدا تم کی ہی محفل جدا

جسم سی جسدم جدا ہونی لگی روح قبول
تم نہ یا مشکل کشا رہنا دمِ مشکل جدا

باغبان خُلقِ گل اندازِ وفا بہول گیا
چمنِ دہر مروت کی ہوا بہول گیا

چہوکر دل تری محفل سی جو مین گہر کو چلا
ہوش اتنا بہی نہ آیا مجہی کیا بہول گیا

شکوہ جور و جفا دل مین بہرا تہا لیکن
تمکو دیکہا تو کیا شکوہ گلا بہول گیا

دشتِ الفت مین بہت خوار پڑا ہی یہہ زار
تری کانٹی کو ہر اک آبلہ پا بہول گیا

درسِ الفت کی ترقی سی ہوا اور سبک
یہہ سبق جتنا کیا یاد سو ابہول گیا

خط کا لکھا ہی جب اب اوسنی تو ایسا خوش ہے
مری گہر کا مری قاصد کو پتا بہول گیا

قطعہ

اسی ہی عجب ہے کہ سودا تری عاشق کو ہوا
وہیان یک لخت طبیبونکو مزا بہول گیا

نبض دیکہی جب کسینی تو اڑی ایسی ہوش
نسخہ لکہنی کو جو بیٹہا تو دوا بہول گیا

یاد رکہنی کا نہ وقفہ شب وصلت نے دیا
مین مزا وصل کا ای جان بجا بہول گیا

نعرہی کرتا ہون تری نام کی جست مین ہے
گل کو کب بلبل بی برگ و نوا بہول گیا

عشق بڑہ جای نہ اتنا کہ تجہی بہی بہولون
ای صنم ساری خدائی بخدا بہول گیا

دل بیہوش تعشق ہی نہایت ہشیار
سہو و نسیان کو تری یاد سوا بہول گیا

ہاتہ مین جب ہے ید اللہ کی قدمونپہ قبول
بادشاہونکی عنایت یہہ گدا بہول گیا

ہجر مین ہر لحظہ رونی کا بہانا کیا ہوا
وصل مین حیران ہون آنسو بہانا کیا ہوا

غیر بی تمکو گلو سی ہی لہو سو کہا یہان
یہہ لہو پینا ہوا یا پان کہانا کیا ہوا

ہم وہی ہین تم وہی ہی شکل گردون بہی وہی
انس جسمین تہا ہمین بہی وہ زمانا کیا ہوا

دیکہتی ہی اسکو مارے خوشی کی جان دے
ساتہ عزرائیل کو لائی یہہ آنا کیا ہوا

پیرہن صد چاک عاشق کا نہین ہی جسم مین
ای جنون اب عشقبازی کا وہ بانا کیا ہوا

باغ مین پہنچا ہمارا پہول یا بجلی گری
اڑ گئی کس سمت بلبل آشیانا کیا ہوا

جان دی ہی حشر تک اللہ سی اب ہی وصال
وصل دم بہر کا جو اوسنی دی نہ مانا کیا ہوا

چال کچھ ایسی چلا جس سی قیامت آگئی
قتل خلقت ہو گئی اوسنی بچانا کیا ہوا

سنگ طفلان سی بچن سُن جا تو کہتا ہی وہ شوخ
بچیا میری محبت مین توانا کیا ہوا

مُردی منہہ پر پہیری جب آنکہہ عمداً پہیر لی
جان ہی لی لی محبت آزمانا کیا ہوا

زلف مین پیدا کیا دندانِ افعی کا اثر
چوم لون مین دانت شانی کی ہٹانا کیا ہوا

ای فلک معشوق آگی آپ آتا تہا دم
اب وہ اولٹی چال وہ اولٹا زمانا کیا ہوا

اب عداوت سی نکلتی ہین جو آنکہین دمبدم
تہین الفت مین صنم آنکہین لڑانا کیا ہوا

اہل دنیا کا گلا کیا جب نہ ٹہرا پاس دل
تہی وہ یگانگی گئی پر یہہ یگانا کیا ہوا

سر اوتارا تیغ سی اوس شوخ نی دستار بعد
ہم ہو و دستار کیسی سر بچانا کیا ہوا

وحشتِ ہستی سی گئی ہشیار و بیخود ای قبول
قیس نادان اب کہان بہلول دانا کیا ہوا

دہن سا دسج ای دلبر نہ ہوگا | تمہاری دانت سا گوہر نہ ہوگا

قطعہ

رہو تم بی مروت ہی یہہ منظور | بلا سی رحم کو مہپر نہ ہوگا

رقیبون سی ملوگی نرم ہو کر | تمہارا دل اگر پتھر نہ ہوگا

بنی ہی جان پر اب منہہ کہا جا | یہہ عاشق ای پری جان پر نہ ہوگا

جو مر جاؤن کہ لاشی پر وہ گذری | تو مرنی کا اوسی باور نہ ہوگا

قطعہ

اگر ہوگا کبہی خنجر کمر مین | تو غصی مین وہ مہ پیکر نہ ہوگا

خفا ہوگا جو مجہہ بدبخت پر یار | تو اوسدم ہاتہہ مین خنجر نہ ہوگا

سڑی سی پوچہتی ہین آئین کب ہم | آوینگی قصد وہ جب گہر نہ ہوگا

یہہ آنسو بہر مین چنگاریان ہین | جلی گا صاف دامن تر نہ ہوگا

جو آیا نزع مین بہی مست ہی یار | لبالب عمر کا ساغر نہ ہوگا

رہی کسطرح شعلی مین رطوبت | پسینی سی کبہی رخ تر نہ ہوگا

ہوا ہین دربدر ای عشق لیکن | وہ کہتی ہین میسر گہر نہ ہوگا

ڈری بیدل تمہارا تیغ سی کیا | نہ ہوگا دل تو دل کیون کر نہ ہوگا

کٹتی ہین ہاتہہ پہلی قتل کی وقت
سند کو حشر مین محضر نہ ہوگا

کلی ہم سنگیا ہون کی نکالی
یہہ تیری تیغ کا جوہر نہ ہوگا

پیونگا جلوہ سی حسن جہکا کر
جو ای ساقی کوئی ساغر نہ ہوگا

اگر گہر سی نکالوگی تو عاشق
کبہی اس حکم سی باہر نہ ہوگا

تصدق جان ہی ای جان ہم
فدا دل آپ پر کیون کر نہ ہوگا

قبول اس بحر مین آیا تخلص
تو ساقط ہمزہ اب کیون کر نہ ہوگا

دل داغون سی چمن ہمارا
دیکھی گل پیرہن ہمارا

ابرو کی خوب کہائین چہریان
دیکھو تم بانکپن ہمارا

وہ کہتے ہین کہ بوسہ لیجے
ملجائے اگر دہن ہمارا

منت پہ بہی نہ ایک کی بات
برباد کیا سخن ہمارا

ایسی گہل کر موی کہ اب ہی
ہمسے بہاری کفن ہمارا

کیون آئی جو پہنس گئی فنا مین
تہا ملک بقا وطن ہمارا

گھونٹون سی بہی گہری رہی ہین
کیا خوب رہا چلن ہمارا

شاید دنیا نئی نظر آئے
اب دل نہ ہوا کہین ہمارا

پہونچا تا ہی وطن ہمارے
محسن ہی راہزن ہمارا

وہ گل دل داغدار مین سے آئے
کیا پہولا ہی چمن ہمارا

پہاہا ملبوس کو بنا دو
پہوڑا ہی سب بدن ہمارا

ای دست جنون بچی مشقت
شاباش جو لی کفن ہمارا

کہتا ہے یار پائیگا کون
ہی سیب جنبان ذقن ہمارا

لاکہون در اشک لٹ رہی ہین
آباد رہے عدن ہمارا

تیوری ہمپر چڑہاؤ خوش ہین
دل توڑے ہر شکن ہمارا

ہر پل یہہ اشارہ آنکھہ کا ہے
ہی کام فریب و فن ہمارا

ہرگز نہ دیا قبول بوسا
محروم رہا دہن ہمارا

اب کہینچون گا ستم تمہارا
عاشق سب ہے کرم تمہارا

دنیا سے جب چلی عدم کو — ہمراہ ہوا الم تمہارا
ہستی برباد ہو گیا میں — ہے مجھسے سارا حشم تمہارا
چھونے پہ ہاتھ کاٹتی ہو — میں لیتا ہوں قدم تمہارا
پس کر ہو جای سرمہ سا قاف — چندے جو رہی ستم تمہارا
کیا منہہ کہ رقیب بیٹھتا پاس — کرتی ہیں پاس ہم تمہارا
دونین مٹین مگر رہے گا — دل میرا اور غم تمہارا
الفت جو ہو اس کہو نہ دیجیے — دم بھرتی دمبدم تمہارا
پتھر کو چوم کر پھرا رند — شیخو دیکھا حرم تمہارا
ایسا سودا بڑھا کہ تمسے — کرتی ہیں شکوہ ہم تمہارا
مخمور رہے جام چشم دیکھے — ساقی بنجای جم تمہارا
ای ستا ہو خلق کو پھنسا لو — ہی دام بڑا درم تمہارا
دنیا سی آپ اوٹھ چلے ہم — جب اوٹھ نہ سکا ستم تمہارا
ہی آب حیات وصل ای جان — بیشک ہے ہجر سم تمہارا

سی لیتی ہی جان مہربانی | ہی لاکھہ ستم کرم تمہارا

ای زلفو پہلوان کیا ہین | چت کر دی پیچ و خم تمہارا

دیکھین کب ظلم سی کرو قتل | دیکھین کب ہو کرم تمہارا

دم مین مرکر وہین پہو نچتی | ہوتا جو دہن عدم تمہارا

تولا جب عشق و حسن ٹھہرا | میرا تو زیادہ کم تمہارا

لکہا جو قبول وصف گیسو
گیا کیا ہٹکا قلم تمہارا

حال عاشق پوچھتی کیا ہو کہ کیونکر مٹ گیا | ہمدمو میری مٹانی پر ستمگر مٹ گیا

دو پہر کو جب وہ موزون قد گیا گلزار مین | اپنی سائی کی طرح سرو صنوبر مٹ گیا

بیوفائی کرکی حال دل نہ پوچھہ ای بیوفا | تجہسی خالی ہو گیا ہی جیسی یہہ گھر مٹ گیا

اوسکی الفت سی لہو میرا دل سنگین ہوا | نقش کیسا نقش کی ہاتہ سی پتھر مٹ گیا

آنسوونکا پانی ماتہی سی ہوا ایسا بلند | حرف قسمت کونسا ای دیدۂ تر مٹ گیا

انقلاب گرم و سرد دہر سی تم خوش جو ہو | آگ مین مچھلی تو پانی مین سمندر مٹ گیا

قطعہ

عاشقون کی چہری گھٹنی کی گھڑی گرم ہی
ہر گھڑی اک مجمعِ عشاق مضطر مٹگیا

مین جو پہونچا دو گھڑی بعد اور جتایا اپنا نام
دی صدا دیوانِ مقتل نی وہ دفتر مٹگیا

خاکساری اصل انسان ہی نکر یا تو غرور
آدمیت مٹگئی جسدم یہہ جوہر مٹگیا

روبرو جسدم ہوا عشقِ دلِ شفاف سے
جوہرِ آئینہ صافِ سکندر مٹگیا

عشق نی مارا جوانی مین تو سب کہتے ہتی ہاے
تو ابہی مٹنی کی لایق یہہ تہا پر مٹگیا

کہل گیا اوسکی لیئی جنت کا در فوراً قبول
نام پر حیدر کے جو دنیا مین آکر مٹ گیا

مین ہا ہنجو جو اوس محبوب کا جویا رہا
جبتک اوس گل کو ڈہونڈہا آپ مین کہویا رہا

آمدِ جانان نی شادی مرگ سب کو کر دیا
پہر گیا وہ بیوفا سویا تو مین سویا رہا

جب تلک انکہین رہین دیکہا کیا چہرہ ترا
وصف چہرہ کا کیا جبتک دہن گویا رہا

دل مرا گو نارِ الفت نی جلایا رات دن
نخلِ قد ای سرو قد دل مین مگر بویا رہا

بی ہواسی محبت کی بہرا یا چار سو
دل مین اوسکو پایا جسکا عمر بہر جویا رہا

عشقِ صادق اوس صنم سی کام آیا بعد مرگ
یون وہ اب روتی ہین جہپر عشق انہین گویا رہا

حُسن مین بی مثل ہو ناز و ادا مین لاجواب | پھر گیا عاشق کا دل ای دلربا و یار ہا
دانۂ خالِ صنم کا پہل نہ اشکو سینے ملا | تخمِ الفت مزرعِ دل مین مری بویا رہا

اُکری وہ تیغِ نگہ سی قتل کر کی ای قبول
خون مین نہلا کی دیدہ دُہوی کا دُہویا رہا

ہر اشک گرم ہجر مین تیزاب ہو گیا | ہم حسن کُنج مین پہ سوئی وہ تالاب ہو گیا
جب نور لیکی مصر سی نکلا شبِ وصال | مہتاب آفتاب جہانتاب ہو گیا
تیغون کی پہل سی اوسنی گلستان کر دیا | ہر ایک بند جسم مرا باب ہو گیا
موتی کی قدر آب سی ہی کی نہ اوسنی قدر | دُر گو کہ اشک کا ہمہ تن آب ہو گیا
دریا ہی اشک بہتی ہی آیا مگر جو یار | آنسو ہر ایک بہی دُرِ نایاب ہو گیا
جز گریہ ہجر مین نہ پلک سی پلک لگے | غش ہم گیا جہی تو وہی خواب ہو گیا
جب گردش اوکی آنکہہ کی آنکہون مین پہر گئی | ہر قطرہ اشک کا وہین گرداب ہو گیا
سینی مین دل کہان جو بہر آ گئی عشق گرم | عشق آگ بن گیا تو یہہ سیماب ہو گیا
صحرا مین سیل اشک چڑہا جلد اسقدر | اُٹھا تہا گرد باد وہ گرداب ہو گیا

جب پھر نوش ناز سی لایا وہ لب تلک | انگور سبز عکس سی عناب ہوگیا

آرام جان نہین ہی جو بستر پہ ای قبول
خواب وصال اپنی لیی خواب ہوگیا

رغبت فقر بھلا طالب زر کیا ہوگا | لطف جسکو ہی ادھر کا وہ ادھر کیا ہوگا

دل کو یاد در دندان مین اثر کیا ہوگا | آب گوہر سی دہن سیپ کا تر کیا ہوگا

نہ سندا ردنی شفا دی نہ تری عاشق کو | زہر بہی مرنی کو کہا تون تو اثر کیا ہوگا

تون کہتا ہی شب وصل مین نکلا ہی چاند | ہوگا مہر سحر ہجر قسم کیا ہوگا

سوتی سی اپنی غفلت ہی سب ابناؤن کو | ہمسفر ہی مین ہین اب اور سفر کیا ہوگا

اہی جنت بہشت سی پھر کر نہین آتا مجکو | آہ سی آگ لگا جاؤن یہہ گہر کیا ہوگا

قطعہ

اوس شہ حسن سی کہتا ہون جو مین سودائی | خانۂ دل مین کروگی جو گذر کیا ہوگا

ہنسکی کہتا ہی کہ ظاہر ہی کہی دیتا ہی | جسمین تو مجکو بلاتا ہی وہ گہر کیا ہوگا

رخ شفاف سے تیری جو ملاتی کو ہی منہہ | جرم روی قمر ای شاہ قمر کیا ہوگا

ہنر بخت رسا بی ہنرون کو جو وہ دے | اوس جگہ منتسی پہرای اہل ہنر کیا ہوگا

کرہ نار کو کردیگا جلا کر یہہ خاک
دلِ سوزان سی جو اوٹہا ہی شرر کیا ہوگا

دلِ قانع سی ہی ای منعمِ دنیا بہاگ
یون تو سب کچہہ مجہی درکار ہی پر کیا ہوگا

نہ ہوئی ہجر مین آہونکی اثر سی وصلت
ساختہ آہ کا وصلت مین اثر کیا ہوگا

دل جگر چہید یو اک مرتبہ دونون ای ترک
ورنہ کس کام کا یہہ تیر دوسر کیا ہوگا

عرش ہل جائیگا سو بار مری آہون سی
پہ دلِ سخت کو اوس بت کی اثر کیا ہوگا

نہ ملا وہ تو مجہی عشق سے سر کردیگا
فکر کونین سی چہوٹونگا ضرر کیا ہوگا

لیکی گل ہاتہہ مین کہتا ہی وہ نازک سفاک
پہول سی بڑہ کی بہلا بارِ سپر کیا ہوگا

بال سی گو شعرا دیتی ہین تشبیہ تجہی
تجہسا باریک وہ ای شمع ہی کمر کیا ہوگا

عرقِ شرم مین ہی غرق یہہ شبنم کب ہی
روبرو تیری چمن مین گلِ تر کیا ہوگا

سب جہکا لینگی جو سر ذبح کریگا وہ ترک
جس سی ڈرتا ہی زمانہ اوسی ڈر کیا ہوگا

ابتدای شبِ فرقت مین کہین دم نکلی
دم نکلتا ہی کہ تا وقتِ سحر کیا ہوگا

صرف کیون ہند مین تم کرتی ہو اوقات قبول
تربیت کا دلِ جاہل کو اثر کیا ہوگا

اونکی آنی ہی لحد پر اسقدر تن بڑہ گیا
دونون جانب سی مراد وہاتہہ دفن بڑہ گیا

جب ملا دانتون مین مسی یہہ صفا حاصل ہوی
موتیونکی خاک سی ای جان منجن بڑہ گیا

جان دی کس کسکو یہہ وحشی تری خیرات مین
میری آگی کوہ کا صحرا کا دامن بڑہ گیا

جب گہٹا دریای اشک آنی لگا آنکہونسی خون
خون دل بہی گہٹ گیا جب جدسی شیون بڑہ گیا

جو لگا تیر نگہ بہر نظارہ جا ہوی
دین و دل کی لئی ایک اور روزن بڑہ گیا

موسم روغن جب ملا ای غنچہ لب شیرین دہن
شہد سی مسی اور گل خوشبو سی روغن بڑہ گیا

حسن تہا نیم جان مین چال سی پہونچا عدم
وو قدم ناز و ادا کا اور توسن بڑہ گیا

چاک جامہ سی بہی وحشت مین نہ مین عریان ہوا
ہاتہہ دو ہاتہہ اور بہی آگی سی دامن بڑہ گیا

سامنا ہوتی ہی نکلی جسم سی جان **قبول**
بس چراغ زیست ای گیسو کی ناگن بڑہ گیا

ہین رقیبون مین ملک مدام ہو نہ سکا
تری گلی مین ہمارا قیام ہو نہ سکا

بدی کا سخت ادہر سی کلام ہو نہ سکا
حرام غصہ ہی کہانا حرام ہو نہ سکا

روان جنازی کی ساتہہ ایک گام ہو نہ سکا
تمام کام کیا پر یہہ کام ہو نہ سکا

غلام حضرتِ یوسف کے ہین تمام حسین — مری حسین کا وہ خود غلام ہو نہ سکا

مین لکھتا جاؤن سرِ اجل لیکے چل قاصد — پہونچکے کہینچو یہہ خط تمام ہو نہ سکا

نہ عشق زلف کا چہوٹا نہ موت آئی ہمین — کسیطرح یہہ تسلسل تمام ہو نہ سکا

وہ بادہ کش ہون کہ ابتک اکہہ لال ہوے — خمین تہی ہوئین لبریز جام ہو نہ سکا

فراری معہ رخ پہ خط سبز سی ہوی زلف — یہہ ہندو وہ ہی کہ سر سبز شام ہو نہ سکا

جہکا جو دیکہتی ہی خاک پر گرا یا سر — پہر اسپہ یہہ کہتا ہی قاتل سلام ہو نہ سکا

نشان مٹ گئی خود مٹگئی یہہ کوشش کے — نمود اوسنی نہ چاہی تو نام ہو نہ سکا

طمع نی مال کی سنگہوای بوبی لف بتان — درم کی دام سی افزون یہہ دام ہو نہ سکا

نہ داغ ہجر بہرا مرہم وصال سی ہے — خود اوسنی چاہا مگر التیام ہو نہ سکا

اگر کی ہونی نہ ہوئی مین تہی بڑی صحبت — سخن دہن مین جب آیا کلام ہو نہ سکا

برا ہو لغزشِ پا کا پیا جو آبِ حرام — روانہ مین سوئے بیت الحرام ہو نہ سکا

بہار توبہ می تہی خزان مین ای زاہد — بہار باغ مین بادہ حرام ہو نہ سکا

نہ دو قدم چلی حیرت سی کبک اور طاؤس — تمہاری سامنی اونسی خرام ہو نہ سکا

ہمیشہ بندگی عشق مین رہی خوارسے
سلام کرنیکو بہی پر سلام ہو نہ سکا

بنا ہی عرش خدا دل ہوا بلند ایسا
ہماری بُت کا پر افسوس بام ہو نہ سکا

فراقِ روح سی جسم اسقدر خفیف ہوا
سوا زمین کی کہیں مقام ہو نہ سکا

بقول حق تو یہہ ہی جز علیؑ ولی خدا
نبیؐ کا کوئی بھی قائم مقام ہو نہ سکا

مین علم کو خارِ مژگان سی روانا ہو چکا
زخمِ تیغِ تیزِ ابرو اب اوٹہانا ہو چکا

رونقِ بستر کرو وصلت کی رات اب ہی تمام
دانتون مین مسّی لگی زلفون مین شانا ہو چکا

دیکھیں قاصد کیا لائی پیغامِ زبانی کا جواب
خط چلا ہی آج پہلی دل روانا ہو چکا

کہتی ہین جہوٹا ہی تیرا عشق رونا کر ہی
آنسو پونچہ اپنی بس الفت کا بہانا ہو چکا

وصل اب برسون نہین جز ہجر ای شکِ قمر
جسکی گردش تہی موافق وہ زمانا ہو چکا

مسکرا دیتی ہی چٹکی سی ہمارا دل ہو گیا خون
ہنسکی اب مجکو ہنسانا ہی وہ رولانا ہو چکا

جسقدر کہنا تہا کہا اسم اشتہا کی دل بڑہی
مین ہی ہیو کی کا ہو کا ہون یہ کہانا ہو چکا

جبسی خال و آب و تابِ رخ کا مجکو عشق ہی
سیری حبشی کا جہان مین آب دانا ہو چکا

جان میری لی چکی جب امتحانِ عشق مین — اب محبت عاشقون کی آزمانا ہوچکا

بوسۂ چشم و لبِ میگون دیا ہی یار نی — ہوش مین اب روزِ محشر تک ہی آنا ہوچکا

مٹگیا عالم جھپکی آنکھ نیند ایسی اُڑے — ہوچکا یہہ خواب آخر یہہ فسانا ہوچکا

حُسن و زر افزون سی قیمت اُنکی بڑھتی ہی روز — عشق زورون پہ چڑھا ہی بن بلانا ہوچکا

عاشقِ صادق نہین ملتا کہ اب کوئی ہٹی — مٹ چکی جب ہم تمہارا ہی مٹانا ہوچکا

اس زمین مین سست ہین چلتی نہین طبعِ قبول
خیر ہی بس اب طبیعت آزمانا ہوچکا ❊

لیا جو وصفِ اوس لبِ پسندِ جانکا — مزا ملا قوتِ بیانکا

جو وصفِ دندانِ خوش فشانکا — لیا تو جوہر کھلا زبانکا

ہوا ہون کُشتہ غمِ نہان کا — مقام ہرگز نہین بیان کا

پتا یہہ ہی یار کی مکان کا — کہ دل مین مسکن ہی جانِ جانکا

نہین جو وہ بحرِ حسن بر مین — تو ایک دریا ہی چشمِ تر مین

تڑپ رہا ہون اکیلی گھر مین — ہی مشغلہ نالہ و فغان کا

بتو یہہ کبتک زبان درازی خدا کی شان اور بی نیازی
کروں کہانتک زمانہ سازی گھمنڈ ہی یہہ تمہیں کہانکا

بہت نہ تڑپا بہت نہ بلکا علاج کر قلب مضمحل کا
تڑپایا اس غم نی زخم دل کا نہ کہا مرہم تو نی ٹانکا

وہ مہر طلعت جو شبکو آیا سحر کو بہی اپنی ساتہہ لایا
نقاب اولٹ کر جو منہہ دکہایا بدل گیا رنگ آسمانکا

جو چاہی اوس شعلی کو سمندر تو ہٹکی پانی مین اوسکو جلکر
ہو پرتو افگن وہ ماہ انور جو بہی کپڑا کوئی کتانکا

حسین وہ جنگجو ہی بیحد ہلال ابرو قمر ہراک حد
خوشا اوسکی خو بیش مزاج خوشتعد جوان رعنا وجیہ بانکا

جو پاس وہ رشک حور ہوگا تو ہمسکو ناحق سرور ہوگا
جدا ہی فورا اصغر و رہو گا بہم ہو گر ربط جسم و جانکا

ہوا ہوں جب سی مریض الفت دہن کی جاتی رہی حلاوت

کمال کڑوا ہی زہر فرقت   مزا بدلتا نہین زبان کا

جنون کی اب ہی امنگ جہکو   لگائی ہین لٹکی سنگ جہکو

نہ عار ہی کچہہ نہ ننگ جہکو   تماشا ہون کودک وجوان کا

ہون مست انکہون کا بادہ کیا ہی   شراب اس سی زیادہ کیا ہی

یہہ می نذی اب ارادہ کیا ہی   نہین جہی ہوش جسم و جان کا

نہ خار چہتی ہین اب جگر مین   نہ جوش ہی دل کو اپنی بر مین

بہار سی ہی مری نظر مین   زیادہ احسان ہی خزان کا

بلایا ہی تو خوشی سے سودو   جو میری دل کا ہی مدعا دو

رقیب کو بیچ سے اوٹہا دو   حجاب اوٹہہ جای درمیان کا

کیا پریشان بی کلی سی   دکہایا دل کو بتری بہلی سی

نکل گیا دل تری گلی سے   سی طرح تونی اسکو ہانکا

فریب ہین مکر و زور ہین یہہ   نہین نہین پاس و پیش یہہ

جو شکل دیکہو تو نور ہین یہہ   مزاج ہی آتشین بتان کا

کبھی مخاطب ادہر بہی ہو گی ہمارا دل لیسکی بوسہ دو گی

یہہ ہدیہ تم لو گی یا نہ لو گی ضعیف و بیمار و ناتوان کا

مقابل ای ترک اگر ہو رستم تو خوف مژگانسی لرزی ہیہم

گمان منہہ پر چلا ای اوسدم یہہ تیر رخ پہیر دی کمان کا

رہی مریض اور دوا نہ پائی مروت اینین ذرا نہ پایئے

گلون مین بوی وفا نہ پایئے زبان ہو صفت اپنی جانکا

جہان مین جوش و خروش کیا ہی وہان جو سب ہین خموش کیا ہی

یہانکی اس غل کا ہوش کیا ہی کہ حال ہمپر کہلی وہان کا

کمال گلرو یونسی جلا ہون مرض مین آہونکی مبتلا ہون

کلیجی پر داغ لیچلا ہون برنگ گل ظلم گلرخان کا

الگ جگہہ دی ہی مجہکو سب سے ڈرا ای بت اللہ کی غضب سے

یہہ ظلم مین دیکہتا ہون کب سے کہ ایک آبیٹہا ایک جانکا

مری بہی سن کر ذرا تامل مرا ہی محبوب ایک ہے گل

توڑو کی نالونکو اپنی بلبل جو شوق ہی گل کی داستان کا

فلک ہی ایسا چہرہ ہیرا ستارہ ہی خال روی زیبا

جو خال تک اپنا ہاتہہ پہنچا تو توڑا تارا اس آسمان کا

کہانتک اب زخم دل ہو گہرا نہ آب کر قہر کر کی ہرا

ہمارا دنیا سی کوچ ٹھہرا ہو خاتمہ ابتو امتحان کا

فلک تلک حسن کا ہی شہرا کہ آب ترا مشتری ہی نہرا

رخ و جبین مین ہی نور زہرا قمر کا خورشید آسمان کا

بہت جو فرقت کا درد ہو گا تڑپ کی عاشق بہت ہو گا

تمہارا چہرہ بہی زرد ہو گا کہ روکی غم اپنی جان فشان کا

تمہیں حسینون مین صدر دیکھا نجوم دیکھا بدر دیکھا

یہہ حسن مین آہ غدر دیکھا کہ دل کا دشمن عدو ہی جان کا

وہ منع بچہ رسنک حور ہوتا تو شیشہ دل نچور ہوتا

ہمیں تو وہ ہرا سرور ہوتا وہ بہ ہین لب پر لب اوس جوانکا

لیا کنارہ منہہ اوس سی موڑا   لباس پہاڑا وہ عہد توڑا

جہاز دل اب خدا پہ چھوڑا   نہ ناخدا کا نہ بادبانکا

تغیر ردیف چاہیی اب   کہ گوش دل سی سنین غزل سب

قبول رتبہ ترا یہہ ہی کب   کہ قصد ہو تیری امتحانکا

ہوا ہی عشق ایسی مہ جبین کا   پتا نہین جس بت حسین کا

یہہ حال وحشت ہی مجہہ حزین کا   نہ آسمان کا نہ اب زمین کا

ہر ایک دم حسن ہی دوبالا   اندہیری گہر کا ہی تو اوجالا

تو مہر ہی مہر تیرا ہالا   قمر ہی پرتو تری جبین کا

یہہ غیظ اسی نازنین کیون ہیی   چڑہی اک آستین کیون ہیی

یہہ بل جو ہی اسی حسین کیون ہیی   کہلا نہ عقدہ تری جبین کا

تری جدائی مین زرد ہی گل   ترِی لیی نالہ کش ہی بلبل

سیاہ ہو کیون نہ روز سنبل   خیال ہی زلف عنبرین کا

جو بوسہ لب دیا ہی مجہکو   تو اب نہ سترا کی گالیان دو

حلاوت بوسہ کہو رہی ہو   مزا بدلتی ہو انگبین کا
ملال جو دمبدم ہی افزون   تو رنج جانان سی ہی جگر خون
خوشی سی ہر لحظہ سہ رہا ہون   عتاب محبوب خشمگین کا
پری کہی کون مہ جبین کو   فلک سی نسبت کہان زمین کو
ملاؤن کیا جسم نازنین کو   کبود ہی رنگ یاسمین کا
تری گلی مین ہین عمر بہر سی   دکہا دی منہہ اب کہ خوب تر سی
ذرا نکل آ تو اپنی گہر سے   نکل رہا ہی دم اک حزین کا
جو سر و پہنا کی مشجر   ہمیشہ ملبوس تہی معطر
سو حیف ایک ایک ماہ پیکر   ہوا ہی پیوند اس زمین کا
دماغ مین آئی بو ہی جانان   نظر وہ آتا ہی روی جانان
ملی ہین آج کو ہی جانان   کما جو پایا تہا اس زمین کا
ہر ایک لب شہد سی ہی خوشتر   گہرا ہی غیرون مین پرہ دلبر
نہ بیش اغیار سی حذر کر   مزا جو چکہنا ہی انگبین کا

یہہ حال دانتون کا ہی چمک مین ضیا نہین موتیون تلک مین

یہہ مہر آئینہ فلک مین ہی عکس رخسار آتشین کا

ترا ہون عاشق تجہی سی الفت تری گلی رشک باغ جنت

سوا تری در کی بی مروت مجہی تصور نہین کہین کا

جو تیری گیسو مین خال دیکہا وہ حسن مین بی مثال دیکہا

بہت بغور و خیال دیکہا یہہ مہرہ ہی مار عنبرین کا

رہی تری نور رخ پہ مائل سیاہ زلفون مین یا ہینی دل

جو حکم دی وہ کری یہہ جاہل کہ عشق یکسان ہی کفر و دین کا

وہ حسن ہی یار تند خو کا کہ خون ہوتا ہی ایک دو کا

ہمیشہ چہری پر اوسکے ہو کا ملک کو ہوتا ہی غش زمین کا

جو اوس سی تشبیہہ دون قمر کو تو دہبا لگجائی سیمبر کو

کیی ہی خجلت سی سینہ اودہر کو ستارہ چرخ چہارمین کا

روانی طبع کو نہ بہولو اسی غزل مین بس اب نہ جہولو

جو دوسری ہی غزل مین پہولو تو باغبان سمجھون اس زمین کا

مطلع اول

سہیل کو عشق ہی جبین کا قمر لو رخسار نازنین کا

ہرن فدا چشم سرمگین کا بدن پہ دل غش ہی یاسمین کا

مطلع ثانی

ادب کرامی بت دل حزین کا مکان ہی ٹیڑہی کمین کا

جہکا دی سر ہی شرف جبین کا یہہ قصر ہی کعبہ آفرین کا

جما ہون آنکہین ملا کے جانا گرو ہی تیر نگہ روانا

ہوا ہون صد شکر مین نشانا تمہاری چشم نشانہ بین کا

زبان پہ ہی کلام اوسکا عقیق دل پہ ہی نام اسکا

نظارہ لب ہی مدام اوسکا وہ نام سینے کی ہے نگین کا

دہن کہان ای فرشتہ خو ہی ہمین بٹہی اسمین گفتگو کی

فقط تصور ہی روبرو ہے خیال تک بہی نہین یقین کا

لہو لبون کی لیے رلا یا اُمنڈ گیسو نے گہہ پہنسایا

ذقن مین غبطہ کبہی کہلایا برا ہوا اس چشم حسن بین کا

نہ تاب زنہار لای جل کر وہ اولٹا پہر جای اپنی جا پر
اگر کری آفتاب محشر مقابلہ داغ آتشین کا

لباس سی ہو گئی ہی نفرت جنون سی اور مجہسی ہی محبت
بنا ہون گا اسکو تا قیامت یہہ یا تہہ ہی دامن آستین کا

شراب جانی مین ہم جو پہونچی چڑہای شیشون پہ اور شیشی
ہوا ہی لب خشک دیکہنی سی ہر ایک فنجان و ساتگین کا

عزیز ہین سبکو غیر دشمن ہماری جانب سے دل ہی آہن
پڑی گا جلکر تمہاری دامن سی جہاڑنا ہمکو آستین کا

ہوا وہ شوخ اب سوار توسن زیادہ ہی حسن اور جوبن
ہوا ہین شعلہ ہولے سے روشن چراغ صرصر کی ہی زین کا

یہہ حسن بخشا ہی آب گل کو ضیا یہہ دی شمع مشتعل کو
تری ہی صورت کا عشق دل کو کہ عشق صورت آفرین کا

ہی آگی آنکہونکی کور نرگس زر گل وسنکی رنگ سی مِس

چمن مین مع کیون نہ سرو جس خرام دیکہا ہی اوس حسین کا

جلانا ای برق عشق مجکو رولانا ای برق عشق مجکو

دکہانا ای برق عشق مجکو فراق اوس برق خشمگین کا

ہماری سینی مین گہر نہین ہی کہان ہین وہ نون خبر نہین ہی

دل اب نہین ہی جگہ نہین ہی مکان ہی خالی ہر اک مکین کا

کلام سے بلبلین ہین مائل لبون سی گل تازگی کی سائل

نگاہ سی نرگس مع ہی گہائل چمن ہی کشتہ مری حسین کا

جو عشق سینی سی کم نہ ہوتا تو میری سینی مین دم نہ ہوتا

جو دم نہ ہوتا تو غم نہ ہوتا فراق محبوب مہ جبین کا

ملک ہی کب اس چمک دمک کا کہان ہی خورشید اشک کا

وہ تارا ہی کون سی فلک کا وہ ہیرا ہی کون سے زمین کا

مجہی نقش اس اثر کا لکہہ دی کہ شکل بخت سیاہ دی

قبول لفظون تلک جو پہنچی غلام بن جائی شانہ بین کا

ردیف الباء

نکلا نہ چرخ پر بھی مری یار کا جواب
ٹھہرا نہ آفتاب بھی رخسار کا جواب

وہ ہی درازی اور وہی اسمین تیرگی
ہی زلفِ یار میری شبِ تار کا جواب

ملا حکیم سب تو جواب آکی دے گئے
اب موت دیتی ہی ترے بیمار کا جواب

ای برہمن مجھی بہی ہی وِرد اوسکی نام کا
تسبیح میری ہی ترے زنّار کا جواب

دن رات اپنی انکھہ جھپکتی نہین کبھی
ہین مہر و ماہ دیدۂ بیدار کا جواب

چلتی تجھی جو دیکھا تو پامال ہو گئے
کیا منہہ جو کبک دین تری رفتار کا جواب

نالون سی اوسکی غنچۂ روش تنگ ہی کمال
وہ گل نہ دیگا بلبلِ گلزار کا جواب

اوس پر کہنچی سی ہی تا ہی اور دیکھکر اسے
کس طرح دار ہو قدِ دلدار کا جواب

ساری ختن کو چہانا نہ ہرگز ملا کہین
خوشبو مین زلف یار کی اک تار کا جواب

لاغر کمال سنتی ہین تیرے کمر کو ہم
دکھلا ہمین ہماری تنِ زار کا جواب

ہم جستجو کیمین اُنکی پریشان ہین اور نہی
زنجیر دیگی کاکلِ خمدار کا جواب

مانگا جو ایک بوسہ تو دین لاکھہ گالیان
ہیر اسوال دیکہیی اور یار کا جواب

مژگان کو اوسکی مثل نہ ابرو کا ہی قبول
برچھی کا ہی جواب نہ تلوار کا جواب

ہماری دور مین ساقی ہی آبروی شراب
مدام ہاتھہ مین لبریز ہی سبوی شراب

نگاہ ہی رخ ساقی پر اپنی آٹھہ پہر
سبوی دل مین ہمیشہ ہی آرزوی شراب

اندھیری رات ہے پھرتا ہون میکدون مین مین
چراغ ہاتھہ مین ہی اور جستجوی شراب

وہ ناتوان ہون کہ تا حشر پھر نہ ہوش آئی
اگر دماغ مین آجای میری بوی شراب

گناہگار نہ ہونا یہہ دختر رز سی
نہ کیجیو کہین واعظ نگاہ سوی شراب

جب ابر آتا ہی کرتا ہون یہہ دعا مین رند
لگاؤن غوطہ بھی میری اگی جوی شراب

ہوا جو چاک دل اجرم میکشی پر دل
عوض لہو کی نکل آئی آرزوی شراب

اسی ہی محفل عالم مین سرخ رو مین ہون
ہی ایسی میری آنکھون مین آبروی شراب

شراب کیا پیون نازک دماغ ایسا ہون
کہ میری مغز ہین اڑاتی ہی گفتگوی شراب

نگاہ ناز سی مین ساقیا ہوا بیہوش
ہر ایک آنکھہ یہہ تیری ہی یا سبوی شراب

وہ گل نہین تو نہین کچھہ بھی اسمین کیفیت
نہ دیکھون اوسکو تو مین خاک دیکھون روی شراب

رقیب نے تجھی بہکا کی می پلائی ہے
دہن سی صاف تری آرہی ہی بوی شراب

لیے اشتیاق تہا جبتک کہ جام لب تک آی
زبان بڑہ گئی مانند موج سوی شراب

عجب معمہ ہی اوس کا جو ہی دست میری ساقی کا
عدو ہوں اوسکا جہان میں جو ہی عدوی شراب

یہہ آرزو ہی کہ محشر مین پیاس ہو جو مجھے
قبول ساقی کوثر سی لون سبوی شراب

خوش ہوں جو غم سی مین تو نہ ہرگز ہو غم نصیب
بچا ہوں جو داغ چرخ سی تو ہون درم نصیب

فربہ کیا یہہ غمِ وصلت نی اب مجھی
مستسقیون کی طرح ہوا ہی ورم نصیب

دم بھر گل اسکی ساتھ کیا ہمنی دستی خواب
جاگی تمام عمر مین بس ایکدم نصیب

دکھلا کی می پلا کی نہ سیر آسمان کی
ساقی مجھی کبھی نہو اجامِ جم نصیب

لکھکر جو دیکھون بیت اوس ابرو کی وصف مین
ہو جای تو زیارتِ بیت الحرم نصیب

تو ہمپہ ظلم کرتا ہی گل کا ہی اوسپہ جور
جانان ہم اور بلبلِ شیدا ہین ہم نصیب

بل کر ناز لفِ یار سی زیبا نہین اوسی
سنبل کو کب ہوا یہہ بلا پیچ و خم نصیب

گر دہ تمہاری زلف کا بہزاد سی کھنچی
ہو کاکلِ پری کا اگر موقلم نصیب

بوسہ کبھی ملیگا نہ ہوگی مجھی شفا
ہوگا دہن کی عشق مین ملکِ عدم نصیب

ہین خاک تیری راہ مین یون ہی سمیتن
ہو پا تری قدم کو ہوا ہی یہ دم نصیب

مانگون دعا کی وصل تو ہو ہجر حشر تک
چاہون اگر سرور تو ہو دل کو غم نصیب

ہنسکر وہ دیکھہ لیتا ہی مجھکو کبھی کبھی
ہین بی نصیب تو نہین لیکن ہین کم نصیب

تدبیر سی نہ رزق سوا ہوگا ای قبول
تقدیر سی کبھی نہین ہوتی کا کم نصیب

قابل تو گالیونکی ہون ہین جانستان خراب
کیون آپ کرتی ہین مگر اپنی زبان خراب

تاریک ہے وہ جا نہ جہان نور عشق ہو
واعظ نی ڈال رکہا ہی دل سالکان خراب

صحرا مین کانٹی لگتی ہین بستی مین سنگِ طفل
برباد ہی وہان ترا وحشی یہان خراب

دو ٹکڑی کی اک اشارۂ ابرو مین کر مجھے
پہرتا ہی دربدر یہہ ترا ناتوان خراب

توبہ جو ہم نی کی تو اُڑی میکدی مین خاک
آوارہ مغبچی ہوی پیرِ مغان خراب

دل مین ہو تو نگاہ دہیان ہے لب خدا کا نام
نیت تری بری ہی مؤذن اذان خراب

گر چہوڑتی ہو قید سی تو قتل ہی کرو
خو بیٹھی رہینگی ہی پہرینگا کہان خراب

ای کاش جذب شعلہ گلشن ہی کھینچ لی
ہون پھر گئی ہین صورت برگ خزان خراب

ہین رحم دل بہار مین پیدا ہوا یہ غم
کیا جانی کسطرف گئی ہو کر خزان خراب

اب گھر قفس ہی بلبل برگشتہ بخت کا
بلبل کی دل کی طرح سی ہی آشیان خراب

آغوش و دیدہ وصل کی امید مین ہوی
لڑکی نڈھال پیر تباہ اور جوان خراب

خود سوی مجکو پہرنی دی کاش اوسکی گھر کی گرد
کیون نالونکی طرح ہوی پاسبان خراب

اشعار تیری دیکھہ لیی ہمنی ای قبول
بندش بری ہی فکر ہی ناقص زبان خراب

ردیف بای فارسی

مین زلف کا قیدی ہون عبث کیون ہین خفا آپ
دیوانی کو زنجیر ہی دیوینگی سزا آپ

اک جنبش ابرو سی ہمین کیجی ادا آپ
عاشق کو دکھا دیجیی آج اپنی ادا آپ

در پر جو چھپی آنی کی لیی منع کیا آپ
پھر الٹی نہ آنی کا دہ کرتی ہین گلا آپ

مین وصل ہی مین کہانا نہ کہانیکی کرون مشق
آخر تو چھٹی گی تری فرقت مین غذا آپ

بیمار عبث جاتا ہی لی جان ہمون جاتا آپ
نادان ہین مُردی کو پلاتی ہین دوا آپ

فرقت مین تری روتا ہون مرتا نہین افسوس
نالون سی مری بھاگ گئی پھرتی ہی قضا آپ

آہون سی جلا جاتا ہون ای اشک خبر لی
فریاد ہی مین آگ مین اپنی ہی جلا آپ

پروانہ بجھانیکی عبث کرتا ہی تدبیر
شمع سحری ہوگی کوئی دم مین فنا آپ

غواص سخن دریای فنا کا ہیون مین
لب تک مری آپہونچی اگر آب بقا آپ

آرایش حسن ای مہ تابان جو ہو منظور
افشان تری ماتہی پہ چنی آکی سہا آپ

سرخی ہی تری ہاتہہ مین ای جان خداداد
چھوٹی ہی تری سرخ ہوی برگ حنا آپ

غازی سی تری چہرۂ پر نور کو کیا کام
خورشید کی مانند یہہ رہتا ہی صفا آپ

کیا غم ہی جو بی آب ہی کان کی موتی
ہنسکر دُرِ دندان سی وہ دینگی جلا آپ

ای گل تجھی کس طرح سی ہم بھیجین خط شوق
مضطر نظر آتی تری فرقت مین صبا آپ

سرخی بدن صاف کی کیا صاف عیان ہی
اسد جبہ تو پہنا مگر ہین تنگ قبا آپ

ظاہر مین عداوت ہی تو باطن مین محبت
الدم مری دل سی نہین ہوتی ہین جدا آپ

تلوار فقط کھینچ تو ہو جای مرا کام
آپہنچتا ہی تری تیغ کی جانب کو گلا آپ

دکھلا مین کشش ضعف مین بھی ہم تو وہ آجای
یہہ کاہ وہ ہی جس سی کھنچی کاہ ربا آپ

جانیکی ہمین کوچۂ جانان مین قبول آب
کیا ہمسی خفا ہی وہ ہم اوس سی ہین خفا آب

ردیف التا

قابضِ ارواح خود ہی پاسبانِ کوی دوست
کیون نہ مہمانِ قضا ہون میہمانِ کوی دوست

سبز ہی اشکون سی میری بوستانِ کوی دوست
بلبلِ شیدا بنا ہی باغبانِ کوی دوست

آج کل ہوا اُٹھا ہی بوستانِ کوی دوست
مثلِ بلبل نالہ کش ہین عاشقانِ کوی دوست

کوچۂ دل اسقدر ہی صاف بغض و رشک سی
کو ہی دشمن پر ہوا مجکو گمانِ کوی دوست

پرتوِ رخسارِ تابان ہی بس کو سون تلک
شمع روشن ہی ہر اک سنگِ نشانِ کوی دوست

مرگیا مین پر نہین جاتی مری سرگشتگی
خاک بہی میری بنی ریگِ روانِ کوی دوست

مین دیا کرتا ہون یہہ بزدل رقیبون کو فریب
آدمی کو پہاڑ کہاتی ہین سگانِ کوی دوست

جنبشِ صرصر سی اُٹھہ کر بیٹھہ جاتی ہین وہین
گرد کی صورت سی ہم ناتوانِ کوی دوست

کوچۂ عشقِ حقیقی کو مجازی سی لیا
سنگِ بتخانہ ہو سنگِ نشانِ کوی دوست

رشک سی خالی ہون آنکہون مین جگہہ کیونکر نہ دون
مردمک سی ہین زیادہ مردمانِ کوی دوست

خواب مین سب کی ہی مین جنت الماوی کی سیر
حشر کی دن بہی نہ چونکی خستگان کو ہی دوست

اوسکی گہر کا راستہ کبہی بہو بہچک لی گیا
سنگ اسود بن گیا سنگ نشان کو ہی دوست

ہاتہہ جاتی ہین شل اور پاؤن اٹہہ سکتی نہین
یاد مجہہ بیدست و پا کو ہین نشان کو ہی دوست

وہ غلط تم دیکہہ لینا حشر کی میدان مین
رہنمائی خضر ہوگی سالکان کو ہی دوست

کیا زمین دلکش ہی اسکو بیٹہہ بہی سکتی ہین (سکتی نہین)
جم گئی ہین نقش پائی رہروان کو ہی دوست

سُرخ خلعت پہنی کس آرام سی کہتی ہین خواب
طعنہ زن زندونپہ ہین سب خستگان کو ہی دوست

مجکو اٹہوایا ہی جس صبح اوہی کروں سجدہ
جا کی پریونکو سنادون داستان کو ہی دوست

غیر کی اوپر تعلّی دیکہہ سکتی ہی تحسین
عاشقونکا دود دل ہی آسمان کو ہی دوست

سونکہہ کر کہایا نہ ہرگز واہ ری کبر و غرور
ہین ہما کی ہڈیان پیش سگان کو ہی دوست

سُرمہ بیخوابی کا دیتا ہی سحر تک دود آہ
نیند اوڑا دیتی ہی ای دل داستان کو ہی دوست

اوس گلی کی خاکسارونکا رتبہ ہی بلند
عرش سی بہی ہین اودہر افتادگان کو ہی دوست

تنگ ہو کر کوئی جانسی نکلتا ہی قبول
خاک اوڑاتی ہی صبا جاتی ہی جان کو ہی دوست

جب آئی لب بام نظر یار کی صورت
حیرت سی بنی ہم در و دیوار کی صورت

تپ مہر کی مانند چڑہی زرد ہو غم سی
دیکہی جو مسیحا تری بیمار کی صورت

فرقت مین تری مجکو چمن ہی قفس ای گل
کیون پہڑکون نہ مین مرغ گرفتار کی صورت

گلشن مین قد یار جو آیا ہی مجہی یاد
ہی سرو نگا ہون مین مری دار کی صورت

جب دیکہا اوسی پہر گیا آنکہون مین قیب آہ
گل سی نظر آتی ہی مجہی خار کی صورت

تشبیہ صبا کو نہین دی سکتی ہم اوس سی
کب ہی وہ مجسم تری رہوار کی صورت

تیر وِن سی تری پائی ہی ای ترک دلدار
ہین زخم ہی خندان لب غفار کی صورت

ایسا ہی جلا ہون جو قبول اب دہ خو آئی
منہہ پہیر لون دیکہون نہ کبہی یار کی صورت

بی لطف کٹی وصل کی ای ماہ لقا رات
تڑپا یا ہمین کی نہ توجہ نہ مدارات

اوس شک مہ و مہر کا کوچہ ہی یہ دیکہی
اکبارہ مجہی جانا وہان ہو ن ہو زیارات

باران جسی سب کہتی ہین آنسو یہ مری ہین
سمجہی ہین جسی ابر وہ ہین دل کی بخارات

شبکو تری کوچی مین رقیب آئی نہ کیونکر
ہان دیدہ خفاش کو دیتی ہی ضیا رات

اوس نرگس بیمار کی ہون وصف جو تحریر
دیوان بہرا ہی شیخ بہی شرح اشارات

کرتا ہون جو عاجز کی شب مین ہیہ سحر تک
فرقت کی نہ دشمن کو بہی کہلائی خدا رات

پایا تہا مزا جتنا تری وصل کی دن مین
اب اوس سی سوا ہجر کی دیتی ہی سزا رات

کیا جلد ہوئی صبح گیا وہ گل خندان
دم بہی نہ لیا تہا کہ ہوئی ایسی ہوا رات

تائید کرو تم تو دعا ہی مین قبول آئی
یا احمد مرسل ہی بہت شوق زیارات

ردیف تای ہندی

دعوی جرات رقیبون کو ہی تیرہ چار کاٹ
آج تو دکہلا دی ای تیغ نگاہ یار کاٹ

طی بلند و پست دنیا کر جو ہی ثابت قدم
پاؤن آہستہ اُٹہا کر راہِ ناہموار کاٹ

تیز کرتا ہی نگہ کو سرمہ دنبالہ دار
بارہ رکہی جای تو دونا کری تلوار کاٹ

جب وہ گل آیا تو کٹ کٹ جائین گی گلبن تمام
باغبان گلزار کی پہلی ہی تو اشجار کاٹ

ہی لبِ معشوق تیرا وسکا نہ چوک اسوقت مین
ای دہانِ زخم بوسہ لی لبِ خار کاٹ

کاٹ کہائین رشک سی اغیار اپنی جسم کو
جسم میرا اسقدر رای یار کی تلوار کاٹ

کچھہ تو پاس اسکی نشانی ہو گیا دو اوسکو رہی
دی جو وہ بوسہ تو ہونٹون سی لبِ دلدار کاٹ

توڑہ کاٹی ہتی ہوگا کچھہ حصول ای کوہ کن
وصلتِ شیرین کا دل سی کوہِ ناہموار کاٹ

سیل بن کی چمن کی ہجر مین کبتک کٹون
ای گلِ خورشید آ تو کی یہہ گلزار کاٹ

برہمن دادو کی الفت کا اٹھا دی سلسلا
خنجرِ اسلام سی اب رشتۂ زنار کاٹ

غم ہو یا شادی ہو دنیا مین بسر کر ای قبول
زندگی کی یہہ کچھہ باقی ہین دن دو چار کاٹ

ردیف الثاے

شبکو تا صبح رہی وصل مین دلدار سی بحث
اب ہی دیوانونکی صحبت در و دیوار سی بحث

لبِ معشوق نہ ہوگا جو بر اپنی ترک
دہنِ زخم کریگا لبِ سوفار سی بحث

آشیان اب چمنِ دہر سی ہم اپنا اٹھائین
زاغ بھی کرنی لگی بلبلِ گلزار سی بحث

روزِ روشن مین عیب اپنا ای سمجھا ہون
ای پری کیون نہ کرون سایۂ دیوار سی بحث

سیکڑون کوس ہی پیچھی غبار آلودہ
کی جو سرعت مین صبا نی تری رہوار سی بحث

برگ کیونکر نہ ہون خاموش گلونکی آگی
نہین زیبا ہی تہیدست کو زردار سی بحث

میری کیا جان ہی بحثون جو مین آزاد تم
کیون کیا کرتی ہو تم اپنی گرفتار سے بحث

سب کا مرجع ہی ہی شانہ براندازِ قبول
ہین جو نافہم تو ہی کافر و دیندار سے بحث

ردیف الجیم

ای گلعذار روتا ہون مین ابروار آج
دکہلا دی باغِ حسن کی مجکو بہار آج

رونی مین ہی یاد وہ جو دل بیقرار آج
اغلب یہہ ہی کہ آتا ہی وہ برق وار آج

روزِ شمار چہوٹا ہی کیونکر مین دادخواہ
داغ جفا ہی یار نہ ہون گی شمار آج

ہر ذرہ آفتاب بنا ہی جو ای نسیم
کیا اوس گلی مین جانی کا اپنا غبار آج

آیا ہی اوسکی زلف کا ایک ایک بال یاد
کس طرح ٹوٹی اشکِ مسلسل کا تار آج

ای ترک صیدگاہ مین پایا نہ ہو جو صید
آ لی ہماری طائرِ دل کو شکار آج

کل تک تو ہمسی شیر و شکر تہا تو ای صنم
کیون اپنی یار غار سی ہی ننگ و عار آج

ایسی شراب پی کی گرا ہون زمین پر
مین حشر کو اٹہون تو ہوا ہوشیار آج

سیرِ چمن پسند تہی جو میری وہ گل نہین
مانندِ تیر دل کو ہی صوتِ ہزار آج

طول امل کی فکر کو چھوڑا ہوئی فقیر
پٹکا ہی اپنی دوش سی ہمنی یہہ بار آج

پائی ہی عشق قد کی گنہہ مین یہہ آبرو
سرو چمن بنا مری کہنچنی کو دار آج

آخر کو تنگ ہو کی لڑا مین بھی یار سی
مینی بھی اپنی دل کا نکالا بخار آج

ای دشت پاون جادۂ الفت کیا نہین
کہٹکا ہی مجہکو کیون نہین چہبتی ہین خار آج

زلف و رخ صنم کا نظارا ہوا نصیب
سیدہی ہی مجہسی گردش لیل و نہار آج

کل حشر ہو تو پوچہیو اس سی مرا پتا
مرتا ہون دل کو دی کی تمہین یادگار آج

نازو ادای یار سی بیتاب کیون ہوئی
ای جان و دل وہ کیا ہوئی صبر و قرار آج

اوس شعلہ رو کی باغ مین آمد ہی ای صبا
سرو چمن جلین گی برنگ چنار آج

تاری جلای داغ قمر کو لگا دیا
اوٹھا ہی پہر ی دل سی یہہ کیسا شرار آج

جاروب کش صبا ہی تو ہوتا ہی یہہ یقین
آتا ہی میری قبر پہ وہ شہسوار آج

خالی کی چاند سی مری خالی پڑی ہی گود
ای ماہ سال بہر مین تو بہر دی کنار آج

کرتا ہی مجہکو قتل تو سن خون بہا یہہ ہی
مہندی مری لہو کی لگا ای نگار آج

مین تشنہ کام عشق ہون سیراب کر مجہی
قاتل ہون آب تیغ کا امیدوار آج

کل جز ندامت اور نکچھ ہوگا ای قبول
سوبنچی اگر توسونچ لی انجام کار آج

ردیف جیم فارسی

اس طرح دل سی مری کہتی ہی لف یار پیچ / کاٹ کر انسان کو کہاتا ہی جیسی مار پیچ

قبر کی گو دال مین دونون گرین گی ایکدن / پہلوان کی طرح کرلین کا فرو دیندار پیچ

راہ حق بہکا کی کعبی لیچلا ہی مجہکو شیخ / حیف ہی دیندار سی کرتا ہی دنیادار پیچ

گیسوِ خمدار کی صحبت جو رہتی ہی مدام / اسلیی رکھتی ہی ترچھی یار کی دستار پیچ

تیر سیدہا جسقدر رہوا وس قدر قاتل ہی وہ / دیکھہ لینا ایک دن وہی گی نگاہ یار پیچ

حرف حق کیا بولیی سیدہی ہی بن جاتی ہین کج / کر گئی منصور سی دیکھو تو کیسا دار پیچ

سوزن عیسی سی ہی باہر نہ نکلی ای جنون / چبھہ کی تلوون مین کی تی ہین مجہسی خار پیچ

ای نظیر ایسی کمر تیری ہی پیچ وتاب مین / سیکھتی رہتی ہین تجھ سی گیسوِ خمدار پیچ

سر جھکا ئی کب تلک مقتل مین بیٹھی گا قبول
اسکی گردن کا نکالی گی تری تلوار پیچ

ردیف الحاے

زلفِ سیاہ شب ہے تو ہی وہی یار صبح
یہ شب شب برات ہے صبح بہار صبح

اوس آفتاب رو نے کہا دیکھ کیا
پہنچی نہ کس طرح نفسِ پُر غبار صبح

تیری جبین کی نور سے ملتا ہے اوس کا نور
پھر اسکا کس طرح نہ کرے افتخار صبح

طولِ شبِ فراق سے دم گھٹ گیا مرا
کیونکر کریگا یہ فلک کج مدار صبح

گردن کا نور گیسوؤن سے ہے عیان مدام
پیشِ نظر رہی ہے لیل و نہار صبح

شب ہے سوادِ مردمکِ چشم سے خجل
تیری بیاض چشم سے ہے شرمسار صبح

فتنہ سیہ قبا کا نگہ مین ہے زلفِ شب
پیشِ نظر ہے چاک گریبانِ یار صبح

نو فقرہ جو ہے صباحتِ رخسار یار کا
اک فرد ہے وہ اسکی جو ہے آشکار صبح

اے گل اسی نسیمِ سحر تو نہ جا نیو
کرتی ہے تیری ہجر مین دم کا شمار صبح

چمکا رہا جو بعدِ فنا آفتاب داغ
اے جان ہو گی تو ہمین لیل مزار صبح

مجھ تیرہ دل کو یون ہے شبِ وصل کی تلاش
جس طرح ڈھونڈھتے ہیں طاعت گزار صبح

ہنسنی لگا وصال کی شب مین صبح مین قبول

شبنم سی جھپے ولی لگی زار زار صبح

نقطہ نہ جزو لا یتجزا کسی طرح
کچھ بھی ہاں یار نہ ٹھہرا کسی طرح

قطرہ کسی طرح ہی نہ دریا کسی طرح
دل قلب ہے سو کچھ بھی نہ ٹھہرا کسی طرح

جگنو نہ پای نور قمر کا کسی طرح
ادنی نہ ہو سکے کبھی اعلی کسی طرح

پہونچی گا چشم و شوخی چشمان مست کو
ساغر کسی طرح سی نہ صہبا کسی طرح

مجروح دل کو کر سکی مژگان کی شکل ہے
ناوک کسی طرح سی نہ بھالا کسی طرح

دندان و نور رخ سی مقابل ہوا ی صنم
گوہر کسی طرح سی نہ دریا کسی طرح

تم آپ بوسہ دو تو کرم ہی مگر ہمین
دعوا کسی طرح نہ تقاضا کسی طرح

سر ہر سی جلد وار لی قاتل کہ تجکو ہی
دہشت کسی طرح سی نہ ڈر کا کسی طرح

آرام زخم ناوک مژگان کو دی سکی
مرہم کسی طرح سی نہ پھاہا کسی طرح

سر بلای الفت گیسو کو ہو سکا
ٹلا کسی طرح نہ سیانا کسی طرح

شوخی ترک چشم صنم کو پہنچ سکے
آہو کسی طرح نہ چکارا کسی طرح

چشم سیاہ یار کو منظور ہی کبھی
کاجل کسی طرح سی نہ سرما کسی طرح

کیا منہہ جو تیری قد سی کبہی سرکشی کری — عرعر کسی طرح سی کہ طوبا کسی طرح

ممکن ہی ہی کہ طالب دنیا کی دل ہی جا بی — حسرت کسی طرح کہ تمنا کسی طرح

آرام گاہ ماہ جبینان ہی میرا دل — کعبہ کسی طرح نہ کلیسا کسی طرح

کہلتا نہین ہی کس لیی حال دہان یار — یہہ تو نہ لغز ہی نہ معما کسی طرح

لازم ہی ہماری خرمن دل کی جلانی کو — بجلی کسی طرح سی نہ بالا کسی طرح

کیا منہہ جو مشتری تری نور جبین کا ہو — زہرا کسی طرح کہ ثریا کسی طرح

سچ ہی کہ تیری عشق سی ای نوجوان مری — کودک بچا نہ پیر نہ برنا کسی طرح

بن حسینون یکتا ہون یہہ ملت ہی وہ دین — مومن کسی طرح ہون نہ ترسا کسی طرح

کیا منہہ جو گرد توسن جانان کو چہو سکی — آندہی کسی طرح کہ بگولا کسی طرح

پہنچا تیری ادا مری دل کو ای صنم — پتہر کسی طرح نہ شرارا کسی طرح

ہین عشق مین ہم وامق و فرہاد پرہ شوخ — شیرین کسی طرح ہی نہ عذرا کسی طرح

ہمسر ہی گا گیسو و رخسار یار کا — سنبل کسی طرح سی نہ لالا کسی طرح

کیا منہہ جو تجکو دیکہلی اور عشق سی بچی — یوسف کسی طرح کہ زلیخا کسی طرح

پہونچیگی بیقراری دل کو مری صنم
صرصر شرر نسیم نہ پارا کسی طرح

کیا منہہ نگاہ کا جو تری سامنا کری
نشتر کسی طرح ہے کہ تیرا کسی طرح

محبوب ہے وہ اپنا جسی بیقصور جرم
کچھہ قتل مین نہ دیر نہ عصا کسی طرح

دندان سی اور لب مسی آلودہ سی ملا
نیلم کسی طرح سی نہ ہیرا کسی طرح

مین سب طرح نثار ہون سب طرح جسی فدا
تمکو مری غرض ہی نہ پروا کسی طرح

بی یار گرم پہلوی عاشق کو کر سکی
گرما کسی طرح سی نہ سرما کسی طرح

پہونچیگا چاند ابرو و رخسار کو تری
ستارا کسی طرح سی نہ آدہا کسی طرح

تیری دہن کو مین جو کہون ہی و یا نہین
تو یہہ سخن بجا ہی نہ بیجا کسی طرح

مقتول چشم ناز کو تیری جلا سکی
ساحر کسی طرح نہ مسیحا کسی طرح

بیحس ہی ہجر یار مین ان جس بہی ہی مجھی
زن کسی طرح ہون نہ مردا کسی طرح

خیر الامور اوسطہا پر عمل جو ہی
ادنا کسی طرح ہون نہ اعلا کسی طرح

کچھہ گو گو ہی درد دل اپنا سمجھہ تو آپ
ظاہر کسی طرح ہی نہ اخفا کسی طرح

مین دل کو تیری عشق مین کہہ سکتا ہون صنم
نادان کسی طرح سی نہ دانا کسی طرح

لیا تھا خیال مین جو ترا نور پاک سے
ابھی کسی طرح سی کہ بینا کسی طرح

سر سبز معنی دین بھی دونون بحال ہے
غبرا کبھی کہ گنبد خضرا کسی طرح

ناصح ہی عشق کا گل و سنخ جائیگا خیال
اسکا کسی طرح سی نہ اوس کا کسی طرح

درجہ کمال دور ہی تحمیل کا قبول
شاعر ہون مین مگر نہین غرا کسی طرح

ردیف الخاء

جنون مین یاد جو آتی ہین لعل خندان سرخ
لہو یہہ روتا ہون ہوتی ہین جیب و دامان سرخ

گمان پاتہ یاقوت کا ہر ایک پہ ہے
یہہ عکس لب لی کیی یار تیری دندان سرخ

سر اپنا روز جو ٹکراتا ہی ترا وحشی
سیاہی اُڑ کی لہو سی ہوا ہی زندان سرخ

ہر ایک بوند لہو کی ہی دانہ مرجان
ہر ایک پلک ہے مری مثل شاخ مرجان سرخ

مری فراق سی آنکھون مین ہی جہان سیاہ
یہہ رو لی ہین کہ ہوی وہ محبان سرخ

یہہ سرخ پوش مرے قتل کی خوشی سی ہے
نہ جانیو کہ لہو سی ہی تیغ جانان سرخ

کہان نہین لب گیسو کا عشق جلوہ نما
سیہ سواد ختن ہی رخ بدخشان سرخ

تری گلی مین کری سیر کر داغون کی / بہت ہوا ہو گلون سی چمن باغ رضوان سرخ

چھپا ہی سخن چہین جن بی گناہون کی / رہیگی حشر تلک تربت شہیدان سرخ

کسیکی نیست جہی اب نظر نہین آتی / قیامت آئی غضب سی ہی چشم جانان سرخ

لہو جگر یہ زمین مین روا آتا ہی تراوشی / ہوئی ہین ایسی سب دانہای مرجان سرخ

نقاب شکر ہی جل کر جدا ہوئی رخ سی / ہوئی شراب سی ایسی عذار جانان سرخ

قبول صبح کی دیکھی جو استہا صادق / تنور چرخ نی دی نان مہر تابان سرخ

ردیف الدال

تیری پوشاک ہی کیا ای بت بی پیر سفید / وصف مین اوسکی سیاہی کی ہی تحریر سفید

سرخ تصویر مری کہینچکی قاتل کو مری / لونی دکہلائی تو ہو خوف سی تصویر سفید

آنکہ جو ہیرہ سمجہا کہ مری قتل سی جل / رو لی ایسا کہ ہوئی دین شمشیر سفید

سرخی رنگ پہ نازان تعجب ہی ای گل / خون تہا پہلی جو آتا ہی نظر شیر سفید

مانگ کو دیکہکی دل کہتا ہی سبحان اللہ / نصف شب مین ہی کیا خوب یہ تحریر سفید

دود آہ نکلا ہی صاف سیہ کردیگا
میری مرقد کی عبث کرتی ہو تعمیر سفید

کب تلک کہہ پہ پہرتا رہون اے چرخ جنون
گہستی گہستی ہو لبِ آہنِ زنجیر سفید

جبہہ سائی مین تری در کی گہسا ہی ایسا
سیم کی طرح ہوا طوقِ گلوگیر سفید

شب کو اوس ماہ سی معنی نہ دیا وصل قبول
کردیا مصرعی رولی فلکِ پیر سفید

مجھہ گدا کو بھی کرامی گنبدِ گردان برباد
تیری گردش سی ہوا تختِ سلیمان برباد

رنگ اُڑجائیگا ہاتہہ اپنی ملی گا قاتل
غیر ممکن ہی کہ ہو خونِ شہیدان برباد

دانۂ خال نی تسبیح مری توڑوا لی
دستِ ہندو سی ہوا دینِ مسلمان برباد

جب ہاتہن سی ہوئی روح تری وحشی کی
دشت ویران ہوئی ہوگئی زندان برباد

سیپ ہر ایک ہوئی گردشِ گردون سی عقیم
مفت ہوتا ہی ہر اک قطرۂ نیسان برباد

سیر کو آتا ہی وہ خانہ براندازِ چمن
باغبان مفت ہوا آج گلستان برباد

کسلئے منظور ہی اے غنچہ دہن جمعیت
کرچکی مجھکو تری زلفِ پریشان برباد

دم ہی ہارنی کبھی مصلحتِ حق مین قبول

چاہیی شکر کری ہو اگر انسان برباد

ردیف الدال الہندی

کیونکر کری نہ ہمسی وہ شام و سحر گھمنڈ
ہی اوس پری کو کاکل و رخسار پر گھمنڈ

مارا جو مورچی کو سلیمان نی تو کیا
مجھ ناتوان کی قتل پہ اتنا نہ کر گھمنڈ

ہر صبح پڑتی ہی گلِ رخسار یار پر
کیونکر کری صبا سی نہ اپنی نظر گھمنڈ

عاشق کو تجھسی چاہیی ہی گو فروتنی
معشوق کو بجا ہیی پر اسقدر گھمنڈ

اب بادبانِ زورقِ دنیا اسی کرون
کرتا ہی چشم تر سی بہت ابر تر گھمنڈ

بیدست و پا ہون عجز مجھی تجھسی چاہیی
گل ہی کری نہ بلبل بی بال و پر گھمنڈ

جو پیچ و تاب اوسمین ہین آہین بہلا کہان
کرتی ہی اوسکی زلف سی لی وسکی کمر گھمنڈ

انہ میرا جہان مین ہی کہ عجز ای قبول
وہ دن گئی جو کرتی تہی اہلِ ہنر گھمنڈ

ردیف الذال

ہاتہہ مین لی جو جانِ جان کاغذ
پہول کر ہو وہ بوستان کاغذ

اضطرار اوسکو خط مین جب لکھا | خود بخود ہو گیا روان کاغذ

کشتیٔ دل رواں ہی ان روزون | خامہ مستول بادبان کاغذ

اپنی زردیٔ رخ لکھون تو ہو | شکلِ برگِ خزان خزان کاغذ

جسم گھلتا ہی روز کاغذ بھر | ہمکو بھیج اب تو جانِ جان کاغذ

تختۂ زعفران کی شکل ہو زرد | چھو لئی تیرا جو ناتوان کاغذ

صفحہ دونون طرف ہوی دستی | نہ وہان ہی نہ اب یہان کاغذ

وصف اوس رشکِ ماہ کی جو لکھی | ہو گیا رشکِ آسمان کاغذ

ہوش نامی کا اب کسی ہی قبول
اب کہان خامہ اور کہان کاغذ

ردیف الرّاء

پاؤن کس طرح سی مین یار کو عیار سی دور | گل کو دیکھا نہین گلشن مین کبھی خار سی دور

قتل کی بعد لبِ تیغ کی بوسی لون گا | سرگری کٹکی نہ قاتل تری تلوار سی دور

لبتلک ہجر کی صدمن مین ہون گا زندہ | حیف آتا ہی چلی جانِ حزین یار سی دور

دق سی بدتر مرضِ عشق کو میں پایا ہے
بھاگ کر بیٹھا ہی عیسی تری بیمار سی دور

عشق میں آگ سراپا ہوں وہ جل جائیں ابھی
دشت میں کیوں نہ کہوں پاؤں ہر اک خار سی دور

یوں تو ممکن نہیں پر آہ جو سوزش کہلائے
آستیں جل کی ہوا بس رہی خونبار سی دور

جو میں دیکھا اوسی بستر سی میں اوٹھ بیٹھا
ہوگیا درد جگر شربت دیدار سی دور

بیٹھا کو نہ بناتا وہ کہ تیر کا نکا ہدف
میں ہوں استادہ تری روزنِ دیوار سی دور

بھاگ کر غم سی بڑا پھرتا ہوں اوسکے پیچھے
ساتھ اغیار کی رہتا ہوں دل آزار سی دور

یوسی کی جرم پہ تیر اوسکا وہیں جو لگا
ڈر کی لب میں نے رکھی ہیں لب سوفار سی دور

ای صنم اونکی غش آبی سی خجالت ہوا ہیں
ڈر دندان جو نہ ہوں چشم گہربار سی دور

ایک نالی میں فنا جان ابھی ہوگی صیاد
رکھ قفس بلبل شیدا کا نہ گلزار سی دور

سیر گلزار کو جاتا ہی جو ای آہو چشم
دیکھ پھرتا نظر نرگس بیمار سی دور

جبسی وہ نیند بھری آنکھیں نظر آئی ہیں
ایک قلم خواب ہوا دیدۂ بیدار سی دور

میں نی چاہا تھا وہ کاٹیں گی رہا ہونگا میں
بھاگی افعی تری زلفوں کی گرفتار سی دور

ٹک لب مرنی میں انسان ہی کبکی پامال
پھر رہے یہ چلن ہی تری رفتار سی دور

جلد پہونچا دے خدایا کہ شفا پاے قبول
درد ہے دل مین در حبیب گذارے دو تو

ہون برنگِ ابر گریان کیون نہ جانان چھوڑ کر
غم نہ کیونکر کہا ہے آدم باغِ رضوان چھوڑ کر

اے جنون مجھ سے نہ اتنا ابتک ہے جو دیکھون یا کہ
اوسکا دامن تہام لون اپنا گریبان چھوڑ کر

شہر سے مجکو نکالا ہے یہان تو چین دے
اب کہان مین جاؤن اے ناصح بیابان چھوڑ کر

الفتِ کوے صنم ہمراہ تھی وقتِ سفر
کوچۂ جانان مین آیا باغِ رضوان چھوڑ کر

موتیون کی ہار پر جانان نظر پڑتی ہین
سلکِ گوہر جا کے دیکھون سلکِ دندان چھوڑ کر

قتل کرتے ہو تو دامن سے کفن دیجیے تو
اس شہیدِ ناز کو جانا نہ عریان چھوڑ کر

قید مین غل تیرے وحشی نے یہ نالون سے کیا
ساتھ کے قیدی ہی بہاگے ہے زندان چھوڑ کر

تھا زلیخا کا تنزل ماہِ کنعان کا عروج
چاہ مین اوسکو پہنسایا چاہِ کنعان چھوڑ کر

ہاتھ مین چہوا تیری زلفِ سیہ کو ہاتھ سے
خود پریشان ہو گیا زلفِ پریشان چھوڑ کر

یادِ چشمِ مست مین لی جب مین وحشی کرون
کیسی آہو شیر سب بہاگین نیستان چھوڑ کر

آئی ہو تو سیرِ گلشن کا مزا بارش مین ہے
کیون چلی مفتی ہوے ہو تم مجکو گریبان چھوڑ کر

ایک ہی نالی مین مجھہ وحشی سی ایسا ڈر گیا
تو سون ہی بہاگا در جانان کی دربان چھوڑ کر

کھینچ تیر اسکی نہ ای جراح میری جسم سی
ہر دہان زخم خون اگلی گا پیکان چھوڑ کر

مارا ہی تیر نظر سی جسکی زن بہی کرو
جان جان جائی کہان اب مجھکو بیجان چھوڑ کر

شب کو آنکھہ اپنی ملاتا ہی اگر وہ چاند سی
بہاگتا ہی چرخ اول ماہ تابان چھوڑ کر

گیسوی پیچان کو بکہرا کر مرا دل خوش کرو
عقدہ اس عاشق کا کہولو زلف پیچان چھوڑ کر

روح یون نکلی ہی اپنی سینہ پر داغ سی
بوی گل جسطرح سی نکلی گلستان چھوڑ کر

عشق کی کوچی مین کیا ٹہرین سی آگی رقیب
بہاگتی ہین طفل ملا سی دبستان چھوڑ کر

تجھسی کون حافظ ہی بچا یارب مجھی
ڈہونڈلی جاؤن کسی تجہسا نگہبان چھوڑ کر

اک نگاہ ناز پر دیتا ہی دل تم کو قبول
دیکھو پچھتاؤ گی یہہ جنس ارزان چھوڑ کر

تم میری دل کی حال کو پوچھو بار بار
عاشق ہون گل سی جی کی کہدون ہزار بار

ناحق اٹھانہ دوش تی یہہ بار ای نسیم
اوس کوچی مین نہ پائی گا اپنا غبار بار

بیکار ہی عداوت گردون دون مدام
عالم کی بند رہین جاتی ہین کار بار

سیر لینگی تیری کوچی مین آئی ہین وو رسے
قاتل ہماری وہین سی یہہ جلد اوتار بار

دو دن یہ وصال مین جو شب ہجر کا ہی ڈر
زلف سیہ کا دلپہ ہی ایک ایک تار بار

حسن شکست گل یہہ بہلا شاخ پر کہان
رہوار پر ترا نہین امی گلعذار بار

ملتی ہی عمر بہی زلف سے قوت دماغ کو
اس طرح تار تار کو سونگہون نہ بار بار

گلزار سپہر قفس ہی سوا تنگ ہو وسی
الغبار اوس گلی مین جو پائی ہزار بار

لالی کو چار داغ ملی اسلیئے قبول
اوس گل کی سوی سرخ کو دیکہا ہی جان ربا

وہ ہنستا ہی می اشکونکی قطرونکی روانی پر
پہرا کرتا ہی پانی موتیونکا شور بانی پر

تہکی شہر و رسب پرین نہ اوٹہا تیری کوچی سے
نہین فوق اب توانائی کو میری ناتوانی پر

شب فرقت مین میری حال کیا غل مچاتا ہے
رکہا ہی پاسبانکو بینی نوکر نوحہ خوانی پر

یہی وہ ماہی تیری عشق مین حاصل ہوا اتنا
کہ ہنستی ہین رقیب اب میری رنگ زعفرانی پر

شہیدونکو مزہ ملتی ہین تیری تیغ برّان سے
عبث کیون خضر کو غرہ ہی عمر جاودانی پر

ملا عشق حقیقی واعظا عشق مجازی سے
خدا کا قہر نازل ہوگا تیری بدگمانی پر

نہ مرتا کوئی ایسی تھی حلاوت نزع مین ایجان
پھڑک جاتی ہین مچھلین آبِ خنجر کی روانی پر

لکھا تھا قتل کی مضمون خط پر سی کر ڈالا
کیا قاصد کو ٹکڑی ٹکڑی پیغامِ زبانی پر

شباب آتی ہی مجکو عشق نی ضعف اسقدر بخشا
کہ پیری مشتبہ ہی میری ایامِ جوانی پر

زبس مشقِ فغان مین نالہ موزون کی کثرت ہی
بہت مائل ہی انکھ اب سیرِ دیوانِ فغانی پر

جو دانا ہی تو کر ترکِ غذا گلزارِ عالم مین
ثمر پائی درختون نی قناعت کی جو پانی پر

شبِ فرقت مین لب پر جان کنی سی حال ابتر ہی
اجل ہنس آ کی رہ جاتی ہی میری زندگانی پر

بجز خاک اور کچھ بعد از فنا پایا نہ یارون نی
نشانِ قبر شاہد ہی ہماری بی نشانی پر

نہ کیونکر اڑ چلی وہ رخت رنگین زیبِ تن کرکی
لگاتا ہی پر پرو کو لباسِ آسمانی پر

ہمین اب غم صبحِ فرقت کا نہین کچھ وصل کی شب مین
پھڑک کر جان دی مرغِ سحر نی میری جانی پر

مری معشوق مین ہین خاصہ خالق کی عاشق کا
زبان کرتا ہی لکنت کاش لفظِ لن ترانی پر

مجھی آغوش مین لیکر پھری کس لطف سی پھیری
فدا جانِ قبول اے جان تیری قدر دانی پر

داغ سودا جو شگفتہ ہین تنِ زار پہ چپا
حسن کی سحر سی ہی ہین گل خار پہ چپا

دردِ سر ضعفِ بصر زخمِ جگر و تیغِ ستم
یہہ مرض اور بڑہی عشق کی آزار پہ چار

دین و دل جان و جگر بہنی لئی قاتل کو
پہیری احسان ہین مرے تیغ کی جفاکار پہ چار

صدقہ تیرا جو ہوا ہی مین جاکر کعبا
ایک پر ایک گری الیسی کو اور چار پہ چار

ہوی تسخیر قمر زہرہ عطارد مریخ
عاملو پہول نہین یہہ سپر یار پہ چار

نگہہ گرم جو وہ بار کرون کا دمِ ذبح
چہالی پڑ جائینگی قاتل تری تلوار پہ چار

آب و خاک آتش و باد انسی ہی عاشق کی بنا
غم قلق درد تعب ٹوٹ پڑی چار پہ چار

دیکہنی کو تری عشاق لڑی مرتی ہین
چار در پر تری اور روزنِ دیوار پہ چار

برچہیان دو نگہین تیغین ہین دونون ابرو
حربی قاتل ہین مرے چہرۂ دلدار پہ چار

دل کو حسرت سی ہی چشم و گلِ رخسار کا عشق
داغ لالی کی طرح ہین دل بیمار پہ چار

عشق یکتا ہی جو تیرا سرِ بازار ای حسن
آٹہہ پر آٹہہ گری پڑتی ہین اور چار پہ چار

ہو کی چوپان دل آیا ہی سرِ مژگان پر
شکل منصور یہان آج چڑہی دار پہ چار

جان کرتی ہین فدا آٹہہ پہر مین اپنے
چار گیسو پہ تمہاری گل رخسار پہ چار

ای قبول اوسکو سمجہہ یار جو ہو سخن فہمی

چار یاری جو ہو تو حرف ہین او سن تار یہ چار پر

گرا اٹھکر کئی بھیر پکر اپنا پانی رہزن پر
مری گردن کا سارا بوجھہ رکھا اپنی گردن پر

عنایت کب تری موقوف ہی شیخ و برہمن پر
پڑا ابر رحم ہی ای دست تیرا دوست دشمن پر

حسینان جہان مجکو خدا سی بخشوا لینگے
پڑینگی سوت قاف آکی پریان میری مدفن پر

ہوا ہی نور و نا چہرہ کا چیچک کے داغون سے
ستاری جڑ دیے اللہ نی خورشید روشن پر

مری زخمونکو ٹانکی دی ہی ہوگا درد کچھہ اسلا
ہر اک موتی تن اے جرّاح چھنکنے ہی سوزن پر

پھڑک کر جان دی ہمنی جھکا لیکن سر اسکا
ہمارا خون ہی ساقی تری شیشی کی گردن پر

دکہائی ہی جو اے حج کی ریاضت جذب آخر کو
سر بت بتکدے مین خم ہوا پائی برہمن پر

لب شیرین جانان تک گیا ہی جب و نرمی سے
بھلا کیونکر نہ مجکو رشک آئی موم روغن پر

تری کہنی سی تو دامن ہوا کیونکر مین ای واعظ
نماز اکثر پڑہا کرتی ہین جنگ رین پی دامن پر

گرا کر چکا پامال پہ سرسی نہین ٹلتا
لگاؤن تازیانہ آہ کا گردون کی توسن پر

اگر جانون کہ ہاتھہ آجائیگا سر رشتہ الفت کا
صفائی کی لیی سر کو جھکاؤن پانی دشمن پر

تمہاری سامنی جو خونریزیان میری ہی تم تک تھین
البتہ توبہ کرو خنجر چڑھا دو میری مدفن پر

مری کم مائیگی سی بن گیا دشمن محبت میرا
ہوئی پانی حیا سی برق گر کر اپنی خرمن پر

ہوں گو فولاد پر اوس سنگدل سی بس نہیں چلتا
ہمیشہ سنگ مقناطیس ہی غالب رہی آہن پر

مری آنکھوں کی حلقی روزنوں کی گرد رہتی ہین
تصدق پتلیاں آنکھوں کی ہین ذرات روزن پر

مری گردن کی خونکی ہار لی چاک اوسکو کر ڈالا
لہو خنجر کا ڈورا بن گیا قاتل کی دامن پر

ہمین اوس شمع رو کی گرمیاں کیا یاد آتی ہین
جلا دیتی ہی پروانوں کی جسدم شمع روشن پر

غلط فہمی ہی مر جائی پہ روتا ہی کسی کوئی
ہنسی گل لیوں نہ ہو مجکو گمان یاروں کی شیون پر

تری مجھی ہی مستی کا پڑا جانتا ہوں میں
ٹہہر جاتی ہی گلشن میں جسدم برگ سوسن پر

گل و نسرین سمٹ کر شرم سی بن جاتی ہین غنچے
نگاہ مست اوس گل کی جو پڑ جاتی ہی گلشن پر

دہن کو تیری ای مہر مین بیچ حل سمجہا
یقین خط شعاعی کا ہوا کہر کی چلمن پر

قبول اس عشق کی دولت سراپا باغ مین ہو جوں
شگفتہ ہین گل داغ جنون سارے مری تن پر

قدر موقوف سخن کی ہی سخندانوں پر
ہوتی ہی موتیوں کی آب سو اوسکانوں پر

سحر مین نالی جو سنتی ہین مغنی سی کی
ہاتھ رکھتی ہین مری نام سی وہ کانوں پر

ہون نہ خود رفتہ نہ گردش مین بہی آنکہون کی کہا — کوئی جادو ہی بہلا کرتا ہی دیوانون پر

میکشو خوف کرو آج خفا ہی ساقی — شیشی جہکتی ہی نہین بہر ہی پیمانون پر

ساری محفل کا کوئی دم مین نکلتا ہی دم — جانِ جانان آ کہ یہان بن گئی ہی جانون پر

نالی سنتی ہین موذن جو مری شام و سحر — ہاتہہ رکہتی ہین مری نام سی وہ کانون پر

جوہری لائی ہین دعوی سی گہر ہنس دو تم — پہیر دو پانی ذرا موتیون کی دانون پر

دیکہتا ہی نہین اس حیلی سی مجہہ وحشی کو — کہ نظر کرنا بہت منع ہی عریانون پر

نہ رسائی ہوئی گویا کبہی ہم ابر کی شکل — ہائی بجلی نہ گری در کی نگہبانون پر

درد و غم دل مین ہین کس طرح سی نالہ کہینچون — پہونچی صدمہ نکہین ان مری مہمانون پر

تا کمر اُترا نہانی کو جو وہ دریا مین — مچہلیان دوڑ کی قربان ہوئین رانون پر

شکل انسان کوئی دیکہا نہین خوابیدہ شعور — خواب کل ہوگا خیال آج ہی افسانون پر

لو کہ ہی شمع بہی گل چار پہر کی مہمان — صبح تک دیکہی کیا بنتی ہی پروانون پر

جوش گل ہی یہہ نوا باغ مین ہی بلبل کی — فصل اسہال بہت سخت ہی دیوانون پر

قتل عشاق کیی تو نی یہہ بیدردی سی — کہ چہری پہیری نہ قصاب بہی حیوانون پر

عشق گیسو مین پہنوائی ہین زنجیر مجھے ۔ بجلی گرتی نہین ان سلسلہ جنبانون پر

صبحدم باغ مین وہ گل تو چلا ہی لیکن ۔ اوس پڑ جاتی کی فوراً چمنستانون پر

عکسِ دندان جو پڑا خندہ زنی مین ای گل ۔ دُر بنی موتیا کی پہول تری کانون پر

بی مزہ ہی دہنِ زخم ہمارا کہ ہوے ۔ شُہرہ اوس کانِ ملاحت کی نمکدانون پر

ای جنون پاؤن بڑہی دامنِ صحرا کی طرف ۔ دستِ عشاق پڑین اہتو گریبانون پر

مین پری اوسکو جو کہتا ہون تو دیتا ہی جواب ۔ پر نکل آئین مری دشمنون کی شانون پر

ای پری کاتبِ اعمال تری عاشق ہین ۔ نقشِ تسخیر لکھا کرتی ہین وہ شانون پر

جبہ مرے بوسی کا لکھی کون کہ دیکھا جو اوسی ۔ غش ہوی کاتبِ اعمال مری شانون پر

زاہدا آج تو رندونکی کہی ہی سی پے ۔ تبرا لکھین ہین فرشتونکی تری شانون پر

حسن ایسی ملک ہین کہ گناہونکی عوض ۔ وصفِ رخ اوسکا رقم کرتی لگی شانون پر

بجلیان تمکو جو پہنائی لگا آج قبول ۔ بجلیان ٹوٹ پڑین دشمنونکی جانون پر

ہنستا ہی صید غفلتِ صیادِ گور پر ۔ بچھتا ہی دام تربتِ بہرام گور پر

سچ ہی کہ مرغِ روح کا اڑنا محال ہو | پرواز کی یہی جو نکالی نہ مور پر

ای شاہِ حسن تیغ کا پانی چڑھا لیا | تجھہ حدِ شرع چاہیئی خمون کی چور پر

تنگل جو اپنی دستِ حنائی سی تو اڑا ای | پروانہ خود پتنگ ہو چٹکی کی ڈور پر

زنجیر سونی کی تری سینی پہ دیکھہ لی | اب عقلِ ضعف پر ہی جنون اپنا زور پر

میکش کی طرح جھومتا ہی ساقیا پتنگ | کیا شیشۂ شراب کا مانجھا ہی ڈور پر

جھسی چھٹ اپنی لو دل پہ داغ تا بڑھے | طاؤس آج اڑاو ذرا اپنے ڈور پر

بھر سنگار شست لگائی جو بحرِ حسن | کانٹی نہیں ہیں مچھلیان قاتل کی ڈور پر

سر قطع ہو یہہ حکم ہی اوس شاہِ حسن کا | پروانہ لای شمع یہہ خود اپنی چور پر

اوس کا داغِ عشق جو بخشی اوسی ضیا | پروانہ شمعِ ماہِ فلک ہو چکور پر

کرتا ہی قصد کیا دلِ پر داغ ای پری | دیکھی تجھی تو کیون نہ پھلا ای یہہ مور پر

تنگِ شکر نثار دہن پر ہی ای پری | قربان نیشکر ہی تری پور پور پر

ہر تار زینی مین جو ڈورا ہی تیغ کا | مانجھا دیا ہی ریت کا قاتل نی ڈور پر

ای غافلو ورنگیی گلزار دیکھہ لو | گل ہنس رہی ہین بلبلِ نالان کی شور پر

پیوند خاک ہو گی سیون خاک کا دہن
تارِ کفن کا بخیہ ہو لبہا کے گور پر

حکم اوسکا ہی گلی مین مری شور و شر نہ ہو
شر کرنہ پاسبان مری نالون کی شور پر

برسون تئین اوج بام صنم پاؤن ای قبول
اڑنیکو ہاتہہ آئین جو فرضاً کر ور پر

درین غزل الف نیامده

مر گئی ہم جو دلبر کی قدم پر توڑ کر
روئی وہ عرصی تلک مری پہ خنجر توڑ کر

مطلب دل ازدستِ عشق سی ممکن نہین
محفل دلبر مین پہونچون کس طرح در توڑ کر

سنگ دلہی صنم کی عشق مین لذت یہہ ہی
پوجتی ہین سنگ در ہر بتکو بتگر توڑ کر

عشق مین وس بیچ ملکِ عدم پہونچی ہین
کوہکن سی سیکڑون ہی مر گئی سر توڑ کر

جب شکستہ ہو دلِ سنگین دُرِ مضمون ملی
لعل ہم سینی سی لیتی ہین یہہ پتہر توڑ کر

چشم تر مین کی جگہہ تو دیجیی دل کو شکست
لیجیی سیر تری سدِ سکندر توڑ کر

شوق بوی عنبرِ دشتِ ختن مین ہم ہین مست
سونگھتی ہین موی گیسوی معنبر توڑ کر

یہہ نہین ممکن کہ سر پر ہو سکی ہمسی رقیب
شک نہین ہی چہین لینگی ہم بہی سر توڑ کر

سیدھی کر کر تیر پلکون کی یہہ کہتی ہین وہ دیکھہ
عرش پر پہونچین گی یہہ سدِّ سکندر توڑ کر

پہینکی ہی می توڑ کر شیشہ جو ہمت ہو چلو
محتسب سے شیشہ پہر لین سیکڑون توڑ کر

گر دلِ مضطر کی کیفیت کرون مین مندرج
حرف جتنی ہون وہ نکلین جلدِ دفتر توڑ کر

تو سہم و برہم کرینگی صف کی صف پلکون کی تیر
دل تو یکسو نکلین گی یہہ قلبِ لشکر توڑ کر

عشق کی شعلون سی دل سینہ مین مضطر ہی بہت
کیون نہ نکلی یہہ سپندِ قلب مجمر توڑ کر

صحن گلشن مین پہرون تو دل کہلی غنچی کی شکل
فصل گل ہی چہوڑ دی مجکو مرے تئین توڑ کر

سخت ہی عشقِ بتِ سنگین جگر مین گو نشست
رگ مری چہدتی نہین نشتر پہ نشتر توڑ کر

مرضی حق تہی نہ ہو غم شبر و شبیر کو
آلِ طہ سے پہر خوش نہ ہون جبریل کو پر توڑ کر

منعمو جیتی ہی جی نخوت کرو تم سر سی دور
دیکھو عبرت سے سرِ فغفور و قیصر توڑ کر

بس قبولِ خستہ تن محبوبون سے شکوہ نکر
روح تن سی لیتی ہین یہہ دل کو یکسر توڑ کر

مرضِ ہجر سی اتنا بہی اے یار نہ توڑ
اے مسیحا ہی مان خاطرِ بیمار نہ توڑ

پاسبان کہتا ہی اس گل کی جو پہاندون دیوار
چہد کی رہجائیگا خارِ سرِ دیوار نہ توڑ

مجکو غش دیکھکی پہر جاتی نہ پہچانی یار
اسقدر بہی مچہی ای عشق کی آزار نہ توڑ

ہی جو منظور کہ اوس حق کا جلوہ دیکھی
دم بہر ای دیدۂ دل آنسوونکا تار نہ توڑ

خار و گل مین نظر آتا ہی اوسی کا جلوہ
دل احباب تو کیسو دل اغیار نہ توڑ

سخت جانی سی ہی [illegible] نہین کچھ تیغ کا جرم
اور اک وار لگا لی اہی تلوار نہ توڑ

تو خریدار نہین ہی تو نہ ہو اور بہت
نرخ دل کا مری ظالم سر بازار نہ توڑ

یار استادہ ہی کسطور نہی اوٹھکر لیٹون
ضعف کہتا ہی کہ پرہیز ہی بیمار نہ توڑ

تو جو قائل ہی خدا کا تو نہ کعبے کو گرا
دل کسی بندۂ اللہ کا زنہار نہ توڑ

شاد رکہہ گبر و مسلمان کو جو دانا ہی قبول
تار تسبیح تو یک سمت ہی زنار نہ توڑ

ردیف الزاے

محتسب اس لیی ہی دلکو مری جام عزیز
مجکو کہتا ہی بہت ساقی گلفام عزیز

چاہتی ہین جسی سچ ہی کہ وہ کرتا ہی گریز
بہاگا اوتنا ہی کیا جسقدر آرام عزیز

نقش یاقوت کی صورت نہ جدا ہو یارب
اسقدر ہو لب جانان کو مرا نام عزیز

سنا ہے ہی حسنِ خداداد کی امدادِ خدا
کیون نہ یوسف کو کری دورِ ایام عزیز

گر ذقن مجہسی چہپایا تو آنکہین ہی دکہا
سیب سے مجکو سوا ہین تری بادام عزیز

کیون نہ ہو تجہسی مجہی عشق عزیزِ دلہا
نام اللہ کا ہی ای بتِ خود کام عزیز

اس سرا سی تجہی کس سمت کو جانا ہی قبول
سوچ کچہہ اپنی اس آغاز کا انجام عزیز

بیمار ترا کیون نہ کری تجہسی بہلا ساز
تو رشکِ اطبا ہی ترا ساز دوا ساز

ہوتا نہ شب افروز کبہی نورِ جبین سے
تجہسی نہ کرتا اگر ای مہر لقا ساز

تیری نگہہِ ناز جو اک روز پڑی ہے
بس طبع اوسی روز سی کس کی ہی نا ساز

ای مہر کبہی پانوٗن مین پر بہی کہا کر
تا خاکِ قدم ڈہونڈکی لیجائین جلا ساز

یہہ حسن یہہ نور یہہ سجاوٹ یہہ ادائین
کہوٹی سی تری کیون نہ کری بادِ صبا ساز

ناساز ہوی طبع اگر جورِ فلک سے
فورًا وہین صحت ہی ہوی مجکو خدا ساز

بیمارِ محبت کو ہی کونین کی صحت
عیسی ہین شفاخانہ حیدر کی دوا ساز

دل غش مین ہی مطرب بسر اور کان ہین مشتاق
آفت ہی دل لگانا ہی کانونکو بلا ساز

شکل بنی ہین آکی بدل سبعۂ سیّارا ۔ گلشن کی لیے لائی ہی پہولون کا صبا ساز

وحشت ہی قبول اوسمین جکا پڑی بنی یادہ
پہر عاشقِ نالان سی ہو گیا اوسکو بہلا ساز

ردیف السّین

عیش و سرورِ خلق ہین رنج و محن کی پاس ۔ محفل خوشی کی بہی ہی اسی انجمن کی پاس

رخسار صاف ہین لبِ رنگین کی متصل ۔ دیکہو حلب کا شہر ہی شہرِ یمن کی پاس

ہوتا جو زورِ عشق تو کم زور ہوتی ہاتہ ۔ تیشہ پہونچ نہ سکتا سرِ کوہکن کی پاس

خالِ سیہ ہی آنکہہ مین پتلی کی متصل ۔ نافی کی پاس مشک ہی نافہ ہرن کی پاس

نزدیک کوئی یار گرا یاہی ضعف نے ۔ دم چڑہ گیا ہمارا پہونچکر وطن کی پاس

ای عندلیب آتشِ گل سی بھڑک نجا ۔ کیون آشیان بناتی ہی اپنا چمن کی پاس

یہہ چال ڈہال جانورونکو کہان نصیب ۔ کبکِ دری نہ ٹہرا تمہاری چلن کی پاس

لاکہون قبائین چاک ہوئین پر کیا نہ رحم ۔ بوئی وفا نہین ہی گل پیرہن کی پاس

کس کام کی وہ لفظ جو معنی سی دور ہون ۔ وہ کیا سخن جو پہونچی نہ اہلِ سخن کی پاس

آبِ بقا پہ خضر ہی کیا کام زاغ کا
جز سبزہ کوئی خال نہین ہی دہن کی پاس

اِک تشنگی مین ہا ہوی شیرین جان تہی
تہی خوب دوسری کی دوا کوہ کن کی پاس

ربطِ سیاہ کار و سیہ کار ہو گیا
دل ہی ہمیشہ زلفِ شکن در شکن کی پاس

ایسا عدو لباس کا وحشت نی کر دیا
تارِ نگہ ترا بہی نہ پہونچا بدن کی پاس

جانان کی ساتہہ دل مین رقیبونکا بہی ہی دہیان
مجلس کہی اور عشق ہی اس انجمن کی پاس

مطلوب کا پتا نہ کسی سی مجہی ملا
گہہ پہونچا شیخ پاس کبہی برہمن کی پاس

چشم و کمر کی یاد مین صحرا نورد ہون
گہہ چیتی پاس گرتا ہون گاہی ہرن کی پاس

سیراب جو ہوا وہ لہو تہوک کر موا
پانی ہی تیغ کا ترِی چاہِ ذقن کی پاس

موذی ہمیشہ باغِ جہان مین ہین بی ثمر
گو شاخ ہی مگر نہین پہل گرگدن کی پاس

عارض کی متصل مسی آلودہ لب نہین
ہین پہول یاسمن کی گلِ نارون کی پاس

نادان ہین جو دیتی ہین عارض سی ان کو مثال
خوشبو ہی پر یہہ رنگ کہان نسترن کی پاس

مدّاحیِ حسین سی ہون کی گناہ دور
ہوگا قبول حشر کو شاہِ زمن کی پاس

مرغِ دل یون نالہ کش تہا کاٹی کہاتا ہی قفس
جہٹکی گلشن مین گیا تو یاد آتا ہی قفس

کنجِ عزلت باعثِ جمعیتِ خاطر ہوا
اب چمن سی بہی سوا مجکو خوش آتا ہی قفس

کس خوشی سی صید کو تاہی وہ گل گلزار مین
دام جی سی اور دل سی مجکو بہاتا ہی قفس

عشقِ مژگان مین تہا ہی صید کی تسکین ہے
تیر ناوک چار جانب سی دکہاتا ہی قفس

تیر کہاتی کہاتی نالِ بلبلِ دل کراہ تہا
یاد اب اے سینۂ صد چاک آتا ہی قفس

بنتی ہین غنچ شبنم مین ساری تیلیان صبحِ نسیم
جب وہ گل ہار وسنی ای گلچین لیتا ہی قفس

وہ ہمای حسن ہوتا ہی نظرون سی نہان
گوشت میرا باز کی مانند کہاتا ہی قفس

گلشنِ دنیا مین وہ خوش زمزمہ طائر ہون مین
ہر کوئی میری تصور مین بناتا ہی قفس

طائرِ جان چہٹ کی سوی گلشنِ جنت گیا
آپ اب زیرِ زمین پہنسنی کو جاتا ہی قفس

روح کی جسم مین آسایش وہی کرتا ہی تن
ناز اپنی طائرِ جان کی اوٹہاتا ہی قفس

طائرِ جان چہٹ گیا تن قبر مین پہونچا قبول
خاک پر رکہنی کو اب وہ طفل لاتا ہی قفس

ردیف الشین

ہر سمت ہی ہمنی کی ہی دل آرام کی تلاش
پایا او سی تو ہی دلِ ناکام کی تلاش

بادِ صبا کی گہوڑی پہ اُڑتی ہین چار سُو
پہولونکو بہی ہی میری گل اندام کی تلاش

تیرا نشان ڈہونڈتی پہرتی ہی سبکی نگہہ
سبکے زبان کو ہی ترے نام کی تلاش

دن رات زلف و رُخ کی تصوّر مین ہم پہرے
ہر صبح جستجو رہی ہر شام کی تلاش

ناکام مین نہ ہوگا ملا وہ تو کیا حصول
اُس کام کی ہی او سن بتِ خود کام کی تلاش

صیّاد مین اسیر ہون زلفِ سیاہ مین
میری لیے عبث ہی تجہی دام کی تلاش

ساقی کی چشمِ مست پہ جبسی پڑی ہی نگہہ
شیشی سی کچہ غرض نہ مجہی جام کی تلاش

گیا جا لی قبر مین ہی میسر ہوا نہ ہو
دنیا مین دل کی بہت آرام کی تلاش

بلبل و ہزار اپنی عجب رنگ مین کٹے
عارض کی فکر زلفِ سیہ فام کی تلاش

جائیگی چشمِ یار سی خشکی دماغ سے
کیون ہی طبیب روغنِ بادام کی تلاش

آیا کہین نظر نہ وہ خورشید رو کبہی
او ہمنی اوسکی صبح سی تا شام کی تلاش

ہین ابتدا ہی عشق مین ہم طالبِ وصال
آغاز ہی مین ہی مجہی انجام کی تلاش

دل ڈہونڈتا ہی گیسوی پیچان کو ای مقبول

طائر کو اپنی رہتی ہی اب دام کی تلاش

ردیف الصاد

تمام سب بامِ فلک ہین اور ترا بام خاص
بخت ہین بیدار اسکی ہی آرام خاص

عمر مینی کی ہی فرصت نہین دیتا فلک
کیا ہماری واسطی ہی گردشِ ایام خاص

لعل و گوہر کیا عوض ہو سکی لب و دندان کی دو
فیض کرتی ہو تو میرا ہی یہی انعام خاص

خاص تو ہی سب حسینانِ زمانہ عام ہین
مشفق استاد کی اوپر ہین پیاری عام خاص

اپنا ساقی ساقیانِ دہر مین ہی منتخب
شیشو مین شیشہ ہی اک جامو مین وہ سب کا جام خاص

زلف پیچان مین الجھکر پھر نکل سکتا نہین
طائرِ دل کی پھنسانی کو ہی یہ دام خاص

خاص و عام اب مست پیتی ہین نہین قاضی کا ڈر
دختر رز منتخب ہے ساقی گلفام خاص

دل پھنسا زلفِ دلآویز صنم مین ای قبول
جیسی ہی بی مثل طائر اوس طرح یہ دام خاص

ردیف الضاد

دل نقض جمع ہو گل و ریحان سی کیا غرض
وہ گل نہ ہو تو سیرِ گلستان سی کیا غرض

وہ جامۂ بے جیب بغل میں ہی ای جنون | دامن سی کیا تا گریبان سی کیا غرض
کیا کام پھر خدا سی وہ نہیں ہیں جو سنگدل | دل میں نہ ہو جو در تو دربان سی کیا غرض
روزِ وصال ہی میں تصدق کرونگا جان | پھر کیون ڈرون غمِ شبِ ہجران سی کیا غرض
ہنسنی کی ہی جگہہ مری آنسو نکلتی ہین | ہون مردہ دل مجھی لبِ خندان سی کیا غرض
نظارہ زلف و رو و خطِ یار کا جو ہو | پھر ہمکو سنبل و گلِ ریحان سی کیا غرض
مجکو بہشت کوچۂ جانان ہی ای جنون | پھر تو ہی کہہ کہ کوہ و بیابان سی کیا غرض
ہم ہین اسیرِ چاہِ زنخدانِ بحرِ حسن | ای خضر ہمکو چشمۂ حیوان سی کیا غرض

بی حکم اوسکی گھر مین رسائی نہ ہوئیگی
پھر ای قبول منتِ دربان سی کیا غرض

ہی چشمِ مستِ ساقی گلفام سی غرض | شیشی سی کام ہی نہ مجھی جام سی غرض
دیکھون تمھاری رخ کو یہہ مطلب ہے صبح سے | گیسو دکھا ئیو مین سیہ فقط شام سی غرض
چھوڑا نہ ہمکو اور نہ باندھا رقیب کو | نکلی نہ کوئی زلفِ سیہ فام سی غرض
آنکھہ اپنی ہمسی پھیرلی اوس گل نی باغ مین | نرگس سی اب نہ کام نہ بادام سی غرض

صحرا سی پھر کی آئی تو آب کوچہ گرد ہین
نکلی کبھی نہ گردش ایّام سی غرض

عاشق کو تیری عرش وہی ہی جہان ہو تو
مطلب نہ تیری گھر سی کچھہ بام سی غرض

جیسی مُرا ہی دل بھی ای بُت قبول نی
رکھّی نہ ایکدم کبھی آرام سے غرض

ردیف الطّاء

اُلم شوق کیا کرین میری دیوان کی احتیاط
لڑکون سی ہو سکی نہ گلستان کی احتیاط

ای تُرک ترکش الیسی حفاظت نہ کر سکی
کی جیسی دل نی تیر کی پیکان کی احتیاط

غنچی اسی طرح جو کہلین گی بہار مین
ناصح نہ ہوگی ہمسی گریبان کی احتیاط

سینی مین ضبط کرنی سی دل ہو گیا کباب
کبتک کرون مین نالہ و افغان کی احتیاط

بادِ خزان بہی آتی ہی کر لی دی مجکو سیر
کبتک یہہ باغبان چمنستان کی احتیاط

ای غم سیاہ و تی انکہو نسی اب دل کو کر کی خون
کرتا ہی کون خانہ ویران کی احتیاط

مین پاؤن دیکھہ دیکھہ کی رکہتا ہون دشت مین
تلوون لی کی ہی خار بیابان کی احتیاط

عارض کی خط نی دی صفِ عُشّاق کو شکست
کی مورچون نی ملکِ سلیمان کی احتیاط

چاہِ ذقن کو سبزہ چھپاتا ہی ای قبول
کرتا ہی خضر چشمۂ حیوان کی احتیاط

مین اور پر فریفتہ ہون ای صنم غلط
تجھسی رقیب کہاتی ہین آکر قسم غلط

تیری سنی وہ پند و نصیحت جو ہو صحیح
ناصح مریضِ ہجر کا کیونکر ہو غم غلط

حرفِ دروغ چاک نہ کیونکر کری زبان
زلفون کو مشک لکھہ گیا اپنا قلم غلط

تجھسی امید وصل تھی آخر ہوا وصال
اب ہوگیا صحیح کہ سمجھی تھی ہم غلط

ای شاہِ حسن زیبِ نگین ہی تری جہان
رہتا ہی سکۂ اور کا دل پہ درم غلط

جیتی ہی کمر کو تری دیکھکر رقیب
مشہور ہی یہہ جادۂ ملکِ عدم غلط

سیر اسی ایکدن کیا اپنا حلقِ خشک
سمجھی تھی ابِ تیغ کو ابرِ کرم غلط

دل مین مدام جلوہ بتون کا ہی ای قبول
زہاد اسکو کہتی ہین بیت الحرم غلط

ردیف الظاء

کیون نہ ہو تجھہ یارِ پُرفن کا لحاظ
ہمکو ہی ای دوست دشمن کا لحاظ

کس طرح چہپاؤن تجہی ہون باحیا
آنکہہ کو ہی چشمِ روزن کا لحاظ

چرخِ چارم سی نہ آگی بڑہ سکے
کیون کیا عیسی نی سوزن کا لحاظ

ہو خوشی تو یا کہ غم بہی ہی ضرور
چاہیی ہی دوست دشمن کا لحاظ

طور کا شعلہ نہ چمکا اب سے کبہی
ہی یہہ تیری روی روشن کا لحاظ

خط نہین پڑتا ہی قاتل کو ہی رنج
تیغ کو ہی میری گردن کا لحاظ

سرمہ کرتا ایک ٹکر مین مگر
سر کو ہی سنگِ فلاخن کا لحاظ

جیتی جی سیکر نہ ای بت قدر کچہ
ہی عبث اب سنگِ مدفن کا لحاظ

دشت مین حاضر ہون جان و مال سی
ہی سپہہ ہمرہ کو رہزن کا لحاظ

کیون نہ چہیدی نوکِ غم دل کو مدام
خار کب کرتا ہی دامن کا لحاظ

منہہ رقیبون کو نہ اب دکہلائیی
کچہہ تو کیجی اپنی جوبن کا لحاظ

وہ پری ڈر کر نہ آیا قبر پر
ہی مری تعویذ مدفن کا لحاظ

بس لپٹ اتنا نہ ای خاکِ قبول
کچہہ تو کر جانان کی توسن کا لحاظ

ردیف العین

سمجھہ بیوفا کی عشق مین کیا ٹھہری پای شمع
تا صبح تو ہنسا کری آنسو بہا کی شمع

محفل سی ہمتو دور ہون اور بار پای شمع
پھر کیون نہ اس فروغ سی ہمکو جلای شمع

دلسوز زندگی مین مرا کون تہا بھلا
جو بعدِ مرگ قبر پہ آکر جلای شمع

تا صبح تیری عشق مین جل کر فنا ہوی
کیا مستقل تہا راہِ محبت مین پای شمع

محفل مین شب کو پایا جب اوسکا چہرہ گیا
پھیکی ہوی ہی ساق کی آگی صفای شمع

ایسا جلایا عشق نی مجھکو کہ بعدِ مرگ
نخل آگ کا اُگا ہی لحد پر بجای شمع

ای گل ترا وہ نور ہی جسکا نہین ہی مثل
گُل ہو جو تیری سامنی محفل مین آئی شمع

عشاق تیری شبکو سب آپ مین کہتی ہین
پروانی ساری جمع ہین خالی ہی جای شمع

کس طور سی شعلۂ عشق اوسکا دور ہو
کس طرح روی یار کو دل سی بھلای شمع

پاہی بان بہی اور حرکت بہی نہ بان کو ہی
افسانہ کچھ تو سوزشِ دل کا سنای شمع

دیکھی جو تجھکو اتنا کہان نور آنکھ مین
ایسا کہان سی رشتۂ نظارہ پای شمع

بی بال و پر ہون پھرتا ہون پریون مین اوسکی گرد
پروانہ اس طرح نہ کبہی ہو فدای شمع

پروانہ کی کبھی مرنی جلنی کی شمع رو
پروانی کی لیی ہی سحر تک جلی ہی شمع

وہ گل جو آی ناز سی خاکِ قبول پر
گل پھینکدی لحد سی اٹھا کر بجھا ی شمع

ردیف الغین

شام سی تا صبح جلتی ہین جو یہہ گھر گھر چراغ
ہی نمونہ میری داغِ دل کا جانا ہر چراغ

نور کا چہری کی پروانہ ہنی ای شمع رو
ای اگر کر رو برو تیری جو پائی پر چراغ

مِٹ گیا داغِ جگر گیسوی جانان دیکھہ
سامنی کالی کی روشن رہ سکی کیونکر چراغ

جب شبِ تاریک مین آتا ہی میری گھر وہ ماہ
ٹوٹ کر آتی ہین وہ کہلانی اوسی اختر چراغ

تو نہ لایا پہول تربت پر مری وہ شمع رو
گل چڑہاتا ہی لحد پہ صبح تک جلکر چراغ

شمعِ رخ سی آنکھہ ملتی ہی ضیا حاصل ہوی
بتّی ہتی تارِ نظر کی اور چشمِ تر چراغ

ہی فتیلہ عکسِ رخ سی ساقیا موجِ سراب
ہر حبابِ می ہی شعلہ اور ہر اک ساغر چراغ

شب کو مین جو یہہ سمجہا گہر میری آیا ہی وہ
ڈہونڈتا ہون ہر طرف خورشید کو لیکر چراغ

لختِ دل ہین دو طرف مژگان کی جاری ہین اشک
جلتی ہین اس نہر کی دونون کنارو پر چراغ

داغِ دل کا آہِ سوزاں کی سبب سے ہی فروغ
کون کہتا ہی کہ گل کر دیتی ہی صرصر چراغ

جسکی آنکھوں کا ہوں کشتہ اوسنے آکر قبر پر
روغنِ بادام سے روشن کیا بھر کر چراغ

داغِ غم ہی مشتعل دل میں مدام ای بیوفا
رہتا ہی اس گھر میں روشن رات بھر دن بھر چراغ

شبکو بھی راہِ عدم روشن ہی عاشق کی لیے
ہی تری تیغِ درخشاں کا ہر اک جوہر چراغ

ہی مئے اشعلی سی روشن ہی کفِ ساقی میں آج
ہر خطِ ساغر فتیلہ ہی ہر اک ساغر چراغ

قبر میں مارِ سیاہِ زلف کا آیا جو دھیان
گل ہوے ہی میری لحد کی دفعتہ یکسر چراغ

جسم میرا جلنی لگتا ہی فتیلی کی طرح
ہاتھ سی اپنی جلاتا ہوں جو میں لاغر چراغ

ای صنم رخسارِ آتش رنگ کا کیا نور ہی
بن گیا ہی کان کی لو میں ہر اک گوہر چراغ

صبح آئینہ دکھاتا ہی اوسکو آفتاب
شبکو محفل میں جلاتا ہی مہِ انور چراغ

روئی روئی یادِ رخ میں دیکھتا ہوں جب اوسے
صاف دکھلاتا ہی مجھ سودائی کو نشتر چراغ

عشقِ عارض نی سراپا نور کر ڈالا مجھے
داغِ سودا ہی ہر اک مجھ زار کی تن پر چراغ

نور تیری کان کی لو کا مجھے آتا ہی یاد
رات کو کیا ہی جلاتا ہی مجھے جلکر چراغ

شبکو مضموں ڈھونڈہی رخ کا جو نکلی میری فکر
آگی آگی ہو دکھانیکو مہِ انور چراغ

کیون ہو تاریکی کا غم مجکو تہِ خاک ای قبول
قبر مین ہوگا مری نورِ رخِ حیدر چراغ

ردیف الفای

تو آئینی کی شکل ہی اپنا غبار صاف
ہم مرمٹی مگر نہ ہوا ہم سی یار صاف

غربت مین گو کوئی نہین جاروبکش مگر
آجاتی ہی نسیم ہمارا مزار صاف

آمد جو یار کی مری گھر کی طرف ہی آج
پلکون سی اپنی کرتا ہون مین رہگذار صاف

کب ہین یہہ ماہ و مہر مری یار کو فلک
دو آئینی دکہاتا ہی لیل و نہار صاف

اوس سیمتن کی سینی کا اللہ ری فروغ
بس موتیونکا ہار ہی بیلی کا ہار صاف

آئینہ دل ہی مین مگر ایسا ہون بدنصیب
دشمن تو کیا کبھی نہ ہوئی دوستدار صاف

اوس مہوش نی ہاتہہ مین جب لیلیا ستار
خطِ شعاع بنگیا ایک ایک تار صاف

دل اوسکا جیسی شیشۂ ساعت کی شکل سی
ہوئی نہ دیگا یہہ فلکِ پرغبار صاف

لغزش ہزار جا ہوئی پائی نگاہ کو
کیا گال تونی پائی ہین ای گلعذار صاف

اون گیسوونکی پیچ مین ای دل نہ آئیو
افعی کسی سی ہوتی ہی نہین زینہار صاف

شعلہ مری جلانی کو حسن اوس کا بن گیا
ہین نور سی طور تو وہ ہو جای نار صاف

خط چہری پر ہے نگاہ آنکھون کی سامنی
آہو کرینگی سب یہہ ترا سبزہ زار صاف

تیغ نگاہِ یار کو تشبیہ کس سی دون
تلوار ایسی کونسی ہی آبدار صاف

دانتون تلک جب پہونچی تصدق کو ای صنم
دعولی ہوی چمک کی در شاہوار صاف

کیونکر قبول نکلی کدورت جہان کی
جہسی کبہی نہ ہو گا غرض روزگار صاف

ردیف القاف

مسیح سی بہی حاصل ہوی دوای فراق
عجب بلا مین پہنسا ہی یہہ مبتلای فراق

الہی دل نہ کسیکا ہو آشنای فراق
بجز رقیب کسیکو نہ منہہ دکہای فراق

وصال یار میسر ہو اور جای فراق
وہ ایسا آکی لِی منہہ نہ پہر دکہای فراق

ہوا ہی وصل کہ جاتی ہی جان بہی میری
دل و جگر کا لہو ہو چکا غذای فراق

تمام دن ہو اوس بہروش سی وصل تو کیا
شب فراق لیی آتی ہی بلای فراق

سحر قریب ہی اور قصہ ہجر کا ہی طویل
شب وصال مین پوچہو نہ ماجرای فراق

مجھی وصال سی ہی عشق دی یہہ میسر اتہا
فراق جاے گا وسی پاس جسکو بہائی فراق

شبِ وصال مین ہی چین سی سویا مین
سحر کی یاد مین لب پر رہا کہ ہای فراق

فراق پاس نہ پہٹکی بغیرِ وصلِ صنم
الٰہی وصلِ صنم سیکھہ لی وفا سی فراق

لہو بہایا ہی فرقت نی میری آنکھون سی
بغیرِ وصل کی دی کون خون بہای فراق

الٰہی ہجر کا مین درد سہہ نہین سکتا
لعین بانی کی رنج و الم سوای فراق

گمان صورِ سرافیل کا سے یقینی ہو
ستاون خلقِ خدا کو جو نا اٹہای فراق

سکہا دیا مجھی سب گوشت کہا لیا میرا
اُسی طرح سی ہوی کم نہ اشتہای فراق

قبول ساحلِ وصلت پہ کون پہونچا دی
غریقِ سیلِ فنا ہین سب آشنای فراق

ردیف الکاف

اُٹھہ سکی دل سی یہہ کوہِ غمِ جانان کبتک
متحمل غمِ سنگین کا ہو انسان کبتک

دستِ وحشت مین ہی میر اگریبان کبتک
ای جنون قطع کرون دشت کا دامان کبتک

دیکھیی وصل میسر ہو کہ ہو جای وصال
دل مین کہٹکی گا مری ہجر کا پیکان کبتک

دستِ وحشت مین تو ہردم ہی زیادہ قوت
دیکھون تو سیتی ہین احباب گریبان کبتک

زمزمی کیونکر کرون گل ہی ہی گلزار رہی
رہی خاموش بھلا مرغِ خوش الحان کبتک

بس نہا یہ وہ نہ دکہا شکل اسی ای آئینہ رُو
رہی آئینہ ترِی شکل کا حیران کبتک

دِل مین جو کچھ کہ مِرے تہا وہ زبان تک پہونچا
عشق کا راز ہویدا ای سی پنہان کبتک

رُوح ہوتی ہی رہا صدمۂ تاریکی سی
مجھسی آباد رہی گوشۂ زندان کبتک

نہ وہ دکھلائیگا چہرہ نہ تہمین گی آنسو
دیکھی رہتی ہین آنکھین مری گریان کبتک

دیکھون کبتک تِری کوچی سی نکلتا ہی رقیب
دیکھون فردوس مین رہتا ہی شیطان کبتک

رُخِ پر نور کسی شب تجھی دکہا دی آکر
داغ دیگا مجھی تو ای مہِ تابان کبتک

خواب آیا ادہر اسکو ادہر اندر ہون مین
در پہ ہشیار رہیگا تِرا دربان کبتک

کسی دن آکی تو پامال کر ای شاہسوار
منتظر تیری رہی خاکِ شہیدان کبتک

کبتک ای راحتِ جان خشک مِرا جسم رہے
تر رہی آنسوؤن سی گوشۂ دامان کبتک

ای فلک آج تو گھر مین وہ مِری ہو مہمان
دل مین مہمان ہین حسرت و ارمان کبتک

کبھی زنجیر مین ہنستا ہون کبھی زندان مین
پیچ مین کہینچیگی اب کاکلِ پیچان کبتک

سختیِ دہر کا رکہہ دہیان حریصِ نعمت
چشم پر کہینچیگا وہین مین تیغِ دندان کبتک

اپنی کوچی مین جگہہ مجکو بہی دی تہوڑ یسی
مین پریشان پہرون اپنی زلفِ پریشان کبتک

کبتلک برق تبسم کا رہیگا مجہی دہیان
لہو رلوائینگی مجکو ترے دندان کبتک

تنکی چنوائینگی کبتک مجہی ای وحشتِ عشق
کہینچون تلوون سی بہلا خارِ بیابان کبتک

ابتو اس عشق کی منزل مین قدم مار آہی
دیکہون تو طی نہین ہوتا یہہ بیابان کبتک

اندنون دو غزلین کہتا ہون سہر نو بقول
جمع ہوتا ہی مگر دیکہی دیوان کبتک

جو ظلم و ستم چاہو کرو شوق سی تم تک
معشوق کی سب ناز ہین عاشق ہی کی دم تک

سمجہین سفرِ دور و دراز اسکو نہ سالک
اک چشمِ زدن مین گئی ہم ملکِ عدم تک

تہوڑا ہی لکہون درد تو کہس جاتا ہی خامہ
پہونچیگا کبہی حال ہمارا نہ رقم تک

محنت مین ریاضت مین کٹی عمر مگر حیف
اللہ تلک کیا کبہی پہونچا نہ صنم تک

اللہ ری سیاہی کہ تہکی ڈہونڈہ کی ستاع
اوصاف تری زلف کی پہونچی نہ قلم تک

ہم ضعف سی پہونچینگی نہ کوچی مین تمہاری
تم پہر خدا آوو کسی روز تو ہم تک

کیا رتبہ بڑا اور بڑا طائر دل کیا — اوس بت لی تو چھوڑا نہ کوئی مرغ حرم تک

جو زہر کا خوگر ہو وہی اوسکی دوا ہے — مین تشنہ ہون ای یار تری درد و الم تک

ہیہات کہ محروم چلی پاس سی تیری — بوسہ تو کہان ہاتھ بھی پہونچا نہ قدم تک

افسوس ہوا مین نہ اوہر کا نہ اودہر کا — کعبی سی پہر آیا ہی تو پہونچا نہ صنم تک

فرقت مین تری خاین کیونکہ ہو دوا ہے — تاثیر دکہاتا نہین اب تو ہمی سم تک

تیرا کسی گلشن مین پتا پایا نہ ای گل — پہر آیا تجسس مین تری باغ ارم تک

اب کوئی گدا لی نہ اوسی کوڑیونکی مول — توقیر جو کچھ جام کی تہی ہو گئی جم تک

تہی مجہہ پہ ہمیشہ نظر لطف و ترحم
افسوس قبول نہین کرتا وہ ستم تک

تو نہین دل مین تو پہر ہی دل ویران تاریک — کعبہ بی شمع کی کیونکہ نہ ہو جانان تاریک

نور الفت کہین پاتا نہین اب نام کو ہی — ہو گیا حیف دل گبر و مسلمان تاریک

آفتاب رخ روشن کی ندہو تو بچون — خفقان ہی مجہی اور گنبد گردان تاریک

شمع رخسار سی بخش اپنی شہیدونکو فروغ — ہا ہر وہی بہت اب گور غریبان تاریک

برق کی طرح چمک جاتی ہی زنجیرِ سیاہ ۔۔۔ تیری وحشی کا یہہ ہی خانۂ زندان تاریک

رات دن ہی جو تصور مین تِری زلفِ سیاہ ۔۔۔ نظر آتا ہی مجہی عالمِ امکان تاریک

دود پیچان سی سینہ جو بنا شعلۂ داغ ۔۔۔ سخت یہہ مُلکِ عدم کا ہی بیابان تاریک

گیسوِ یار کی الفت نے رُلایا ایسا ۔۔۔ مثلِ پُتلی کی ہُوی دیدۂ گریان تاریک

دودِ آہِ دلِ عشاق یہہ لایا ہی بلا ۔۔۔ اور بہی ہوگئی وہ زلفِ پریشان تاریک

طالبِ آبِ بقا ہو کی نہ کہو نورِ فنا ۔۔۔ ہی نہایت ہی رہِ چشمۂ حیوان تاریک

مخزنِ معنیِ روشن یہہ بلاشک ہی قبول
کس طرح سی ہو دلِ مردِ سخندان تاریک

زندگی مین میری کب کی تہی تِرے توسن سی لاگ ۔۔۔ روندتا ہی کبہی اسکی یہی مدفن سی لاگ

ای پری جیسی مجہ کو تِری زندان سی اُنس ۔۔۔ دشمنِ صحرا ہوا ہون ہی مجہی گلشن سی لاگ

آ کے قاتل کہین قصّہ یہہ فیصل ہو چکی ۔۔۔ لگ رہی تیغ اوسکی رکھتی ہی مِری گردن سی لاگ

حسنِ عالمگیر کا دشمن خود نما ہی ناصحا ۔۔۔ پہونچی کب منزل پہ گر رہبر رکہی رہزن سی لاگ

دشتِ الفت مین کہا ہی پاؤن جیسی کی خار ۔۔۔ ہوگئی ہی پنجۂ وحشت سی اس دامن سی لاگ

تیرِ مژگان سی جگر چہد جائیگا اپنا ضرور
اب لہو تہکو اتیگی چشمِ بُتِ پُرفن سی لاگ

جا بہی گان آنکہہ ہیر کہتا ہون کانٹی دشت مین
دوست کیا مین تو کبہی کہتا نہین دشمن سی لاگ

سب لہو میرا پیا پر یہہ نکلتی ہی نہین
کیا تری تیرونکو ہی ای تُرک میری تن سی لاگ

یہہ بہا کرتا ہی اور وہ بند رہتا ہی مدام
دیدۂ گریان کو ہی دیوار کی روزن سی لاگ

گریہ کی تاثیر ہی روتا گیا مین جسقدر
اور بہی بڑہتی گئی اوسکو مری شیون سی لاگ

کیون رقیبِ مردل جہہ سخت جانکاہی عدو
فتح کب ہو موم کی رکہی گر آہن سی لاگ

عشق اوس زلفِ سیہ کا ہی دلِ پُرداغ کو
ہم نہ مانین گی کہ ہی طاؤس کو ناگن سی لاگ

سختیان سہہ سہہ کی تہہر ہوگیا آخر قبول
میری دل کو کیون ہوی تہی اوس بتِ پُرفن سی لاگ

بہڑکی ہی دل مین عشقِ بُتِ گلبدن سی آگ
نکلی نکیون ہر ایک سخن ہر دہن سی آگ

اوس مہوش نی رقص مین جب کی ہین گرمیان
ہلتی مین پائچونکی جہڑی ہی کرن سی آگ

برقِ نگاہِ یار نی گلشن جلا دیا
ملتی ہی اب ثمر کی عوض مین چمن سی آگ

اوس شعلہ رو کا عشق تہا ملکِ عدم مین بہی
ہمراہ اپنی لائی ہم اپنی وطن سی آگ

دوزخ کو بھول جاوگی ای منکر و نکیر
نکلی گی عشق کی جو ہماری کفن سی آگ

پیدا ہی آہن گر کی کوئی عاشق ای صنم
سرخی جو ہی نکلتی ہی چاہِ ذقن سی آگ

وہ سنگدل ہی جسمین نشانہ ہی ہون تو کیا
ہرگز نہ نکلی گی دلِ ناوک فگن سی آگ

خاکِ سیہ جلا کی کیا عشقِ زلف نی
ہمکو ملی ہی مشک کی بدلی ختن سی آگ

ہر سروِ باغ سروِ چراغان بنا دیا
بھڑکی جو عشقِ رخ مین گلِ یاسمن سی آگ

یون ہی بسا جو اسمین دلِ گرم ای پری
نکلی گی تیری زلف کی اک اک شکن سی آگ

دندان و لب کو تیری ملی کیون نہ ای صنم
دُرِّ عدن سی آب عقیقِ یمن سی آگ

نارِ سقر کا حشر مین کیا خوف ای مقبول
تو سون رہی گی ذاکرِ شاہِ زمن سی آگ

وحشی ہی اندنون مین ترا ای نگار تنگ
دستِ جنون کشادہ ہی فصلِ بہار تنگ

ڈھونڈا بہت ملا نہ وہ بوسی کی واسطی
مین تنگ دہن سی تنگ ہوا جیسی یار تنگ

سمٹی نہ مین گرہ سی اسس درجہ آبلی
تلوونمین میری ہو گئی جنگل کی خار تنگ

خوشبو مین کم نہین گلِ شاداب سی کبھی
غنچی سی ہی سوا دہنِ گلعذار تنگ

مجھسی وہ گل شگفتہ رہا جیتی جی مدام — گزرا نہ میری بعد اوسی ای غبار تنگ

امیدوار چشمِ عنایت ہین گاہ گاہ — مثلِ دہن نگاہ نکر ای نگار تنگ

عشقِ وہان تنگ سے وحشت ہی اسقدر — صحرا مین پھر رہا ہون ہوا ہی دیار تنگ

دن رات نالہ کش ہون جو فرقت کی آگ مین — اب ہین تری مریض سی اغیار و یار تنگ

گزرا نہ بعد مرگ دہن یاد ای قبول — دونو فشار ہوگا جو ہوگا مزار تنگ

ردیف اللام

ابرو کی یاد مین ہی ترا ناتوان ہلال — دکھلا دی مجکو عید کا ای جانِ جان ہلال

اللہ ری نور ہاتھ مین لیتا ہی جب وہ ترک — بنتا ہی تیر خطِ شعاعی کمان ہلال

مئ مجکو دی کنارۂ جامِ شکستہ سے — ساقی صیام کا نہ ہو ہو عیان ہلال

ابرو تری نظر جو نہین آئی تین دن — نکلا فلک پہ ہو کی بہت ناتوان ہلال

اوس مہوش کی عشق نی بخشی ہی یہہ صفا — ہی بدرِ دل کی جا عوضِ استخوان ہلال

قربان سب ہین ابروِ خمدارِ یار پہ — محراب طاق نیمچہ خنجر کمان ہلال

عارض کا دل میں دھیان ہی ابرو پہ ہی نگاہ — کیا سحر ہی کہ بدر نہان ہی عیان ہلال

دل میں خلش ہی ناخنِ جانان کی یاد سی — دیکھا ہی جبسی عید کا ای آسمان ہلال

سوگند لو جو دیکھا ہو ابرو کی عشق مین — آزردہ مجھسی کیون ہی کہان میں کہان ہلال

گھوڑا ترا فلک ہی تو پنجہ ہر ایک مہر — پھر کیون نہ ہو رکاب مین تیری روان ہلال

ای ماہ تو اشارہ ابرو سی گر دکھای — ہو جای زخم کھا کی وہین خونچکان ہلال

جب کھینچتا ہون اوس مہ کامل کی یاد مین — بنتا ہی سیری آہ رسا کا دھوان ہلال

چڑھ بیٹھنیکو تیری قصرِ معلی پہ ہی ضرور — اسواسطی لگائی ہی یہہ نردبان ہلال

بن جای بدر عارضِ تابان کی عکس سی — ای چرخ پیر دیکھی جو وہ نوجوان ہلال

چہرہ ہی خال و ابرو و عارض سی شکل چرخ — دو مہر اک سہیل ہی اور دو یہان ہلال

دیکھین منجم ابرو و عارض تو یون کہین — پاتا ہی آفتاب سی بالا مکان ہلال

ای ماہ تجھسی بوسہ ابرو طلب کری — پائی اگر کلام کی خاطر زبان ہلال

ہمسر رکاب توسنِ جانان کا مین ہی ہون — یہہ وہم ہی نہ کیجیو ای بدگمان ہلال

تشبیہ تیری عارض و ابرو کو کس سی دون — بی اعتبار بدر ہی اور بی نشان ہلال

عاشق ہلالِ خالِ رخِ سرخ کار ہا | کیونکر نہ پائی باغِ جنان مین مکان ہلال

لکھی ہین وصفِ ناخنِ جانان قبول نی
ہر مصرعِ غزل نہ سمجھہ ہی عیان ہلال

خالی کبھی نہ جائیگا ہر بار کا خیال | کھینچیگا دار پر قدِ دلدار کا خیال

آتا نہین وہ اسکو عیادت کی بھی لیی | بس ہوچکا مسیح کو بیمار کا خیال

گلشن مین گل کی پاس ہون خارکس طرح | ہی دل مین ساتھہ یار کی اغیار کا خیال

چھوٹی ہم اوسکی یاد مین اسلام و کفر سی | تسبیح کا ہی دھیان نہ زنار کا خیال

اب خواب مین بھی شب نظر آتی نہین کبھی | خورشید بنگیا تری رخسار کا خیال

دلبر کو دھیان اب مری دل کا ذرا نہین | خواب اوسکو ہوگیا دلِ بیدار کا خیال

ہو مجھہ ضعیف کا اوسی کیا دھیان ای قبول
ہوتا نہین ہی گل کو کبھی خار کا خیال

ردیف المیم

ہوش مین آئی تو اک روز ضرور آئینگی ہم | پائی ہین داغ جو تمسی وہ دکھا جائینگی ہم

داغ دل گو کہ نشانی ہی مگر سینی پہ
جھلا اوس گل کا جو پائینگی تو گل کھائینگی ہم

خواب مین بوسہ لیا ہی حجر الاسود کا
شرم سی سامنی اوس بت کی نہ اب جائینگی ہم

وہ جو آجائیگا تو ہوش نہین رہنی کی
آپ گم ہونگی کسی دن جو اوسی پائینگی ہم

ای فلک ہم ہی بلانوش ہین گر تو ہی سخی
جسقدر غم ہمین کھلوائیگا تو کھائینگی ہم

غنچی کھلتی ہین تو کہتی ہین بآواز حزین
ای صبا حیف ابہی ہو لی ابہی مرجھائینگی ہم

نہین ملنی کی رقیبون سی مگر اسکی سوا
جو کہو گی ہمین ای جان بجا لائینگی ہم

خط ملائیگا غیرون سی یقین ہی ہمکو
ہاتہہ مل کر تری آگی سی چلی آئینگی ہم

دیکھتی ہی مجھی محفل مین پکارا وہ صنم
پاس تو آکی جو بیٹھیگا تو اٹھہ جائینگی ہم

ہو گا حسن اوسکا سوا عشق جلائیگا ہمین
شعلی بھڑکین گی اودہر داغ ادہر کھائینگی ہم

دل نالان مجھی سینی سی یہہ دیتا ہی صدا
نالہ روکو گی اگر تم تو نکل آئینگی ہم

ہین وہ افتادہ کہ کوچی سی نہ اٹھینگی تری
صورت نقش قدم دیکھیو مٹ جائینگی ہم

یار نی اور کی کوچی مین اگر دیکھ لیا
شق زمین ہوگی **قبول** اور سما جائینگی ہم

بھلا ای باغبان ایسی کہان شان گل و شبنم
فدا روی عرق آلود پر جان گل و شبنم

رخ اوسکا مہر ہر قطرہ پسینی کا ستارہ ہے
ندلی ای باغبان دونوں پہ بہتان گل و شبنم

نظر آتی ہی دونو نکیطرف یہہ اوڑکی جاتی ہین
آ ہی خورشید روی یار جانان گل و شبنم

نہین ہٹتا کسی کا حسن دو دن باغ عالم مین
یہہ تنگ نور کو لی دم ہی مہمان گل و شبنم

مرض دونیکا اوسکو ہی پریشانی کا دکہہ اسکو
لب و دندان کہاد ہی ہی یہہ ران گل و شبنم

ز اسمین ہی صفا ہی گوہر پر نور و اسمین ہے
ازل کی باغبان نی بہرلی خوان گل و شبنم

زبان رخ گل ہی نور مین شبنم در دندان
دہن گویا ترا اسی جا بن ہی کان گل و شبنم

خط گلچین کا اسکو صبحدم خورشید کا اوسکو
بھلا پہر وصل مین کیا نکلیں ارمان گل و شبنم

نچہاور زر کیا اسنی تصدق در کیی اوسنی
ہوا اسیر گلخندان جو مہمان گل و شبنم

تری روی عرق آلود کی الفت مین ہین محبوس
نہین صحن گلستان ہی یہہ زندان گل و شبنم

چہپا معشوق کو بلبل اڑالی دست گلچین سی
نہ دیکہی کی گلچین جسم عریان گل و شبنم

نہ رنگت گلمین ہی اب اور نہ شبنم مین چمک وہ گل
لب و دندان کہا کر لیگیا جان گل و شبنم

خزان مین نالہ کش ہین بلبلین خورشید سر عریان
چمن مین جمع ہین سب فاتحہ خوان گل و شبنم

ورق برگ و رگِ گل سطرین ہین اسی مصحفِ عارض — ہی تیری یاد مین بستان و بستانِ گل و شبنم

زبان سیر با وس ستی نکہہ ہی سیر اسکی جلوے سے — نکیون ہو بلبل شیدا ثنا خوانِ گل و شبنم

بہارِ عارض و دندانِ جانان مجکو دکھلا دی — جہاکی باغ مین مجہپر ہی احسانِ گل و شبنم

نہ کچہہ گلچین کا خطرہ ہو نہ ہو خورشید کی دہشت — جو ہون بلبل کی مشت پر نگہبانِ گل و شبنم

ہنسا جو ایکدم وہ شام سی تا صبح روتا ہے — سُنین سب گوشِ عبرت سی فرمانِ گل و شبنم

سخن مین پہول جہڑتی ہین ہنسی مین جلوۂ دندان — دہن غنچہ ہی جانان پر یہ ہی کانِ گل و شبنم

پڑی ہین داغِ دل مین آبلی فرقت کی آتش سی — ترے قیدی کا خود سینہ ہی زندانِ گل و شبنم

ترقی آتشین داغون کی اور اشکونکی ہر دم ہے — خلیل و نوح دیکہین آکی طوفانِ گل و شبنم

نگہبان سی حسینونکو غرض کچہہ ہی نکچہہ گہری — نہ دیکہا کبہی ہنسی نہ دربانِ گل و شبنم

نکیونکر روکی پہر تا صبحدم مین سیرِ گلشن سی — نظر آیا مجہی حالِ پریشانِ گل و شبنم

نکیون نالی کری بلبل کہ ہو وہ دور پہلو سے — مقامِ رشک ہی افسوس دامانِ گل و شبنم

قبول آئی خزان خورشید مشرق سی آتا ہی
نہ ہو اس بی ثباتی پر ثنا خوانِ گل و شبنم

دہن سخن سی ہویدا ہی پر نہین معلوم
کمر یہ وال ہی پتا مگر نہین معلوم

چھپا ہی شرم سی تجھ داغ ہم جو سینہ دکھاتین
ہمارا داغ تجھی ای قمر نہین معلوم

عجب طلسم دکھایا ہی ناوک افگن نے
نشان تیر عیان ہی جگر نہین معلوم

سنی ہی اوسکی زبان سی کبھی کبھی دشنام
دہن کی ہمکو خبر ہی کمر نہین معلوم

اکیلا چھوڑ کی اس خاکدان وحشت مین
کدہر چلی گئی سب ہمسفر نہین معلوم

کمر کھلی تو نہ آیا نظر دہن ہمکو
دہن دکھائی دیا تو کمر نہین معلوم

بدن تمام مرا خشک ہے اور انکھین تر
جہان کا بھی کچھ خشک و تر نہین معلوم

یہہ ہجر یار مین بیہوش ہو رہا ہون مین
کدہر گیا ہی مرا نامہ بر نہین معلوم

شب فراق مین عارض کا بندہ گیا ہی خیال
سحر ہوئی ہی یا اور سحر نہین معلوم

کہانکی دانت دہن بہی نظر نہین آتا
کدہر گیا ابھی درج گہر نہین معلوم

نہ انتہا کبھی پاؤ گا عشق جانان کی
وہ مبتدا ہی یہہ جسکی خبر نہین معلوم

ہمارے گل کا اگر مشتری ہر اک گل ہے
گرہ مین باندہا ہی کیون سب نے زر نہین معلوم

ہوا ہی گل مین نیا ای چمن سی بو بی وفا
کدہر کو اڑ گئی بلبل کی پر نہین معلوم

بہشت بہی ہی مُہیّا ہی کوی جانان بہی	کدہر کو روح کریگی سفر نہین معلوم
بلا بدن کو گلِ زخم اور خبر نہ ہوی	جُدا بدن سی ہوا سر مگر نہین معلوم

بہیگا آنکہہ سی پانی نہ سونگہہ دامنِ یار
قبول کیا تجہی گل کا اثر نہین معلوم

بہولین وسی کبہی نہ گوارا کرین گی ہم	مرکر بہی یار یار پکارا کرین گی ہم
تعریف پر بگرتی ہین اتنو سی گلی لگو	پہر ذکر حُسن بہی نہ تمہارا کرین گی ہم
فصلِ بہار آتی ہی جیب جنون سی لیتی	دیگا خدا لباس تو پارا کرین گی ہم
دانتون کی یاد مین نہ تہمین گی ہمارے اشک	بحرین سی کبہی نہ کنارا کرین گی ہم
جل بہن کی خاک ہونگی جہنم سبہی عطا	گر آہ کا بلند شرارا کرین گی ہم
ہمسی اگر رقیب کو مارا نہ جائیگا	نعرے تمہاری سامنی مارا کرین گی ہم
صیّاد لیچلا ہمین گلشن سی ای گلو	اب مثلِ بو گُزر نہ دوبارا کرین گی ہم
طاقت نہین ہی آہ کی بستر سی اوٹہہ چکی	اتنو عصا نہین کہ سہارا کرین گی ہم
کانٹو نہ جستجو مین پہرین گی برہنہ پا	یوسف کو قافلون مین پکارا کرین گی ہم

تو چہ ترا نہ چہوٹیگا گر خاک ہو گئے ہوئے
سرصر کی ساتھ ساتھ گذارا کرینگی ہم

پوچھی گا حشر مین جو خدا چاہتا ہی کیا
آنکھوںسی تیری سمت اشارا کرینگی ہم

ای جان وحشت اور بھی ہوگی فنا کی بعد
سر کو لحد کی تختون سی مارا کرینگی ہم

آمد ہی اوس حسین کی اوکوچ روح کا
آنکھوں مین دم رہا تو نظارا کرینگی ہم

دل ہی نکال ڈالین گی پہلو کو چیر کر
اب اپنی دردِ دل کا یہہ چارا کرینگی ہم

قطعہ

پریان کرینگی حسن مین گر تجہسی ہمسری
ای رشک حور یہہ نہ گوارا کرینگی ہم

شیشی مین روز ایک پری کو اوتار کر
شیشہ پری کا تجہہ پہ اوتارا کرینگی ہم

پہونچا تہا ہاتھ سینۂ جانان تک ای قبول
اب ہاتھ اپنی سینی پہ مارا کرینگی ہم

ناز سی تو جو چلا گر گئی ای یار قدم
تیری قدموں کی ہوئی ملتفتِ رفتار قدم

حسن کی رعب سے بڑہتی نہین سنہار قدم
ہاتھ اوٹھاتی ہین تری کوچی سی ناچار قدم

مین تشنہ و رہون جہان ناہین دشوار قدم
ہاتھ جس بحر پہ ڈالا ہی ہوا پار قدم

بہسی کیا آگی بڑہا ہی ترا رہوار قدم
تیری بھی باد کی گہوڑی پہ ہین اسوار قدم

بعد مرنے کی گڑی یانہ گڑی جسم اپنا / گاڑ لی ہین تری کوچی مین ہم اے یار قدم

کیون نہ کہین پاؤن زمین پر محبوب تین وہ / پر پہ رکھتی ہون فرشتون کی جو زوار قدم

کس طرح دزد حنا آکی قدمبوس ہوا / چور سے شاہ سے رہتی ہتی خبردار قدم

آمد و شد جو رقیبونکی ہہین گہر مین تری / نظر آتی ہین یہہ کسکی پس دیوار قدم

رہیما ہوینگی غیر وکو تری کوچی سے کے / گاڑ ہین کیا میل کی مانند ہم اے یار قدم

ہوگیا ایک نفس مین سفر ہستی سے طے / کون کہتا ہے کہ ہے ملک عدم چار قدم

اپنی ٹہوکر سے کسی روز مجھی آکی جگا / میری حق مین ہین مری طالع بیدار قدم

عشق مین پاؤن دیا بیڑیان پہنائین ہمین / دل دیوانہ سی ہین اس لیے بیزار قدم

سر کی بہل دوڑ پڑون فرش کرون آنکہون کا / تو اگر آئی تو سر آنکہو پر اے یار قدم

جب زمین پر وہ چلا نقش ہوے گل بوٹے / خاک پر صاف بنا دیتی ہین گلزار قدم

ہم سیاہی سی جو گہبرا کی تڑپ کر نکلے / ہوگئی زلف کی پہندون مین گرفتار قدم

گرد کو پہونچین نہ عشاق اگر سرسنگین / چلے سرپٹ سے بہی افزون تر اے رہوار قدم

ہوگی شش کوسی حسینان مین گرامین اے حسن / کوچی ہر گز نہ کٹی ہوگئی بیکار قدم

پاون مہو دھوکی ہتہین میری مسیحا کی اگر / نہ رکہین غیرِ فلک خاک پہ بیمار قدم

شاخ کو گل کی بتاتی ہین لچکنا پہونچی / بلبل و طاؤس کو سکہلاتی ہین رفتار قدم

زاہد آیا ہی کبہی سی تو میخانی چل / ہاتہہ مُغ چومیگا لیگا تری خمار قدم

ہوی پامال ہین عقل عقولِ عشرہ / شش جہت مین جو چلا نازسی وہ جبار قدم

ای قبول اسکی ردیف اور حکمتی چالی
روکنا ہاتہہ کہین پائی جو بیکار قدم

تیری عاشق کا فلک سے ہی کہین پار قدم / باہر اس وائرہ سی کہتا ہی پرکار قدم

وادیِ عشق مین اوٹہتی نہین سہار قدم / ہی تقاضا ہی دل اس رہ مین تو مار قدم

خیر مین صبر کیون جلوۂ رفتار جلا کی / صاف میری لی ہین برق دم ای یار قدم

تو وہی جنس کہ ہاتہہ آنا ترا مشکل ہی / نقدِ دل دیکی اگر پاؤن تو لون یار قدم

سنگ نیر نکو میری کردی زرِ دست افشار / یا رسولِ مدنی دل پہ رکہہ اکبار قدم

چلن اولٹی مری بدراہ کی ہین ای جل اللہ / کاٹتا ہاتہہ جو ہو جائیں گنہگار قدم

ای جنون ساتہہ سرِ سنگ کا تہا لیستی ہین / آئی جنگل مین تو اب ڈہونڈتی ہین خار قدم

وہ صنم قبر پر آیا نہ کبھی وائی نصیب / ہائی تعویذ کی بھولی رہی رفتار قدم

تاب سے سیکڑوں عشاق کی سر توڑیگا / جب نکالیگا یہ پُر تیرا ہموار قدم

سادہ رو عشق میں تیری ہوں جب ہیں دشت نورد / آشنا خار سی ہوتی نہیں زنہار قدم

اوسی مقتل میں جو دو چار بلائی عاشق / سر بکف سب سی ہمیں آگی چلی چار قدم

دست بردار دریار سی ہو جائیں اگر / تو ہیں زنجیر کی بی شبہہ سزاوار قدم

دوش پہ مثل خم می سوی مسجد لی چل / واعظ اللہ کی باعث سے ہیں بیکار قدم

بن حسن نظر آتی ہی ہر ہر ملت / آگی لیتی ہیں تری کافر و دیندار قدم

سر بھی کٹ جاتی تو لی دیکھی نہیں ٹلنی کی / آگی رکھیں گی تری طالب دیدار قدم

دل پہ ڈر نقش ہی تھوکی مٹاتی ہیں نشان / تیری کوچی میں اگر رکھتی ہیں اغیار قدم

مشک جانان لی دکھایا مجھی صحرای ختن / الفت گل لی کیی کانٹوں سی افگار قدم

باوقار اپنی جگہہ سی نہیں جنبش کرتی / کٹ بھی جائیں تو اوٹھاتی نہیں کہسار قدم

پاؤں سر پر جو رکھو زینت و عزت ہو مری / میں یہہ سمجھوں کہ ہوی طرۂ دستار قدم

بدر شرمندہ ہوا پنجہ خورشید سحرا / تو لی ای جان عجب پایۂ انوار قدم

نہ وہ پائینگی گلی اور نہ یہہ دامن تیرا
ہاتہہ منظور ہین اب مجکو نہ درکار قدم

بہیر وا وینگا جو ہو سالک رہ عرفان ہاتہہ آئے
عینکِ حق طلبی کہتی ہین ابرار قدم

کس طرح نکلین بہلا کوچی سی عاشق اے گل
بہول جائین جو اوٹہائین ترے بیمار قدم

بہاگنا افعیِ گیسو سی بہت مشکل ہے
میری دو پاؤن ہزار اسکی ہین اے یار قدم

گل مضمون یہہ کہلین تختۂ قرطاس پہ آج
کلکِ گلبار کی لی بلبلِ گلزار قدم

الفتِ سوزنِ مژگان مین یہانتک دوڑے
سو کہہ کر ہوگئی اے جانِ جہان تار قدم

فایدہ دشت نوردی مین ہوا کانٹون سی
آبلی پہوٹ گئی ہوگئی ہموار قدم

لذتِ زخم اوڑا لائینگی کوچی مین مدام
لاکہہ بار آؤنگا کاٹو گی جو اک بار قدم

خونِ دل پینی مین تقلید ہے پیکان کو مری
ہنسنی مین تیری لیا کرتا ہے سوفار قدم

گہر نہ آیا جو مری ہاتہہ یہہ حیلہ آیا
لہ تقدم مین بہم کرتی ہین تکرار قدم

لی اڑا ساتہہ وہ پڑتی ہے یہہ ہون صید ضعیف
تیرِ ناوک سی بہی ہین بڑہ کی گرفتار قدم

آبلی پہوٹتی جاتی ہین مری صحرا مین
دُرِ دندان کی محبت مین ہین دربار قدم

اپنی کوچی سی اٹہاتی ہو تو کیونکر جاؤن
ناتوانی سی ہی مین پیچہی ہین دو چار قدم

صبح کیا ہوی قبول اپنی سیہ بختی مین
پیٹر گی سی نہ اوٹہائیگی شب تار قدم

جان بلب مین ہون غذا سی کیا کام
اب دوا پائی دوا سی کیا کام

انگلیان صاف یہہ دس چہریان ہین
غیر خون انکو حنا سی کیا کام

بیوفائی سی مجھی کیا مطلب
آپ کو مہر و وفا سی کیا کام

ہوگا پہانسی سی مرا کام تمام
نکلی گا زلف رسا سی کیا کام

تلخی مرگ بھی کیا شیرین ہی
تلخ ہی میرا دوا سی کیا کام

کر گئی جیف کی صف ای جان قضا
اب تہین تیغ ادا سی کیا کام

جب کہا مینی کہ مین مرتا ہون
بولی وہ میری بلا سی کیا کام

غنچۂ دل نہ کہلی گا ہرگز
ہجر مین مجکو صبا سی کیا کام

آنکہون مین نور تری حسن سی ہی
ہجر مین انکو ضیا سی کیا کام

جو کدورت سی نہ خالی ہون سبہی
اونکو ارباب صفا سی کیا کام

واسطی وصل کی خاطر نہ سنی
ہی وہ بت اوسکو خدا سی کیا کام

وہ شہِ حسن نہ پوچھیگا سبب جسے
پادشاہون کو گدا سی کیا کام

ننگی پہرتی ہین ترا سودا سے
عشق مین ننگ وحیا سی کیا کام

جسکو ہو دردِ محبت اوسکو
مرگ سی کام شفا سی کیا کام

تشنۂ جامِ فنا خضر سے ہین
نکلا پہر آبِ بقا سی کیا کام

بخشتا ہی جو نہ ہو مدِ نظر
پہر تمہین میری خطا سی کیا کام

جو مقدر ہی ملیگا وہ قبول
پہر ہمین حرص وہوا سی کیا کام

ردیف النون

خوش کیون نہ ہو اپنا دل رنجور بغل مین
ہی ہاتہہ مین ساغر بتِ مغرور بغل مین

اک نالہ جو کہینچون تو جہان ہو تہہ و بالا
دل کب ہی سرافیل کا ہی صور بغل مین

جنت مین بہی جاؤن تو نہ بہون تجہی لیجان
منہہ پہر لون آ بیٹہی اگر حور بغل مین

ساقی مئی گلرنگ سی بہر کر مجہی دی جلد
اب رکہہ نہ بہت ساغرِ بلور بغل مین

اس شعر مین گاتا ہوا آتا ہی سے مغنی
ہی ساغرِ مئی ہاتہہ مین طنبورہ بغل مین

واعظ نظر آتا ہی نظر اوسکی نہ لگ جاے
مین شیشہ می کرتا ہون مستور بغل مین

جب سے کہ مری ساتھی دلدار مرا ہی
دل آٹھہ پہر رہتا ہے مسرور بغل مین

لب چہرۂ روشن کی ہی پہلو مین تری لپٹ
خورشید نی لی ہی شب دیجور بغل مین

مجکو نہ دیا جام رقیبون کو پلایا
ساقی نی کیا شیشۂ دل چور بغل مین

دلبر اگر آیا تو بیٹھہ جاینگا اوسی پاس
ٹھہری گا نہ اک دم دلِ رنجور بغل مین

عاشق جو ترا خلد مین پہونچی پسِ مردن
غلمان رہین آنکھون پر اور حور بغل مین

بس ذوقِ شہادت مین پڑا پھرتا ہون قاتل
رکھی ہون کفن دو شیشہ کافور بغل مین

مین شیشہ سی دور جو کرتا ہون بغل سی
تو اوسکی عوض پڑتا ہی ناسور بغل مین

سیری جگہ دل کو بھی تسکین ہو یارب
اک حور ہو آغوش مین اک حور بغل مین

گر یون ہی رہا دہیان اسی شعلہ رخون کا
رہجاینگا جل کر دلِ مہجور بغل مین

آزاد بنا عشق قدِ یار مین جب سے
مین رکھتا ہون شاخ شجرِ طور بغل مین

پریون کا قبول اوس سی کرون ملک سخن
ہو اوس شۂ خوبان کا جو منشور بغل مین

تیغ ابرو سی ہوا سر قلم آسانی مین
کاٹ جو اسمین ہی کب وہ خمِ اسانی مین

دیکھتی دیکھتی خط اوسکا ہوی الفتِ زلف
دل گرفتار ہوا اور پریشانی مین

داغ ہر روز بڑہی جسم پہ مجھہ وحشی کی
خوب پیوندگی جامۂ عریانی مین

ابروِ یار کا اک روز یہہ گشتہ ہو گا
کلکِ قدرت نے یہہ لکھا مری پیشانی مین

قصہ خوان یار کو رغبت ہے اگر ان رونون
داستان میری بلا دفترِ طولانی مین

پاس ہی گلِ داغِ محبت تو وہ نالان کیون ہے
گل ہی جو دلِ بلبلِ بستانی مین

ہوی بالفرض ترے لب کے برابر اسکی
ایسی سرخی تو نہین لعلِ بدخشانی مین

گوشت اب دل مین رہا ہی نہ جگر مین ہی لہو
یار آتا ہی عجب بے سر و سامانی مین

اے پری ہی یہہ ترے تارِ نظر کی تاثیر
رشتۂ نور ہی تسبیحِ سلیمانی مین

اوجِ شاہونگا تو کیا خاک ہے بعدِ فنا
پرِ ہما کی ہووی مصروف مگس رانی مین

ہون وہ گم گشتہ رہِ عشق مین تیری ای بت
خضر ہوہن مین نظرِ غولِ بیابانی مین

رونی مین آئی جو اوس کانِ ملاحت کے تئین
نمکِ شور ملا آنسوؤن کی پانی مین

عاشقو چلتی ہو شاید ہو شہادت حاصل
عید قربان ہی وہ مصرف ہے قربانی مین

تو نی اے بحرِ لطافت کبھی منہہ دیکھا تھا ... آئینہ غرق ہی اب تک اوسی حیرانی مین

طائرِ رنگ تری ہاتھہ سی اڑتا ہی نہین ... ہی مگر دزدِ حنا صرف نگہبانی مین

خوفِ حق سی نہ بہی دانۂ اشک آہ قبول

حیف ہی عمر بسر ہو گئی نادانی مین

تمہاری شکوہ سی اپنی زبان دراز نہین ... غریب کش نہین تم او زبان دراز نہین

بلند طبع ہون مین خلق ناتوان بین ہے ... فلک عدو ہی کہ طبعِ زمانہ ساز نہین

وہ بت نہین جو نہین سنگ سی بہی سخت سوا ... وہ دل نہین ہی کہ جو موم سی گداز نہین

کبھی تو پہونچونگا مین چہری تک ہی کاکل سے ... شبِ فراق سی زلفِ سیہ دراز نہین

کبھی بام پر اوسنی طلب کیا مجھکو ... نشیب ہے مری تقدیر مین فراز نہین

بہلا بچی تری پنجی سی کس طرح اے ترک ... کہ یہہ مرا دلِ بی بال و پر ہی باز نہین

کیسی فلک نی ہنرمند و بی ہنر یکسان ... دُر و خزف مین کسیکو اب امتیاز نہین

بہی عجب ہے کہ کیون ہو گیا ہی دل ٹکڑی ... یہی تو ابروِ سفاک تیغ باز نہین

چہپایا دل نی بہی حال اوسکی عشق کا ہمنی ... جسی جہان کی غماز یہہ وہ راز نہین

قبول کیجیی اور جان نذر نہ دی
تمہاری ناز سی لینا اسی نیاز نہین

منہہ نہ دکہلای گرفتہ ہون مین
بیوفا خاک تجہکو چاہون مین

زلف کی پیچ مین پہنسا ہون مین
کون سی شکل سی رہا ہون مین

ہون جو یکتا بلا نصیبی مین
عاشق گیسوی دوتا ہون مین

دل صنم دیتا ہی نہ توڑو تم
ای بتو خانۂ خدا ہون مین

سب سی پہلی مجہی کو قتل کرو
کہ شہیدون کا پیشوا ہون مین

پیس ڈالونگا اسکو گردش سی
دانہ گردون ہی آسیا ہون مین

زلف کا عاشقون سی ہی یہہ کلام
قہر ہون سحر ہون بلا ہون مین

یار آیا تو روٹہہ بیٹہا مین
ہی شب وصل پر جدا ہون مین

مجہسی ہر سمت تیری شہرت ہی
بوی گل تو ہی اور صبا ہون مین

وہ عطا خوف اب سقر کا نہین
شعلہ رویون سی یہہ جلا ہون مین

غمکی ہی مجہہ مریض سی تسکین
اب تو خود درد کی دوا ہون مین

قصد ہی شمع رخ سی جل جاؤن	شکل پروانی کی فدا ہون مین
ناز و انداز و عشوہ و غمزہ	ان بلاؤن مین مبتلا ہون مین
مین تو ہون جسم تو ہی روح روان	بیوفا تو ہی باوفا ہون مین
حسن تجکو ملا ہی عشق مجھی	شاہ خوبان ہی تو گدا ہون مین
تجکو پاتا ہون جان کا دشمن	دوستی تجھسی کیا بنا ہون مین
کیون نہ ہر بحر مین روان دل ہو	اپنی کشتی کا ناخدا ہون مین
تہک کی بیٹھا ہون تری کوچی مین	کوبکو دربدر پھرا ہون مین
ناز گر مری قضا چاہے	ناز کی ساتھہ ہی ادا ہون مین
میری تربت کو سرخ پوش کرو	کشتۂ سرخی حنا ہون مین

مجھسی الفت بس اب کرو نہ قبول
تم بہت اچھی ہو برا ہون مین

اپنی شہری سی مجکو کام نہین	یہہ نشان ہی مرا کہ نام نہین
شیشۂ مفتی کی سر سے توڑون گا	محتسب تجھسی کچھ کلام نہین

نرگس انکھون کی کب نہین لونڈی — سرو قامت کا کب غلام نہین

نظر بد حرام اسپر ہے — واعظا شرب مَی حرام نہین

نہ مٹا آب اشک سی نہ مٹا — داغ سودای عشق خام نہین

انتہا اوج شعر کے نہ ملے — یہہ وہ زینہ ہے جس کا بام نہین

تیری قامت نہین قیامت ہے — آمد حشر ہی خرام نہین

موم دل ہو تو دل کا درد سنو — سنگدل ہو تو کچھہ کلام نہین

ایسا سوکھا ہون آتش غم سی — آنسو تو نہین بہی نم کا نام نہین

بات کی بات مین گئی شب وصل — صبح وقت وہ ہی کہ شام نہین

درد دل کروٹین بدلتا ہے — ایک پہلو بہی قیام نہین

جان لینا اگر ہی خو تیری — جی چھپانا ہمارا کام نہین

ہون وہ مجنون کہ جان کر بیہوش — مجہسی مجنون بہی ہم کلام نہین

چادر گل کہان غریب ہون مین — خار کا بہی لحد پہ نام نہین

وہان نکیرین تنگ کرتی ہین — قبر ہے چین کا مقام نہین

لب نہین دو ہلال دونون ہوین | گال کب دو مہِ تمام نہین
یادِ جم کر کے رو تو بادہ کشو | چشم عبرت ہی می کا جام نہین
ہجو تری زلف و رخ کی ہین ہمپا | صبح دنیا مین ہین تو شام نہین
خامُشی تیری مرگِ عاشق ہے | زندگی ہی ترا کلام نہین
پھنس گیا کیون ہمارا طائرِ دل | زلفِ محبوب ہی یہہ دام نہین

پڑھ بدل کر ردیف اور غزل
خامُشی کا قبول کام نہین

لطف سی کر لیا غلام ہمین | قہر سے کر دیا تمام ہمین
واعظا جب سے کی ہی توبہ مے | زندگی ہو گئی حرام ہمین

قطعہ

کس کا ڈر دور دورِ ساقی ہے | مست رکھتے ہی می مدام ہمین
لڑکھڑائین تو ہاتھ پھیلا کر | محتسب سے کہین کہ تھام ہمین
بلبلون کی صدا ہی ای گل رو | صحنِ گلشن ہی ترا دام ہمین
ہو گئی ہم خوشی سی شادی مرگ | آیا جب وصل کا پیام ہمین

یہہ اشارہ ہی ماہِ کامل کا
اوسکے رُخ کی کیا تمام ہین

رہگئی خونِ دل ہی ہم پی کر
نہ دیا تونے ایک جام ہین

حالِ دل پوچھتی ہو نزع کی وقت
اب کہان طاقتِ کلام ہین

خاص تیغِ نگہہ سے کہنچے اوسکے
قطرہ آتا ہی قتلِ عام ہین

ہمصفیرو خبر نہ لے اتبک
خوب چہوڑا میانِ دام ہین

نہ خفا ہو پہڑکنی پہ صیاد
ہی قفس مین یہہ پہلی شام ہین

دل تو قامت دکہاکی پیس سکے
کیون دکہاتی ہو اب خرام ہین

چشمِ جانان پہ ہم ہوی مفتون
کرلیا وحشیون کی رام ہین

بزمِ ساقی مین بیٹھنا نہ ملا
رہی گردش مثالِ جام ہین

قبرِ مجنون پہ فاتحہ پڑہ دی
جب بلا نجد کا مقام ہین

جو ہوا خضرِ راہِ چشمۂ حسن
پہیر لایا وہ تشنہ کام ہین

سرو اور ہم تہی دونون قد کی اسیر
کیا آزاد اوسی غلام ہین

ہو مبارک رقیب وصل تجہے
ہجر نے کردیا تمام ہین

مہدیِ دین سی عرض کر یہہ قبول
شکل دکہلاؤ یا امام ہمین

دل خاک مین ملا ہوسِ وصلِ یار مین
دل مین وہان غبار یہان دل غبار مین

ہر سرد و گرم ہی چمنِ روزگار مین
سردی خیار مین ہوئی گرمی جیار مین

جیسا سیاہ بخت نہین روزگار مین
تاری چہپی سیاہ شبہای تار مین

کہتی ہین لوگ مشک سوا ہی کس شمار مین
تا تار زلف یار کی ہی تار تار مین

سب عضو گہل گئی ہین مری ہجرِ یار مین
اک دل ہی ایک داغ رہا ہی شمار مین

مضمونِ غم عیان ہی یہہ صوتِ ہزار مین
پرزی اڑی گلون کی گریبانِ بہار مین

جلکر ہین برقِ خندۂ دندان سی خاک
دیکہین کس طرح نہ ہماری غبار مین

لاغر وہ ہون کہ چشمِ ملائک سی مین نہان
منکر نکیر ڈہونڈہ رہی ہین مزار مین

رویا تو سنگ ہا یہ لی دانتون کی عکس سی
موتی پرو دیے مری اشکون کی تار مین

خود ہی شگفتہ لالۂ خودرو کی طرح سی
کچہہ آرزو نہین جگرِ داغدار مین

پہلو سی دل ہی دور ہی دلبر ہی دور ہی
دہر اقلق ہوا ہی کنجِ مزار مین

ملتی ہین شراب تو امید زیست ہے — انگور بندہی زرحم دلِ بادہ خوار مین

تسکین کی لیئی ہی یہہ خطِ سپید صبح — اشکون کا تار رکہتا ہون شبہای تار مین

گرمی سی عشق کی نہ چہٹا بعد مرگ بہی — دل آگ سا چمکتا ہی میری غبار مین

مستی کی تہمت اوسپہ ہی کہتا ہون صاف صاف — خطِ سیہ کا عکس ہی دندان یار مین

ہوتی ہی عشق خاک اڑا لیگئی ہوا — ہو جای جذب آب عناصر بہی نار مین

مارِ سیہ کی دانتونکا دہوکا ہمین ہوا — موتی نظر جو آئی سرِ زلفِ یار مین

دل کی صدا یہہ کوچۂ جانان مین ہی بلند — حسرت دکہا غریب ہین تیری دیار مین

داغِ جنون جگر مین سی ہین سجا بی حسن — تسکین کی جا ہی سبق دلِ بیقرار مین

ہی گردِ آہِ گرم مری پیچ مین وہ بت — کیا سحر ہی کہ سنگ نہان ہی شرار مین

پی لین شراب ہم تو کرین وعظ پر عمل — کچہہ اختیار ہی نہین رہتا خمار مین

خون جگر ہی میکدۂ رخِ زرد پروان — کیا ہی موافقت ہی خزان و بہار مین

جوہر ہی ورنہ تشنہ ہی پیاکا سا مفلسی — پیسا مری کمر مین نہ کوڑی کتار مین

اوس شعلہ رو کی یاد جو ہین سر بسر یان — جاڑا چڑہا ہی کانپتا ہون تنجار مین

دیندار است تیغِ ابروِ قاتل کی یاد ہی
امید قطع ہی دلِ امیدوار مین

اہی گل نیاز دامنِ صحرا مین اپنی پاؤن
ہاتھون کی نذر ہی یہہ گریبان بہار مین

وحشت مین سینہ چاک کیا ہمنی یا قبا
نکلا رگون کی طرح لہو تار تار مین

اوس سرو کا اسیر ہی روتا ہی متصل
زنجیر کی روش کا ہی غل آبشار مین

فرقت کی یاد مین کبھی نکلی جو آہِ سرد
ٹھنڈی ہوا ہی چل گئی بوس و کنار مین

ہی اک سیاہی شبِ فرقت سو وہ مہیب
میرا انیس کون ہی شبہائے تار مین

کیونکر نہ جسکی آہ کی شعلی بلند ہین
بجلی عوض شرر کی ہی سنگِ مزار مین

خود ہی تڑپ تڑپ کی پہونچ جاتی قاصدا
نامہ لکھون جو یار کو مین اضطرار مین

دیتا ہی گالیان مجھی تو سبی کی نام پہ
مین خود سبک ہوا طلبِ بار بار مین

ٹپکیگا لاشۂ طائرِ گردون بہی تیر سی
مصروف اب وہ صید فگن ہی شکار مین

پلکون کی صف سی آنکھہ لڑائی مین کام لو
مجکو اسیر فوج کری کارزار مین

ہشیار ہی مین سگِ جانانہ کا حق یہہ ہی
سرمہ نہ استخوان مری کیجو فشار مین

تا لیتی خبر ندامت و ذلت نہین حصول
نخوت بہری ہوی ہی سرِ تاجدار مین

سیراب ہو کی ملکِ بقا مین گئی شہید | آبحیات تہا تہ ہی خنجر کی دہار مین

عاشق ہون مین تقی سی مجکو ہی اتقا | اوس گل سی عشق کہتا ہون کہتی ہین خار مین

انسان کری شکوہ بلی درد اگر کوئی | راحت ہی گنجِ مصلحتِ کردگار مین

موذی ہی ہو یارِ غار تو اوسکا شرف نہین | تہا سانپ بہی قریب پیمبر کی غار مین

حیرت سی عشق کی مجہی ڈہو کا صبا کا ہی | میرا ہی شہسوار ہی میری غبار مین

مین ڈر رہا ہون اوس گلِ تر کو جو کرکی یاد | خندان گلِ جنون ہین بدن پر بہار مین

تعمیرِ مقتلِ شہدا کی تو قاتلا
خونِ قبول صرف ہو نقش و نگار مین

سر خنجرِ صنم کی سزاوار ہی نہین | ہمسی زیادہ کوئی گنہگار ہی نہین

ناصح جو اس ترکِ محبت نہ آئینگی | دیوانہ مین نہین ہون تو ہشیار ہی نہین

منہہ ہی کہانی آتی جبتک تہی تابِ وصل | اب وصل کیا کہ طاقتِ دیدار ہی نہین

کیا جلد پہنچا لینی گریبان کی خبر | ای جامہ زیب اب تو کوئی تار ہی نہین

مقتل مین ڈر ڈر کی مین ہو گیا ہلاک | کرتا نہین وہ قتل تو انکار ہی نہین

ہنس ہنس کی تیر کہاتا ہون او تُرکِ بیوفا
پر حیف خندہ زن لبِ سوفار بہی نہین

مہتاب ہالہ وار سیاہی آنکہہ مین
مجہسی زیادہ کوئی سیہ کار بہی نہین

وارستہ ہون کشاکشِ اسلام و کفر سی
تسبیح اگر نہین ہی تو زنار بہی نہین

انکارِ وصل کرکہ نہ امید پہ جیون
مشکل مگر یہ ہی کہ تجہی انکار بہی نہین

دل ہی ولای دوست سی معمور اسقدر
گنجائشِ عداوتِ اغیار بہی نہین

وہ گل بلا نہ مجکو سو جاتا ہون ای نسیم
تیری چمن مین اب خلشِ خار بہی نہین

ہمکو تنای لفظِ موہوم یار مین
انکار اگر نہین ہی تو اقرار بہی نہین

لب کثرتِ سوال سی تہک تہک کی لگ گئی
اب بوسہ دو نہ دو وہی درکار بہی نہین

بادِ خزان نی سبکو اڑایا ہی ای **قبول**
گل اک طرف چمن مین کوئی خار بہی نہین

دو اجن پاس ہی اپنی وہی نجو کرتی ہین
بتِ چینی ہمارا کاسۂ سر چور کرتی ہین

سوا ہین تیز تیر وسی سخن لبہای شیرین کی
مرا دل شہد سی وہ خانۂ زنبور کرتی ہین

تری زلفِ سیہ کی دید مین دن ہو چلا آخر
سحر سی آج ہم سیرِ شبِ دیجور کرتی ہین

صدا کو بھی پڑھ چڑھ کر دیا کرتا ہی عاشق کو
ہم اپنی بام کو جب چاہتی ہین طور کرتی ہین

تمہاری تیرِ مژگان چھید چکتی ہین جو میرا دل
سخن فرقت کی اون زخمون کو پھر ناسور کرتی ہین

لبِ سوفارِ تیر آخر دہانِ زخم سی چھوٹی
وہی دل نی کیا میرِ جو اچھی سو کرتی ہین

زیادہ تیر کی کھینچی سی صدمہ ہمکو ہوتا ہی
جب اپنی دل سی یادِ تیرِ مژگان دور کرتی ہین

الٹ دیتا ہی جھنجھلا کر نقابِ چہرۂ تابان
منہہ اوسکا دیکھین اس باعث سی وصفِ حور کرتی ہین

پتنگونکو جلایا شعلۂ آواز سنوا کر
ترِی ساقین وہ کہا کر شمع کو کافور کرتی ہین

ترا منہہ دیکھتی ہی دیکھتی ہوجائنگی اندھی
عبث خورشید سی آنکھونکو ہم بی نور کرتی ہین

تصور یار کا دل سی نکلجاتا ہی جھنجھلا کر
کبھی گر خواب مین بھی ہم خیالِ حور کرتی ہین

گیا جامون سی ہمکو نشہ مین کیون جو آپی ساقی
گر اب ہم بیخودی مین جام و مینا چور کرتی ہین

قبول اب شعر کہنی کا کبھی جو وہان آتا ہی
تو پہلی ہم خیالِ ناسخِ مغفور کرتی ہین

الگ ہم نالہ کش ہین جمع سی پاس اغیار رہتی ہین
صدا بلبل سی اور پہلوی گل مین خار رہتی ہین

تصور تیری افشان کا ہمین سونی نہین دیتا
ستاری دیکھتی ہین رات بھر بیدار رہتی ہین

لبِ جان بخش کی الفت مین کچھ جان آئی تھی
ہوا ہی جبسی عشقِ چشمِ بیمار رہتی ہین

گری ہم پاؤن پر ساقی کی بدمستی مین آئی غلط
وہ میکش ہین کہ بیہوشی مین بہی ہشیار رہتی ہین

اگر معدوم کرتا ہی تو اى خورشید سر پہ آ
ہمیشہ مثلِ سایہ ہم پسِ دیوار رہتی ہین

رقیبو تیغ سی اپنی مجہی تم کیا ڈراتی ہو
ہمیشہ تیرِ مژگان میری دل کی پار رہتی ہین

تری فرقت مین نالہ ہی قلق ہی درد ہی غم ہی
رقیبون مین ہماری ساتہ دو چار رہتی ہین

خبر سُنّی کو جانان کی کہلی رہتی ہین کان اپنی
مری دیدی اوسی کی طالبِ دیدار رہتی ہین

اوسکی یاد مین تا صبح نیند آتی نہین مجہکو
قبول اللہ کی طالب جو ہین بیدار رہتی ہین

تو جو آتا ہی تو غش مین ہین جاتا ہون مین
تجکو پاتا نہین جب ہوش مین آتا ہون مین

باغبان سیر نہین کرتا خلش مجہسی نہ کر
تیرا گلزار سلامت رہی جاتا ہون مین

آرزو ہی مجہی وہ دولتِ دیدار ملی
بختِ خوابیدہ کو برسون سی جگاتا ہون مین

مرضیِ دوست مین ہی شرف سی افزون یہہ عزیز
شکر کرتا ہون غم و رنج جو کہاتا ہون مین

اپنی گلرو کو دکہا کر تجہی آج ای بلبل
آشیانی کو تری آگ لگاتا ہون مین

نہین ملتا کفِ افسوس تری فرقت مین
اپنی ہاتہون کی لکیرونکو مٹاتا ہون مین

بہیجی کو ہون عدم خواب جو کرتی ہین رقیب
دہنِ یار کا افسانہ سناتا ہون مین

نہ کبوتر ہی نہ قاصد ہی نہ مجہین طاقت
بہیجکر دل کو خبر اوسکی منگاتا ہون مین

حشر کی دن ہی رہا محو تری صورت کا
آنکہہ خورشیدِ قیامت سی لڑاتا ہون مین

مین ترِی ناز اُٹہانیکا بس خوگر تہا
خُلد مین حورونکی اب ناز اُٹہاتا ہون مین

رحم دل ایسا ہون خود زخمی ہوا جاتا ہون
تیرِ مژگان سی رقیبونکو بچاتا ہون مین

اندنون بارہ یہ دریای طبیعت ہی قبول
اور اسی بحر مین کچہہ شعر سُناتا ہون مین

رازِ الفت کو زبان پر نہین لاتا ہون مین
یہہ وہ دولت ہی جسی دل مین چہپاتا ہون مین

اوس سی کرتا ہون بیانِ عشقِ زلیخا ہر شب
اپنی مطلب ہی کا افسانہ سُناتا ہون مین

ہون وہ میخوار کہ بیہوش پڑا رہتا ہون
ہوش آتا ہی تو پہر جام چڑہاتا ہون مین

مرضِ عشق گیا مر کی جو دریا پہونچا
مجکو صحت ہوی ای جان نہاتا ہون مین

ٹہنڈی سانسونسی ہوا دیتا ہون ای گل جا کر
صبحدم باغ مین غنچونکو کہلاتا ہون مین

بوالہوس سامنا میرا نہین کرسکتے ہے
تیوری کہچی سی رقیبونکو بہگاتا ہون مین

لخت دل اشک کے سیلاب مین کب ہین یہ روان
نقش حب لکہے ہین دریا مین بہاتا ہون مین

قتل کی خوشخبری سنکے ہوا شادی مرگ
آب شمشیر کی حسرت لیے جاتا ہون مین

باغبان آتی ہی گہڑی یہہ ہوس گل کی مین
باغ مین لایا ہون پہولونکو بساتا ہون مین

ذبح ہونیکی خبر اپنی جو سن پائی ہے
زہر مین خنجر قاتل کو بجہاتا ہون مین

خون دل اشکون مین یہ جو ملا نا سمجہہ
ای صنم موتی کو یاقوت بناتا ہون مین

شعر گوئی مین ہی سیر چمن دہر قبول
خلد تا اچہی ستمگر سی پاتا ہون مین

تو ای گل سیر کر گلزار عالم کی بہارون مین
ترا عاشق نہ نکلی گا کوئی مجہسا ہزارون مین

وہ گم گشتہ ہون ابتک اپنی ملت خود نہین سمجہا
کبہی ہون بادہ خوارون مین کبہی پرہیزگارون مین

دل و جان و جگر ایمان سب تیری ہی فدا تہا
جو تو آیا نہ ٹہرا کوئی میری پاس چارون مین

گناہونکی عقوبت سے رہائی بخشیو یارب
مجہی محسوب کرنا حشر کو بی اعتبارون مین

غزل خوانی ہماری باغ مین کیا رنگ دیتی ہی
ہزارون سی بلند آواز اپنی ہی ہزارون مین

ہر اک جانب کو شہرت جلد تیری حسن کی پہنچی — رسالی لکھہ کی اپنی عشق کی باتون سوارون مین

اندھیری رات مین ماتھی کی افشان کیا چمکتی ہی — جبین آسمان پر نور یہ کب ہی ستارون مین

تری اقرار پر محفل تو مین تیار کر بیٹھا — مگر ای جان ہنسوانا نہ مجھکو میری یارون مین

جو مجھہ گم گشتہ کا ای ہمدمو تمکو تجسس ہی — کہین ملجاؤنگا ڈھونڈو اسکی رہگذارون مین

قباحت کیا جو لالہ ہی ہنسیت کی لئی تمثال — ہماری لخت دل ہی گوندہ لو سہیلی کی ہارون مین

تمہاری ہجر مین یہ زمین تڑپا جو مین وحشی — زمین پہٹ پہٹ گئی چونک اوٹھی سب مردی مزارون مین

ابہی اچھی کالی ہونگی ہم منہ پہ اشک بہتی ہین — شرر پیدا ہوی میری چمن کی آبشارون مین

گنہگارونکو بہر قتل قاتل نی بلایا ہی — سری پر سب استادہ ہوا ہون مین قطارون مین

جو ہو تقسیم غم تو ای فلک غمدوست ہون مین بہی — سری پر نام میرا لکھیو تو امیدوارون مین

تجسس خاک کو میری جہی ہادو مجنون کا — پریشان گھہ بیابانون مین ہی گہہ کوہسارون مین

تری آگی ہون مین ای پری آٹھون پہر حاضر — رقم ہو جای میرا نام بہی خدمتگذارون مین

جدا جسمون سی تیغ کر تیز رو جو حسین ہین نشین — تفاوت ہی نہایت پیدلون مین اور سوارون مین

جسی گبر و مسلمان ڈہونڈتی ہین دیر و کعبہ مین — بتایا ہین تجسس گر دلونکی ہوشیارون مین

مجھے انکا محبت ہی جدا ہونی سی ہی خلش مجکو
گلو نمین گل ہو نہیں اور خار بن جاتا ہون خارون مین

نشانہ اسی قدر انداز کر تو تیر طائر کو
تری بندوق کی گولی بہت ملتی ہی تارون مین

شب باران ہی ہین اوسکی فرقت مین تنہا ہون
نہین ملنی کی جگنو میری آہو کی شرارون مین

پری زاد آئی ہین در پر عصا کے آہ لی لیکر
رکھہ انکو اسی شہ خوبان تو اپنی چوبدارون مین

اگر وہ نزع کی بھی وقت بالین پر مری آیا
تو اوس سی شکوہ جور و ستم ہونگی اشارون مین

ہر اک لکنت مین میرا سیل ہی راضی ہین سب مجھسی
کہ دن کٹتا ہی میخوارون مین شب طاعت گذارون مین

مری کیجئی زبان کی قدر ہو گر شہر سی نکلون
زمین شعر کی کہتی پہلی پہولی گنوارون مین

قبول اوس تک کی نقد دل عالم چرایا ہی
عوض دیوان کی لکہو یہہ مضمون اشتہارون مین

ہندوستان مین جیسا کوئی نازنین نہین
جب ہند مین نہین تو پہر اس بت کہین نہین

اک آفتاب رخ کی جو لکہتا ہون وصف مین
ہی آسمان نور غزل کی زمین نہین

ہرگز نہ سکہا سکے نہ اسی آتش فراق
ہی دامن سحاب مری آستین نہین

اسکو نہین ہی وصل کی امید پر خوشی
وہ کون ہی جو ہجر مین تیری حزین نہین

ابرو نہین یہہ تیغ ہماری جگر کو ہے
پیکان ہی دل کی واسطی چین جبین نہین

یاد شش بخیر کہکی کرو تم ہمارا ذکر
سب ہین تمہاری بزم مین جانان ہمین نہین

اک بوسہ دیکی کیون نہین دیتی مجہی شفا
ای جان کار خیر مین اتنی نہین نہین

شیرین کوی سخن نہ سنا غیر حرف تلخ
میری لبی ہی زہر دہن انگبین نہین

رخسار دونون بدر ہین ابرو ہین دو ہلال
زہرہ چمک رہی ہی تمہاری جبین نہین

وہ آ کہڑا ہوا ہی تو دل ڈرسی چاک ہی
سر پر فلک ہی پاؤنکی نیچی زمین نہین

اٹہتی ہی جی پہ ری بی ہانہہ آون کس طرح
مومن ہی تو تو کیا مجہی مین حور عین نہین

حق کو ملی ہی سلطنت اس زمین کی
اقلیم نظم شاہونکی زیر نگین نہین

سید کا کہدا ہی قلب پر اپنی تمہارا نام
الٹا جو کوی کہودی یہہ ایسا نگین نہین

گر مجکو تنگ ظرف سمجہتا ہی ساقیا
فنجان ہی پلادی اگر ساتگین نہین

اوس پہ یہہ پہنچین ہم تو شفا کا یقین ہے
پر ضعف سی یہہ پہنچنی کا ہرگز یقین نہین

بستی نہوگی بس دل ویران مین امی قبول
غیر از غم اس مکان کا کوی مکین نہین

تری دیدار کی ہوس کی ہین جب ایذا ہوتی ہین
تو غم کا ناشتہ کرنیکو منہہ اشکو ہنسی ہوتی ہین

رکہا اندہیر گور و زیست مین اس سیہ بختی نی
شب فرقت مین یا جاگی تہی یا تربت مین سوتی ہین

بہا کرتی ہین آنسو جب سے وہ انکا تصور ہے
مری آنکہین نہین ہین کی وہ نوتی سوتی ہین

نہ کس طرح روکی اشک اے ناصح رکین کیونکر
خس و خاشاک سی کب بہتی دریا بند ہوتی ہین

بہا اشک رونیکی خوگر ہوی ہم ہجر جانان مین
جواب ہنستی بہی ہین تعجب سمجہتی ہین کہ روتی ہین

مقابل ہوتی موتی آتی ہین دندان جانان سی
عجب نادان ہین جو آبرو اپنی کہوتی ہین

ثمر پایا نہ غیر از دانہای اشک کچہہ آخر
محبت کی بہت گو کہیت ہمنی بوجہی بوتی ہین

اونہین ہولی کی دن کیا نشہ جرأت سمایا ہے
لہو مین عاشقونکو رنگ کی ڈلی ہوتی ہین

جو دم بہر بہی کین آنسو کلیجہ منہہ کو آتا ہے
تڑپ جاتا ہون یہہ یا سو حسد منہ ہوتی ہین

عجب نظم مسلسل ہے مری انسوؤنکی مضمون مین
یہہ شاعر شعر کہتی ہین وہ یا موتی پروتی ہین

یہی معنی ہین اٹہہ جاتی ہین ہم بہی خدا حافظ
نہ پائینگی کہین ہمسا ہمین مفت آپ کہوتی ہین

سحر آئی چلا وہ موسم سرما کی شب گذری
نہالی کو ہم اشک گرم سی پانی سموتی ہین

اودہر وہ برق وش بیٹہا ہی صحبت میں شفیقوں کی
ادہر وہ مال پہ مال ہم بیٹہی بکہوتی ہین

قبول انجام کا آغاز ہی مین ہویدا ہے
تو لد ہوتی ہی اسو اسطی اطفال روتی ہین

دست و پا شل ہین ہم جینی کی سعی کیونکر کرین
اوسی سمجہا دی کی فرقت مین بسر کیونکر کرین

سنگدل ہین سحر وہ مجہپہ اثر کیونکر کرین
میری دل کی نالی انہین اثر کیونکر کرین

مجمع عشاق سی کیونکر نکلنا چہوڑ دین
در وہ کیونکر بند کر لین رہگذر کیونکر کرین

مر بہی جانا غیر ممکن کبتلک تڑپین گی ہم
روز محشر ہجر کی شب ہی سحر کیونکر کرین

میری دل مین ہنی کی جب دل سی وہ رنجش نہین
غور کی چاہی بہر اونکی دل مین گہر کیونکر کرین

غیر کی پہلو مین تجکو دیکہین ہمسی ہی محال
ہجر بہتر بزم مین تیری گذر کیونکر کرین

برق و سیماب و شرر ساکن ہین او دل بیقرار
ہم تجہی اپنی خبر ای بیخبر کیونکر کرین

چشم شفقت سی ہی وہ محبوب کا مد نظر
پیش دشمن ہوگیا زیر و زبر کیونکر کرین

بد نمائی آب بستر ہی وہ ہین ہین دیکہہ لین
دم کی دم انسو نکو ہم سلک گہر کیونکر کرین

پر لگا کر آئی ہین بس اب یہہ کہسکا دور ہو
چہوڑ کر ہمکو یہان پرواز پر کیونکر کرین

تیغ ناز یار چلنی کو ہی آگی سی ہٹو
ای قیبو ہم تمہین اپنی سپر کیونکر کرین

الفتِ اصنام کب عاشق کی دل سی ہو جدا
زر کی بندی ہو وہ دل سی حبِّ زر کیونکر کرین

زہر کہانی کی عادت ہو گئی سو تاب کہان
نالہ جانکاہ بہرِ جان ضرر کیونکر کرین

مہربانی کی نظر سب پر ہی ہم پر چشمِ قہر
جنکی ہنسی مین پسی جاتی ہین شر کیونکر کرین

وحشتِ صحرای گلشن ہی عاشق ہین تجہسی سارے
پاس سیرِ وصل مین مرغِ سحر کیونکر کرین

باغبان منحوس ہین پھولون مین نہین رنگِ وفا
ہم طلب باغِ محبت سی ثمر کیونکر کرین

دل سی گذری توڑ کر سینہ یہ ہی عینِ مراد
پھر بہلا ہم تیرِ مژگان سی خطر کیونکر کرین

قاتلو بعدِ فنا ہو جین یہ بہی دو جو ہو
روح ساری جسم کی ہم جزو سر کیونکر کرین

عزمِ اغیار اوسکی کوچی کی طرف بالجزم ہے
ہمسفر سب کے عدو ہین ہم سفر کیونکر کرین

کیمیا گر ہم نہین شعر و سخن کی ای قبول
پہر بہلا اپنی مسِ مضمونکو زر کیونکر کرین

وحشتِ دل کم کری ایسی دوا کچہہ بہی نہین
جور و ظلم اوسکی بڑہی مہر و وفا کچہہ بہی نہین

رخ کی آگی چاند مین نور و ضیا کچہہ بہی نہین
گیسوؤنکی سامنی کالی بلا کچہہ بہی نہین

غیر کو پہلو مین دیکہون ای پری مین دور سے
شکوۂ تقدیر ہی مجہسی گلا کچہہ بہی نہین

بوسہ عناب لب مانگون تو کہتا ہی وہ شوخ
خبط ایسا ہو جسی اوسکی دوا کچھہ بہی نہین

چپکا منہہ ڈہانکی پڑا رہتا ہون میں کسطرح
دہیان مین اوس مہ سیما کی سوا کچھہ بہی نہین

جانتی تہی ہم وفا دہر اوس محبوب مین
دل مین حسرت لیچلی واحسرتا کچھہ بہی نہین

حشر کی دن بہی نہ اوٹہی ناز کا مارا ہوا
جان لینی مین ادا سب کچھہ قضا کچھہ بہی نہین

عشق کی غیرت نی بوسی سی کہا محروم رکھی
بیحیائی خوب ہی آتی ہی حیا کچھہ بہی نہین

مجہسی مت ہو آپکا شکوہ نہ غصہ کیجیی
غیر تہمت کرتی ہین مینی کہا کچھہ بہی نہین

غیر سی محفل مین آہستہ کہا کچھہ یار نی
مینی پوچہا کیا کہا ہنسکر کہا کچھہ بہی نہین

نازنین باغ عالم دید کی قابل کہان
رنگ و بو سب کچھہ گلونمین ہی وفا کچھہ بہی نہین

وہ نہین پرسان جگر کا زخم مرہم سی سوا
درد دل کا بڑہتا جاتا ہی دوا کچھہ بہی نہین

عشق اوس عیسی کا ہمکو راس ہی یہہ ہی محال
جان کا نقصان ہی اور فائدا کچھہ بہی نہین

تو ہی کہتا ہی برا جیتی جی اور اچہا کوئی
اوٹہہ گیا دنیا سی جب اچہا برا کچھہ بہی نہین

وصل کی بدلی وہ کرتا قتل ای الٹی اثر
آہ میری نارسا ہو یا رسا کچھہ بہی نہین

ای طبیبو غل سی کیون ہو لا لیا بالی فائدہ
کچھہ مرض مجکو نہین میری دوا کچھہ بہی نہین

بوالہوس انسان کا عالم نظر آیا عجب
سب طرف دل دوڑتا ہی جی صلا کچھہ بہی نہین

شکوہ تیرون کا کرون ای ترک جسسی وو رُسے
کاٹ ڈال کر گلا میرا گلا کچھہ بہی نہین

قطعہ

عشق سی یہ ہوئی ہی شہرت تمہاری حسن کے
میری داغو پر نظر ای مہ لقا کچھہ بہی نہین

حسن کا جوہر تم مین ہی تو مجھہ مین عشق کا
تم تو سب کچھہ ہو گئی اور دوسرا کچھہ بہی نہین

دل جگر ایمان لیکر ہی وہی ناز طلب
جان لی لیجی کہ اب اسکی سوا کچھہ بہی نہین

قطعہ

دفعتہً منہہ پہیر کر بیٹھی ہی جو میری سمت سی
کچھہ بہی اسکی وجہ ہی ایجان یا کچھہ بہی نہین

یون تو عاشق ہر گہڑی ہر آن ہی تقصیر وار
جرم اِس شیدا کا لیکن ظاہرا کچھہ بہی نہین

فقر مین نقصان نہ ثروت سی امین ای مقبل
بندۂ اللہ ہون شاہ و گدا کچھہ بہی نہین

دام مین پہنستی ہین وہی گلبدن بہی دیکہہ لین
اب قفس سی کی نکلین کی چمن بہی دیکہہ لین

دیکہہ لی راہِ عدم عنقا کہا اب ای پری
کہل چکی تیری کمر اب ہم دہن بہی دیکہہ لین

مدتون مہلت رہی ہی چار دن فرقت سہی
عیش کیا کیا کر چکی رنج و محن بہی دیکہہ لین

آج غیرونکو تری کوچی مین للکارین ذرا
ڈہنگ کرتی ہین اب انکا بانکپن بہی دیکہہ لین

مرگِ شیرین کی خبر سُنوا کی سر پہوڑواتین آج
خام سودای دماغ کوہکن بہی دیکہہ لین

دشت سی پہر لایا شوقِ سنگِ اطفالِ جنون
پاس آنکلی ہین پہر لطفِ وطن بہی دیکہہ لین

آب و سُرخی مین جسی رنگ انکا یہہ تو ہی محال
لب ہلا دیجی تو ہم لعل یمن بہی دیکہہ لین

قطعہ

جو ہمیشہ دیکہتی تہی سیرِ وحشت بام سی
وہ سُوی ملکِ عدم میرا چلن بہی دیکہہ لین

لاش بہی دیکہین تماشائی جنون آخر ہوا
پیرہن پُرزی جو تہا اوسکو کفن بہی دیکہہ لین

سو تیو نکا لطف جن جن کو صدف مین ہو پسند
دیکہہ لین سلکِ دُرِ دندانِ دہن بہی دیکہہ لین

تیری سودائی کی وحشت قبر مین بہی ساتہہ ہے
تار تار اکر کفن دزدِ کفن بہی دیکہہ لین

شہر ہی ملکِ عدم میرا لحد میرا مکان
میری دشمن ساتہہ ہون گہر ہی وطن بہی دیکہہ لین

بند مستی بند کہنی مین زبان ہی ای قبول
صاف ہی میرا سخن اہلِ سخن بہی دیکہہ لین

ہی سہل اپنی جان نکلنا فراق مین
مشکل مگر ہی دل کا بہلنا فراق مین

تیری سبب سے جان بچی کی کٹی کا دن
ای یادِ وصلِ یار نہ ٹلنا فراق مین

وصلت کہان نصیب مین دو کہلا کیگا وصال
ہر دم ہماری دل کا دہلنا فراق مین

جیسی سرور وصل مین نگم ہو گیا تہا تو
ای دل محال ہی بغل سی تری ٹلنا فراق مین

دل کا پگہلنا ہجر مین ہی رات دن نصیب
آٹہون پہر کلیجی کا جلنا فراق مین

وصلت کی شب عجب تہی ستاری صبح ہی جو
اللہ ری ہر دم آنکہہ بدلنا فراق مین

سامانِ غم سی اور ہوا غم تہا نصیب مین
وصلت کے کہان ہاتہونکا ملنا فراق مین

فرطِ خوشی سی ساتہہ نہ وصلت مین چہوٹیو
ای روح میری تن سی نکلنا فراق مین

جیسی ہی الٹی چلنی کی عادت مدام سی
ای آسمان چال بدلنا فراق مین

وہ آکی پہر نہ جای نفس اسکی طبع ہی
لازم ہی روز کپڑی بدلنا فراق مین

مارِ عذاب سے ہی بُری رات ہجر کی
ای روز سوی شام نہ ڈہلنا فراق مین

سر تا بہ پا یہہ رہتا ہی طور اپنی جسم کا
ہوجانا سرد وصل مین جلنا فراق مین

لڑکونکا غل ہی آیسی ہا ہری تو قبول
باہر نہ اپنی گہر سی نکلنا فراق مین

کس سی صحبت گہر مین ہی اٹہون پہر کہلتا نہین
بند کیون رہتا ہی نرات وسکا در کہلتا نہین

مہر قہر یار کچہہ کہتا نہین خاموش ہی
کیا خبر لایا ہی حالِ نامہ بر کہلتا نہین

کچھ نظر آتی ہی کچھ آنکھوں سی ہوتی ہی نہاں | پر کچھ ہوتا نہ ہوتا ای کمر کھلتا نہیں

رات دن عشقِ دہن میں دل سی آہیں ہیں بلند | پر دہن کی طرح انکا بھی اثر کھلتا نہیں

اب تلک ہم ہیں شگفتہ چہرہ دیکھی ظلم و جور | بند ہو جاتا ہی جب دل عمر بھر کھلتا نہیں

تھلکہ سینی میں ہی شل ہو گیا ایک ایک عضو | عشق سی پہنچا ہی کیا دل کو ضرر کھلتا نہیں

خاک ہو کر مٹ گئی اہلِ وفا کی راہ میں | جوہرِ تیغِ وفا ہی دل مگر کھلتا نہیں

خونِ عاشق جوش میں ہی پر کری کیونکر وہ جسم | سرخ جامہ رنگِ سبزِ یار پر کھلتا نہیں

کبتلک سودا رہی گا یہ عیاں ہوتا نہیں | طولِ صحرا سی جنوں ہی کسقدر کھلتا نہیں

زلف و رخ کبتک کہا تو کی مجھی ہی اضطراب | جب ملو گی شام ہو گی یا سحر کھلتا نہیں

شاہدِ مستور اسمیں جلوہ گر ہو یا نہو | کیون پڑا رہتا ہی پردہ آنکھ پر کھلتا نہیں

گرچہ ہین دُرِّ عدن بی آب دُرِ بحرین کے | دانت کس دریا کی موتی ہیں مگر کھلتا نہیں

صبحدم افشاں کی ڈر سی گھر نہیں جاتا وہ گل | روح کا اب خانۂ تن سی سفر کھلتا نہیں

وصفِ گیسو میں کھُل جاوی یہہ ممکن نہیں | جبتلک علمِ مطول مختصر کھلتا نہیں

ذائقہ کیونکر ملی جبتک ثمر ہی نخل میں | سینۂ انسان میں ہی جبتک ہنر کھلتا نہیں

کیا بری ہی آمد ہوی ہی یا الٰہی خیر ہو
کھول ڈالی ہی کمر اور نامہ بر کہلتا نہین

دُور بہاگا اس دام سی اب تابمقدور ای قبول
بندہ گیا جو گیسوؤن مین عمر بہر کہلتا نہین

سبکو اک وحشت ہی کوئی زینہار اچہا نہین
جوش مین یون آنا ای فصل بہار اچہا نہین

خاک ہٹ جانی سی جاتا ہی شگاف آئینہ
آپکی دل مین ہی گرد و غبار اچہا نہین

تو ہی چہپی کا نہین ای دل جو مین جل جاؤنگا
عشق مین پیہم نکلتی ہین شرار اچہا نہین

بہاگتا ہی میری صحبت سے اور اوس سی اختلاط
غیر کو ناحق برا کہتا ہون یار اچہا نہین

میری دن بہرنی سی خوش ہین کیا سے اندہیر ہے
رمز مین کہتی ہین پہر سبکو یہہ تار اچہا نہین

عشق کا آغاز ہی ای دل سنبہل اب ہی سنبہل
حد بری یہہ آگے سے انجام کار اچہا نہین

تیری مژگان کا تصور مجہکو رہتا ہی مدام
رات دن دل مین کہٹکتی ہین یہہ خار اچہا نہین

دل کی ٹکڑی ایکدن بہہ جائنگی مانند گل
روز آنسو بہانا مثل آبشار اچہا نہین

ہمرہ سان ٹپسی گی مجکو باریابی غیر کی
عاشق کم زور پر کہنا یہہ بار اچہا نہین

عاشق صادق ترا کیونکر نہ ہو صحرا نورد
چار جانب عدو ہی اب یہہ دیار اچہا نہین

غنچہ پیکان تنگ اُسکو کر دیگا تقاضائی شدید
مانگنا بوسہ دہن کا بار بار اچھا نہین

چارسو دوڑا رہا ہی دل کو ناحق عشقِ دوست
حکم کا تابع ہی یہہ گھوڑا سوار اچھا نہین

تو قدر انداز ہی بےمثل ہی تیری کمان
تیر تیرا ہو نہ جب تک دل کی پار اچھا نہین

جان جانی کی سوا ہین ذلّتین بہی ای قبول
چھوڑ عشق و عاشقی انجام کار اچھا نہین

سوال رد نہ مرا کر فقیر تیرا ہون
تجھہ اپنی ہاتھہ سی ہی دستگیر تیرا ہون

بندھا ہوا ہون تری رشتۂ محبت مین
قفس کی کچھہ نہین حاجت اسیر تیرا ہون

دل و جگر پہ مری سب طرح ہی تو قادر
کہ جان و دل سی بہر سبب قدیر تیرا ہون

کرم کر ای اسد اللہ شاہِ کون و مکان
گدا ہون مین تری در کا فقیر تیرا ہون

تجھی بھی چاہیی ہی یہہ کہ ہو مرا ای جان
کہ جانتی ہین صغیر و کبیر تیرا ہون

وہ رتبہ عشق نی بخشا ہی مجکو ای صوفی
مرا مرید ہو آکر تو پیر تیرا ہون

ضعیف مین ہوا پہر بہر کی وہ جوان نکلا
کمال شاکی ای چرخ پیر تیرا ہون

کوئی غرض نہ رہی تو اگر ہو یار قبول

تجھی کو مانگتا ہون مین فقیر اتیرا ہون

خونِ عشاق مین رہتی ہین تری پلکین
میان ہی آنکھہ نگہ تیغ ہی جوہر پلکین

جان لیتی ہین نگہ کرتی ہین بی سر پلکین
تیغ اونکی نظرِ تیز ہی خنجر پلکین

غور سی دیکھی ہی سکار ہین کیونکر پلکین
چہرہ کا حسن ہی آنکھہ آنکھہ کا زیور پلکین

آبداری ہی اشکون کی نہ دیکھی اکدن
کبتلک بیدہین گی ای جان یہہ گوہر پلکین

گردشِ چشم تو کیسی کہ صفین عاشق کے
گرگئین چشم زدن مین تلی اوپر پلکین

کاٹون دل کو جو نہ پہونچائی یہہ آنکھین لہو
پھوڑون آنکھین جو لہو سی کرین تر پلکین

قاتلِ خلق ہو تم خلقِ خدا فریاد سے
محشر انگیز ہین آنکھین صفِ محشر پلکین

تیری مجروح کو ای جان ہین عیسی آنکھین
کیون نہ ہون سوزنِ عیسی کی برابر پلکین

سرخ مانندِ رگِ گل ہین ملا ای ہیجوار
پیتی رہتی ہین مگر خونِ گلِ تر پلکین

رونی پر جب نظرِ قہر سی دیکھا تمنی
سکتی ہین لگتی ہم اشکونسی بہر کر پلکین

سجکے عشقِ مژۂ چشم مین ای کشتیٔ دل
آنکھین طوفانِ بلاخیز ہین لنگر پلکین

خانۂ چشم کی در پر ہی سکونت دل کی
لو بچھا ہی ہین کانٹونکا بستر پلکین

دیکھو تو نظرِ قدرتِ حق آنکھون سے
تدِ نورِ آنکھون مین ہی آنکھونکی باہر پلکین

آنکھونکی سحر سی ہین جانؔ و تن و سر کی لیی
کبھی ناوک کبھی نیزہ کبھی خنجر پلکین

محو تر گانکا چھپا جسم خبر تک نہ ہوے
منظرِ تیرِ نگہ مین مری منظر پلکین

چھلنی چھلنی جو ہوا جسم الیسی ہین کیا جھیکون
اُترتی ہین خنجرِ فولاد کو جنتر پلکین

سیل آنکھون مین ہین کچھہ دم تیر اندازی
خشک ہین ترک تری چشم مین ہین تر پلکین

دل ہی ترکش لیی ہمراہ کمان ابرو کے
جیسی سینی مین مری گڑ گئین ہین گھر پلکین

رسنِ زلف سی گو بیش نظر کو تہ ہین
باندھنی مین ہین مگر زلف سی بڑھ کر پلکین

اوسکو دیکھا تو پلک سے نہ لگی اپنی پلک
ہوتی ہین ہرگز نہ جدا ہجر مین ملکر پلکین

خس و خاساک سی دریا نہین رکتی لیکن
آنکھون مین روکی ہین اشکونکا سمندر پلکین

چہرۂ یار کھبا ہی جو نگاہون مین قبول
آنکھین ہین دشمنِ جان دل کو ستمگر پلکین

منہہ دکھا دل مین تصور صبح و شام اچھا نہین
تیرا ہر دم کعبی مین ای بت مقام اچھا نہین

جتنا بگڑا عشق سی مین تم نہ بگڑی حسن سی
تم تو پھر اچھی بھی ہو لیکن غلام اچھا نہین

حشر مین اوسکی تعب سے بچ کسکو ہوئیگا
چاہنا قاتل سی اپنی انتقام اچھا نہین

خال عارض پر تری سبزی خط ہی محال
دانہ ہین طائر دل خوب دام اچھا نہین

تیری گہر اغیار سہر آنی لگی جلتا ہون مین
آج کل در پر تری میرا مقام اچھا نہین

سیر کوثر خلد مین مجکو تجہی سی ہی جہان
جام می سی تیرا اے جمشید جام اچھا نہین

اے مسیحا تیری تک ہی پہنچ سکتا نہین
آج کل بیمار ہی تیرا غلام اچھا نہین

تو نہ ہو تو قول یہہ ادنا کا اور اعلی کا ہے
ورنہ تیرا اچھا نہین اے ماہ بام اچھا نہین

دیکہون مین بیٹی اگر گیسوئے مشکین بانٹ مین
نور مین پی مثل الف او نکا ہی لام اچھا نہین

ہی اپنی جا رخ و گیسو کی رنگت خوب ہے
بعد رنگ صبح کی کب رنگ شام اچھا نہین

گوستاری اطلس گردون مین ٹانکی ای پری
کام سچ تیری یا جامی کی کام اچھا نہین

تین دن کی بہوک مین پی تیری ای احجاب
عرش پر سی ہی اگر او تیری طعام اچھا نہین

ساقیا پی حی پی پیتی ہین مست جام می ہمیشہ
جام چشم مست لب سی جام اچھا نہین

ہجر مین درد و الم رنج و تعب کیون جہاٹک سہے
دفعتہً سود ای پر یہہ ازدحام اچھا نہین

بوسہ چاہ ذقن سی پیاس میری ہی مجہی
ٹوٹ جائیگا ہی خطرہ فیض عام اچھا نہین

ذبح کہا کر جان دینا پختہ کاری سی ہی سو
دل مین ہر دم یہہ خیال اے عشق خام اچھا نہین

کیا ریاضت عشق مین کیجے کہ جب اوسکی حضور
بندگی اپنی بری اپنا سلام اچھا نہین

معتبر ہی میری نزدیک اے قبول اونکا کلام
میری حق مین جو یہہ کہتی ہین کلام اچھا نہین

لطمونکا بحر عشق کی ممکن بیان نہین
مچھلی کی طرح ہی دہن اپنا زبان نہین

روشن نہین زمین مین و یا آسمان نہین
جلوہ تمہاری حسن جلی کا کہان نہین

مصرع تمام لاتی ہین مضمون کی ثمر
باغ غزل کی نخل کبھی رائگان نہین

تو جیسی بات بھی نہین کرتا وہ سنگدل
آگی فقط دہن ہی تہا اب زبان نہین

دست قضا سی چال مشابہہ ہی یار کی
وہ لیکی روح ہی جو بدن سی روان نہین

بیدردگی سی عشق مین اتنا تم بلا
اب باغ دل کو خوف ہوا ہی خزان نہین

ہم خاک ہونگی جان رہی گی جہان مین
تن میہمان ہین روح کبھی میہمان نہین

جب پوچھتا ہون وصل بھی قسمت مین ہی مری
اونکی زبان پہ بھی نہین ہای ہان نہین

اوس جانستان سی عشق مین ہوتا ہون سرخرو
خون جگر یہہ چہرہ سی پڑا ہی لال وان نہین

رنج و عذاب ہجر جو دل نے اوٹھائے ہین
بیچارہ کیا بیان کرے گا زبان نہین

جو صاحبِ محل ہے مقید محل کا ہے
سارا جہان اوسکا ہے جسکا مکان نہین

ہر دم جلا جلا کے یہہ کرتا ہے دل کو خاک
ٹھنڈا رکھے یہہ صورتِ حسن بتان نہین

چمکا جو داغ عشق جدا ہو گیا وہ چاند
منحوس مہر و ماہ کا کیونکر قِران نہین

یہہ وقتِ گریہ محوِ خیالِ حبیب ہون
دریا ہے میری انکہون کے آگے روان نہین

اوس بت کی بارِ عشق سے ہلنا ہے ہے محال
گر ہو پہاڑ چہاتی پہ اے دل گران نہین

غیرون کو حزن آپ فنا ساتہہ حسرتین
عمرِ روان مین صورتِ طبع روان نہین

ہمکو تو بالعموم نہ ہونے مین ہے ہے شک
سب کہتے ہین کمر مین ترے استخوان نہین

شک تمکو عشق مین ہے کرون کسطرح یقین
تم بدگمان ہوا کرو مین بدگمان نہین

معشوق سے سوا کوئی نازک نہین قبول
عاشق سے ہے زیادہ کوئی سخت جان نہین

ردیف الواو

دکہا دو تم خرامِ ناز اگر ان چہچہون کو
سکہا دو بیٹہون پیر باغ کے ایجان معرون کو

کمند اوس بام پر شب کو رقیب آ کر لگاتی ہین — عسس کو لا کی مین اکین پکڑوا دونگا چورون کو

ترقی ہی ہی گر حسن کی تو آدمی سے کیسے — جمال اوس ماہ کا دیوانہ کر دیگا چکورون کو

امید گردش چشم اسی سی ساغر کی ملی ہی — ابہی ہم مست ہون کہین جو ابکہو کی کٹورون کو

تری سیب زنخدان کا ذرا اغیار چکہتی ہین — لگین دو چار میوہ خوریان ان کہ خورون کو

ہمین یون رشتہ الفت تمہارا کہینچی پہرتا ہی — عصا کس طرح سولی پہرتی ہین کورون کو

امید وصل ہی زندگی ہی ہم مرنیون کے — وگرنہ تیری عاشق جہانک جہانک آتی ہین گورون کو

سوا خورشید روشن سی ہویدا نور تیرا ہی — لشبر معذور ہین کیونکر نظر تو آئی کورون کو

لہو کا عاشقونکی تو جو پیاسا ہی تعجب لی پی — بہرا خون جگر سی سب نے دل کی آبخورون کو

رقیب بسنت اب اڑنی لگا آئی اجل اسکے — مثل ہی موت آتے ہی پر پڑتی ہین مورون کو

چراتی ہین کسیکی بیت کا جو سرقہ مضمون — جو بس چلی دار پر مصرع کی کہینچون ایسی چورون کو

مری شیرین زبانی آنکہ سی سبکی اتر جائی — تو نسبت نیشکر سی دون تری انگلی کی پورون کو

جو یاد چشم جانان مین کبہی گلشن کو جاتا ہون — تو خون دل سی چہلکاتا ہون نرگس کی کٹورون کو

گلی کٹ کٹ گئی کہتی تیری سبزہ رنگی پر — رلہا عالم مین تعجب کی زمرد کالون کو نہ گورون کو

جوان و پیر کسو جام چشم ناز دکھلا کر	لہو کی گھونٹ پلواتا ہی وہ بت شیر خوارونکو

قبول اب سیکھکر آیا ہی پیچ اوس زلف پر خم سے
رقیبو آؤ تو دیکھون ذرا تم سیکنے ورونکو

غزلی کہ اوّل گفتہ بودم

فراقِ یار مین مطلق نہین تاب و توان مجکو	نہ طالب وصل کا ہون جی صلہ اتنا کہان مجکو
جب آیا خط گلِ رخسارِ جانان پر تو مین سمجھا	بلا دیدار باغِ حسن کا وقتِ خزان مجکو
نہ بالغ ہو مری و نیکا ای ناصح کہ فرقت مین	عوض صبر و تحمل کی ملی آہ و فغان مجکو
دلِ روشن پہ میری آئی پہر کیونکر نہ تاریکی	چھپایا اوسنی چہرہ زلف سی دیکھا جہان مجکو
بہت سرسبز ہوتا مین اگر برگِ حنا ہوتا	لگا ہوتا دست رس اس طرح تا پای بتان مجکو
تصرف کر لیا اعضا مین میری اس لیی اپنا	کہ سمجھا ناتوانی نی نہایت ناتوان مجکو
مقابل چاند میری ہو نہین سکتا کہ ظاہر ہی	نصیب اوسکو ہوا داغِ عیان داغِ نہان مجکو
سگِ کوی صنم کو اِسلیی بہیجا کیا ہی ام	کہ اوسکی جی مین اپنی بہیجنی ہین ہڈیان مجکو
وہ کہتا ہی نہین اب ایک ذرہ بہی تری الفت	جو مین کہتا ہون تجکو ہنسکی کہتا ہی کہ ہان مجکو

قطعہ

صبا اکدن سرِ گلشن قمری شیدا سی کہتا تھا
آکہ کل وہ سیر کو آیا تھا جب دیکھا یہان مجکو

برابر ہی اگر قدِ موزون سی خجل کر کی
زمین مین گاڑ کر راہی ہوا سروِ روان مجکو

یہی کہتا ہون سیلِ اشک سی ہر دم رونی مین
بہا دی اوسکی کوچی مین تو ای آبِ روان مجکو

اڑون اکدن تصدق مرغِ دل اوسکا نشانہ ہون
نہایت دوست رکھتا ہی مرا ابرو کمان مجکو

بس از مردن بہی کاوش ہی ہی تڑپائیگا کبتک
زمین کی نیچی تو آرام دی ای آسمان مجکو

زبان ہیری ہی اوسکی آتشین رخسار کی اکثر
قبول اسواسطی سب کہتے ہین آتش زبان مجکو

نہ منگایا کرو اتنی بہی خبر جانی دو
مین اگر ہجر مین تا ہون تو مر جانی دو

بال بال انکا بلا لائیگا اک عالم پر
اپنی زلفون کو ذرا تا بہ کمر جانی دو

صبح تک ہم جو نہ گذری تھی چلی جاتا تم
خیر ہی وصل کی یہہ شب تو گذر جانی دو

خم تو لبریز ہی اتنی نہ کرو کم ظرفی
میکشو ایک مرا جام تو بھر جانی دو

اختلاط اوسکا سنو وصل کی شب آئی ہی
بات کی اوسنی تو یہہ کی ابہی گہر جانی دو

بات اچہی ہی یہہ دیوانہ اوسی پاس رہی
دل اگر لیلی وہ کرتی ہی تو مکر جانی دو

دو ٹک کرینگے یون گا قاتل کا نہ روکو کوئی ہاتھ
بوجھ سر کا مری تن پر سی اُتر جانی دو

دل دیوانہ شب ہجر مین سمجھاتا ہی
نہ کرو چاک گریبانِ سحر جانی دو

غیر اغیار یہان بھی نظر آیا نہ وہ دوست
اب مجھے حشر کی میدان اودھر جانی دو

تم ہو خونریز علامت ہے یہہ خونریزی کی
اپنی دامن کو لہو سی مری بھر جانی دو

پھول ہین ہنس کی اُٹھی ہو ابھی کیون ای جان
قبر مین تم مری میّت تو اُتر جانی دو

لاکھہ آفت سے چھڑا کر اسی لایا ہون مین
پھر تقاضا ہی یہہ دل کا کہ اودھر جانی دو

بو کی مانند اوسی پاس تہ رہا جائیگی پھر
گلِ رخسار تک ایکبار نظر جانی دو

نہ ہٹو کوچۂ اُلفت سی جو سر بھی کٹ جائے
پاؤن ثابت ہے پاپوش سی سر جانی دو

جا چکا نور بھی اب قصد تمہارا کیا ہے
نہ بھو پھوٹ کی ای دیدۂ تر جانی دو

مین فرقت مین نہ مر جاؤن یہ ڈر ہی ہین شاید
اب کنوین سی مجھی دریا مین اُتر جانی دو

تم ابھی ناوک مژگان کا نشانہ نہ کرو
زخمِ دل گہرا ہی کچھہ تو اسی بھر جانی دو

مین پہر اوس بحرِ لطافت کا ہون وہ ہیرا ہے
پار دریا ہی محبت سی اُتر جانی دو

ای قیبو جو اٹھا سکتی نہین جور اوسکے
اور در ڈھونڈ لو اوس شوخ کا در جانی دو

فکر سے چاک جو دل شانیکی صورت ہو قبول
مو شگافی نہ کرو وصفِ کمر جانی دو

این مطلع پنج معنے دارد

تیرِ الفت کا ترے دل میں گذر ہو کہ نہ ہو
آہیں میں کرتا ہوں دن رات اثر ہو کہ نہ ہو

صبح کو یار نے آنیکا کیا ہے اقرار
صدمۂ ہجر سے کیا جانے سحر ہو کہ نہ ہو

اوس میں دھبا ہے ترا چہرۂ پرنور ہے صاف
اسی ہی ماہِ مجمل تجھسی قمر ہو کہ نہ ہو

میری الفت کی طرح اسکی بھی ہوگی تاثیر
زہر کھاتا ہوں خدا جانے اثر ہو کہ نہ ہو

نزع میں رکھکی سر اوسنے پہ صدا دی آخر
ہم چلے اب تجھے اے جان خبر ہو کہ نہ ہو

مہرباں ہو کی بظاہر تو وہ لایا ہے مجھے
اوسکی گھر میں ہوں دلِ یار میں گھر ہو کہ نہ ہو

زرد سے افزوں ہے ترے عشق میں اپنا رخِ زرد
ہوں غنی بھی ہے سوا ہاتھ میں زر ہو کہ نہ ہو

چوٹ رکتی ہی نہیں تیغ نگہ سے ہرگز
پڑ ہی جاتی ہے یہہ تلوار سپر ہو کہ نہ ہو

یکقلم کہی سنا ہے تو یہہ تیلا مجکو
خواب میں بھی ترے کوچے میں گذر ہو کہ نہ ہو

دیکھوں پلکوں کو تری آنکھہ ملا کر کیونکر
دستۂ تیرِ قضا ہے مجھے ڈر ہو کہ نہ ہو

راہی ملکِ عدم ہین نہین رکتی دم بھر
ہم سفر ہے مین ہین دن رات سفر ہو کہ نہ ہو

اپنی رخ سی وہ شبِ وصل اُلٹتی کو ہی نقاب
مجھسی کہتا ہی بتا جلد سحر ہو کہ نہ ہو

اُف ہی کرتا ہین نالونکی بند ہی ہین طوفان
تہمتِ گریہ ہی دامن مرا تر ہو کہ نہ ہو

ہم نظر باز ہین دیکھین گی تصور سی تجھے
کور ہو جائین نہ ہو جائین نظر ہو کہ نہ ہو

ہوتا ہمجنس ہمارا تو وہ ہمسی ملتا
کس طرح کہتی ہی بشر اوسکو بشر ہو کہ نہ ہو

پاؤن مین پہنی ہی زنجیر تری سودی مین
دیکھی ہاتھ کبھی طوقِ کمر ہو کہ نہ ہو

سیرِ گلزارِ محبت کے مناسب ہے قبول
آگی حاصل نہین کچھ اس کا ثمر ہو کہ نہ ہو

روز شب گو ہجر مین کہتا ہی مجھ ناشاد کو
کیا جلاؤن آہ سی اس چرخِ بی بنیاد کو

پیرہن اپنا دیا اوسکو جو دن قتل کا
لی کفن مین رنگیا خلعت بلا جلاد کو

قدِ موزونکا تری عاشق جو جاتا ہی سبھے
سرو کہلاتا ہی قد تن تن کی مجھ آزاد کو

ای مسیحا مین تری تسبیح کھینچو اینکو ہون
لب ہلا کر زندہ کر دی مانی و بہزاد کو

کیا غضب ہے یار میری گھر ابہی آیا نہین
پہلی آپہونچی رقیب اوس سی مبارکباد کو

جب عدم سی آیا ہستی مین تجھی پر جان دے
حشر مین لیٹا تجھی سی دیکہہ میری یاد کو

عجز سی حسم آیا قاتل کو مرے ہی پھینک دے
نرم ہوکر موم سے مینے کر دیا فولاد کو

وصل اوس سی ہوگیا سودا مرا جاتا رہا
طوق میرا یار نی پہنا دیا حدّاد کو

وحشتِ دل کی فقط مٹی کا ڈھیلا ہی جہان
تنگ تر زندان سی دنیا ہی مجھ آزاد کو

زلفِ جانان جانکر سنبل کو سلجھاتا ہون مین
قد کی دھوکی مین لپٹ جاتا ہون مین شمشاد کو

اتنی نالی باغ مین بلبل نہ کر بی فائدہ
بیوفا گل ہین نہ پہونچین گی تری فریاد کو

ای مسیحا زن ہوکر کوہ سی دوڑی ہے
تو لبِ شیرین سی دی آواز گر فرہاد کو

ہون وہ خوش لہجہ کہ میری زمزمو پر محو ہے
ہون قفس مین صید لیکن کر لیا صیّاد کو

فصد مجھ مجنونِ لاغر کی بھلا کیونکر کہلی
رگ تو کیا مین خود نظر آتا نہین فصّاد کو

ای پری تیری طرح گا ہی نہ دیکھا اوسکو ہے
تو تو کیا نفرت ہے ہمسی تیری ہمزاد کو

خاک ہوکر اوسکی کوچی مین پڑا ہون چین سے
ای فلک اب تو نہ کر برباد مجھ برباد کو

جان لی طیّار ای شیرین عمارت پہ ہو چکے
تیغ کا تو حکم دی اب تیشۂ فرہاد کو

زیرِ خنجر ہے نہ دیکھا سینی اس ڈر سی اوسی
آنکھ ملتی ہی نہ رحم آئی کہین جلّاد کو

دعوی باطل تھی آخر یہہ دکہایا انقلاب
خلد بنوایا تہا پر دوزخ ملا شداد کو

حاسدون مین گہر گیا ہون عرض کر اب ای قبول
یا علی مشکلکشا پہنچو مری امداد کو

جسکی عارض کی قریب آکی قمر دیکہین تو
سلک دندان سی ملی سلک گہر دیکہین تو

دل مرا سینی سی نکلا ہی پریشان ہوکر
وہ ستو جاتا ہی وحشی یہہ کدہر دیکہین تو

رشتہ جان بہی کہین اسکو رگ گل بہی کہین
لیکن اوس گل کی کسی روز کمر دیکہین تو

ہم شب ہجر مین عارض کا تصور باندہین
کس طرح پہر نہین ہوتی ہی سحر دیکہین تو

کہین تم آنی نہ دو در پہ کہڑا رہنی دو
نہ سہی وصل مناہین ایک نظر دیکہین تو

قاصد اجان بہی مانگی گا تو پہر حاضر ہی
کتنا جلد اوسکی تو لاتا ہی خبر دیکہین تو

لوگ کہتی ہین رگ گل سی بہی نازک تر ہی
اپنی تو بند قبا کہول کمر دیکہین تو

بیوفا یار ہی وہ تو نہ دکہائی دیگا
کبتلک روتی ہوا ہی مژہ تر دیکہین تو

اونکو الفت کا ہماری نہین آتا ہی یقین
چیر کر دل بہی ہم کہا دین وہ ادہر دیکہین تو

شاہ وہ ہم خانہ بدوشون سی نہ آئی کا کیا
آئین آنکہون سی مگر آپ کا گہر دیکہین تو

تیغ ابرو ہوی قبضی مین اب آو تو سہی — ای قیس کوسی مئی بی ہی ظفر دیکہین تو

کیا کبہی آ سی اپنی نہ ملی گا وہ یار — نخل کب تک یہہ نہ لائی گا ثمر دیکہین تو

خون کی دعوی مین کیونکر اوسی دیکہین پاؤ — ہاتہہ کس چیز مین ہم ڈالین کمر دیکہین تو

ہم جلا کرتی ہین اوس مہر کو بہی اکدن لا — کبہی تیر اثر ای آہ اودہر دیکہین تو

منتظم دونون جہان کا ہی قبول ایک ہی
غور سی قدرت اللہ بشر دیکہین تو

دکہاؤ چہری کو مشتاق ہون جفا نہ کرو — نقاب اٹہاؤ زیادہ بس اب حیا نہ کرو

شفا جو ہوگی تو نالونسی جان کہا لونگا — طبیبو دیکہو تم اب بہی مری دوا نہ کرو

پڑہو نماز جنازہ کہ خوش ہو میری روح — ادا سی مارا ہی واجب تم اب قضا نہ کرو

کبہی سٹرتی کرو اپنی جامہ زیبی پر — قبا دکہا کی گریبان کو قبا نہ کرو

کرو ہمین بہی ذرا ستر غیب سی آگاہ — دہن دکہاؤ بس اب تنگ تم سوا نہ کرو

پہرونگا دربدر ای جان ٹہوکرین کہاتا — تم اس اسیر کو زندان سی رہا نہ کرو

ہماری خاک پر آئی تو آبرو بخشو — گزار شعلہ رخ صورت ہوا نہ کرو

ہمارا عشق ہی مجکو تمہین سی حاجت ہے / تمہین روا ہی کہ مطلب مرا روا نہ کرو

ہی اوسکی آتش رخسار دم بدم افزون / یہہ گرمی دیکھو کہ کہتا ہی تم جلا نہ کرو

برنگ شمع ہوا وس شعلہ رو کی عشق مین گرم / جلو مدام پر ای عاشقو صدا نہ کرو

مرا بھی ہی دل صد چاک شانہ یکتا / تم اپنی زلف دوتا سی اسی جدا نہ کرو

تمکو دیکھتی ہی راہی عدم ہون گا / تم اپنی بند قبا میرے آگی وا نہ کرو

وفا ہو یا ہو جفا ہم تمہاری بندی ہین / گلہ نہین ہی کرو التفات یا نہ کرو

دکھاؤ ہمکو نہ ای جان تازیانۂ زلف / سمند عمر ہمارا چراغ پا نہ کرو

زمین پہ دھوپ مین ای عاشقان حق بیٹھو / یہہ سلطنت ہے طلب سایۂ ہما نہ کرو

تمہین بھی عیب لگے گا جو ہونگی ہم رسوا / ہمارے عشق کا تم ذکر جا بجا نہ کرو

قبول یہہ بھی غنیمت ہے اوسکو دھیان ہو تو ہے
جفا و جور کا تم یار سے گلا نہ کرو

جو عشق حسن ہو تو آہ آتش پا پیدا ہو / سمائی نور جب دل مین تو فورا نار پیدا ہو

نہ ہو جب کوئی غم باقی تو پھر غمخوار پیدا ہو / جو ہم ہو جائین ناپیدا تو ماتمدار پیدا ہو

مری داغِ جگر مین یاد مژگان گھر کری یا رب
شگفتہ غنچۂ دل ہو تو گل سی خار پیدا ہو

مری سینی مین کتنا صاف تیر اُترا لبہے
لبون سی چوم لون مین گر لبِ سوفار پیدا ہو

وہ گریان ہون گہ عشقِ دندان تو تربت پر
عوض نرگس کی فوّارا چشم گوہربار پیدا ہو

شبِ باران مین کیسی دربدر مجبور پھرتی ہین
مراد آئی الٰہی خانۂ خمار پیدا ہو

بجز دشمن نہ پایا دوست کوئی اس زمانی مین
نئی دنیا جو پیدا ہو تو شاید یار پیدا ہو

ترے قابل نظر آیا نہ ای گل کوئی بھی گھوڑا
مجسّم گر صبا ہو تو ترا رہوار پیدا ہو

تصوّر مین قدِ دلدار کی جاؤن جو گلشن کو
ہر اک سروِ چمن سی میری خاطر دار پیدا ہو

ترپتا جا ہی تیرا سبزۂ خط زخمِ دل میرا
نہ مرہم کی لیے آفاق مین زنگار پیدا ہو

عجب ملبوس مجھ وحشی کی پہنانیکو لائی ہین
چہون جا کر جو کوئی دامنِ کہسار پیدا ہو

قدِ موزون سی نسبت سروِ گلشن کو اگر دیجی
کہان گفتار اوس مین اور کب یہ رفتار پیدا ہو

ہم ای قاتل وہ وحشی ہین گریبان صبح کا پہاڑین
بدن پر تیغ سی گر زخمِ دامندار پیدا ہو

درِ گلشن پہ جبہہ گر مانگیون ای باغبان گل کا
گراون لختِ دل جیسا وہین گلزار پیدا ہو

اگر تنگی مین غنچہ ہو دہانِ یار کی صورت
دہانِ غنچہ سی ایسی کہان گفتار پیدا ہو

لہو تہو کی جلی تپ مین دینا عشق بندی کو
الٰہی سل ہو دق ہو پر نہ یہہ آزار پیدا ہو

زمین پر گر پڑی زلف سیہ کا سایہ پڑ جائی
مری سینی کو ڈسنی کو اوس سائی سی نو ار مار پیدا ہو

پڑا پہرتا ہون مین کہ خاک مین کچہ جون مین برسون کی
لپٹ جاؤن کا بوسنی جو وہ اسوار پیدا ہو

قبول اس زمین کیا انقلاب چرخ دون دیکھا
جو ہو بیدین پیدا ہون تو اک دیندار پیدا ہو

کیا مژگان جانان نی نشانہ بی سبب مجھکو
لگی کاری سی تیر کی آیا عجب مجھکو

کدورت سی بری ہین صاف دل ہون اہل عالم سی
نہ لیون آئینی کی گہر مین کہین اہل حلب مجھکو

رہا انجام شادی کا تصور ہی نگاہون مین
ہوی ہی مجلس غم محفل عیش و طرب مجھکو

چلون آنکہون سی گر ادا ہو کچہہ پای مژگان کی
کیا ہی یار نی بیدست و پا لی ہین طلب مجھکو

ہر اک کو کیون نہ کاٹی کہا و ہین پروانہ ای ناصح
سبب جانان نی شفقت سی سکہایا ہی ادب مجھکو

ستم مجھپر جو لی در پی بہت سفاک کرتا ہی
لہو روتا ہون یاد آتا ہی خالق کا غضب مجھکو

بنا زلف سیاہ یار سی ظلمات گہر میرا
سحر کا دغدغہ جاتا رہا وصلت کی شب مجھکو

غذا ہی غم جہان مین مجہی تہہ پیالی سی ملتی ہی
الٰہی خشک کر ڈالین نہ یہہ دست طلب مجھکو

تری فرقت مین پانی ہو کی بہتا ہی لہو تن سے
لیے دیتا ہی جانان خشک آزار رجب مجھکو

بگڑتا ہی عبث ہر بات میری ای تکلف سے
تو ای مکار سکہلا دی سخن سازی کا ڈہب مجھکو

در و دیوار آئینہ ہین تیری روی روشن سے
نظر آتا ہی شہر لکہنو شہر حلب مجھکو

خزان مین نالۂ بلبل سی گویا تیر لگتی ہین
ستمگر باغ سی زندان مین بہیجی گا کب مجھکو

قبول اسکا عجب کیا ہی اگر وہ سایہ افگن ہو،
بجا لائی آفتاب حشر سی مہر عرب مجھکو

بوسہ کیونکر ملی اوس غنچہ دہن سی ہمکو
آشنائی نہین مطلب کی سخن سی ہمکو

دی بصارت ہی ای جان ہمین صانع نی
نہ کمر سی تری شکوہ نہ دہن سی ہمکو

باغ عالم مین کوئی بد ہی نہ اپنا ہو گا
خار بہی کوئی ملی گا نہ چمن سی ہمکو

بارہا دلشکنی کی ہی مگر وائی نصیب
وہی الفت ہی بت عہد شکن سی ہمکو

رسن زلف کی الفت جو بڑہی کیا حاصل
نہ ملا آب کبھی چاہ ذقن سی ہمکو

دہن اپنا نہ دکہا خیر مگر بات تو کر
سمجھہ ای جان تو ارباب سخن سی ہمکو

دہن تنگ کا ہی عشق کمر کی الفت
ربط کیونکر نہ بڑہی کاہش تن سی ہمکو

وحشتی چشم فسونساز کی مہمانی ہے — لینی آئین ہین ہرن وحشتِ ختن سی ہمکو

لندمی رنگ کی کیون یاد دلاتی ہو صبا — کیون نکلواتی ہو جنت کے چمن سی ہمکو

بوسۂ خال سیاہ لبِ رنگین نہ تھا — بات کی اُلٹی وہ یا مشک مین سی ہمکو

داغ دکھلاتی ہین عادل کو چھپاؤ نہ بدن — آخر اک روز نکلنا ہی کفن سی ہمکو

یاد آتی لبِ شیرینِ صنم زلفون مین — لیچلی مصر مین تقدیر ختن سی ہمکو

خط جو لکھا خطِ جانان کا تصوّر آیا — زلف یاد آگئی نامی کی شکن سی ہمکو

الفتِ چشم نی زلفون مین گرفتار کیا — باندہ لائی ہین یہہ وہ ترک رسن سی ہمکو

جو دہن کرتی ہین ثابت بدلائل تیرا — گفتگو کرنی ہی اون اہلِ سخن سی ہمکو

خار مژگان کی جگہہ کیون نہ رہین آنکھون پے — دشت مین کھینچ کی لائی یہہ وطن سی ہمکو

دہنِ یار کا ہی عشق ہمین ای گلچین — کام کیا غنچۂ نسرین و سمن سی ہمکو

عشقِ قامت مین کیا کرتی ہین مصرع موزون — کام بندش سی نہ بندش کی سخن سی ہمکو

ای حق ان ظلم جو کچھ ہمپہ کیا تو نی کیا — کوئی شکوہ نہین اس چرخ کہن سی ہمکو

جبسی الفت تری آنکھونکی ہوئی ای صیاد — ہمسی وحشت ہی ہرن کو تو ہرن سی ہمکو

حسن گھر سے تجھے باہر نہ نکلنے دیگا
عشق آخر کو نکالیگا وطن سے ہمکو

اہل دنیا سے اگر صاف ہوں ہم دیوانے
باندھ لیں صورت آئینہ رسن سے ہمکو

کھینچا اوس ترک نے پر دل نے نہ چھوڑا پیکان
کیا خجالت ہوئی ہے تیر فگن سے ہمکو

تشنۂ حسن صبیحان جو گئے جنت میں
جام حوروں نے دئیے نہر لبن سے ہمکو

جزوِ تن ہوکے دغا دینگے ضعیفی میں ہمیں
یہہ نہ امید تھی اعضاے بدن سے ہمکو

صحبتِ حضرتِ سلطان کا اثر ہے مقبول
دُرِ مضمون ملے اقلیم سخن سے ہمکو

نہ صاف منہ سے اسدم جواب دو مجھکو
خمار ہے کوئی جام شراب دو مجھکو

نکھرنے کو جو رکھا اوسنے آئینہ آگے
دکھائی وصل کی شب آفتاب دو مجھکو

بیان کروں گا تری ظلم بے حساب اے بُت
خدا جو حکم کرے گا حساب دو مجھکو

بلا سے وہ تو ہوا پھر جوان پیری سے
کرم نے اوسکے کہائی شباب دو مجھکو

عبث مرا دلِ شوریدہ پھیرتی ہو
نہ اب یہہ پھر نئے سر سے عذاب دو مجھکو

فراق میں نے مری جان لی اب اوسنے سوال
وہ چاہیں آئیں نہ آئیں شراب دو مجھکو

کرو نہ حیف ہی تسکین اپنی وحشی کے / مصیبت و قلق و اضطراب دو مجھکو

جفا ہی مجھپہ تمہاری وفا رقیب سی ہے / بلا ہی اک دلِ وحشی عذاب دو مجھکو

بلائین دیکھین ہین سویا تھا یادِ گیسو مین / بہت حسین ہو تعبیر خواب دو مجھکو

جو بوسہ دیتی ہو تو دو دہن کی نقطی کا / کتابی چہری سی یہہ انتخاب دو مجھکو

دہن سی نکلی وہ مضمون جن پہ دل پہسلی / زبان منہہ مین جو دیکر لعاب دو مجھکو

سفید بال ہی اب میری منہہ پہ ہنستی ہین / مٹاؤن جہریان ایسا خضاب دو مجھکو

تمہاری غنچہ لبی سی دل اپنا تنگ آیا / سوال بوسہ لب کا جواب دو مجھکو

مین اوسکی دل سی گرا غیر بام پہ پہنچا / دکہائی چرخ نی یہہ انقلاب دو مجھکو

کہین کا پہر نہ رہی گا جو تم نہ رکہو گے / نہ اب مرا دلِ خانہ خراب دو مجھکو

بہارِ عمر مین تہا عشق ضعفِ پیری اب / پسند آئی گلستان مین باب دو مجھکو

یہہ خواب دیکہا ہی یاقوت مین چباتا ہون / تم اپنی ہونٹونسی تعبیرِ خواب دو مجھکو

اسی ہوس مین ہی قاتل مرا لہو پائی / زبانِ تیغ سی سنتا ہون آب دو مجھکو

جواب سوچنی ہو تم کیا سوالِ محشر کا

قبول بات کا میری جواب دو مجھکو

چہرہ اوس شوخ کا واعظ کو دکہا لینی دو
وعظ پر بہولا ہی جو رندونکو بہلا لینی دو

ایسا چپ ہونگا کہ ای جان نہ بولونگا کبہی
اپنی کوچی مین مجہی شور مچا لینی دو

نیزون ہٹ جایگا خورشید دکہاونگا جو داغ
حشر کی روز سوا نیزی پہ آ لینی دو

جیسی جسم مرا اوس دل کہینچتی ہے
نہ ہٹو گودمین ای تنگ قبا لینی دو

زندگی مرگ ہی یارو نہ بچاؤ مجہکو
وہ جو ہسنم جان جو لی بہر خدا لینی دو

خم خالی ہین اسی بند کرو ای رندو
محتسب کو درِ میخانہ تک آ لینی دو

صبح آ پہونچی چلی رات ذرا سینہ دیکہون
پہر اسی زلفِ پریشان کو ہٹا لینی دو

دم نکل جائی سبھی بالکل نہ رہی گا سودا
فصد لی ہی تو لہو حد سی سوا لینی دو

نوبتِ خامشی منعم کی بہی آ پہونچی گی
اور دو دن اسی نقارہ بجا لینی دو

ناصحو تم مجہی سمجہاتیو لیکن ٹہرو
عشقِ جانان دلِ نافہم سی جا لینی دو

ہمدم و دل جو دیا یار کو اوسکے بدلی
یار سی درد و الم رنج و بلا لینی دو

دل مین ہو آٹہ پہر اور زبان پر ہر پل
ای بتو کو ئی تم نام خدا لینی دو

عشق کا دین ادا ہو گا کبھین کی سب نج
جان لیتی ہی اگر اونکی ادا سے لینے دو

یار آغوش مین آیا ہی کنارہ کر جاؤ
بوسۂ لب بھی ابھی شرم وحیا سے لینے دو

یہ جو کہ ہمکو تم اغیار سی کیون ملتی ہو
بیوفا سب ہین انہین نام وفا سے لینے دو

مرنی دیگا نہ مجھی ہجر کہ جلتا ہی رہون
مجکو حسرت نہ رہی پھر بھی کہا سے لینے دو

ایسی ضد ہی وہ سنہی ہجر کا جسوقت بڑھا
مین پکارا کہ نہ لی بوسہ کہا سے لینے دو

مرض عشق نہ اونسی کبھی کبھی جائیگا
تم مسیحا کو فقط نام شفا سے لینے دو

منع کیون کرتی ہو تم حسن پرستی کو قبول
چار دن عشق جوانی کا مزا سے لینے دو

نہ ہہون تنگ جو اوس گل کا دہن پیدا ہین
بوسۂ لب کی لیے راہ سخن پیدا ہو

دشت غربت سی جنون ملک عدم دکھلا دے
اب غریب الوطنی جا می وطن پیدا ہو

اشک خون گرتی ہین پلکو سے مری گل بو کر
عشق اگر چاہی تو خارون سی چمن پیدا ہین

دل لگی پر کبھی احباب سی آیا نہ مزا
آئینی مین ہین ممکن کہ شکن پیدا ہو

دل ملی ہی ملی ہو حسن اگر جلوہ فروز
شمع روشن ہو تہ کیونکر نہ لگن پیدا ہو

آبرو خال سی پاتی ہی محل اور شہرت
کیا عجب دُر کی پتی سی جو عدن پیدا ہو

آتشِ حسن سی محبوب کی اپنی وہ جلا
خاک اگر چہانتی دل کی تو وطن پیدا ہو

بوی گل تیری سراپا سی چلی آتی ہے
کیا عجب سامنی سی جو بوی چمن پیدا ہو

رو نما روح اولٹ کر جو نقابِ تن ہو
حور بنجاتی نگاہون مین دولہن پیدا ہو

کہلی بند ہین پہر کی تی بند ہی ہاک ایسی
زلف بل پر اگر آجائی رسن پیدا ہو

فاتحہ کو وہ مسیح آیا نکل کر لیٹون
کاش تنا سن ابہی لینی کو کفن پیدا ہو

نہ کہین مشک اگر غور سی دیکہین بینا
ہر شکن سی تری اِی زلف ختن پیدا ہو

انقلاب اونکو یہہ دکہلاتا ہی بغضِ للہ
مجکو ہو عشق رقیب اونکو جلن پیدا ہو

بوسہ لینی کو جو ملتا نہین مجکو نہ ملی
ڈوب لی کو مری چاہِ دہن پیدا ہو

آنکہہ دکہلائی اگر دشتِ غزالا نکو وہ شوخ
سیکڑون کوس تک ابہین ہرن پیدا ہو

وہ دعا سی ہوی بوسی پہ رضامند قبول
اب خدا سی یہہ دعا ہی کہ دہن پیدا ہو

کیا یہہ عاشق کہی کہ تم کیا ہو
جان تن آنکہہ دل کلیجا ہو

پاس میری وہ برق بیٹھا ہو ‖ ابر ساقی شراب دریا ہو

قتل کرنی لگو تو ہو چنگیز ‖ جب جلانے لگو مسیحا ہو

ایک سی ایک خوبرو ہی خوب ‖ ایک دل ہی بہلا یہہ کسکا ہو

ہم ہوی خلق کے مگر اپنا ‖ دیکھی ایک بہی نہ ہو یا ہو

جان لیگی وصال کی لذت ‖ ہجر کی صبح بہی نہ ہو یا ہو

آگ دل مین پڑی بہڑکتی ہے ‖ عشق پہر کس طرح نہ پیّا ہو

تم لگاوٹ کرو تو جان کہان ‖ مین نہین چاہتا کہ تم چاہو

تشنہ لب سحر سے نہ غرق کرو ‖ ای بتو حسن مین جو دریا ہو

ایک مین پیش چشم وحدت بین ‖ پہول ہو خار ہو کہ پیّا ہو

قد و جیب کی رقم ہین وصف ‖ کیون غزل کا نہ رتبہ بالا ہو

اشک نکلین کہین نہ آنکہو سے ‖ دیکہنا راز دل نہ افشا ہو

قد موزون یار جب دیکہے ‖ سرو موزون باغ دہرا ہو

حسن سے عشق کا ظہور ہوا ‖ نور سے نار کیون نہ پیدا ہو

وحشیون کی ہین یہ مثل ہے — دیکھیے انتظام کیسا ہو

ماہِ کنعان جو دیکھ لے تجکو — ای صنم عشق مین زلیخا ہو

مین اگر بی نشان خط لکھون — نامہ بر چاہیے کہ عنقا ہو

شعر کا شوق ہی نہین تو قبول
نظم مین انتظام ایسا ہو

ردیف طا

اک شب سوی چمن سی ہم اوس قمر کی ساتھہ — غم دل کی ساتھہ داغ رہا ہیہ جگر کی ساتھہ

مین ہی گذر گیا جو ہین گذری شبِ وصال — میرا کفن قضا لیی آئی سحر کی ساتھہ

بہلا ہی کس سی دل کو یہہ وحشی مکان مین — راتون کو باتین کرتا ہون دیوار و در کی ساتھہ

تشبیہ گل کو تجہہ سی اگر دون تو خیر ہی — نسبت مگر نہین رگِ گل کو کمر کی ساتھہ

پایا یہہ جذب حسن پرستی مین آنکہہ نی — ساری حسین پہرتی ہین میری نظر کی ساتھہ

ماری خوشی کی جان گئی جب ملا وہ گل — جیسے خدا نی نفع دیا ہی ضرر کی ساتھہ

کالخت جگر کا داغ ہی جیسی اوسی طرح — ناسور ہی مدام ہی داغ جگر کی ساتھہ

موقوف ہی اوسی قدر انداز پر قضا
میری نہ کچھہ چلی گی قضا و قدر کی ساتہہ

مژدہ سُنا جو یار کی آنی کا اپنی گھر
اپنی خبر رہی نہ ہمین اس خبر کی ساتہہ

شوقِ وصالِ یار ہی میری سر کی ساتہہ ہی
کیونکر نہ اُنس ہو مجھی اس دردِ سر کی ساتہہ

یون جلوہ گر ہی پشتِ لبِ یار پر عرق
شبنم کی قطری جیسی ہون گلبرگِ تر کی ساتہہ

جب آیا خط تو بوسۂ سیبِ ذقن ملا
ہیہات ہمنی خار ہی پای ثمر کی ساتہہ

اوسکی سُنہری رنگ کا ایسا ہی مجھی ہی اُنس
الفت ہو جیسی طالبِ دنیا کو زر کی ساتہہ

جب کھینچتا ہون مین شبِ باران مین آہِ گرم
جل جل کی جگنو گرتی ہین ہر ہر شرر کی ساتہہ

دل پای ہین نہ حاصل کچھہ اِی قبول
اکسیر سازہرتی ہین اوس سیمبر کی ساتہہ

ہی نتیجہ جو مری ذہنِ رسا کا تازہ
آپ مضمون چلی آتی ہین تازا تازہ

تازہ مضمون سنو جیسی کہتا ہی وہ شوخ
دل جو دو ہمکو تو ہو جای کلیجا تازہ

پہلوان جیسا بچیت اور نہ نکلی گا کوئی
الفتِ زلف کری گی بدن ایسا تازہ

قیس و فرہاد کا پیر نکرا ہی خضرِ جنون
لوتِ تازہ کوئی دکہلا کوئی صحرا تازہ

اپنی تصویر مصوّر سی وہ کہنچواتی ہین
اور نکلا مری مٹّی کو یہہ نقشا تازہ

دورِ مینا مری گلزار ہی اے فصلِ بہار
گل داغِ دلِ دیوانہ نکرنا تازہ

وصل کو تو نے جو ترسایا بہت اے بتِ ہند
ہمنے معشوق کیا اک بتِ ترسا تازہ

کیون لہو تلکی مرا ہو نہ بہبہو کا وہ شوخ
میری قاتل نے نکالا ہی یہہ غازا تازہ

دودِ خط گردِ دہن بندکی نہ کیونکر نکلی
دمبدم ہی دہنِ یار کا حقّا تازہ

جیسا تازہ ہی ترا سیبِ ذقن اے بتِ ہند
ہوگا ایسا نہ ولایت مین بہی میوا تازہ

ہی ہمیشہ شجرِ قامتِ جانان سرسبز
گل رخ تازہ ہی ہر کان کا پتّا تازہ

خط ہی آرخ پہ کبہی دیکہا نہین گل پہ سبزا
پہول تازہ نظر آیا کبہی سبزا تازہ

نے غم خوانِ فلک مین ہین مری حصّی کی
کہانا ہر صبح پہنچ جاتا ہی تازا تازہ

نعمِ نو دیکی کبہی کہتا ہی یہہ چرخِ کہن
باسی کہانا کبہی دیتا ہی مزا یا تازہ

وعظ کو آیا تہا خود دست ہوا مے پی کر
آج رندون نے پہنسایا ہی یہہ ملّا تازہ

آج بہت قتل کا طالب ہی وہ قاتل کبہی ہی
یہہ ستم تازہ ہی محشر مین یہہ دعوا تازہ

خطِ سبز اوسکا کبہی آیا ہی یاد اے جرّاح
زخمِ دل کرتا ہی زنگار کا پہاہا تازہ

سامنی ہی نظر آتا نہین لیکن ہمکو
دہنِ یار نظر آیا ہی عنقا تازہ

مژہ و ابرو و زلفِ ستم ایجاد نہین
تیر تازہ ہی کمان تازہ ہی چلّا تازہ

ای قبول آج ملی ہی مجھی تازہ یہہ زمین
نہ شگفتہ ہو تو مضمون بندی کیا تازہ

جیتی جی شکل اگر مجھکو نہ دکھلائینگی وہ
خاک پھر بعدِ فنا قبر پہ بھی آئینگی وہ

وصل اوس مہر سی ہوگا تو نہین کی اغیار
مین تو شعلی سی لپٹ جاؤنگا جل جائینگی وہ

روح پہلی ہی نکل جائیگی اس ڈر کی سبب
لاشہ اوٹھیگا مرا در سی جو اُٹھوائینگی وہ

چاپلوسی نہ چلیگی طلبِ وصل مین کچھہ
مین بناؤنگا جو باتین تو بگڑ جائینگی وہ

ہونگی ہم سینہ پئر رشک سی تڑپینگی رقیب
تیر اوس ترک کا ہم کھائینگی بر جائینگی وہ

صبحِ فرقت کی تصور مین نکل جائیگی روح
اپنا چہرہ جو شبِ وصل مین دکھلائینگی وہ

خونِ ناحق وہ عبث غصّی مین کرتی ہین قبول
کر چکینگی جو مجھی قتل تو پچتائینگی وہ

گل سی اپنی رخِ تر کی ای نگار ہاتھہ
دکھلائین کیون نہ مجھکو چمن کی بہار ہاتھہ

دو دن چاہی تیر آنکھ مین مژگان کی سیل سی
گر آئی پای یار کا میری غبار تھا

جس سی دو چار ہو تو زبردست وہ نہ ہو
جاتا نہین رقیب سیہ رو کی چار تھا

آتش شعلہ رو سی ملنی کی حسرت ہی رات دن
پہیلا ہی ہی چمن مین جو اپنی چنار تھا

ای منعمو غرور سخاوت نہ چاہیی
دو ہاتھہ مین تمہاری خدا کی ہزار تھا

دنیا مین ہاتھہ پہیلتی ہین پیٹ کی لیی
سائل کو اور کی لیی کرتی ہین خوار تھا

تیری حنائی ہاتھہ کی مچھلی اسیر ہی
لی دام سحر حسن کی آیا آشکار تھا

اب صرف مشق قطعہ گلزار ہی وہ گل
بالیدہ شاخ گل سی قلم ہی ہزار تھا

جیب الفنی ہٹ سکا نہ وہ راہ وفا چلی
لی کار میری پاؤن ہین لی اعتبار تھا

جاتا ہی مجھہ سی کر کی جو وعدہ وصال کا
سچ ہی تو میری ہاتھہ پہ ای جان نثار تھا

اوس سی ہین شانہ کرتا تہا مین تمام کر جبین
اب اے قبول ملتا ہون لیل و نہار تھا

دی جاتا ہی فرقت مین تری داغ جگر ماہ
تو آنکھون مین پہرتا ہی جب آتا ہی نظر ماہ

اوس ماہ کو شبخون ہی جو عشاق کا منظور
مریخ تو ہی تیغ لیی اور سپر ماہ

ہر روز ترقی پہ ترا نور ہی ایسے بدر
اک دن پہ چمکتا ہی فقط چار پہر ماہ

عاشق رخ پر نور کا تیری جو ہوا ہی
ہر شب تجہی آ کی دکہاتا ہی جگر ماہ

موئی بدن یار سبے خط شعاعی
سینۂ فلک نور ہی دل مہر جگر ماہ

ای شاہ حسینان یہہ ہوا تجہسی مقابل
تو حکم جو فرمائی تو ہو شہر بدر ماہ

آنکہون مین مری نور سمایا ہی جو تیرا
آیا نہ شب چاردہم مین بہی نظر ماہ

وہ چرخ یہین کرتا نہ پہر جاتا فلک پر
اک رات تری کوچی مین کرتا جو گزر ماہ

تو ایسا بہری نور کہ خورشید بہی ہو دنگ
جام اپنا تری سامہنی لی آئی اگر ماہ

ہر شہر و بیابان مین تجہسی ہی سحر تک
پاتا نہین اوس چاند کی ٹکڑی کو مگر ماہ

اعجاز مین کیونکر نہ **قبول** ایک اوسی سی ہی
انگلی سی جو دو ٹکڑی کری خیر بشر ماہ

ردیف الیاے

آتش عشق سی کیونکر دل مضطر نکلی
موت ہی آگ سی باہر جو سمندر نکلی

دم نکلتا ہی یہین ہچکی ہی داور نکلی
پیشتر جان سی سفاک کا خنجر نکلی

گذری بی بال و پری مین مجھی ایام بہار — جب خزان باغ مین آئی تو مری پر نکلی

پھر کی دیکھا نہ مری گل نی گرفتارونکو — دم ہزارون کی تہ دام پھڑک کر نکلی

پاون کی کانٹی تو سوزن سی نکل سکتی ہین — خار غم دل مین چھپا ہو تو وہ کیونکر نکلی

اوسکی کوچی مین رقیبون نی ٹھہرنی ندیا — سیکڑون تیغین کھچین سیکڑون خنجر نکلی

چمکی پھر سینی کی داغ اتنا نہ گھبرا ای دل — شکر کی جا ہی شب ہجر مین اختر نکلی

ہلنی دیتا نہین ضعف اور چلی فصل بہار — سیر کو روح مری سینی سی باہر نکلی

کہین شرما کی وہ گھر سی نہ نکالی باہر — دیکھ ای چشم کہین اشک نہ باہر نکلی

دیکھی گر درج دہن مین در دندان تیری — شرم کھا کر نہ کبھی سیپ سی گوہر نکلی

سید ہی صحرا کو چلی یاد ہوئی مجنون کی — گھر سی طفلی مین جو ہم طوق پہن کر نکلی

یاد مین عارض روشن کی مجھی ہو تسکین — جلد ہو صبح کہین مہر منور نکلی

سر جھکائی ہوئی دروازی تک مین بیٹھا ہون — یا خدا تیغ بکف جلد ستمگر نکلی

چشم انصاف سی کی جبکہ نظر ہی مقبول
ایک ہی شکل پہ محتاج و تونگر نکلی

یون مہر ہی تری رخِ انور کی سامنی ‏ ہو جیسی ماہ مہرِ منور کی سامنی

آئینہ زرد ہی رخِ انور کی سامنی ‏ عنبر خجل ہی زلفِ معنبر کی سامنی

جیسی کہ تیری عارضِ انور پہ کی نظر ‏ آئینہ ہی سیاہ سکندر کی سامنی

فوراً گداز ہو کی بہا ہی مثالِ برف ‏ جب آہِ گرم کھینچی ہی پتھر کی سامنی

جبتک نہ مین گردن مرا اٹھنا محال ہی ‏ دیوار بنگیا ہون تری در کی سامنی

خود اوسکی سر پہ تاج کا مین دیکھتا ہون بار ‏ کیا سر جھکاؤن صاحبِ افسر کی سامنی

نامہ تو بہیجتا ہون مگر ہی مجھی یقین ‏ پہاڑی گا اوسکو یار کبوتر کی سامنی

مطلب جو اوسنی پوچھا تو آنسو بہا دیی ‏ کچھ کہہ سکا نہ شرم سی دلبر کی سامنی

تھا ایک نقدِ دل سو وہ خون ہو کی بہہ گیا ‏ کیا نذر لیکی جاؤن گا دلبر کی سامنی

تیری طرح نہ وہ بھی کسیکی گلے ملا ‏ کیا کیا گلی کٹی تری خنجر کی سامنی

دوزخ شرر ہی سینۂ سوزان کی روبرو ‏ طوفان قطرہ ہی مژۂ تر کی سامنی

تصویرِ یار کھینچی ہی اور دیکھتا ہون مین ‏ ششدر رہی ایک دوسری ششدر کی سامنی

باعث مری حیات کا ہی وصلِ شعلہ رو ‏ آتش ہی آبِ خضر سمندر کی سامنی

امید ہی قبول شراب طہور کے
پیاسا جو جاؤن ساقی کوثر کی سامنی

الفت کاکل و رخسار لیی پہرتی ہی	دن کو دن شب کو شب تار لیی پہرتی ہی
روح میرا جو تن زار لیی پہرتی ہی	کسی دامن کی لیی خار لیی پہرتی ہی
مجھہ مین طاقت یہہ کہان ہی کہین پہرون بیمار	گردش نرگس بیمار لیی پہرتی ہی
مجھکو اوس کوچی مین پہونچا کی نکل جای روح	کیون مری ہڈیون کا بار لیی پہرتی ہی
کہہ سوی ملک عدم کہہ طرف ملک وجود	جستجوی کمر یار لیی پہرتی ہی
سبزہ رنگون نی کیا دل کو سراپا زخمی	ہوس مرہم زنگار لیی پہرتی ہی
ہدف سنگ جو کرنا ہی تو کرلین اطفال	اوسکی الفت سر بازار لیی پہرتی ہی
دن کو اوس مہر کی جلوی سی قیب اللہ با ہی	شپرہ ہی وہ شب تار لیی پہرتی ہی
دیکھی تاہون کسی طفل برہمن کا سنگار	کو بکو الفت زنار لیی پہرتی ہی
جستجو کرنی مین اوس مہر کی مین ہون سرگرم	دہوپ مین خواہش دیدار لیی پہرتی ہی
ہی صبا چاک جگر ہی ہوا مجھہ وحشی کا	تو گریبان کی اہی تار لیی پہرتی ہی

کوئی گلرو نہ خریدیگا مری لخت جگر
چشم تر کیوں سر بازار لیی پھرتی ہی

کیا خبر مرغ گرفتار کی پوچھیں کیہ صبا
بال و پر دو شپہ دو چار لیی پھرتی ہی

روز و شب ایک ہی انکھوں میں ہی دنیا تاریک
الفت کاکل خمدار لیی پھرتی ہی

کہیں لیجا مجھی للہ کہ اب وحشت دل
کو بکو در بدر ای یار لیی پھرتی ہی

ایک گل باد خزان نی نہ چمن میں چھوڑا
داغ دل بلبل گلزار لیی پھرتی ہی

جسطرف نکلا ادھر دیکھی قیامت برپا
شور محشر تری رفتار لیی پھرتی ہی

سر کٹی پر بھی ہوئی ہم نہ سبکبار قبول
روح بار غم دلدار لیی پھرتی ہے

عین ہشیاری ہی بیہوشی یہہ مجھہ آزاد کی
خود فراموشی نشانی ہی تمھاری یاد کی

رنج و غم دیتی ہی مجھکو خو یہہ آدم زاد کی
جب خوشی بھولی اہی اپنی خدا کی یاد کی

روح تڑپی قالب خاکی میں آنی کو بہت
جب عدم میں تیغ عریاں یاد کی جلاد کی

سیر تھی بت پڑہ گذرا ہی صبا کیطرح سی
توسن جانان نی مٹی بھی مری برباد کی

ہر بن موسی لہو جاری ہی مژگان دیکھکر
اس جگہہ ہی آب پانی نشتر فصاد کی

سخت جانی کی مری گردن سی جوہر کھل گئی
تیغ خانہ ساز قاتل بن گئی فولاد کی

زلف نی سنبل کو گلشن مین پریشان کر دیا
کھو دی موزونی قد دلداری شمشاد کی

ہند مین پریان پڑی پھرتی ہین دیوانہ وار
قاف تک پہنچی ہی شہرت حسن آدم زاد کی

دختر رز کو کیا مستی مین جب سی بھی خراب
محتسب سی میفروشون نی مری فریاد کی

کوہ کندن کہہ برآوردن کی معنی ہین یہی
جان شیرین کس مشقت سی گئی فرہاد کی

سخت جانون سی پڑا ہی اسقدر پالا اسی
چلتی چلتی تیغ آری ہو گئی جلاد کی

اوس صنم کو داستان سنکی سی نفرت ہو گئی
قصہ خوان نی گوش زد جبسی کی روداد کی

عشق نی روی کتابی کا دیا ہی لکھو درس
ہی توجہ دمبدم شاگرد پر استاد کی

وصل کا سامان ہی آمد ہی اوسکی اے قبول
دے رہا ہی دل صدا مجھکو مبارکباد کی

جائیگا میرا جنون اوس لبکی چھونی سی اب
تصفیہ ہوگا لہو کا شربت عناب سی

کیا نزاکت اوسکی لکھی جائی مجھہ بیتاب سی
جسکی تن مین فرش مخمل کا نشان ہو خواب سی

سرو مان ہوتی ہین خم اوس جسم سی ایجا جدا
تیغ ابرو کو بھی نسبت ہی دون محراب سی

حال میری سینۂ سوزان کا مجمر سی کھلا | بیقراری دل کی ظاہر ہو گئی سیماب سے

راحتِ دل دوری جیسی ہی قربِ دشمنان | غم کی نزدیکی ہوئی ہی دوریِ احباب سے

سودہ یاقوت سی وصفِ لبِ جانان لکھا | وصفِ دندان کا لکھا ہی موتیون کی آب سے

رازپوشی حیف عالی ہمتون مین بہی نہین | حال کہل جاتا ہی سب کا چادرِ مہتاب سے

نالہ و زاری مین رہتا ہون ہمیشہ چرخ ہی | ای فلک عالم مرا ہی کم نہین دولاب سے

ہو گئی چشمِ تصور یادِ دندان مین صدف | اشک ہی ہمسنگ ہین سب گوہرِ نایاب سے

حسرتِ دیدارِ دلبر حشر تک ہی ناصحا | دیدۂ بیدار کیونکر آشنا ہو خواب سے

ساقیا کیا تیغِ ابرو کا پڑا سایہ مین عکس | کٹ گیا میرا جگر موجِ شرابِ ناب سے

نرم مخمل سی زیادہ ہی شکم اوس حور کا | نازکی مین بڑھ گیا موی میان بہی حباب سے

اشک کی قطرون سی دُنی مین نکلتی ہین شرر | ای صنم پیدا یہان ہوتی ہی آتش آب سے

غرقِ بحرِ عشق چکر کہا کی اک عالم ہُوا | کون سا تیراک تہا نکلا جو اس گرداب سے

مہر مین یون ہی ضیا روی علی سی ای قبول
ماہ مین ہی نور جیسی مہرِ عالمتاب سے

مقبل

مقتل سی تو جو سر کو مری کاٹ کر پھری — تن پاؤن پہ نثار ہو سر گرد سر پھری

لی لی کی میری نامی کبوتر بہت گئی — گردان ہو گئی نہ ادہر سی ادہر پھری

اللہ ری جوشِ اشک کہ دریا بہا دئے — جس جس طرف کو دشت مین ہم چشم تر پھری

پھرنا ادہر نہ حضرتِ دل یار پاس سی — سینی مین اب جگہہ ملی گی اگر پھری

میری طرف سی نامہ کبوتر جو لی گیا — دوشِ صبا پہ یار کی جانب سی پر پھری

اللہ ری نازکی کہ وہین رنگ ہو کبود — گر دستِ وہم بھی تری رخسار پر پھری

تیرِ نگاہ صید کو جو کی محال ہے — وہ بھی خطا کری جو قضا و قدر پھری

کیا جان لینی آئی ہو جانان کی سمت سے — کیا وجہ ہی جو حضرتِ دل تم ادہر پھری

دوزخ سی منہہ نہ موڑی مری آہِ آتشین — طوفان سی کبھی نہ مری چشمِ تر پھری

تقدیر پھر گئی ہی کہ فرقت ہوئی نصیب — پھر لی تمہاری گرد مقدر اگر پھری

گردش ہی دل کو سینی مین یون تا سحر پھری — آتش پہ جس طرح سی کٹھالی مین پھری

تو خود مجھی شہید کری یہہ کہان نصیب — پھر جای دہار تیغ اگر حلق پر پھری

فرقت مین اشک کا جو سمندر بہاؤن مین — ترتا ہوا جہاز کی مانند گھر پھری

ساتون زمین یا تون فلک بر خلاف ہون
یارب نہ ایک یار کی ہمسی نظر پہری

صحرا مین بہی رفیق ہی حضرت جنون
سائی کی طرح ساتہہ ہی اٹہون پہر پہری

بیخود ہوا ہی دیکہہ کی ساقی کو محتسب
ہر رند مست شہر مین اب بیخطر پہری

تلوارین چل گئین دل عمدیدہ پر ادہر
اپنی بہوون کو تان کی جب تم ادہر پہری

جب دی جواب شربت دیدار سی مسیح
کیونکہ نہ مر دلی رخ بیمار پر پہری

دندان و لب کی دہوم ہی سب مین او جوہری
پتہر سی لعل اور صدف سی گہر پہری

مجنون پہرا جو دشت مین لیلی کہان ملی
تو کب ملا جو شہر مین ہم دربدر پہری

دہو یا ہتہ چشمہ لب جانان سی ای قبول
سو خضر آکی خشک لب او چشم تر پہری

ہجر مین ای گل ہوئی گلفام کسکی واسطی
شیشہ پہر کسکی لیی اور جام کسکی واسطی

وہ حسین صورت مین ہو پہلو مین وہ آرام جان
ای دل دیوانہ پہر آرام کسکی واسطی

سنگدل نا آشنا قاتل ستمگر بیوفا
حیف ہی ہم ہوگئی بدنام کسکی واسطی

بلبلین ہمت سی ہین دام رگ گل مین اسیر
پہر تو ای صیاد لایا دام کسکی واسطی

عشقِ چشمِ یار ہی ممکن نہین تر ہو دماغ
ای طبیبو روغنِ بادام کسکی واسطی

بہرِ شہرت چاک دل اوسنی کیا مثلِ نگین
دیکہنا زخمی ہی کون اوس نام کسکی واسطی

اور طائر کیا کوئی پہنسنی کو ہی اس دام مین
خم ہوئی ہی زلفِ عنبر فام کسکی واسطی

جلد اگر لائی مری خط کا جواب ای نامہ بر
نقدِ جان سینی مین ہی انعام کسکی واسطی

واعظو آغاز بدگوئی کبیرہ ہی گناہ
دیکہین ہوتا ہی بخیر انجام کسکی واسطی

زلف دیکہو ہی سیاہی کفر کی اسلام مین
پیچ مین آجائی اسلام کسکی واسطی

تم کہان اور یارِ بدخو سی کہان وصل ای قبول
کر رہی ہو یہہ خیالِ خام کسکی واسطی

کچہہ تو تاثیر کری سحر بیانی میری
کیا کرون مین نہین سنتا وہ کہانی میری

کوئی کہتا ہی مرا حال کوئی سنتا ہی
عشقِ جانان مین ہی مشہور کہانی میری

خون عاشق کا ہی دہونی سی کوئی چہٹتا ہی
رہ گئی خنجرِ قاتل مین نشانی میری

بحرِ ہستی مین حبابِ لبِ جو ہون لاریب
ہی فنا سامنی بنیاد ہی فانی میری

آہ کی تیر تیری سینی سی کیا کیا گذری
دیکہی ای ترکِ فلک سخت کمانی میری

اپنی کوچی مین جگہہ دی نہ مجہی بعدِ فنا
جان لی تمنی مگر قدر نجانی میری

یہی لکہہ بہیجو کہ خط بہیجنا منظور نہین
قاصدا کہیو یہہ پیغام زبانی میری

عشق نی گہیر لیا سن شباب آتی ہی
کٹ گئی آگ کی شعلون مین جوانی میری

بسکہ کوہِ غمِ فرقت کی تلی دب کی مُوا
کوہ سی ہی ہی سوا لاش اُٹہانی میری

حوضِ پُرآب کی صورت ہوئی اک پل مین قبر
مر گیا پر نہ گئی اشک فشانی میری

میری شعرون کی صفائی سی علی و کٹتی ہین
تیغ ہی اونکی لیی سیفُ زبانی میری

نہ کیا ذبح نہ آزاد کیا مجکو قبول
ایک بہی بات نہ صیّاد نی مانی میری

صورتِ شاہدِ اصلی کا جو ادراک کری
آئینہ دل کا کدورت سی اگر پاک کری

ہو جو حاصل تو تونگر کو بہی کر دی یہہ فقیر
کیمیا کی ہوس ای دل کوئی کیا خاک کری

کچہہ تری ست ازی سی نہین ورای شوخ
شبِ وصلت مین جو تو جیبِ سحر چاک کری

سیر کو آتا ہی وہ گل چمنستانون مین
کیون صبا ورنہ اگر خس و خاشاک کری

دست بردار نہون قبر مین وحشت سی کبہی
پنجۂ شل ہی گریبانِ کفن چاک کری

منفعل

منفعل ہو گی گناہون سی اگر روئی بشر
دستِ قدرت سی خطِ آنسوونکو پاک کری

چشمِ روشن تری نرگس کو بصارت بخشی
تیری بینی گلِ زنبق کو فرحناک کری

تیرِ مژگان سی جو مارا ہی تو کیا ہو قاتل
صید کو اپنی جو تو بستۂ فتراک کری

خُم سی شیشی مین سمجھکر اسی لانا ساقی
دُخترِ رز کی نہ ہر اک نگہین تاک کری

حُسن دیکھا تو کہا بھولی سی ماشاء اللہ
دیکھی کیا مری حق مین بُتِ بیباک کری

مہر سا داغِ عقیدت ہی مری دل مین قبول
کیون نہ بندہ مجھی اپنا شہِ لولاک کرے

خانۂ دل مین ہر اک جانب اوسی کا نور ہی
میری گھر مین جلوہ گر تیرا چراغ ای طور ہی

دل کو کہانی پر کسیکی خلق کیون مغرور ہی
نالۂ مورِ ضعیف اسکو صدائی صور ہی

بعدِ مردن ہی گناہون کی سبب پچھتا نہ مین
کوی جانان جنت الماوی ہی جانان جو رہی

شوقِ میخواری نی بھٹی مین گرایا ہی مجھی
جو پھپھولا ہی بدن پر دانہ انگور ہی

رات فرقت کی کٹی ظاہر ہوئی صبحِ وصال
یہہ سپیدا زخمِ دل کو مرہم کافور کری

عارضِ جانان پہ تل ہی یا کلف ہی ماہ مین
ہی شفق مین ہرہ یا ماہی پہ یہہ سیندور ہی

بہیک ہی مانگی تو بھر عبرتِ اہلِ دل
مجہہ گدا کی ہاتہہ مین جامِ سرِ فغفور رہی

تیری زلفون کی سیاہی کا تصور بندہ گیا
عید کا دن ہی نگاہون مین شبِ دیجور رہی

دہیان ہو گر صید کرنی کا مری صیاد کو
شاہبازِ روح اک بی بال و پر عصفور رہی

مہر و مہ ساغر بنی میری مسیحا کی لیی
داربست افلاک مین تا راہر اک انگور رہی

شمع کی مانند روشن ہین ہماری موی تن
جسم اپنا آتشِ فرقت سی کیا محرور رہی

ہی وہ نزدیک او نہین عارض پر اوسکی دسترس
مہرِ تابان پاس ہی ماہ درخشان دور رہی

دستِ بوسی ہی لبِ لعل مین شرم دستِ یاری
نور پاسی سنگِ رہ جو ہی وہ سنگِ طور رہی

وصل قسمت مین نہین حسرت ہی ہینگا وصال
مین مسلمان ہون وہ بت ہی مین بشر وہ حور رہی

خط کی آتی ہی ملا ہمکو نہ زلفون کا پتا
سچ تو ہی مار سیہ اکثر غذای مور رہی

کوچہ گردی مہوشون کی عشق مین چہوڑای قبول
غیرتِ عشقِ حقیقی سی نہایت دور ہے

سوزشِ آہِ رسا کی اکمل ہی
اختر اخگر ہین چرخ منقل ہی

ایک ہی نور ہین نبی و علی
دو جو سمجھے انہین وہ احول ہی

مدحِ ابروسی کیون تیغ تیز ہو ذہن
تیغِ طبعِ رواں کو صیقل ہی

دردِ سر تیری کوچی مین نرہا
خاکِ نقشِ قدم کی صندل ہی

کوئے بسمل ہی کوئی مرتا ہی
کوی جانان نہین یہہ مقتل ہی

سامنا عشقِ یار کا ہی اگر
جان دینی مین قصّہ فیصل ہی

نرم ہی پر نہین کوئی رویان
شکمِ یار رشکِ مخمل ہے

گل تو عارض ہی اور سیب ذقن
سروِ جانان مین پھول ہی پہل ہی

جان آنکھون مین ہی قریب ہی مرگ
ہجرِ جانان کا غم کوئی پل ہی

سخت جان آج کوئی قتل ہوا
تیغِ ابروے یار مین بل ہی

عشقِ دندان مین اشک ہین جو رواں
موتیون کی گلے مین ہیکل ہی

مر کی بھی ساتھہ اوس سوار کی ہون
روح توسن کے ساتھہ پیدل ہی

دن پھری ہین سیاہ بختی کے
دودِ آہ اپنا اوسکو کاجل ہی

سرمہ دی اوسکی آنکھہ مین قبول
آپ چشمِ سیاہ مکحل ہے

ہوائی قامتِ جانان کریگی گھر کی گھر خالی
کہ قمری کر و قد ہی آشیانہ سرو پر خالی

تصور یار کا نکلا تو غم داخل ہوا دل مین
کبھی مہمان سی پایا نہین اپنا گھر خالی

خبر دل اور جگر کی کچھہ نہ پوچھو ہمدمو ہمسی
نہ دل بیکار دردون سی نہ داغون سی جگر خالی

دل اک چشمہ ہی سو اوسکی تہہ سی سوتی ہین چہری پر
ہماری انکھین اشکون سی نہون گی عمر بھر خالی

مثالِ چوبِ تر جو خام ہین خم کر او نہین جا کر
دماغِ پختہ مغزانِ جنون ناصح نہ کر خالی

تم اپنی گو ہنرمندان اگر ہین ہنس کی کہلاو
ابھی ہوجای آب و تاب سی سلکِ گہر خالی

سحر کو روئین گی صحبت کو کیا خوش وصل کی شب ہون
نہ جای گا شگون نالۂ مرغِ سحر خالی

مری طالع ہون بیدار اوسکو خوابِ مرگ اگر آئی
کبھی دربان سی پاتا نہین مین اوسکا در خالی

زبانِ زخم نی ای جان لذت پا کی پھر چاٹا
نمک سی آکی بھری پھر ہوا زخمِ جگر خالی

ہمین وہ طائرِ فربہ سمجھہ کر دام مین لایا
قفس مین بند کر کی لی اوسنی مشتِ پر خالی

نہ نکلا حیف ہی دولت سی بھی کچھہ کامِ دل اپنا
کھرا ہی الفتِ زر سی ہی قلبِ سیمبر خالی

ترحم کی عوض سنکر وہ ظالم ظلم کرتا ہی
ہماری نالہ دل مین اثر سی اسقدر خالی

بنائی نافِ جانان اس لیی نقاشِ قدرت نی
یہہ نکتہ سہو کا ہی وہ گئی جای کمر خالی

تری فرقت کی کچھہ خورشید ہی کو تب نہیں رہتی
نہیں ہی چاند بہی داغ جنون سی چرخ پر خالی

ہم اپنا قتل ہوجانی مین چھٹکارا سمجھتی تہی
سو اب تو ہی عدو اوت سی بہی قاتل کی نظر خالی

جہکی سنبل جب گلگشت کو وہ گلبدن پہونچا
ثمر سی اوسکی الفت کی نہ تہا کوئی شجر خالی

دمون مین جس طرح خالی گیا خالی کا چاند ای ماہ
چلا اوس طرح دیکھہ محرم اور صفر خالی

اوسی وہ باتون مین اپنا کرون غیرون سی چہڑوا دون
نہین پاتا رقیبون سی جگہہ کوئی مگر خالی

مرا پینا ہی دل ہی ساقیا لبریز شکوی سی
اودہر بہر کر دی جام می گلگون ادہر خالی

بتا تو ای قبول اس قصّے کو سلجہائون مین کیونکر
نہ کاکل پیچ سی خالی نہ اوس گل کی کمر خالی

وہ آیا بام پر سب طالب دیدار جا پہونچی
برا ہو ضعف کا ہم رہ گئی اغیار جا پہونچی

دلا کہلتا نہیں مقتل مین کیسی سیر ہوتی ہی
طلب اوسنی کیا گر ایک کو دو چار جا پہونچی

رقیب ابلیس کی صورت فلک پر بہی چڑہ جائی
اگر ہی جل کر ہماری آہ آتش بار جا پہونچی

رہ ملک بقا ہوتی ہی طی اکثر ضعیفون سی
بہلی چنگی بہتکتی رہ گئی بیمار جا پہونچی

دہن کا چشمہ جب خالی ملا آب مروت سی
لب کوثر تری تشنہ دیدار جا پہونچی

نہین ہلنا محال اور خانۂ زنجیر مین غل ہی — کمر تک اوس پری کی گیسوء خمدار جا پہونچی

کرین گی عین بیہوشی مین ٹکڑی شیشۂ و ساغر — خبر لی ساقیا گھر مین تری میخوار جا پہونچی

یہہ جوش نامیہ ہی اب چمن مین پہونچی کیا بلبل — گل خورشید تک خار سر دیوار جا پہونچی

نہین ہی ای قبول آفتاب حشر کا خطرہ
ہم اوس دلبر کی زیر سایۂ دیوار جا پہونچی

پونچھی نہ پونچھی اشک مری یار دیکھی — کب ٹوٹتا ہی آنسوؤن کا تار دیکھی

کیا رنگ اب دکھائین یہہ اشعار دیکھی — کسجا ردیف ہوتی ہی بیکار دیکھی

کیون جا کی دیکھی گل و سنبل کو باغ مین — پرپیچ سنبل اور گل بیخار دیکھی

گھر بیٹھی بن پڑینگی نہ یہہ خود فروشیان — یوسف اگر نہین آپ تو بازار دیکھی

راضی ہوا ہی سننی کو وہ درد دل مرا — وا ہون نہون مگر لب اظہار دیکھی

دن بھر تو یاد عارض جانان مین روئی خون — کیا رنگ اب دکھائی شب تار دیکھی

مین تیر کا نشانہ ہون بوسی کی جرم پہ — پر رخ کی سمت ہین لب سوفار دیکھی

قبل از وقوع واقعہ بڑھ چلیی یون نہ آپ — محشر کہین نہ لائی یہہ رفتار دیکھی

ہم سیر کرتی پھرتی ہین بازارِ عشق کی
ہو کون جنسِ دل کا خریدار دیکھیی

ہم کہا یا کرتی ہین غمِ دلدار رات
کہتا ہی کب ہمین غمِ دلدار دیکھیی

ہر آن کوہِ فرقتِ جانان ہی بن
مجھہ ناتوان کو دیکھیی یہہ بار دیکھیی

دیکھی دُرِ عدن ہی نہ تسکینِ دل ہوئی
اب چل کی اوسکی لعلِ گہربار دیکھیی

سودا ہوا ہی گیسوی مشکین کا
جامہ ہی تار تار رہی تا تار دیکھیی

کچھہ معجزہ دکہائین اگر ہین مسیح آپ
مرتا ہی اب یہہ آپ کا بیمار دیکھیی

ساری اسیر چھٹ گئی قید سی
ہوتا ہی قتل کب یہہ گنہگار دیکھیی

تائید ہو اگر تو اب قصد ہی قبول
چل کر درِ سیّدِ ابرار دیکھیی

تیری عاشق ہوی لیکن بکامان ہوی
بیخودی ایسی ہوئی چاکِ گریبان ہوی

تیری دروازی کی سائی ہر ملت
برہمن بتکدہ اور کعبہ مسلمان ہوی

کوچہ یار مین آنا کریدِ رقیب
راہِ فردوس آئی کہین شیطان ہوی

کوچہ دوست سی دل کی جانب پھرا
الفتِ مصر مین یوسف رہِ کنعان ہوی

بهولی هم زلف کو تو خواب پریشان دیکها | زلف کی اگر خواب پریشان بهولی

دیکهکر یار کی چال ایسی اڑی هوش وحواس | نقشِ لکهنی مین رفتار پری خان بهولی

دهوکا کهایا تری گهر آئی سزا دی قاضی | جرم هم هوا خمار کی دکّان بهولی

سیر کو نکلی تهی پرواه ری تقدیر کا پهیر | سیدهی ان مین گئی راهِ گلستان بهولی

حسنِ انسان نی کیا حسن سبهون کا پهیکا | عشقِ بلقیس مین پریون کو سلیمان بهولی

خاک سی خلق هوا خاک مین پهر ملنا هی | یاد خالق کی اصل نه انسان بهولی

بارشِ اشک کرا ای دیدهٔ گریان موقوف | ساکنِ ارض و سما نوح کا طوفان بهولی

سبزهٔ خط ذقنِ یار په آیا آخر | کسطرح خضر چشمهٔ حیوان بهولی

هدفِ تیر هوئی یا تهِ شمشیر رهی | عشقِ ابرو سبب ناوکِ مژگان بهولی

جبسی هی پیشِ نظر چاند سی صورت تیری | سورتِ نور کی حافظِ قرآن بهولی

ای جوان عشق کی هم پڑهتی هین جبسی کتاب | بابِ پنجم کی سوی گلستان بهولی

کفِ ساقی په جو هو جامِ شرابِ طاهر | یدِ بیضا کی چمک کی عمران بهولی

حشر کا دن هی لبِ سرخ کی بوسی لون گا | آج هی تم دیتِ شهیدان بهولی

سامنا میری شبِ ہجر کا کرنا ہو گا — نہ ورا زی پہ تری زلفِ پریشان بہولی

دہنِ یار کا مضمون شعرا کو نہ ملا — رہِ رستہ چشمۂ حیوان کا انسان بہولی

بہرِ گلگشت جو گلزار مین وہ گل آیا — محوِ رخ مرغ ہوئی لطفِ گلستان بہولی

دیکہتی دیکہتی لب زلف مین دل جا اٹکا — جب ختن دیکہا تو ہم سیرِ بدخشان بہولی

نام لی حیدرِ کرار کا دنرات قبول

مرد ہی تو تو نہ یادِ شہِ مردان بہولی

سر کرون نذر تو قاتل سی صفائی ہوجای — جان پاؤن جسم بسر و تن مین جدائی ہوجای

سنگدل ہی وہ کبہی صاف نہوگا جہہ سی — آئنہ ہو دلِ خود بین تو صفائی ہوجای

غم سی مرجاؤن پہنچون قبر کی تاریکی مین — گر تری زلف کی پہندی سی رہائی ہوجای

اوس پری کی جو تصوّر مین کرون مین نالی — آہ جو لب سی نکل جای ہوائی ہوجای

لکہون دیوان مین جو انگشتِ نگارین کی وصف — ہی یقین جدولِ زنگار حنائی ہوجای

باتین وہ کرتا ہی اس حیب ہوا ہی قندلبو — کہین پہیکی نہ تمہاری یہہ مٹہائی ہوجای

صبحِ وصلت سی بلون پانملون مین لیکن — شامِ فرقت سی کہین جلد جدائی ہوجای

نہین دہر کون مین بسر ہوگئی ایام وصال
کہین ایسا نہو درپیش جدائی ہوجای

کرچکا قتل مجھی چشم فسون ساز کا سحر
اب تری ہونٹون سی اعجاز نمائی ہوجای

آئینی کو تری زانو سی صفا کا ہی غرور
سامنا ہو جو کسی دن تو صفائی ہوجای

جیتی جی قید تعلق سی نہ ہم چہوٹین گی
روح سینی سی جو نکلی تو رہائی ہوجای

مرگ اب کیجیو وہ جان جہان آپہونچا
موت میری سر بالین اگر آئی ہوجای

چشم جادو کا تری عشق مجھی ہی صنم
سامری سی نہ کسی روز لڑائی ہوجای

خاک در پہ تری تڑپائی اگر مجھکو جنون
آہنی پاؤن کی زنجیر طلائی ہوجای

ای پری بخت رسا کاش دکھائی یہہ اثر
تیری کوچی ہی تری دلمین رسائی ہوجای

گر خدا دوست مرا ہی تو وہ کافی ہی قبول
غم نہین دشمن اگر ساری خدائی ہوجای

زخم تن ابروِ خمدار سی پایا ہمنی
داغ دل چاند سی رخسار سی پایا ہمنی

تشنہ بوسہ چاہِ ذقن ای یار تہی ہم
خوب پانی تری تلوار سی پایا ہمنی

کورہ ہم ہوگئی روتی مین کٹی عمر تمام
یہہ مرض نرگس بیمار سی پایا ہمنی

سبزہ آیا ہی تو بوسی ہمین تو دیتا ہی
داغ بڑہتی گئی لیکن نہ وہ مغرور ملا
تیری زخمی کو ترا سبزہ خط یاد آیا
ایسا صدمہ کوئی اغیار سی ہمکو نہ ملا
لطف یہہ سایۂ طوبیٰ مین نہوگا ای یار
دلِ دانا کی لیی ہوتا ہی رہزن رہبر

گلِ رخسار ترا خار سے پایا ہمنی
نہ تو درہم سی نہ دینار سی پایا ہمنی
دردِ تو مرہمِ زنگار سی پایا ہمنی
جس قدر رنج و الم یار سی پایا ہمنی
جو مزا سایۂ دیوار سی پایا ہمنی
صاف تسبیح کو زنار سی پایا ہمنی

دوست ہی پر اوسی نادان کہین کیون نہ قبول
کہ عداوت کا لقب پیار سی پایا ہمنی

تجکو جو مرغوب میری شعرخوانی ہوگئی
مین کہان عشقِ قدِ دلدار ہی واعظ کہان
سبزہ رنگی ختم ہی اوسپر کہ پوشاک سفید
اوس پری رو کی کیا ہی اسقدر مجکو عزیز
داغ اوسکا دل پہ ہی اب کل کی اسکا ہی گون

ای پری اپنی طبیعت مین روانی ہوگئی
کیا کردن نازل بلائی آسمانی ہوگئی
زیبِ تن جسوقت کی فی الفور دھانی ہوگئی
خواب اب یوسف زلیخا کی کہانی ہوگئی
اس خرابی پر سلیمان کی نشانی ہوگئی

آج گل کیونکر نہ ہمکو دیکھکر وہ گل ہنسے
عشق سی رنگت ہماری زعفرانی ہوگئی

آج ہی چپکی تمکو دیکھہ پا یا بی نقاب
اب نہ کچھہ کہنا وہ ساری لن ترانی ہوگئی

نالہ موزون کی موزونی پہ تم ہنستی رہی
بارہا ہمپر فدا روح فغانی ہوگئی

اشک آتی ہو کبھی دل مین تو آنکھون مین کبھی
میری جانب سی تمہین یہہ بدگمانی ہوگئی

ناصحو بس بس زیادہ عشق نی بھڑکائی آگ
یہہ نصیحت مجھکو پریون کی کہانی ہوگئی

ہاتھہ کاٹی ہین کہان جاوگی میری ہاتھہ سی
خوب دست آویز خون محشر مین جانی ہوگئی

میری وحشت دیکھکر مجنون دہل کر مر گیا
ناقۂ لیلےٰ کی مجھکو ساربانی ہوگئی

عشق مین غیر از گل داغ اور کیا بخشا ثمر
حسن کی معلوم ہمکو قدردانی ہوگئی

جو سخن تیرا ہی میری حق مین میٹھا زہر ہی
عشق لب مین تلخ مجھکو زندگانی ہوگئی

کھینچی کاغذ پہ جو تیری شکل ہی بہای حسن
صدقی مجھپر بن کی اوسپر روح مانی ہوگئی

کاٹتی ہی حلق ہجر یار مین پانی کی دہار
آب مین بہی آب خنجر کی روانی ہوگئی

ای گلو بیفائدہ پہولی تہی اپنی حسن پر
وہ ہی دن مین شکل تم سبکی خزانی ہوگئی

لب سخن کرنی مین کہلتی نہین مطلب کہلا
ختم تجھپر اے پری شیرین دہانی ہوگئی

اڑ گیا سب نشئہ تیری خوف سی ای محتسب
می تری خاطر جو رکہی تہی وہ پانی ہو گئی

تن سی پیری مین نہ نکلی سطح روحِ رَوان
خوف کی جا ہی عمارت جب پُرانی ہو گئی

ساقیا جلد آ کہ شیشی خُم سی ٹکراتی ہین سر
زرد فرقت مین شرابِ ارغوانی ہو گئی

چُپ لگی ہی حالِ داغِ عشق مین کیونکر کہون
مُہر لب پر ہو گئی دل پر نشانی ہو گئی

اہلِ محفل عاشقانہ شعر سُنکر رو اُٹھی
یہہ غزلخوانی ہماری نوحہ خوانی ہو گئی

ناخدا سی کام ہی مجھکو نہ فکرِ بادبان
کشتیِ دل آہ پیچان سی دخانی ہو گئی

کیون تری نامہ بَر اُٹھائین قاصدا خط مجھکو دی
خواب مین کچھہ گفتگو اوس سی زبانی ہو گئی

ساقیا اب رنگ و کیفیت کہان تیری بغیر
جام مین پانی شرابِ ارغوانی ہو گئی

ای قبول اب عشقِ محبوبِ حقیقی کا ہی عہد
بچپنا اکدن کا دو دن کی جوانی ہو گئی

آفتاب ای مُنہ چھپایا جب خمِ افلاک نی
خوشۂ انگور پر پروین کو لگی ہم تاکنی

تیری اُنتون سی صفائی کی ہی پیدا ای پری
موجِ آبِ دُر کی صورت ریشۂ مسواک نی

اپنا ہمسر اب کسی کو سرو گنتا نہین
باؤ کی گھوڑی پہ چڑھ ہو آیا تری فتراک نی

جادہ ہی دشت جو سمجھا ہی وہ مجنون ہی
پہاڑا ہی دامانِ صحرا مجھہ گریبان چاک نی

عیب ظاہر کر رہا تہا آسمانِ عیب جو
پردہ پوشی کی تنِ خاکی کی لیکن خاک نی

ایک شعلی مین جلایا وسوسون کا خاوخس
صاف میدان و لکا کر ڈالا ہی عشقِ پاک نی

تیر جو بر اشست بہی باندہی مگر پہر کچہہ نہین
مرغِ دل کو خوب پہڑکایا ہی جہوٹی تاک نی

کونسی مجنونِ صحرا گرد کی یہہ خاک ہی
اسقدر کیون پائی ہی سرگشتگی ہر چاک نی

کسطرف سارے ہو ابدہضمی می کا مرض
قاضی ہیضی سی مواجب دم لگی ہم ڈاکنی

کر کی کیسہ پای ناز کہ مین ہماری سامنی
ہمسی کیسی ہاتہہ ملوائی تری کولاک نی

واعظا ہم نشہ می مین کر لی تجہسی عجز
سر کو جہکوایا ہی قدمون پہ تری تاک نی

طاق ہی شیشہ مہ جب تو نی اوتارا ساقیا
طاقِ نسیان تیرا ای ظالم لگی ہم تاکنی

ہو گئی بہبودیِ کونین اپنی ای **قبول**
جب مری تائید کی آکر شہِ لولاک نی

حیا سی تم نہ مری دل کا مدعا سمجہی
جو سمجہی ہی تو بس اتنا کہ بی حیا سمجہی

وہ ہوشیار ہی سمجہا کی لا او سی ناصح
تری کلام کو بیخود جو ہو وہ کیا سمجہی

جو سمجھی اب تو سمجھی کیا سمجھہ کی قتل کیا
غضب اب کہاؤ کہ جو سمجھی تم بجا سمجھی

جو ایک نقطی کی سمجھی بلندی و پستی
تو وہ خدا کو نہ پھر آپ سی جدا سمجھی

اوسی نہ لایا کوئی بلکہ جا کی بھڑکایا
کسی کو کوئی بھلا خاک آشنا سمجھی

طبیب عقل نی آخر کیا علاج اپنا
شب فراق مین ہم زہر کو دوا سمجھی

کسی طرح نہ ٹلی سر سی دم گھٹا میرا
شب فراق سی اوس لف کی بلا سمجھی

ہنسا کی گل کو چمن مین لایا بلبل کو
یہہ جوڑ توڑ ترا ہم نہ ای صبا سمجھی

چبھی ہین تلوونمین اڑ اڑ کی دشت کی کانٹی
ہماری آبلون کو خار کھربا سمجھی

فروغ اوسکا ہو محفل مین تیری جا بہ پہر
جو مثل شمع کوئی آپ کو فنا سمجھی

پہن کی طوق جو ای قیس بیٹھی پہلو مین
ہم اپنا اور ترا ایک سلسلا سمجھی

خدا کی یاد نہ کی عمر کہوئی غفلت مین
تم اس جہان مین آکر قبول کیا سمجھی

یاد وہ برق جو برسات مین آجاتا ہی
منہ برس کر عجب اک آگ لگا جاتا ہی

جسم پہ بوند یون سی آبلی پڑ جاتی ہین
قطرہ ایک ایک بدن میرا جلا جاتا ہی

ہجر مین خون نہ رُلوا تو برس کر مجھکو
ای گھٹا سیر ا ہوا اور گھٹا جاتا ہی

چھینٹی دیتی مجھی اُوس شوخ کی یاد آتی ہین
کس بہانی سی مجھی ابر رُلا جاتا ہی

دیکھون لگتی ہی یہہ ساون کی جھڑی اب کبتک
سیر جا ہی آنسوون کا تار بندھا جاتا ہی

دم گھٹا جاتا ہی جب آکی گھٹا چھاتی ہی
دلبر ابرِ غمِ فرقت وہین چھا جاتا ہی

کیون گذرتا ہی مری سر سی تو ای سیلِ سرشک
کوئی دم مین خطِ تقدیر یہ مٹا جاتا ہی

ہر طرح کانٹی نظر آتی ہین مجھی ای صحرا
مجھسی ہی آکی کوئی آبلہ پا جاتا ہی

نہ سوا چھیڑی ہی غش آتا ہی روتی روتی
آپ ہنستی ہین بہلا آپ کا کیا جاتا ہی

ای سگِ یار پہونچ کر تو سعادت حاصل
ورنہ اب آکی ہما ہڈیان کہا جاتا ہی

ظلم کر جاتا ہی ہر مرتبہ آکر ناصح
بیخودی مین مجھی یاد اوسکی دلا جاتا ہی

وسعتِ نورِ خداداد تو دیکھو یارو
دو جہان ایک ہی پتلی مین سما جاتا ہی

لاؤبالی جو کبھی باغ مین آتا ہی وہ گل
عشقِ گل سی دلِ بلبل کو چھڑا جاتا ہی

خوف اغیار سی مجھکو نہین زنہار قبول
دل مگر یار کے تیور سی ڈرا جاتا ہے

اوس سیمتن کی دل مین محبت مقیم کی — اب زر کی کچھه ہوس نہ تمنا ہی سیم کی

ترسایا اسقدر کہ چلے ہم جہان سی — حالت تو دیکھه جاؤ تم اپنی سقیم کی

اکسیر یہہ نسخہ ہی نافہم کے لیے — اس دور مین خراب ہی مٹی فہیم کی

یا جان جای یا کہین قاتل سی ہو وصال — دشوار ہی یہہ زندگی امید و بیم کی

طالب ہو کون طاقت دیدار کسکو ہی — جلوہ تو ہی پہ آنکھه کہان ہی کلیم کی

میرا سخن کرین گی مری بعد سب عزیز — ہوتی ہی اہل دل کو الفت یتیم کی

انداز و ناز و غمزہ سی لٹتا ہی ملک دل — یکبار فوج ٹوٹ پڑی ہی غنیم کی

اوس حور کی فراق مین دوزخ ہی مجھکو باغ — لذت ہی آب سرد مین ماء حمیم کی

تھا گنج تھا مرا سو اڑا لیگیا ہی غیر — پائی مری رقیب نی قسمت فہیم کی

مین تلخ کام اوس لب شیرین کا ہون مریض — منہه مین مری نبات نہین پتی ہی نیم کی

نکلا صدف سی اور صدف گوش تک گیا — قیمت دوچند ہو گئی در یتیم کی

ہون صرف وصف بینی زلف و دہان یار — تفسیر لکھه رہا ہون الف لام میم کی

میری دوا کو آیا تھا اپنی پڑی اوسی — ساقط ہوئی ہین دیکھکی نبضین حکیم کی

بی اشتہا سخن سی لبی نان جو تو لون	نعمت نکہاؤن تیسری فاقی لئیم کی
مضمون کُند طبع سی پیدا ہون کسطرح	اولاد آج تک نہین دیکہی عقیم کی
دل میرا توڑا غیر کو لیجا کی بام پر	بنیاد پست ہو گئی عرش عظیم کی
کیا جانی آج آئی ہی کس گل کی پاس سی	ہر موج شاخ گل سی ہی خوشبو نسیم کی
ملتی ہی آنکہہ تیغ نگہہ چل گئی ادہر	پُتلی کی ڈہال نیم نگہہ سی دو نیم کی
محشر مین جبہہ فقیر کا ہی نور دیکہنا	خط شعاع بیشم بنی گی گلیم کی

تا وقت مرگ مجکو بچالی گی ای قبول
دیو رجیم نفس سی رحمت رحیم کے

اشک جاری رہی گو دیدۂ تر بند ہوئی	جاگی یا سوئی یہہ سوتی نہ مگر بند ہوئی
عاشق چشم تری اُٹھہ نہ سکی در سی کبہی	آخر اسکی یہہ سزا تھی کہ نظر بند ہوئی
آنکہون مین آکی ہی لخت جگر اپنی نہ رکی	بیوفا وقت بد افسوس جگر بند ہوئی
دل آ ہا چاہ ذقن مین گئی ہم زندان مین	اوس طرف بند ہوا وہ ہم ادہر بند ہوئی
غم رہا ہو لی کا نکلا ہی یہہ جا نکر کی ہی	دل کہلا میرا جو زندان کی در بند ہوئی

ردیف

تیغِ اغیار سی تیز اپنی رہی تیغِ زبان
کٹ گئی بند نہ باتون مین مگر بند ہوئی

آج وہ قتل مین مصروف ہی کیونکہ پہونچون
اسقدر خون بہا راہگذر بند ہوئی

شب کو آمد جو سنی تیری تو دیکھی صورت
دونون دیدی نہ مری تا بسحر بند ہوئی

اُڑ سکین خاک کہ سب محو تری حسن کی ہین
ای پری غول پری زادون کی پر بند ہوئی

بند اوسی دن سی ہمارا نظر آنکھہ مین ہی
ای صنم جب سی تری روزنِ در بند ہوئی

همصفیرو گئی سب طاقتِ پروازِ قبول
داخلِ دامِ بلا ہو گئی پر بند ہوئی

سلسلا سلکِ دُرِ اشک کا اب کیا چھوٹی
دُرِ یکتا سی ہم اپنی لبِ دریا چھوٹی

ای خزان ہجر مین ہون باغ کرا ایسا تاراج
گل تو کیا چاہیی گلشن مین نہ پتا چھوٹی

ایک بوسی کی لیی ساتھہ پڑا پھرتا ہون
صدقہ جان کی دی دیکھین پیچھا چھوٹی

پاؤن دریا پہ اوسی خضر ملی آئی مراد
جمعہ جلد آئی جو بہادون کا تو بیڑا چھوٹی

همصفیرو مری پر توڑ دو منقارون سی
صید اوسکا ہون ہی کیا کر جو لاسا چھوٹی

بانکپن ختم کرو اپنا کسی دن مجھہ پر
نیمچہ کوئی چلی کوئی طپنچا چھوٹی

کوچہ یار کی جانب کو ذرا چل نکلین | ناتوانی سی اگر ساتھہ ہمارا چھوٹی

در بھی ہو بند تو غیرون کی لیی وا ہو جای | نیچی غرفی کی جو ہم آئین تو پردا چھوٹی

شہد شیرین ہین لب ایسی جو مجھی بوسہ دی | نہین ممکن کہ دہن سی ہین اوسکا چھوٹی

دن کو ہو مہر فدا رات کو صدقی مہتاب | تیری چہری پہ اگر زلف سمن سا چھوٹی

کون بچ سکتا ہی ابرو و مژہ سی اُسکی | تیغ پڑ جای اگر تیر سی جیسا چھوٹی

عین معشوق کیا عشق نی مجھہ عاشق کو | مین نچھوٹون جو مری یار کا سایا چھوٹی

اوسکی ہین پاؤن جو چہوتا ہون تو کہتا ہی وہ شوخ | کہین ایسا نہوا اب ہاتھہ ہمارا چھوٹی

مجھہ سی عاشق کو بھلا ہجر مین ہو خاک شفا | مرض الموت ہوا اور اوسپہ مسیحا چھوٹی

لی چکی بوسہ چلو کوچہ جانان سی قبول

اب خدا جانی کہ ہاتھی چہٹی گہوڑا چھوٹے

روز و شب صدمی اُٹھاتا ہون جوانی کی لیی | خلق ہون خلق خدا کا سچ کہانی کی لیی

عمر بھر جلوہ نہ تو دکھلائیگا تا بت ہم ا | ہمنی آنکھین پائین ہین آنسو بہانی کی لیی

بعد مرنی یاد آئیگی فضا ئی کوی دوست | خلد مین تڑپین گی ہم دنیا مین آنی کی لیی

مژدہ جان بخش ہی یہہ ہر کی قائم مقام
اوسکی جانب سی رقیب آیا بلانی کی لیی

قتل اس و بیدار کی بہو کی کا ہی منظور اگر
تیغ کہینچو آئی ہین ہم زخم کہانی کی لیی

قبر پر اس کشتۂ ساعد کی پہونچی ہو اگر
گجری پہونچون کی اُتار و تم چڑہانی کی لیی

بیوفا ایسا تجہی پایا کہ مجہہ سودائی نی
نام تیرا یاد رکہا ہی بُہلانی کی لیی

جل کی اوس طفلِ برہمن سی جو بیٹھی جا ودی
لی گئی ہندو مرا مُردہ جلانی کی لیی

سنتی ہین پیرِ مغان نی دی رکہی ہین آنچ بند
میکشو چلتی ہو میخانی کو ڈہانی کی لیی

آہوون نی مست ہو کر پہر ختن کی راہ لی
آئی تہی اوس مست سی آنکہین لڑانی کی لیی

تہک کی سو جاتا ہون شبکو کرتی یہہ دعا
باریارب صبح کو آئی جگانی کی لیی

یعنی جو عارض و کہانی کا سوال اوس سی کیا
ہو گیا موجود وہ آنکہین کہانی کی لیی

قبر مین ہم پہونچی ہو کر کشتۂ چشمِ سیاہ
ایک دن تو آو وہ آنسو چڑہانی کی لیی

چہری پر چہوڑی ہی کب زلفِ پریشان یار نی
جال پہیلایا ہی عنقا کو پہنسانی کی لیی

کیون نہ پہر بلبل جلی جب آشیان برباد ہو
باغبان لیجای جب گل جلانی کی لیی

لاکہہ غم ہون ہم مگر ہون گی نہ دل برداشتہ
تیری در پہ بیٹہی ہین صدمی اُٹہانی کی لیی

باہر اسینی سی ای دل ہی بہت گر اشتیاق | کہینچا اوسنی تیر ترکش سی لگانی کی لیی
واہ کیا انصاف الٹا ہی ترا ای بدمزاج | ہمکو ڑلوایا رقیبون کو ہنسانی کی لیی

سیر کو گلشن مین جیسی لوگ جائین ای قبول
آئی ہین دنیا مین سب دنیا سی جانی کی لیی

یار تجھہ پاس جو ای رشکِ سلیمان ملجای | ہی یقین خیلِ پریزاد مین انسان ملجای
ہفت اقلیم سکندر کو نہ پہر یاد رہی | سیر کرنی کو اگر دل کا بیابان ملجای
وحشیِ چشمِ فسون ساز کو تسکین کہان | دونی وحشت ہو اگر دشتِ غزالان ملجای
محفلِ یار مین یارب ہو رسائی میری | مہربان ہو کی کسی روز تو دربان ملجای
مر رہی شہر کی باہر یہہ ترا دیوانہ | ہو کفن میرا اگر دشت کا دامان ملجای
مین یہہ سمجہون کہ ملا روضۂ رضوان جو مجہی | سیر کرنی کی لیی کوچۂ جانان ملجای
مجمرِ چرخ مین جل جل کی ہو تو خاک سیاہ | داغ میرا جو تجہی ای مہِ تابان ملجای
ہو اوسی شاخِ نشیمن سی سوا ای قاتل | مرغِ دل کو جو تری تیر کا پیکان ملجای
کیون نہ پامال کری کبک جب اوسکی رفتار | تیری رفتار سی ای سروِ خرامان ملجای

دم خفا ہی نہین ملتا ہی جو مجھسی قاتل
خفگی جائی گلی خنجر براّن ملجای

شکر خالق کا بجالای نہ کس طرح قبول
تجھسا محبوب جو مدّاح کو جانان ملجای

یہی کرتا ہون دعا صبح و مسا یا باقی
وصل باقی رہی جبتک کہ ہی دنیا باقی

تیری سودائی کا سودا نگیا گلشن سی
سیر کرنی کو جو باقی ہی تو صحرا باقی

بند ہر آنکھہ ہوئی اوسنی اٹھائی جو نقاب
بی حجابی مین رہا نور کا پردا باقی

وصل کا ہی وہی اقرار قیامت کی ہی دن
حشر مین بھی ہی وہی وعدۂ فردا باقی

بسمل اب تک تو تڑپتی ہین گیا گو قاتل
محفل آخر ہوئی لیکن ہی تماشا باقی

کیسی ہشیار کہ دیوانی ہی مانگین گی پناہ
چند روز اور رہی گا جو یہہ سودا باقی

دہن سرخ کی بوسی نہ دیی ای قاتل
حشر کی دن بھی رہا خون کا دعوا باقی

یاد اتنا ہون کہ آئی نہین تیا وہ مجھی
دور ہون بزم سی پر دلمین تو ہی جا باقی

تنگ ناصح ہوا گل دیکھہ کی دو چار آنسو
ابھی ہر آنکھہ کی پردی مین ہی دریا باقی

ہمنی وحشت مین گریبان قبا چاک کیا
قطع کرنی کو رہا دامن صحرا باقی

مردہ دل سیکڑون ہی زندہ کیی جانان نی
ہی جہان مین ابہی اعجازِ مسیحا باقی

ساقیا فیض کہا در نہ کوئی ساعت مین
نہ یہہ محفل ہی نہ ساغر ہی نہ مینا باقی

ای قبول آپکو کیونکر نہ کہون نقش بر آب
بی نشان سب ہین فقط نام ہی اوسکا باقی

مرتی دم اسیجان درد دل سنتی جائین گی
جائین گی دنیا سی تو تجہکو رولاتی جائین گی

وصل سی محروم پہیر کی بلایا ہی تو کیا
آئی ہین ہنستی ہوئی آنسو بہاتی جائین گی

یار کہتا ہی چلین گی سیرِ مقتل کو جو ہم
فتنۂ شورِ قیامت کو جگاتی جائین گی

جسقدر الفت تری لاغر کری گی ای صنم
اور بہی ہم تیری آنکہون مین سماتی جائین گی

نیمچہ مارا مرا مردہ زمین پہ دیکہہ کر
مین یہہ سمجہا تہا کہ ٹہوکر سی جلاتی جائین گی

ناز دکہلا کر وہ دیکہین گی مرا اندازِ عشق
آپ ہنستی جائین گی مجہکو رولاتی جائین گی

آج لڑلو نگار قیبون سی نہین تو ای صنم
اور بہی ہر روز یہہ مجہکو دباتی جائین گی

حشر کی دن بہی یہی کی کیا زبانِ تیغ لال
عاشقون کی خون وہ کبتک چہپاتی جائین گی

بی وفا دل لیکی بہی کچہہ تو لی دلداری کی
دل کو تو بہولی تہی تجہکو بہی بہلاتی جائین گی

ضد سی ساقی نی بہادی نہ پری ہمکو شراب
آج میخانی سی ہم آنسو بہاتی جائین گے

مسکراتی آئین گی گنجِ شہیدان مین جو وہ
زندون کو مارین گی مُردون کو جلاتی جائین گے

جتنا بڑھتا جای گا سودای گیسوی دراز
اور ہم زنجیر کی کڑیان بڑھاتی جائین گے

شعلۂ رخسار اگر یون ہی رہا ہر شب بلند
چاند کیا سب ستاری داغ پاتی جائین گے

سوی مژگان کی برابر ہوگیا ہی جسم زار
دیدہ تر کب تلک مجھکو سکھاتی جائین گے

تو ابھی ہی طفلِ مکتب سُن نہ مطلق حرفِ غیر
اُلٹی پٹی میری جانب سے پڑھاتی جائین گے

ایک دو سی رشک ہی تجھکو ابھی تو ای قبول
لاکھون عاشق کوچۂ جانان مین آتی جائین گے

نظر تیری جو مجھسی ای صنم بل پر پہرتی ہی
مری نظرون مین اپنی موت کی تصویر پہرتی ہی

پہر اشہرون مین یوسف سا ای پری رشکِ یوسف ہے
کہ کھینچ کھینچکر ترے ہر شہر مین تصویر پہرتی ہی

دکھادی اب ہی رخ ورنہ جنون کی آمد آمد ہی
مری آنکھون مین تیری زلف کی زنجیر پہرتی ہی

جبینِ صاف کی تعریف پر وہ مجھسی پہر بیٹھا
الٹ جاتی ہی اچھی بات جب تقدیر پہرتی ہی

خرامِ ناز کا تیری مزا آنکھون کو ملتا ہی
گلی کیس مزی سی ای پری شمشیر پہرتی ہی

وہ رعب حسن ہی گم عشق کا مطلب کہا جاوےن
زبان تک آ کی الٹی پاؤن پہر تقریر پہرتی ہی

نہ پہیر آنکہہ اب تو آ دیکہون تجہی سر پر قضا آئی
کوئی دم مین ہر اک آنکہہ ای بت بی پیر پہرتی ہی

سنگا اودن کا وہ ناوک فگن تا ہی پی دربی
نظر مجہہ صید کی حسرت سے سوئی تیر پہرتی ہی

نہ چہوڑا ایک ہی گل ای خزان کیا تیری ہاتہہ آیا
چمن مین غنچہ سان بلبل بہت دلگیر پہرتی ہی

مرض مین زہر ہی مرنی کو کہتا ہون تو قسمت سے
شفا ہوتی ہی تو از زہر کی تاثیر پہرتی ہی

پہر مینی خواب دیکہا ہی مین تیری ساتہہ پہرتا ہون
مگر اب دہو کرین کہاتی ہوئی تعبیر پہرتی ہی

بہت چاہا نہین ہوتی رسائی یار کی دل مین
بہٹکتی ہر طرف کو آہ بی تاثیر پہرتی ہی

وہ ہون دیوانہ نازک دماغ ای نو گل بستان
لیی موج صبا میری لیی زنجیر پہرتی ہی

کیا آخر تمہاری تیغ ابرو نی ہمین آخر
قلم سر ہو گیا قسمت کی کج تحریر پہرتی ہی

بشر خط غبار ناصیہ کو کیمیا سمجہی
جو اس نسخی مین ہی مٹی ساتہہ اکسیر پہرتی ہی

تلوّن اسکو کہتی ہین جو ہی اوس لاؤبالی مین
کہ سو سو بار اک اک بات مین تقریر پہرتی ہی

زیارت کو رہا ہون ای قبول اشتیاق رہبر سہی
نظر مین مرقد شبیر کی تعمیر پہرتی ہی

عبث خیال یہہ ہی مجہسی وہ جوان ملجا ہی
ملی زمین سی آکر جو آسمان ملجا ی

ملی جو قوسِ قزح ہو تری کمان ابرو کی
بنی کمان کا چلّہ جو کہکشان ملجا ی

گلی جو پائی تری کوچۂ ارم پایا
ارم کا ملنا ہی ای گل اگر مکان ملجای

چلا ہی دم مین مجہی لیکی شیخ کعبی کو
الٰہی راہ مین اوس بت کا آستان ملجا ی

تری چہری مین ہی ای گل عجب چمن بندی
شگفتہ ہو دلِ بلبل جو آشیان ملجای

سفر ہی ملکِ عدم کا دم اب تو راہی ہی
الٰہی آکی کوئی دم کو جانِ جان ملجای

خلش ہی آٹہہ پہر دل مین ہجرِ مژگان سی
رہائی ہو کہین سینی سی اب سنان ملجا ی

ہمین بہی عاشقِ بی مثل جان ای ناقدر
کبہی نچہوڑی جو معشوق قدردان ملجای

کرون کلام وہان مین جو پاؤن عنقا کو
کمر کو پوچہون اگر کوئی بی نشان ملجای

الٹ رہی ہین ہم ای جانِ عشق کا دفتر
کہین اگر کوئی مطلب کی داستان ملجای

مجہی یقین ہو دل ہی ترا ملا مجہسی
دہن دہن سی بان سی اگر زبان ملجای

ہم اپنی یوسفِ گم گشتہ کی خبر پوچہین
جو کوئی مصر کی رستی مین کاروان ملجای

ہم اوس مسیح سی حالِ دلِ مریض کہین
الٰہی آج تو کچہہ فرصتِ بیان ملجای

یہہ تحفہ خلد مین لین مجھسی و وڑکر حورین
جو تیر اسیب ذقن مجھکو ای جوان ملجای

خطا کری وہ بھلا کس طرح نشانی مین
قضا کا تیر قدر کی جسی کمان ملجای

بشر سب ایک ہین پہ فرق گفتگو مین ہی
یہہ ذکر کیا جو کسی سی مری زبان ملجای

ادا کرون دُر دندان یار کا کچھہ وصف
جوای **قبول** زبان گھر فشان ملجای

جلوہ گر باغ مین ای سرو جو تو ہوتا ہی
پانی گل شرم سی سر و لب جو ہوتا ہی

نکلین کیونکر نہ مری فکر سی رنگین مضمون
صرف اشعار مری دل کا لہو ہوتا ہی

آج گل دیتی ہین دریدہ وہ تسکین مجھی
چاک پیراہن دل تھا سو رفو ہوتا ہی

کرلی ہین سکوا او اکر کی دوگانہ وہ ادا
خون عشاق سی قاتل کا وضو ہوتا ہی

خوف سی آنکھہ مین رکی ہوئی ہی جو ئی سرشک
پھر خفا کس لیی ای عربدہ جو ہوتا ہی

عکس گیسو کا وہین سنبل تر بنتا ہی
بال وہ سرو جو کھولی لب جو ہوتا ہی

فیض یہ باندہی کمر ساقی دریا دل نی
میکشو مژدہ کہ لبریز سبو ہوتا ہی

تجکو کسطرح دکھاؤن دل مضطر کی تڑپ
چین ہوتا ہی مری دل کو جو تو ہوتا ہی

باغِ عالم مین لطافت سی کہان کیاری — اپنی جا مین وہ گل صورتِ بو ہوتا ہی

اشک رک جاتین گی پلکون کی بہلا رو سی — نہر کی پاٹ مین موجون سی رفو ہوتا ہی

بوالہوس سب غل و زنجیر مین غل کرتی ہین — تیری سودی مین بہلا کسکو غلو ہوتا ہی

شمعِ عارض کی لوین اٹہتی ہین کانون کی قریب — یون جو پیچیدہ ہر اک زلف کا مو ہوتا ہی

ہی ہر اک رنگ مین پیدا صفتِ رزاقی — دودہ اطفال کی پینی کو لہو ہوتا ہی

زلف کی بو جو پہنچتی ہی تو خجلت کہا کر — مشک نافی مین نہان صورتِ مو ہوتا ہی

خاصہ اپنا نہین دریای فصاحت ہی **قبول**
اس سی تر مرغِ معانی کا گلو ہوتا ہے

ہماری تجہسی جو اے جان دلبری ہو جای — تو دردِ ہجر سی فی الفور دل بری ہو جای

خدا جو چاہی تو طالع کی یاوری ہو جای — فلک برائی کری تو وہ بہتری ہو جای

ہلالی آئی تو کچہہ وصف لکہنی ابرو کی — ہو رخ کی مدح اگر زندہ انوری ہو جای

ثنای چشم جو لکہی وہ نرگسی کہلاے — کری جو جسم کی تعریف عنصری ہو جای

غرورِ حسن نہ کر عشق نی وہ دی ہی نظر — کہ یہ شکل کو مین کہدون تو پری ہو جای

کمال ہو دُر و یاقوت کی پرکہنی مین — جو دیکہہ لی لبؐ و دندانؐ وہ جوہری ہو جای

قدم زمین پہ رکہی جو وہ سراپا نور — تو مہر و ماہ کا ہر ذرّہ مشتری ہو جای

سبہون کو آج وہ مقتل مین قتل کرتا ہی — ہماری ہی او دہرای عشق رہبری ہو جای

شبِ فراق کٹی آئی جلد صبحِ وصال — طلوعِ مہر ہو طالع کی یاوری ہو جای

ابہی جو یادِ قدِ شعلہ رُو مین کہینچون مین — درخت آگ کا یہہ آہِ آذری ہو جای

لڑائی آگی رقیبون کی ہو جو مدِّ نظر — تو ہمسی ملتی ابہی جنگِ زرگری ہو جای

ہی اتفاقِ جہان عشقِ طفلِ زرگر مین — جو جنگ بہی ہو تو کچہہ جنگِ زرگری ہو جای

نہال ہون جو پہل اوس گل کی تیغ کا چکہون — لہو سی شاخِ تمنّا ابہی ہری ہو جای

طلسمِ شیشہ ابہی دیکہنا ہی آنکہون کو — نہ بند شیشی مین ساقی کہین پری ہو جای

کمر کی عشق مین ویسا ہی ہو گیا مین بہی — نصیب ایسی کسیکو نہ لاغری ہو جای

دکہائین آہِ شرر زا کی ہم جو نیرنگی — ابہی تو سرخ یہہ سب چرخِ اخضری ہو جای

ترا حجاب ہی روکی ہی دریہین بند تو کیا — فنا اک آہ سی سدِّ سکندری ہو جای

شبِ وصال مین تا روزِ حشر صبح نہو — دراز اور تری زلفِ عنبری ہو جای

قبول سی دہن یار کا جو وصف ہو خوب
عیان جہان مین سب پر سخنوری جای

یاد گہر مین تجہی کیونکر کوئی مضطر نکری
ای پری تیری طرح دل مین کوئی گہر نکری

تیری پلکین کہین یاد آئین نہ مجہہ وحشی کو
اور بہی مجہی فصاد کا نشتر نکری

صبحدم چونک کی آنکہہ اپنی نہ کہولی وہ پری
آئینہ سامنی جب تک کہ سکندر نکری

نوجوانو یہہ وصیت ہی کسی عاشق کی
آگ مین کود پڑی عشق کوئی پر نکری

بیوفا کی لیی فرہاد نی کی کوہ کنی
دلکو شیرین کیطرح سی کوئی پتہر نکری

لینی دل اوسکو دیا پر نہین الفت کا یقین
جان بہی اپنی جو دی وہ تو وہ باور نکری

اس قدر سوز درون ہی کہ اگر مین ہو کون
زندگی آگ مین اکدم بہی سمندر نکری

شور اگر ہو کہ یہہ عشق لب شیرین کا ہی جوش
سامنا دیدۂ گریان کا سمندر نکری

آب چاہ ذقن صاف تو کب دیتا ہی
آب خنجر بہی جو چاہون تو گلا تر نکری

نظر آجای وہ ہمکو یہہ نہایت ہی محال
زار جب تک وہ کمر اپنی برابر نکری

روزن اک ہمنی بنایا ہی در جانان مین
خوف ہی ای جو دربان تو کہین شر نکری

دل بہی سینہ بہی جگر بہی یہہ ہوی سب زخمی
جو کچہہ ابرو نی کیا کام وہ خنجر نہ کری

دل مرا ان کی کبہی بات نہ پوچہی پہر کر
جو ستم تو نی کیا ہی کوئی دلبر نہ کری

ای پری چہرہ اگر ہو نہ ترا زیر نقاب
سامنا تو کبہی خورشید منوّر نہ کری

جل کی دل سینی سی نکلی تو نکل جانی دی
عشقِ دلسوز کو دل سی کوئی باہر نہ کری

عشقِ ابرو مین لہو ہو کی بہا میرا دل
کبہی غرّہ کوئی مضبوطیِ دل پر نہ کری

پڑ گئی ہی تری آئینہ عارض پہ نگاہ
ٹکری آئینی کو کس طرح سکندر نہ کری

ای پری لکہہ کی تجہکو نہ پہڑک جای وہ خود
نامہ لیجا کی رقابت تو کبوتر نہ کری

دل کو چہیدا ہی مری آنکہون سی بہتا ہی لہو
جو کیا ہی تری مژگان نی وہ نشتر نہ کری

لات کیون ماری علی نی جو یہہ دنیا ہی خوب
جو غلام انکا ہو وہ خواہشِ افسر نہ کری

کامیاب اور ہوئی ہم رہی محروم قبول
کبہی ایسی کسی عاشق سی مقدّر نہ کری

چہرہ یار مری دل پہ بلا لاتا ہی
حسن جو کہتا ہی وہ عشق بجا لاتا ہی

خواب مین دیو ڈرا جاتا ہی آکر ہر شب
زلف کا عشق مری سر پہ بلا لاتا ہی

آج گلزار مین گل ہنستی ہین مین بہی غش ہون
خبر آمد کی تری پیک صبا لاتا ہے

کہین ملتا نہین ہرگز وہ بت ہرجائی
دل بیتاب مجہی روز تہکا لاتا ہے

تلخ کر جاتا ہی ہر روز وہن آکی طبیب
زہر کا جام پلانی کو بنا لاتا ہے

چاک اسکا ہی جو دل پہاڑون اسی کی آگی
آج خیاط نئی سی کی قبا لاتا ہے

زرد پوشاک تری کہینچی نہ مجہہ زار کو کیون
کاہ کو اپنی طرف کاہربا لاتا ہے

خوش نگہہ دشت مین ہو جاتی ہین بی دام شکار
آنکہہ دکہلا کی وہ آہو کو لگا لاتا ہے

فرصت آنی کی تری کوچی مین رونی سی کہان
پہر مجہی اشک کا سیلاب بہا لاتا ہے

روز خلقت دل عاشق کو صفا ملتی ہی
ساتہہ ہی اپنی یہہ آئینہ جلا لاتا ہے

کم نہین دیو سی قوت مین دل زار اپنا
قاف سی روز یہہ پریون کو اڑا لاتا ہے

دل سی نقشہ چہ کنعان کا اگر پوچہتا ہون
مجہکو چاہ ذقن یار دکہا لاتا ہے

ناصحا کوچہ جانان نہ چہٹی گا چپ ہو
روٹہتا ہون تو وہ خود مجہکو منا لاتا ہے

ہون فقیری مین وہ قانع کہ مری کہانی کو
ہڈیان اپنی سعادت سی ہما لاتا ہے

جو کوئی جاتا ہی وہ خاک بسر پہرتا ہی
کوچہ عشق سی عاشق کوئی کیا لاتا ہے

قتل کرنی مجھی آتا ہی شہ حسن مرا ساتھہ اپنی سپنہ ناز و ادا لاتا ہی

حالِ دل کہتا ہون جب مین تو وہ کہتا ہی قبول
تو تو ہر روز نئی بات بنا لاتا ہے

ابر دیکھا تو کہا دل نی بخار اپنا ہی
برق چمکی تو صدا دی یہہ شرار اپنا ہی

بسکہ سرگرم ستم لالہ عذار اپنا ہی
داغ داغ اسلیے سارا تنِ زار اپنا ہی

تجھپہ مر جائینگی ہم سی بچی گا نہ رقیب
ہم تری صید ہین لیکن وہ شکار اپنا ہی

ساقیا ہم سی زیادہ کوئی میخوار نہین
بیخودی کہتی ہین جسکو وہ خمار اپنا ہی

تہاما ہی پنجہ حسرت نی تمہارا دامن
آگی جاتی ہو کہان تم یہہ مزار اپنا ہی

اے صنم کسلیے دامن سے چھڑاتا ہی تو
بیوفا ایسا نہ بن جا یہہ غبار اپنا ہی

سیکڑون پہولی ہوئی ہین گلِ داغِ حسرت
دل نہین سینی مین یہہ باغِ بہار اپنا ہی

دن ہو یا رات ہو آنکہون مین ہی عالم اندھیر
دہیان زلفون ہی مین اب لیل و نہار اپنا ہی

جان لی تن کی محبت پر نہ اوٹھا یا لاشہ
جان لون پہر اوسی کسطرح کہ یار اپنا ہی

اس سی سینی مین خلش آٹھہ پہر ہی اے گل
غنچۂ دل نہین پہلو مین یہہ خار اپنا ہی

دل ہی

دل ہی توڑو گی تو ہم منہہ نہ کبھی موڑین گی
خو تمہاری جو وہی تو یہہ شعار اپنا ہی

نظرِ یار مین ہوتی ہی زیادہ توقیر
جس قدر عشق مین ذلت ہو وقار اپنا ہی

سینہ اپنا نہین داغون سی گلستان تہی
نالہ کش دل جو ہی سینی مین ہزار اپنا ہی

اب کبھی دل مین ہی ہوتا نہین وہ جلوہ نما
ایک مدت ہوئی سنسان دیار اپنا ہی

حرصِ دنیا کو جدا کرکی دل سی کیجی
اب تکی اسی ناچیز سوار اپنا ہی

پڑہ کی اشعار مری ہوتی ہین سب یان بیخود
خامہ جادو رقم و سحر نگار اپنا ہی

دل بہت خوش ہی مرا خوب گذرتی ہی قبول
ان دنون کوچۂ جانان مین گذار اپنا ہے

سر مین ہوای ابروِ قاتل سمائی ہی
تلوار سی ضرور مری موت آئی ہی

مین جانتا تہا روئی گا مجکو وہ مثلِ ابر
لاشی پہ پہینکی یار نی بجلی گرائی ہی

شانی تک اوسکی زلف سا اب پہونچ گئی
شانی کی اوسکی زلف رسا تک رسائی ہی

عارض وہ کہاؤ پہرتی ہم مین وہی ہو تم
آئینہ سان ہماری تمہاری صفائی ہی

چشمِ صنم مین سرمی کی جادو و داد دون
تارِ نظر کی سینی سلائی بنائی ہی

ہی شعلہ رو کی سیر کو گلریز چشم تر
آہ شرر فشان مری اوسکو ہوائی ہی

ہین دست بستہ سامنی اوسکی تمام نور
پنجہ ہی بدر اور مہ نو کلائی ہی

کچہہ غیر کی سخن کا نہ اوسنی دیا جواب
منہہ اپنا لیکی رہ گیا کیا منہہ کی کہائی ہی

گذری شب وصال تو خواب اجل مین ہون
یارون نی آکی صبح کو میت اوٹہائی ہی

دل کچہہ تو بہلی زلف مسلسل کی یاد مین
زنجیر پہنین ہم تو ہماری رہائی ہی

کی صلح آکی گھر مری اوس خانہ جنگ نی
آج آنکہہ کیا ہی نازو ادا سی لڑائی ہی

ناحق ہی بوسہ لب شیرین کا اشتیاق
ای دل یہہ میٹہی زہر سی تلخ تر مٹہائی ہی

اوس حوروش کی در کا جو دہوکا اسی ہوا
زنجیر عرش آہ رسا نی ہلائی ہی

زلف دراز مین دل وحشی جو پہنس گیا
زنجیر اپنی پاؤن کی ہمنی بڑہائی ہی

بہالی پڑی ہین اپنی قاتل کی تیغ مین
تلوار میری گرم لہو مین بجہائی ہی

لب اوسنی لب پہ رکہدیی غش دیکہکر مجہی
سوتی مین پیاس بحر کرم نی بجہائی ہی

اندہی کوئین نی نور کی صورت کیا عزیز
اور بہائی یہہ نہ سمجہی کہ یوسف سا بہائی ہی

لاکہون ہی خون ہوگئی ہونگی چل ای قبول

سنتی ہین اوس نگار نی مہندی لگائی ہی

جوان و پیر کی دل مین سنی سی درد ہوتا ہی
ہمارا شعر جو ہی عشق مین وہ فرد ہوتا ہی

جسی ہی عشقِ کامل جام پاتا ہی شہادت کا
جلا جو خوب آبِ تیغ سی وہ سرد ہوتا ہی

عجب ہی عیب قاتل تیری شکلِ زعفرانی کا
کہ جب مین دیکھتا ہون ڈر سی چہرہ زرد ہوتا ہی

تمہاری عشق نی تاثیر بخشی ہی یہہ نالون کو
دلِ نالان سی میری اتبعِ نالان رد ہوتا ہی

کبھی گلگشت کو گلشن مین جاتا ہی جو وہ گلرو
رخِ رنگین سی اوسکی زرد ہر ہر فرد ہوتا ہی

زنانی مین فریبِ بیوفا نامرد کہاتی ہین
نہ تھوکی جو عروسِ دہر پر وہ مرد ہوتا ہی

مجھی دیتا ہی وہ ایسی شرابِ صاف کا ساغر
کہ جامِ آبِ حیوان جسکی آگی گرد ہوتا ہی

سفیدی اور تڑپ ایسی دُرِ دندان نی پائی ہی
تری دانتون سی جو ملتا ہی ہیرا زرد ہوتا ہی

ملا جب مجھکو ڈر کر چال چوکا اپنا گھر بھولا
کہا جب رنگ دشمن زرد شکلِ نرد ہوتا ہی

خس و خاشاک سی شعلی کبھی بجھتی نہین دیکھی
تری کوچی کا کوڑا تپ مین بادآورد ہوتا ہی

کیا ہی ذبح تو سرگرم ہو تجہیز و تکفین پر
ترا عاشق کوئی ساعت مین قاتل سرد ہوتا ہی

قبول اسمین مرا کیا جرم ہی حاسد جو میرا ہی

مرا ہر مصرعِ صاف اوسکی دل کو کر دہوتا ہی

چُرا کر لیگیا دل کو وہ ہم بیدار کیسی تہی
کیا بیخود دکہا کر آنکہہ ہم ہشیار کیسی تہی

ہوئی اغلاط بہی آخر عشق مین وحشت کی گہران
بہلا بیدین ہم تو تہی ہی یہہ دیندار کیسی تہی

جہجہی تلووَن مین میری خلش ہوئی لگا دلمین
نہین معلوم ای وحشتِ جنون یہہ خار کیسی تہی

اوسی آئی جو دیکہا اوٹہکی وُڑا بسترِ غم سی
وہ ہنسکر بولا شوخی سی کہ تم بیمار کیسی تہی

وہ کہتا ہی کہ رو پر وصل مین قطرہ نہین بہتا
ہماری ہجر مین وہ دیدی یہہ دریا بار کیسی تہی

ہوا یہہ طول فرقت کو کہ دل تنگی جہتا ہوئین
جبین کیسی تہی میری یار کی رخسار کیسی تہی

مجہی ای برہمن کیا دو پہنایا اپنی الفت مین
یہہ کیا دامِ بلا تہی رشتۂ زنار کیسی تہی

گئی ہمراہ حسرت نہ رہین چہوٹا ہی شاہون کا
گئی کیون داغ لیکر صاحبِ دینار کیسی تہی

چڑہائی جام جامہ رکہی رہن پر پہونچی مسجد مین
اری رندو یہہ اہلِ جبہ و دستار کیسی تہی

تمہاری گیسوون نی کیون نہ جہاڑا سیر تی بت کو
سیہ پوشی یہہ کیسی تہی یہہ ماتمدار کیسی تہی

تہی مین ہو کہ ای گل خار رہون ہر سو تجسس مین
وگرنہ آگئی تم میری گلی کی ہار کیسی تہی

وطن کی باغ سیر سبزہ صحرا ہی مین بہولا
چمن مین کس روش کی ای جنون گلزار کیسی تہی

عوضِ مہر و وفا کی اب جفا و جور مجھپر ہے
مجھی حیرت ہی تیری وعدۂ اقرار کیسی تہی

اُلجھکر مرگئی ہم تو بھی یہہ سدہی نہین ہوئی
پریشان مجھسی ہی تیری گیسوِ خمدار کیسی تہی

پلٹ کر ہی تا صبح سوئی وصل کی شب مین
سحر تک شام سی فرقت مین ہم بیدار کیسی تہی

نہ اک قطرہ لہو کا جسم مین باقی رہا میری
لہو کی پیاسی ای قاتل لبِ تلوار کیسی تہی

غزل کہنا نہ آیا حیف تجھکو ای قبول اب تک
مزا پایا نہ کچھہ بھی یہہ تری اشعار کیسی تہی

پہرتی ہی بہٹکتی ہوئی ہر سو نظر اپنی
بتلا دہنِ تنگ سی نازک کمر اپنی

ہم بھی تو تصور سی اوسی سمت گئی ہین
اوس کوچی ہی دل آئی تو پوچہین خبر اپنی

جی دیکھی تری حشر کو بھی صبح نہو گی
موقوف ہی نظارۂ رخ پر سحر اپنی

عالم تو ہی اوسکی طرف اور اوسکا یہہ عالم
سنتا نہین فریاد وہ بیداد گر اپنی

کیا جانی تری عشق مین پہنچی ہین کہان ہم
افسوس کہ ملتی نہین ہمکو خبر اپنی

قوت ہوئی سو نگہا جو ترا سیب زنخدان
تاثیر یہہ کیونکر نہ دکہا تا ثمر اپنی

تیزی کی انی پار ہوئی جاتی ہی دل سی
ظالم نہ ملا میری نظر سی نظر اپنی

مین تمکنِ سلیمان کا مسخر کرون اوس سے
دی ہی وہ پری مجھکو انگوٹھی اگر اپنی

مین ایک کو توڑ و چکا خون ہوتا ہی یہہ بہی
دل بہہ چکا آنکھون سے خبر لی جگر اپنی

اب پہونچون بہلا کعبۂ مقصود کو کیونکر
طی کر گئی منزل مری سب ہمسفر اپنی

اخفا یہہ کیا دل نی کہ ہم ہی نہین آگاہ
کیا جانی کہ آئی ہی طبیعت کدہر اپنی

مضمون سے جتنی ہی مری دل کو محبت
شفقت یہہ نہین کرتا پسر پہ پدر اپنی

عارض سی ترے دو مہر ہین ای مہر منوّر
دی ایک ہی بوسہ کسی دن مہر کر اپنی

افواجِ مضامین سے لڑی کر کوئی شاعر
سیفِ دو زبان خامہ ہی کاغذ سپر اپنی

اب رحم کرو مجھپہ کہ مین روتا ہون کب سی
تم ہنسنکی دکہاؤ مجھی سلکِ گہر اپنی

ای بادِ صبا ہمکو پتا صاف بتا دی
تو لیگئی ہی خاک چمن سی کدہر اپنی

دیکہی رخِ صاف اوسکا تو جالی کو کری وہ
بنوای ذرا آنکہہ تو پہلی قمر اپنی

مشہور ہی تہم جاتا ہی دریا بہی کسی وقت
بہتی ہی نہین رکتی کبہی چشمِ تر اپنی

ہی ناز اوسی حسن کا مین عشق پہ مغرور
اوس سمت کشش یار کی ہی اور ادہر اپنی

بی فکر رہی ہم نہ قبول ایک گہڑی بہی

فکرون ہی مین عبث عمر ہوئی ہی بسر اپنی

وہ بحرِ حسن رہی بحر مین کہ بر مین رہی
کبھی وہ دل مین رہی گاہ چشمِ تر مین رہی

وہین ہی آنکہہ مین اشکون مین جلوہ گر تری نیت
صدف صدف مین رہا اور گہر گہر مین رہی

عدم کو پہونچی اہی اثرِ دوا گر ینی مین
ہمیشہ گہر مین رہی ہم مگر سفر مین رہی

ہو رشکِ سروِ جنان قد ترا یہہ بوٹا سا
جو ایک پل بہی صنم میری چشمِ تر مین رہی

نہ رخ کی بوسی ملین گی نہوگا دل کو قرار
بس اب یہہ داغ بہی ای لالہ و جگر مین رہی

ہم اپنی جان محبت مین اسکی دیتی ہین
ہمارا رشتۂ جان بہی تری کمر مین رہی

وہ سادہ رو جو کری اپنی حسن پر مفتون
تو ایکدم بہی نہ آئینہ اپنی گہر مین رہی

وہ آیا گو مین میری تو مین ہوا بیہوش
ہزار حیف کہ مین غش ہوش بر مین رہی

کہان انکا وصل کوئی بات بہی ہوئی نہ نصیب
تمام شب ہوئی ہم وحشتِ سحر مین رہی

فراقِ یار جلا یا کیا وہان بہی ہمین
رہی بہشت مین لیکن جسطرح سقر مین رہی

ہی دل مین داغِ سیہ اوس مین یاد ابرو کی
ہلال حسن کو جسطرو رہی سپر مین رہی

وہ ای قبول چہپی گو ہزار پردون مین

ہمیشہ چشمِ تصوّر سی یہ نظر مین رہی

جب کہ وہ خوش جمال آتا ہے — سبکو محفل مین حال آتا ہے

غم کی کرتا ہون مین پرستاری — درد سینی مین پال آتا ہے

خواب مین خوب رویا کرتا ہون — زلف کا جب خیال آتا ہے

کب اوٹہا بارِ زلف اک مو سے — تا کمر بال بال آتا ہے

تیرِ مژگان کو روز حسرت سے — دل مرا دیکہہ بہال آتا ہے

روز ہی عارضون کا نور دوچند — مہر و مہ پر زوال آتا ہے

جب اوسی خوشجمال کہتا ہون — اوسکو مجہپر جلال آتا ہے

قطعہ

سرو جب دیکہتی ہین قامتِ یار — رشک اونکو کمال آتا ہے

تہالی پانی سی بہرتی ہین ایسا — عرقِ انفعال آتا ہے

مصرعِ قامتِ صنم ہمکو — دل کی سانچی مین ڈہال آتا ہے

پہر پہونچتا ہون اوسکی کوچی مین — گو وہ کوسون نکال آتا ہے

لبِ شیرین کا ہی مقابلہ آج — زرد ہونے کو لال آتا ہے

لکہون موئی کمر کا کیونکر وصف
جوفِ خامہ مین بال آتا ہے

آئی تیرا دہانِ تنگ نظر
نظرِ امرِ محال آتا ہے

پیچ تجہسی کری گی تیری زلف
عاشقون کا وبال آتا ہے

اندنون زر داسلی ہی قبول
روز وہ مجہپہ لال آتا ہے

سوزِ درون کی ہی دل اوسکو خبر نہین ہی
آہین شرر فشان ہین لیکن اثر نہین ہی

روتی ہین رات دن ہم لیکن ہی خشک دامن
مثلِ گہر ہمارا آنسو بہی تر نہین ہی

شعرون مین کسکو باندہون دیوان مین لاؤن کسکو
اک وہم سا ہی سبکو اوسکی کمر نہین ہی

مرتی ہین پر نہین ہی پاس نقدِ اطاعتِ حق
کیونکر کٹی گی منزل زادِ سفر نہین ہی

زندہ سمجہکی مجہکو کرتا ہی وار پہ وار
مین مرگیا ہون کب کا اوسکو خبر نہین ہی

اوسکی گلی مین کیونکر پہونچی گی روح اپنی
روح الامین کا بہی اوسجا گزر نہین ہی

ابرو کی تیغ تولو مژگان کی تیر مارو
عاشق ہون مین مجہی کچہہ خوف و خطر نہین ہی

ای شاہدانِ مضمون کیونکر بلاؤن تمکو
اب نذر کو تمہاری خونِ جگر نہین ہی

جسدر جہ چاہی چمکی مہتاب آسمان پر
جبتک کہ بام پر وہ رشکِ قمر نہین ہی

کوچی سی اپنی بستر اٹھواؤ تم نہ میرا
ابتک لہتا ہی دل مین کیا میرا گھر نہین ہی

اوس حور کو بشر تو کہہ سکتا تھا نہ واعظ
پیر زنی حور سے مجھکو منظور شر نہین ہی

وہ خامہ کیا کہ جس سی مضمونِ نو نہ نکلی
بیقدر شاخ ہی وہ جس مین ثمر نہین ہی

تن پر سی سر جو اوترا بس سر کا درد اوترا
تن پر جو سر نہین ہی اب دردِ سر نہین ہی

حاضر ہی عاشق اوسکا معشوق پر ہی غائب
موجود مبتدا ہی لیکن خبر نہین ہی

اوس گل پہ مال اپنا سب نی کیا تصدق
غنچون کی بھی گرہ مین دیکھا تو زر نہین ہی

ہر ایک بیت وصفِ دندان مین ہی صدف وار
نقطہ ہی کونسا جو رشکِ گہر نہین ہی

اہلِ ہنر کی آگی پڑہ ای قبول اشعار
کیا یاد شاعری کا تجھکو ہنر نہین ہی

نالہ ہی دل سی دردِ ہجرِ جانان تنگ ہی
اسقدر غل ہی کی گھر مین کہ مہمان تنگ ہی

ایکجا پر مجھکو اوسکو دیکھہ سکتا ہی نہین
حیف ہی کیا دیدہ گردونِ گردان تنگ ہی

دم گھٹا جاتا ہی صدمون مین ای دستِ جنون
طوقِ آہن سی سوا اپنا گریبان تنگ ہی

داغ دل ای باغبان ہی گلشن سی وسیع — دل کشادہ ہی مرا تیرا گلستان تنگ ہی

پاؤن کی نیچی سی سبکی سرکی جاتی ہی زمین — کثرت عشاق سی اب کوچۂ جانان تنگ ہی

دل کہان بہلاؤن مین وحشی تمہاری عشق مین — وسعت وحشت سی عالم کا بیابان تنگ ہی

مین پریشان ہیچ ان سا ہی سی وہ نالون سی ہی — تنگ مین زندان سی ہون اور مجہسی زندان تنگ ہی

غرق حیرت آئنہ ہی صاف عارض دیکہکر — سرخی لب سی تری لعل بدخشان تنگ ہی

گہر مین آتا ہون تری اسکو بہگا کر ای صنم — اسقدر نالی کیی مینی کہ دربان تنگ ہی

دل بہر آیا سیر گلشن مین جو یاد آیا وہ گل — میری نالون سی ہر اک مرغ خوش الحان تنگ ہی

کون سی جا ہی جہان نالی کری وحشی ترا — کوہ نالان ہیچ رہا ہی اور بیابان تنگ ہی

ہمتو کب آنکہین لڑا سکتی ہین آنکہون سی تری — یہہ وہ آہو ہین کہ ہر شیر نیستان تنگ ہی

کشمکش حد سی سوا ہی دیکہین ٹہری کون کون — دل بہت ہین کون چہ زلف پریشان تنگ ہی

رشتۂ نظارہ دامن تک پہونچنی دی صنم — چشمۂ سوزن سی بہی کیا چشم انسان تنگ ہی

وحشی ان مین ہمتو گہبرا کر نکل آئی یہان — ای پری تیری گلی سی باغ رضوان تنگ ہی

روز و شب جوش نمود دونون عارضون کا ہی فزون — ماہ تابان دنگ ہی مہر درخشان تنگ ہی

یاد دندان مین نکلتی ہین وہ اشکون کی گہر
پانی پانی ہی عدن اور ابرِ نیسان تنگ ہی

روح سیرِ باغِ رضوان کی ہی مشتاق اے قبول
اس قفس مین آج کل مرغِ خوش الحان تنگ ہی

بے بصر تیری سبہی دیکہنی والی دیکہی
ہمنی چشمِ مہ و خورشید مین جالی دیکہی

رخِ روشن پہ عجب نور کی بالی دیکہی
چاند دو ایک تری چہری کی ہالی دیکہی

طی ہوئی مدح فرس کی نہ تری شاہسوار
سیکڑون علمِ فراست کی رسالی دیکہی

کیسی نرگس کدہر انسان کہان کی آہو
تیری آنکہون ہی کی سب دیکہنی والی دیکہی

بہیجدونگا اوسی مین ملکِ بقا کی جانب
نام گلشن کا تری بادِ صبا لی دیکہی

تیری زلفون کی تصور نی کیا گہر دل مین
خانۂ کعبہ مین رہتی ہوئی کالی دیکہی

نذر کرتا ہون جو مین گوہرِ دل قلب نہین
شک ہو تو پہلی سبہونکو وہ دکہالی دیکہی

ایک صحبت سی جلا ایک ہوا سینہ فگار
چاک شانی مین اور آئینی مین جہالی دیکہی

داغِ دل لالی کی صورت جسی فرقت کا ملا
لہو بہہ اوگلا کہ پہر جینی کی لالی دیکہی

دُرِ خوش آب کی ڈلڑون سی ہی چہرہ شاداب
چمنِ حسن مین پڑتی ہوئی جہالی دیکہی

یار آیا تو چلے داغِ جگر پہلو سے
بیوفا ہمنی یہہ آغوش کی پالی دیکھی

جاگنا سونی سی بہتر ہی کہ ہی لف کا دہیان
آنکھہ ادہر جہپکی ادہر خواب مین کالی دیکھی

جو کہ نادیدہ ہی ای دل وہ پلک سمجہا ہی
دیکھی بہالی تری پلکون کو تو بہالی دیکھی

جیسے جو بات کری پائی خدا سی ثمرہ
آگی اوس بت کی کوئی نام خدا لی دیکھی

پتلیون سی تری آنکھون کی جہٹین دل اٹکا
گرد پلکون کی طرح برچہیون والی دیکھی

شجرِ عشقِ حقیقی سی ملا باغِ بہشت
دل مین جڑ اسکی تو فردوس مین ڈالی دیکھی

نہ دوا کام کری اور نہ دعا اسمین قبول
مرضِ عشق کی کچھہ رنگ نرالی دیکھی

کب دل ہمارا کوچۂ جانان سی دور ہی
بلبل ہزار حیف گلستان سی دور ہی

بیٹھا ہی مجھسی بہاگ کی مجنون ہزار کوس
دانا جو ہی وہ صحبتِ نادان سی دور ہی

رتبہ بلند ہی تری عارض کا بدر سی
خورشید ای پری ترے تابان سی دور ہی

ای ترک زخمِ تیغ کی لذت اٹھاؤن کیا
میرا دہانِ زخم نمکدان سی دور ہی

کر لو وداع بلبلِ شیدا کو ای گلو
صیاد ایسی مین چمنستان سی دور ہی

مین ناتوان جدا شہِ خوبان سی ہو گیا
مورِ ضعیف اپنی سلیمان سی دور ہی

جامی کو بار بار جہٹکتی ہو کس لیی
دامن تمہارا خاکِ شہیدان سی دور ہی

کہل جاوی منہہ ہی جو نکل آی آفتاب
وہ آفتاب دیدہ گریان سی دور ہی

غربت مین کوئی قبر کا جاروب کش نہین
بادِ صبا ہی گورِ غریبان سی دور ہی

عالم تمام کیون نہ پرستش تری کری
ہندو سی ہی بعید مسلمان سی دور ہی

قاتل کہین کہڑا ہی خفا ہو کی مین کہین
محشر کی دن بہی ہاتہہ گریبان سی دور ہی

رنجور تو ہی لب سی نہ پہونچی گا زلف تک
ای دل ختن کا شہر بدخشان سی دور ہی

جل جل کی پوست گشت مین اترا بدن کا سب
چرمی ہی جامہ اب تنِ عریان سی دور ہی

اب آہوانِ دیر کا مین چہوڑتا ہون عشق
حیوان پہ ہو فریفتہ انسان سی دور ہی

ڈہونڈا بہت نہ دل کو دہن کا ملا سراغ
خضر اپنا حیف چشمۂ حیوان سی دور ہی

آزاد وہ نہین جو ختن کی کری نہ سیر
وہ قید ہی جو کاکلِ پیچان سی دور ہی

یارب نجف مین ہند سی پہونچا قبول کو
اب تک یہہ مور اپنی سلیمان سی دور ہے

پیچ سنبل مین ہین تا زلف معقد ہوجای
سرو ہی اسلیی سپید تا کہ تراقد ہو جای

لعل ہی سرخ کہ ہو پنجۂ رنگین نگار
ہی سفید اس لیی الماس کہ ساعد ہوجای

ملی آنکہون سی ہوی اسلیی نرگس بیمار
سرخ اسو اسطی گل ہی کہ ترا خد ہو جای

لام گیسو ہی الف بینی دہن اوسکا ھا
نور اللہ ہی گر لام مشدد ہو جای

ایک رنگ آی اور اک جای ملی لب سی اگر
لعل پکہراج ہو پکہراج زبرجد ہوجای

عشق جانان سی مرا دل نہ پہری بس خاموش
کہین ناصح نہ موثر سخن بد ہو جای

زلف پر پیچ کی کچھ وصف جو موزون کیجی
ہی یقین شعر مقطع بہی معقد ہوجای

تو وہ نازک ہی جو مین بیان کرون بوسی کا
ای خدیو دل و جان سرخ ترا خد ہوجای

انتہا ہو جو اطاعت کی تو عالم ہو مطیع
پہر تو انسان مقلد سی مقلد ہو جای

جن ہو جس پر وہ کہین گیسو جانان کو بلا
زلف کا سایہ ہو جس پر تو بلا رد ہوجای

چار ابرو تری دیکہی تو رباعی سی ہو عشق
شاعر اسد رجہ ہو بیخود کہ وہ سرمد ہوجای

عکس پڑ جای خط سبز کا تیری جو ذرا
ای صنم کان مین یاقوت زبرجد ہوجای

ایسی مین مدح کرون اوتہہ نہ ہی بات کوئی
شعر وصف لب شیرین کا زبانزد ہوجای

استقدر مجھسی مکدر ہی کہ دکھلائی جو منہہ — روبرو آئنہ کی شیشہ و شک سد ہو جای

شرم سی تڑپون تو پھر سوزنِ مژہ سی فوراً — دامنِ حشر مجھی سوزنی مسند ہو جای

زہر سی افعیِ گیسو کی یقین ہی مجھکو — کان مین پہنی وہ موتی تو زبرجد ہو جای

یہہ دعا ہی کہ تری ساتھہ پیی می جو رقیب — ایسا خون اوگلی می سرخ صنم رد ہو جای

قدر کم ہوتی ہی خوبی جو ہو بی اندازہ — عیب تلوار کا ہی آب جو بیحد ہو جای

مجھکو کاوش سی نہین خوف رقیبون کی مگر — کڈہی آہین کہ نہ جانان کو کہین کد ہو جای

دم الجھتا ہی تری ظلم جو بی پایان ہین — ظلم کر شوق سی پر ظلم کی کچھہ حد ہو جای

چہرہ آئینی مین معلوم نہو آگی مری — رخ مرا عکسِ سکندر کی لیی سد ہو جای

بی نشانون سی دروغ ای صنم اچھا نہ سمجھہ — مجھکو ڈر ہی نہ کہین نام ترا بد ہو جای

پانچ وقت ایک سی ہی چار عناصر کی دعا — ششجہت مین فقط اک دینِ محمد ہو جای

کیا عجب گر غزل اک اور بھی ہو جای قبول
گر اسی طرح سی مضمون کے آمد ہو جای

ل کی ہیرا ور دُرِ دندان سی تری گد ہو جای — لعلِ لب سی تری یاقوت زبرجد ہو جای

اس لیی کانپتا نکلا ہی فلک پہ خورشید | صبحدم گہرسی نہ وہ مہر برآمد ہو جای

بی تصنّع تری تعریف مین کہتا ہون غزل | وای محنت تجہی ثابت جو خوش آمد ہو جای

محض بی علم ہون مین اس لیی چپ ہی طفل | کہولدون قفل دہن یاد جو ابجد ہو جای

جلد ہوروی کتابی کی تری جلد سیاہ | خط نکل آئی تو قرآن مجلّد ہو جای

نور ہو سبکا تری نور کی جانب منسوب | حسن یوسف کا تری حسن کا مسند ہو جای

مجہکو گیسو کی جو سودی مین کری قید وہ شوخ | بیڑی پڑتی ہی مری پاؤن مین اگر عقد ہو جای

چشم مسکون وہ دکہائی تو نہ ہوش آئی کبہی | جام سی کام نہ ہو نشہ سرمد ہو جای

اور خوبان جہان سیکہتی آئین رفتار | کبک اوسکا ہو مقلّد تو مقلّد ہو جای

غش مین سونگہون گل عارض تو ہنسی بہی ہوش | آنکہہ دیکہون تو مجہی نشہ سرمد ہو جای

آہ پیچان کا دہوان کاکل پیچان بن جای | کہینچون اک نالہ موزون تو ترا قد ہو جای

جیسا مشہور ہون مین تیر نئی بان کا مارا | یون نہ ذلت مین کہیں بی اور زبان زد ہو جای

وعدہ بوسہ نہ منعقد ہو مانند دہن | زلف کی طول شب ہجر نہ ممتد ہو جای

پہاڑ کر پہینکتا ہون پیرہن جلد بدن | ہی وہ مجنون جو مری طرح مجرّد ہو جای

نیل نیلم کو کرین دانت مسی آلودہ
لعل لب سی تری گیرو کی طرح گد ہو جای

مین جو پروانہ صفت قصد کرون جلنی کا
شعلۂ شمعِ رخِ یار مبسّر وہو جای

حور کو دیکھہ کی بسمل ہون تری یاد مین پھر
تیری کشتی کو زمین خلد کی مشہد ہو جای

طوق تیرا نہ رہا ہو مری گردن سی کبہی
تیری بیڑی مری پاؤن کی مقیّد ہو جای

جبہہ سائی کا جو تو حکم دی ای جانِ جہان
سنگِ در تیرا ہر اک قوم کا معبد ہو جای

قطعہ

ای پریرو تری مجلس سی وہ کیونکر نکلی
در و دیوار سی الفت جسی بیحد ہو جای

گہیر لی سلسلۂ آہِ رسا زندان کو
مین اگر چھوٹون تو زندان مقید ہو جای

دل کو گو عشق ہی تجھسی یہہ کہی کہتا ہون
تیری سر مارنا جرم اس سی سرزد ہو جای

یا وجنت مین قضای نجف آئی جو قبول
قصرِ مرجان مین جو لیٹا ہون تو مرقد ہو جای

سفر کرنا ہی اوس کوچی کا تو ای دل خبر کر دی
تری ہمراہ یہہ نالہ دار کچھہ لختِ جگر کر دی

ہوئین بی نور آنکھین روتی روتی منہہ کہا آ کر
مری ان تیلیون کو عکسِ عارض سی قمر کر دی

تنک ظرفی نکر مجھہ بادہ کش سی تو ای ساقی
جو دیتا ہی مجھی تو ایک ہی ساغر تو بھر کر دی

چہپایا کس لئی زلفون مین منہہ اس شب سی ہم گذری
اب اپنا چہرہ پر نور دکہلا کر سحر کر دی

پڑی تیغ نگاہ ناز ای قاتل تو اک دم مین
کری دل ٹکری ٹکری او راہوارا جگر کر دی

اگر رو ون بنا دی بر کو بحر اک قطرہ آنسو کا
شرار گرم دل کا بحر کو اکدم مین بر کر دی

جو میری داغ سودا پر پڑی اک وار ای قاتل
تری تیغ ہلالی ڈہال کو میری قمر کر دی

الٰہی مین ضعیفی مین تری رحمت کا خواہان ہون
مہیا ناتوان کیواسطی زاد سفر کر دی

ہر اک گل شعلۂ آتش بنی میری جلانی کو
چمن مین ہون تو اسکو آتش فرقت سقر کر دی

جلا جاتا ہون مین اوسکو خبر اصلا نہین ہوتی
کسی کی آہ کو خالق نہ اتنا بی اثر کر دی

اگر وہ منتون سی منہہ کہانی آئی اک شب کو
یقین ہی زلف چہری سی ہٹانی مین سحر کر دی

رقیبون مین پہنسا ہون مینی تیغ آہ کہینچی ہی
خداوندا مری اعدا پہ تو میری ظفر کر دی

کبہی تو رحم کر رونی پہ تو مجہہ بی بضاعت کی
کسی ان مین کی سلک اشک کو سلک گہر کر دی

لب وس شیرین دہن کی وصف لب مین کہہ نہین سکتی
کری کل نیستان مین تو کشت نیشکر کر دی

سنبہالی دیگا دربان کو ٹکرا اسقدر ای دل
کہ اب دیوار جانان مین نیا اک در کر دی

تری الفت مین سیر لامکان منظور ہی مجہکو
الٰہی اس بیابان کا بہی پیدا راہبر [illegible]

ضعیف الجسم ہین کیونکر نہون اس شعر گوئی مین
لہو میرا نہ کیونکر خشک تو لید پسر کر دی

جو اہل عیب ہین میری ہنر کو عیب گنتی ہین
جو ہو صاحب ہنر وہ عیب کو میری ہنر کر دی

قبول اوس ترک سی ہر بار تم آنکھین لڑاتی ہو
کہین دل کو نہ چہلنی چہلنی پیکان نظر کر دی

طوفان ہوا بلند یہہ چشم پر آب سی
پانی پہ ترتی پہرتی ہین تاری حباب سی

مین بعد قتل ہی نہ چھٹا اضطراب سی
ای ترک روح لپٹی ہی تیری کاب سی

ساقی کی آستانی پہ سجدہ ہی فرض عین
پہر کس طرح وضو نکرین ہم شراب سی

مین اوس پری کا قیدی نازک مزاج ہون
ہو صاف میرا خانۂ زندان حباب سی

رویا مین یار آکی دکہاتا ہی منہہ مجھی
سوتا ہون مین تو جاگتی ہین بخت خواب سی

دل عشق رخ سی کیا ہی ہوا ہی گران بہا
یاقوت بن گیا ہی یہہ سنگ آفتاب سی

بوسہ لیا دہن کا الٹ کر نقاب یار
ہم بی حجاب ہوگئی اوسکی حجاب سی

آہو ہر ایک آنکہہ تری ہی جو ای پری
آنکھون مین تل جو ہین نہین کم مشکناب سی

مین سمجھا نکلا معنی رنگین یہہ لفظ سی
دکہلایا منہہ جو اوسنی الٹ کر نقاب سی

گن کر دہن کی بوسی تو مین لی چکا پر اب
رخ کی جو بوسی دو وہ الگ ہین حساب سے

ناسور پڑ گیا رخِ تابان کی عشق مین
داغِ جگر بنا ہی گلِ آفتاب سے

خالِ دہن تو ہین دہن آتا نہین نظر
ہی وہم شک بھی نقطۂ انتخاب سے

بلبل ہماری گل کا لیا چاہی تو جو نام
گل ضرور چاہیی پہلی گلاب سے

دن رات جل رہا ہی جو اوس گل کی عشق مین
بوی گل آتی ہی مری دل کی کباب سے

کم شیر کی سی زاہدِ تیرہ درون نہین
ساقی عداوت اوسکو بھی ہی آفتاب سے

موقوف یون شراب پہ ہی میری زندگی
جیسی کہ زیست ہوتی ہی مچھلی کی آب سے

مصرعِ رب کی مدح ہی دیوان مین کیون نہو
پر نور ہر ورق ورقِ آفتاب سے

مرگِ قبول سنکی یہ ہمدلدار نی کہا
بیمار درد ہجر کا چھوٹا عذاب سے

بظاہر بیکسی گورِ غریبان پہ برستی ہی
مگر زیرِ زمین جا کر جو دیکھا خوب بستی ہی

بھلا دیتا ہی سب کچھ نشہ اک یاد اوسکی ہستی کا
نہ اسکو بھی پیتی جہان تک حق پرستی ہی

خمیدہ کرتا ہی انسان کو جوہر شرافت کا
اصالت جسمین ہوتی ہی بہ تلوا کستی ہی

پڑی پھرتی ہین شہرون شہرون ہم امداد اسکی
ضعیفی مین ہمین خامہ ہمارا چوب دستی ہی

تم اک بوسی پہ بھی لیتی نہین کیا قدر کرتی ہو
یہہ جنس دل جو نقد وصل پر بیچون تو سستی ہی

اجل آنیکا ڈر ہی اور نہ کچھہ خطرہ فنا کا ہی
جسی سب نیستی سمجھی ہوئی ہین عین ہستی ہی

ہمائی حرص کو دام قناعت مین پھنسایا ہی
جو ہی اقبال شاہی وہ مری طالع کی پستی ہی

مدام انکھین تری ہین پیش چشم ای ساقی گلرو
ہمین بی بادہ و ساغر ہمیشہ جوش مستی ہی

تمہاری ہجر کا مینہہ اسطرح ہمکو رلاتا ہی
گھٹا ساون کی آ اکر زور سی جیسی برستی ہی

کرو تم قدر اسکی گو ہمارا دل پریشان ہی
یہہ ویرانہ وہ ہی جسمین تمہاری دلبستی ہی

فقیری مین مطیع اپنا کیا ہی بادشاہونکو
توی اونکی زبردستی پر اپنی زیردستی ہی

تری زلف ساسی ای پری مین کی چھٹون گا
رسن یہہ دمبدم مشکین مری مضبوط کستی ہی

دل پر داغ کو نیلا کیا ہی زلف پیچان نی
ہر اک یہہ ناگنی طاؤس کو ای جان ڈستی ہی

قبول ایسی ہی مضمون کم میری تک آتی ہین
پھپھولی دل کی ٹوٹی ہین زبان میری پھلستی ہی

تیغ کاری کوئی پڑ جائی نظر کی بدلی
کاش ہو جائی شکست آج ظفر کی بدلی

صبح کو یار نی ہمراہ لیا طائرِ جان
گر گیا ذبح مجھی مرغِ سحر کے بدلی

نہ ملا تو گئی جنّت مین کفن سی پہنی ہم
غم یہہ کہایا کہ نہ کپڑی ہی سفر کی بدلی

دولت عشق حقیقی نی کیا مستغنی
زردی رخ مری ہاتہہ آگئی زر کی بدلی

ڈہونڈتا تہا کمر یار سو ناف آئی نظر
عقد مو ہاتہہ لگا موی کمر کے بدلی

خرمن ہستی عاشق جو جلاتا ہی اوسی
بجلیان کان مین پہنی ہین گہر کی بدلی

کاٹی کہاتا ہی گہر اب ہجر مین جسنی کو تری
قید خانی مین جگہہ دی مجھی گہر کی بدلی

داغ فرقت مری پہلو مین بجای دل ہی
آتش عشق ہی سینی مین جگر کی بدلی

چودہوین شب کو سحر ہی جلوی سی تری
عکس عارض کا فلک پر ہی قمر کی بدلی

سخن لطف نہین تو کوئی دشنام سہی
زہر ہی دو مجھی ای جان شکر کی بدلی

توسن یار کی قدمون سی نکل کر لیتی
سنگ مدفن مین جو ہو روح شرر کی بدلی

آہوِ چشم نی گہر دل مین کیا ہی جب سی
دشت رہنی کو ملا ہی مجھی گہر کی بدلی

جان کہتی ہین خبر آمد جانان پہونچی
پہر ہوا آج مقام اپنا سفر کی بدلی

رات دن فکر مضامین مین گذرتی ہی قبول

خوب تھی بی ہنری ایسی ہنر کی بدلی

کوچ غم کا دل ہی ہوتا ہی مگر دل ساتھ ہی
اس مسافر سی یہہ الفت ہی کہ منزل ساتھ ہی

دل کہین ہو عشق سرکوب اکدم غافل نہین
جسطرف یہہ سر زمین جاتی ہی حائل ساتھ ہی

چاند سا چہرہ ترا گردشمن ہی ہی پیش چشم
گو شب دیجو رہی پر ماہ کامل ساتھ ہی

ہی ہوا ناقہ بگولا ہی عماری دشت مین
قیس کو دہوکا ہی یہہ لیلی کا محمل ساتھ ہی

ذبح کی ایسی پڑی ہی کہ چلنا گر دہی
اب جدہر تو جای ای قاتل یہہ بسمل ساتھ ہی

چودہوین شب سیر کو نکلا ہی وہ ماہ تمام
ساتھ ہو ای بدر اگر تو بھی تو کامل ساتھ ہی

عشق کا ڈر ہی تجھی کیونکر کہاؤن یار کو
ناصحا کیا لیچلون تجھکو ترا دل ساتھ ہی

ذبح ہو کر لیچلی شمشیر ابرو دل مین ہم
حشر مین بہر گواہی تیغ قاتل ساتھ ہی

دیکھی کیا مزد پائی دل سفر ہی یار کا
پیچہی اسباب محبت کا یہہ حامل ساتھ ہی

حلقہ خوبان مین پہنسا ہو تو جاؤن ای قبول
دل نہ بھیجی گا مرا ہرگز یہہ جاہل ساتھ ہی

شناہی لب کا لبون پہ کلام رہتا ہی
سخن کی وصف کا دل مین مقام رہتا ہی

شامِ ہجران مین بہی ہچکی ہی تری یاد ای گل — ہوا سی کونسا خالی مقام رہتا ہی

فقط مجہی کو نکالا تو اس سی کیا حاصل — تری گلی مین بڑا ازدحام رہتا ہی

ترے خیال کی آمد جو دل مین ہوتی ہی — نقیبِ آہ کا کیا اہتمام رہتا ہی

نہ جزوِ لایتجزّی کا مسئلہ ہو حل — تری دہن مین ہمیشہ کلام رہتا ہی

شراب خوار نہین اغطون کی ضد سی فقط — مدام ہاتہہ مین لبریز جام رہتا ہی

محال ہی کہ مکین تو ہو اور مکان نہو — دہن نہین ہی تو کس مین کلام رہتا ہی

کبہی نہ سیبِ ذقن کا مزا ملا ہمکو — مدام یہہ ثمرِ سرخ خام رہتا ہی

ہی بیقرار ہمیشہ دہن کشادۂ حرص — مدام دیکہہ لو گردش مین جام رہتا ہی

زمانہ یاد کری گا فنا کی بعد مجہی — مٹی تو صفحۂ ہستی پہ نام رہتا ہی

فلک سی ہار کی دلکو کمال ہی نسبت — جو سیدہی ہین کج انہین سی مدام رہتا ہی

مزا ملا تہا یہہ ہر روز دامِ گیسو مین — کہ پہر تلاش مین دل صبح و شام رہتا ہی

اُچہلنی لگتا ہی دل چار چار ہاتہہ مرا — وہ کوچہ مجہسی جو دو چار گام رہتا ہی

اسیرِ زلف نہین ہوتی ہین دلِ روشن — یہہ ہی چراغ بس اب ملکِ شام رہتا ہی

جو دل نہو تو بتا ای قبول عشق کہان
اسی تو اوس ہی اوسی اس سی کام رہتا ہی

اوسکا مقتول ہون مین جسکا بدن ٹُہرا ہی
گو اکہرا ہی مرا جسم کفن ٹُہرا ہی

مجہسی اقرار تہا آنی کا گیا غیر کی گہر
تجہسی شکوہ مجہی ای عہد شکن ٹُہرا ہی

رنگ ہی پر نہ وہ پیچ اور نہ وہ بو تجہمین
فوق اون زلفون کو ای مشک ختن ٹُہرا ہی

کوئی جانان مین گیا ہی تو عدم کا ہی کونچ
روح ایکا و سفر ای اہل وطن ٹُہرا ہی

اپنی فرقت کا الم حزن وصال اغیار
تجہسی ای چرخ ہمین رنج و محن ٹُہرا ہی

چوکتا کیون ہی لگا تیر کہ خود صید ضعیف
قوس کی شکل پر ای تیر فگن ٹُہرا ہی

باغ مین سیر رخ یار ہی ہی مدت بعد
آج پہولا ہوا نظرون مین چمن ٹُہرا ہی

بکہری زلفون مین جو ہین چاندسی دونون عارض
ہم سمجہتی ہین کہ یہہ چاند گہن ٹُہرا ہی

دل ہی ڈوبی گا مرا جان ہی ہی ہاتہ ٹوٹ گا تہہ
تجہسی خطرہ مجہی ای چاہ ذقن ٹُہرا ہی

ہوش بیہوش کو آجاتا ہی ہشیار کو غش
ایک ہی پر مزہ سیب ذقن ٹُہرا ہی

پہلی شمشیر نگہہ پڑکے پڑا تیغ کا وار
قاتلا اس لیی ہر زخم بدن ٹُہرا ہی

قدِ موزون سے مگر بارِ خجالت پایا
آج تو کس لیے اے سروِ چمن دُہرا ہے

کان تک پہونچا تو عارض سے ملی اور چمک
آب مین آگئی سے اب دُرِ عدن دُہرا ہے

وہ عرب زادہ خوش جسم ہے کیا جامہ زیب
بدنِ جسم اکہرا ہے بدن دُہرا ہے

خارِ غم سینے مین اور پاؤن مین صحرا کے خار
غمِ یادِ وطن و اہلِ وطن دُہرا ہے

کوے جانان کی فضا ہے یہان جانا ہے
دشتِ غربت مین غم اے اہلِ وطن دُہرا ہے

کہتی ہین آینہ دکھلا کے وہ مجھ لاغر کو
عشق راس آیا تجھے تو ہمہ تن دُہرا ہے

ہندوِ خالِ دو ابرو کے جو لکھتا ہون ثنا
جو مری بیت ہے اے اہلِ سخن دُہرا ہے

مجھکو کہتا ہے کبیشر وہ برہمن زادہ
اوسکے نزدیک مرا شعر و سخن دُہرا ہے

قطعہ

دانت ہین اوسکے گہر اور زبان ہے یاقوت
دہنِ یار ضیا بخش عدن دُہرا ہے

کانِ گوہر بھی ہے او معدنِ یاقوت بھی ہے
اے صدف تجھی مین وہ دُرجِ دہن دُہرا ہے

ورزشِ عشق اکہرا بھی نہین رکھ سکے
جب تلک یہ نہین کثرت تو بدن دُہرا ہے

تیر سیدھا بہت اے ترک جو جا کر بیٹھا
زخم سے صورتِ شاخ آپ ہرن دُہرا ہے

شمعِ فانوس سے روشن وہ سراپا ہے قبول

گو کہ دو ہر تلی پنہان وہ بدن دُہرا ہے

زوالِ نور آب ای چشمِ تر تمہارا ہی
مرا ضرر نہین رونی مین ڈر تمہارا ہی

مجھی شہید کرو عزم اگر تمہارا ہی
تمہین نہ چاہیی ڈر مجھکو ڈر تمہارا ہی

پٹیت بام پہ ای جنگجو جو آ بیٹھا
مجھی یقین ہوا نامہ بر تمہارا ہی

قیام ایک جگہہ پہ تو کرکی نہ کرو
دماغ و دل ہر اک ایجان گھر تمہارا ہی

جو تیغ کھینچکی تم آؤ سر جھکاؤن مین
یہہ جوہر اپنا ہی گرو ہنر تمہارا ہی

طریقِ عشق مین کعبی کی راہ مین بھولا
بتو خدا کا نہین خوف ڈر تمہارا ہی

وہ داغ ہی دلِ روشن کی داغ سی مشکل
مرا رقیب ہی عاشق قمر تمہارا ہی

گرایا کرتی ہو کعبہ کمال جرأت ہی
ڈہایا کرتی ہو دل یہہ جگر تمہارا ہی

بساؤ دل کو جو جنگل سی لگ رہا ہی ڈر
جسی اوجاڑا ہی تمنی یہہ گھر تمہارا ہی

پری پری تمہین اور حور حور سمجھی ہی
بشر کی ہونی کا قائل بشر تمہارا ہی

ادھر سی اپنی جو آنکھین جھپکی بیٹھی ہو
خیال کیا ہی تصور کدھر تمہارا ہی

ابھی سی قبر مین لٹکائی پاؤن بیٹھا ہون
ہی پا تراب مرا گر سفر تمہارا ہی

خیال محو نہین ہوتا لوح دل سی کبہی
زبان کو ورد بس آنکہون پہر تمہارا ہی

لہو سکہاتا ہی شک اب مجہی ہی قتل کرو
یہہ کسکی خون سی دامان تر تمہارا ہی

زمین پر تو درم ناخریدہ ہون مین غلام
فلک پہ بندۂ داغی قمر تمہارا ہی

تصور آکی دکہاتا ہی مری دل کو
تمہاری یاد مین بالکل اثر تمہارا ہی

جہان ظہور کیا تہا وہین شہید ہوئی
جو گہر خدا کا ہی شاہا وہ گہر تمہارا ہی

قبول کو نہ جدا جانیو کبہی ای جان
یہہ ورد سبکی ہی نزدیک پر تمہارا ہی

چہوڑدی دم بہر لہو پینا الم سی دور ہی
سیری دل سی رہو فرقت کی غم سی دور ہی

دانتون کو موتی لکہون طرز رقم سی دور ہی
لکہنا سنبل زلف کو اپنی قلم سی دور ہی

ساری ارباب سخا بخشش کی خود محتاج ہین
پاس دینار و درم دست کرم سی دور ہی

مرکی بہی روح اوسکی کوچی کی سفر مین ہی مدام
جو وطن اپنا ہی وہ ملک عدم سی دور ہی

سینی پر سیدہا ہو یہہ جہک کر گلی سی وہ ملی
راستی تیری ہی خم خنجر کی خم سی دور ہی

ای فلک یہہ تیری نیرنگی نئی آئی نظر
جو بہت نزدیک تہا دل سی وہ غم سی دور ہی

آبلی بڑہتی ہین اور گہنتا نہین وحشت ای جنون
بہل کی مانند ہر کانٹا قدم سی دور ہی

التجا جاہ و حشم سی مین کرون ممکن نہین
خود مری پاس آئی یہہ جاہ و حشم سی دور ہی

روضۂ انور ہی دل مین دل ہی سینی مین قبول
گو بظاہر تو درِ شاہِ اُمم سی دور ہے

سحرِ ساحر اور سحرِ چشمِ گلرو اور ہی
دل لہو ہو کر بہی جسمین وہ جادو اور ہی

عشق سی لاغر ہوا مین اور حسن اوسکا بڑہا
بیوفا کہتا ہی اب مین رہون تو اور ہی

عاشقِ کامل ہون مین سینی مین سیری دل کہان
جسمین دل ہوتا ہی ای دلبر وہ پہلو اور ہی

رات کیا آخر ہوئی ای گل وفا آخر ہوئی
صبح کو خو اور ہی رنگ اور ہی بو اور ہی

تو سراپا نور ہی پہونچین کی کب تجہکو حسین
ماہِ کامل اور ہی ای چاند جگنو اور ہی

مُنہہ پہ کہتا ہون تری بسمل تیغ اپنی جان
ایک ابرو کی مقابل ایک ابرو اور ہی

ای جنون ہشیار ہو اب ہی شبِ وصلت تمام
صبح آ پہونچی کوئی دم دل پہ قابو اور ہی

بیمار نسخی ای طبیب ایسی دوا سی ہو گا کیا
ہی جو قانونِ تعشق مین وہ دارو اور ہی

جانا چہوڑا تہا کہ شاید خوی بد ہو جائی کم
بعد عرصی کی جواب دیکہا تو بدخو اور ہی

ساری گل بس جاتی ہین ای جان گیسوی تی ی
تیری کاکل اور ہی زلف سمن بو اور ہی

شعرِ ناموزون دلِ موزون ہیہ تی ہین گران
جز عروض اشعارِ موزون کی ترازو اور ہی

قطعہ

رحم دل ہین اور دلبر ذبح کرنا تیرا کام
یارِ خوشخو اور ہی تو عربدہ جو اور ہی

اور وہ زانو ہی پہونچی جس تلک عاشق کا سر
سینی پر سنت سی جو آی وہ زانو اور ہی

دم نکلتا ہی صدا سنکر تری پازیب کی
گہنگرون کی شکل مین پوشیدہ گہنگرو اور ہی

ہجر مین بہلانہ دل ای قمری سودا زدہ ہا
وحشت افزا باغ مین آواز کوکو اور ہی

بوالہوس عاشق کا رونا ای صنم چہپتا نہین
ڈوبتی ہی آبرو جسمین وہ آنسو اور ہی

بوسہ لب پاؤن تو نیش مرض ہو دور ابہی
جس سی قوت پای دل وہ نوشدارو اور ہی

ہاتہ حیدر کو کہا خالق نی اپنا ای قبول
کیون نہ غالب ہون نبی کل پر یہہ بازو اور ہی

آگیا جسدم وہ عیسی دم ہوا پہر جائگی
بہاگ جائیگا مرض کوسون قضا پہر جائگی

باغ کوئی یار تک پہونچی تو کیا پہر جائگی
جو نہب ہی اوس سی پہر باد صبا پہر جائگی

سرخرو عاشق ترا اوسوقت ہوگا عشق سے
جب گلی پہ تیغ ای گلگون قبا پہر جائگی

زیست مجھہ برگشتہ قسمت کی جو چاہو تو ہو
جانتی ہو تم کہ تاثیر دوا پہر جایگی

آفت آئی کو جو ہی دل تو چہپ جا زلف مین
تجھہ تک آپہونچی گی تو ڈر کر بلا پہر جایگی

بام پر تم بیحجاب آئی تو فورا شرم سی
چاند کی سوی فلک ای مہ لقا پہر جایگی

بڑہ گیا رونا بہت لیکن وہ دیکہا ہی مزا
آنکہہ سوی ناز و انداز و ادا پہر جایگی

تیز ہی تو ذبح پر لیکن ہون ایسا بیگناہ
باڑہ تیری تیغ کی ای بیوفا پہر جایگی

عاشقون کو جس جگہہ پاؤ کرو فی الفور قتل
ای شہ حسن اب منادی جا بجا پہر جایگی

بی گنہ ہون زیر خنجر حشر تک تڑپونگا مین
قتل سی قاتل نہ چوکی گا قضا پہر جایگی

نیک بد بد نیک ہو جاینگی کیا معلوم تہا
چار ہی دن مین زمانی کی ہوا پہر جایگی

دیکہکر اوس بت کو دوزخ سی اتو مین ڈرون
زہد سی خود طبع تیری زاہدا پہر جایگی

جب وہ کوچی سی نکالی چپ نکل جا ای قبول
ضد سی طبع نازک اوس گل کی سوا پہر جایگی

نہین اونکی در پہ رسائی ہماری
بری وقت مین موت آئی ہماری

رسائی نہ شاہون کی بہی جس جگہہ ہو
ہی اوس در پہ ای دل گدائی ہماری

یہہ دو حسینوں کونین مین منتخب ہین | حیا آپ کی بی حیائی ہماری
ہماری گھر آتی ہین وہ تیغ کہینچے | ہوئی آج بالکل صفائی ہماری
چھٹی ہم مگر دل لگا ہی قفس مین | اسیری ہی عین رہائی ہماری
یہہ نکتہ ہی اولاد آدم سی ہین ہم | کرین قدر کس طرح بہائی ہماری
چلی ہم تو لیکن رہی اب جہان مین | برائی تمہاری بہلائی ہماری
ہماری غذا لخت دل ہجر مین ہی | جگر کا لہو ہی ٹہنڈائی ہماری
درِ دل تک اوس بیوفا کی نہ پہونچی | مٹی روز کی جبہہ سائی ہماری
کدورت سی اک تم نہ دیکھو نہ دیکھو | ہی آئینہ سب پر صفائی ہماری
جلایا ہمین اس قدر ایک گل نی | گلون سی بہری ہی کلائی ہماری
کتابی تری چہری کی یاد آخر | بہلا دی گی حرف آشنائی ہماری

قبول اوسکا دل کچھہ مخاطب تو ہی
کرین نذر حاجت برآئی ہماری

مرا خون اوسپہ تا ثابت نہو مکّار روتا ہی | مجھی مارا ہی پر ظاہر مین وہ غمخوار بنتا ہی

مین اوس صحرای وحشت مین ہون اب سرگشتہ ای دلبر
کہ چشم آبلہ سی ہر قدم اک خار روتا ہی

بلا بھیجا ہی محبوب حقیقی نی چلا ہون مین
ہنسی آتی ہی مجھکو جب کوئی غمخوار روتا ہی

مرض الفت کا ہی تو مانع گریہ نہو ناصح
مسلط جسپہ ہو جاتا ہی یہہ آزار روتا ہی

مری گردن جھکا دینی سی رحم آیا ہی قاتل کو
وہ خود سرخم کیی کھینچی ہوئی تلوار روتا ہی

بہت اوس کوچی مین نالان ہا لیکن نہ کچھہ چھپا
کوئی آفت رسیدہ کیا پس دیوار روتا ہی

ہمیشہ ہجر کا غم ہی تصور وصل کا گاہی
جو دل اکبار ہنس دیتا ہی تو سو بار روتا ہی

زلیخا سی کوئی پوچھی کہ تجھکو عشق ہی کیسا
کہ زندان مین ترا یوسف تباہ و خوار روتا ہی

مری حالت پہ دل پگھلا ہی تیور ہین مگر کڑوی
ترحم سی گلی ملتا نہین پر یار روتا ہی

تری بیمار کو تیری سوا صحت ملی کس سی
مسیحا کا ہی کچھہ چارہ نہین ناچار روتا ہی

مقابل ہو کی روتا ہی تو پھر تھم تھم کی کیا رونا
ہماری کھیل مین کیا ابر دریا بار روتا ہی

خریدار اوسکی سب تھی خندہ زن پہ تو وہ یوسف ہے
تری کوچی مین آکر مصر کا بازار روتا ہی

دعائین مانگ کر ہنسنی پہ اوسکی موت مانگی تھی
خدایا اب جلا مجھکو مرادلدار روتا ہی

قبول اس دہر کو غفلت کدہ جان اور نہ خوش رہنا

جو غافل ہی وہ ہنستا ہی یہان ہشیار روتا ہی

ظلم اونکا کام تہا جور و جفا کرتی رہی
عاشقِ صادق تہی ہم اونسی وفا کرتی رہی

صاف صاف آئینہ رو کی ثنا کرتی رہی
مجہکو غرقِ بحرِ حیرت آشنا کرتی رہی

ہاتہہ پہیلائی رہی ہم رات آخر ہوگئی
ساتہہ وہ سونی کو وا بندِ قبا کرتی رہی

سر کٹا حسرت مین قاتل تشنہ کامِ عشق کا
تیغ کی کندی کا ہم سی گلا کرتی رہی

یار کی دل کی کدورت ہم مین ہمنی دور کی
آئنہ ساز اپنی آئینی جلا کرتی رہی

ہاتہہ اک سر پر تہا اور اک ہاتہہ سی تہامی تہی دل
کیا کہین ملتی کہ ہم فرقت مین کیا کرتی رہی

بڑہتا جاتا تہا مرض اور زور کم ہوتا تہا روز
عمر بہر دردِ جگر کی سب دوا کرتی رہی

قطعہ

آبِ حیوان مین دوا ایسی پلاتی تہی ہم
ہم ہوئی آخر وہ تدبیرِ شفا کرتی رہی

شمع سان جلتی رہی اُف بہی نکی ہمنی کبہی
مدعی افروختہ دل یار کا کرتی رہی

جا و بیجا یاد اوس محبوب کی بہولی نہ ہم
یعنی تنہائی مین بہی ذکرِ خدا کرتی رہی

مرنی جینی سی کسی کی کچہہ وہین مطلب نہین
وہ ادا کرتی رہی عاشق قضا کرتی رہی

دوسری جامی مین آئی قتل جب تونی کیا
رختِ تن تبدیل تیری بی نوا کرتی رہی

ماہ مین خورشید سی ہی نور لیکن ای پری
مہر کو رخسار تیری پر ضیا کرتی رہی

درد و غم رہنی نپای ایکساعت ای **قبول**
دمبدم میری مدد مشکل کشا کرتی رہے

عشق ہی زاہد کی گلرنگ کا جام ایسا ہی
ہو گیا زہد حلال آب حرام ایسا ہی

یا علی تہام لو ہاتھہ اپنی اس افتادہ کا
لب کافر سی نکلتا ہی یہہ نام ایسا ہی

دہن ایسا کہ موئی عشق مین سب ہوکر تنگ
مردی جی اوٹہتی ہین سنتی ہی کلام ایسا ہی

خدمت حیدر صفدر رہوئی قنبر کو نصیب
کبھی آقا جسی سب کا وہ غلام ایسا ہی

ایک داغ سر سودا زدہ پر حیرت کیا
دل پر داغ کو دیکھو یہہ تمام ایسا ہی

راز پوشی کی ہی امید دل وحشی سی
دیکھی کیا ہو سپردیسی کی کام ایسا ہی

ظلم تم چہوڑ دو یا ترک وفا مجھسے ہو
نہ تو تم ایسی ہو ہرگز نہ غلام ایسا ہی

پر خطر ہی وہ گلی تیری کہ کہتی ہین سبہی
عین جرأت ہی جو بہاگین یہہ مقام ایسا ہی

مین تری زلف کا کیا وصف کرون ای خوشخط
چشم حافظ کو ملی نور یہہ لام ایسا ہی

تند خو مغبچہ ہی آگ ہی ساغر کم ظرف
ساقی ایسا ہی شراب ایسی ہی جام ایسا ہی

عشق ہی ساری زمانی کو تری زلفون سی
پہنستی ہین طایر جان جسمین یہہ دام ایسا ہی

اک در خلد ہی اک عرش بلا استغراق
کیا کرون وصف ہی ایسا ہی وہ بام ایسا ہی

بولی تو گالیان ہین چپ ہوئی تو قتل کی فکر
خامشی ایسی تمہاری ہی کلام ایسا ہی

ایسی مادر ہی زمین جسپہ گذرتی ہین سب
غصہ کہا لیتا ہی عالم یہہ حرام ایسا ہی

کہتا سودائی وہ کہتی ہین مجہی ہوش نہین
وہ جنون کو بنا پختہ ہی جو خام ایسا ہی

ہوش لکہنی کا نہین ہجر کی بیہوشی سی
کہہ ہی سکتا نہین قاصد وہ پیام ایسا ہی

کہتی ہین زلف دکہا کر جسی پہنسنا ہو پہنسی
عمر بہر پہر نہ چہوٹی گا یہہ دام ایسا ہی

مہر و مہ عارضون کی یاد مین ترپاتی ہین
رنگ وہ صبح کا ہی جلوہ شام ایسا ہی

رکہہ دی سر تہلی در حیدر صفدر یہہ قبول
سب اماموں سی ہی اول وہ امام ایسا ہی

چمن شگفتہ ہین تو ہون وہ یار جاتا ہی
ہماری دل کا مزا ای بہار جاتا ہی

ہمین ہی عشق کی تپ کرتی ہین طبیب دوا
وہ جانتی ہین کہ ایسا بخار جاتا ہی

ادہر جاونگا کرتا ہی مجہسی دل اقرار
ہزار بار گیا پہر ہزار جاتا ہی

کدورت اور ہی بڑہتی ہی یار کی دل کی | جب اوس گلی مین ہمارا غبار جاتا ہی
مژہ وہ تیر نہین رک رہی جو سینی مین | جگر کو چہید کی یہہ دل کی پار جاتا ہی
کڑا جو مین ہون تو تجہ دل وس سی نرم ہوئی القور | جو مین نہ ہارون دل اوس بت سی ہار جاتا ہی
ٹہر ٹہر کہ شگفتہ رہے کنول دل کا | نہ جا نہ جا کہ یہہ جوشِ بہار جاتا ہی
مجہی یقین ہی تیر ہون رفتہ رفتہ سرڑی | کہ ہر ادا مین مرا اختیار جاتا ہی
کوئی جو ہوتا ہی راہی تری گلی کی طرف | قضا پکارتی ہی وہ شکار جاتا ہی
کوئی بتائی ہوا پر ہوائی چہوٹی ہی | ویا کوئی مری دل کا شرار جاتا ہی
چمن مین یاد اوسی آتا ہی جب مرا رونا | تو سیر کو طرفِ آبشار جاتا ہی
حواس آتی ہین چہرہ جو وہ دکہاتا ہی | جنون دم کی دم آکر اوتار جاتا ہی
یہہ گردش الٹی ایام سی نصیب ہوئی | دل اوسکی کوچی مین لیل و نہار جاتا ہی

قبول منہہ سی جو کچہہ کہہ نباہ کر اوسکا
نہین تو آدمے کا اعتبار جاتا ہے

کر رہا ہی قتل مجہکو وہ فسونگر دور سی | پیاس مین دکہلا رہا ہی آب خنجر دور سی

قاصد اوس قاتل کی رنگ ڈرسی جاتا کسطرح
جس سی پوچہا ہٹ گیا وہ گہبرتا کر دورسی

باتون باتون مین جو بڑہتا ہون سو غنچہ دہن
پاس کچہہ میرا نہین کہتا ہی ہنسکر دورسی

حسن افشان کا بڑہا جب بام پر تم چڑہ گئی
نور جیسی ہو چراغون کا فزون تر دورسی

جذب کہلاتا ہی مین خنجر کو تیرا سخت جان
کہینچی آہن جیسی مقناطیس پتہر دورسی

پاس خورشید فلک آجای تو ہمکو جلای
تو جلاتا ہی ہمین ای مہر انور دورسی

لپٹون اب پروانہ سان جل جاون یا بچ جاؤن مین
دیکہون کبتک چہرۂ پر نور دلبر دورسی

پاس ہون اغیار ساغر چل رہی ہون بزم مین
تو ہی کہہ دیکہا کرون یہہ ظلم کیونکر دورسی

دشمن جان ہین جوان و طفل کوچی کی تری
چہپ چہپان پاس سی چلتی ہین پتہر دورسی

پاس اس وحشی کی آنی سی جو وحشت کرتی تہی
بہر تسکین منہہ دکہا جاتی تم آکر دورسی

رات دن نظارہ کرتا ہی تمہاری نور کا
ماہ تابان پاس سی مہر منور دورسی

سیر دشت و کوہ کوچی مین تری جاتا رہا
چین پاتا ہی مسافر گہر مین آکر دورسی

پاس کی مجہکو ہوس ای بخت کی برگشتگی
اولٹی پہر جاتی کو کہتا ہی وہ دلبر دورسی

پاس اوس خوش قد کا ایسا ہی کہ ای باد صبا
ہوگیا خم دیکہکر سرو و صنوبر دورسی

تو ہی محرم کربلا مین جب گذر ہوای قبول
دیکھنا وہ روضۂ پر نور و اطہر دور سی

سبھون کو قتل کیا بات شر پر کیسی تہی | یہہ کیسی ہٹی تہی انکی خمیر کیسی تہی
نظر نہ آئی یہہ سب دستگیر کیسی تہی | تمہاری زلف سیہ کی اسیر کیسی تہی
نہ مانگا مانگنے کی طرح یار سے بوسہ | سوال ہمکو نہ آیا فقیر کیسے تہی
کہا نہ مینی مگر وصل کی رہی حسرت | نہ سمجھے دل کی وہ روشن ضمیر کیسی تہی
تمہاری پلکین کھٹکتے رہین مری دل مین | کبھی نہ سینی سی نکلی یہہ تیر کیسے تہی
یہہ جسم تیرون نی چھانا ہی پرچھوینی سوا | لہو کی پیاسی صغیر و کبیر کیسے تہی
پہنسی جو دام مین ہم سیکڑون کیی نالی | نہ پہر جواب دیا ہمصفیر کیسی تہی
جو قید ہمکو بہی کرتی تو راز یہہ کہلتا | کہ رشک کرتی تہی آزاد اسیر کیسی تہی
مشائخ اوٹہتی نہین اوس جوان کی در سے | مرید بنگئے آکر یہہ پیر کیسے تہی
دکہاکی دور سی پلکین گیا وہ اپنی گہر | کلیجہ چہن گیا میرا یہہ تیر کیسے تہی
وہ ہاتہہ جوڑ کی دیتا تہی کہینچتی تہی یہہ ہاتہہ | اسیر کیسی تہی آگی فقیر کیسے تہی

ہماری شاہ کی بارہ وزیر کیسی تہی	غلامی اونکی سمجہتی ہین فخر سب سلطان

قبول ناسخِ مرحوم کا جواب تہا
خدا ہی جانے کہ مرزا و میر کیسے تہی

آبیاری مری اشکون کی سوا کسی کی	ہمدمی ہجر مین جز آہِ رسا کسی کی
کسنی دی مجہکو غذا میری دوا کسنی کی	مرض عشق مین پہونکا نہ مری پاس کوئی
میری گردن تری زلفون سی رہا کسنی کی	کب نکل سکتا ہی ظلمات مین پہنسکر کوئی
خانۂ دل مین جگہہ تیری سوا کسنی کی	جز تری آنکہون مین انسان ہا کون ای نفر
سب چمن پہولی ہین پیدا یہہ ہوا کسنی کی	غنچۂ دل کو ہی کیون پاسِ نسیم وصلت
ہی ستم کسنی سزا پائی خطا کسنی کی	کہینچ لایا تہا دل اوس کی جی مین وہ پاون کئی
ہتہین منصف ہو وفا کسنی جفا کسنی کی	عشق کامل تہا مجہی کی نہ کر حسن نی قدر
نا رسی آنکہہ دم صبح یہہ دعا کسنی کی	حیرت آئینی کو ہی سو ہوی فتنی بیدار
باغ مین سب بدن سرخ قبا کسنی کی	گل نی بہی بدلا ہی چلن نہ وہ رنگ اور نہ وہ بو
مین تو واقف بہی نہین آہ وبکا کسنی کی	چلی بارش مین ہوا جیسہ نہ لیجی طوفان

مجھہ مریضِ الم و غم سی ہو تم جبسی خفا
طلب اللہ سی ای جان شفا کسنی کی

یار نی وعدہ کیا تہا مگر آئی ہی قضا
بیوفا کون ہوا آہ وفا کسنی کی

وصف ہم کرتی رہی دیتی رہی تم دشنام
کس سی بیجا ہوئی بات او ربجا کسنی کی

رخِ پر نور دکہایا نہ ہمین خوش ہوکر
داغ بڑہنی مین گدای ماہ لقا کسنی کی

صاف و ناصاف سی ہی صاف یہہ خصلت ہی قبول
دونون سمت آئینۂ دل سکے جلا کسنی کے

بہری ہی بزم نہ شیشہ نہ جام خالی ہی
تری جگہہ مری والا مقام خالی ہی

تری صفت سی ہوا ای حسین مطلعِ نور
وگرنہ حسن سی میرا کلام خالی ہی

سرور دل مین نہین یار جو بغل مین نہین
می طرب سی یہہ ساغر مدام خالی ہی

دہن کو نقطہ جو کہی تو حرف ایمن ہی
کہ میم نقطی سی ای خوش کلام خالی ہی

جو کل کی صید تہی شاید چہری تلی سب آے
پہر آج زلف کا ای ترک دام خالی ہی

خُمِ فلک سی ملی آفتاب کیا رندو
فقط چمک ہی چمک دیکہو جام خالی ہی

بہا ہی غیرون سی کوچہ نکال دون سبکو
یہہ عہدہ بخشو تمہارا غلام خالی ہی

ہوا کچھ ایسی چلی ہی کہ بہر گیی کینی
محبتون سی دل خاص و عام خالی ہی

ہمین جو دیتا ہی گہبرا کی مئی دی ساقی
چھلکا کی رکھہ با ہی شیشی کو جام خالی ہی

جو پاس ہو تو دی ورنہ بعد مرگ ترا
نشان خیر سی نیکی سی نام خالی ہی

چلی ہین چال یہہ عاشق کی رنج کی عمدًا
کہ آج ناز و ادا سی خرام خالی ہی

ڈرا دنکی گیسوِ خمدار کو نہین درکار
کہ اصل وضع مین نقطی سی لام خالی ہی

عجب نہین جو نہ سامع کو لطف شعر ملی
کہ عشق سی دل اثر سی کلام خالی ہی

سنا ئین سخت دل اسکو تو سٹ سکی نہ قبول
دل نگین مین جگہہ بہر نام خالی ہے

دل مین داخل ہوی جس وقت سی الفت نہ گیی
ہم تو کیا دل کو محبت کی محبت نہ گیی

رہ گیی درد و غم و یاس گیا دل جو ادہر
تہا رئیس ایسا برا ساتہہ رعیت نہ گیی

خوش ہوا تہا تری فرقت مین کہینچ لی سی
کو وہ غم سر پہ لیا پر مری خفت نہ گیی

آنکہون کی طرح لی اتنا مجہی حیران کیا
وصف گیسوی پریشان مین بہی حیرت نہ گیی

جسم ہلکا ہوا ہی روح لی قوت پائی
عشق مین تک غذا ہی مری طاقت نہ گیی

اب یہہ عالم ہی چھپاکس لیی پری اپنا عشق
تہی جوانی مین جو غم کہانی کی عادت نگئی

نازِ حسن اوسکو رہا عشق کا بندی کو نیاز
وہ مری یار کی خو یہہ مری خصلت نگئی

بی زری جودِ فراوان کا مری باعث ہی
سر دیا تجھکو تہیدست لی ہمت نگئی

وحشت افزا مری اشعار ہین وحشی ہا ہون
جسنی اک شعر سنا پہر کبہی وحشت نگئی

لی گئی الفتِ حق کیطرف انسانیّت
شکر ہی عشقِ مجازی سی حقیقت نگئی

رنگِ زرد اپنا یہہ برسون مین جمایا ای ہجر
وصل اوس گل سی ہوا تو بہی یہہ رنگت نگئی

اوسنی چاہی جو محبت نہوئی پر نہولی
ہمنی چاہا نہ گئی اوسکی محبت نگئی

اتنی عرصی مین پہرا بہول گئی سب مجہکو
مین وطن مین بہی جو آیا مری غربت نگئی

ہم رہی طالبِ وصلِ پری انسان ہوکر
مرتی مرتی یہہ ہماری بشریّت نگئی

واعظ آیا تو مری آنکہون کی پتلی مین چہپی
دخترِ رز کی نظرِ غیر سی حرمت نگئی

گو ہوا دولتِ دنیا سی تہیدست قبول
شکر ہی دل سی مری عشق کی دولت نگئی

یہہ جسطرح مین تری جور او جفا باقی
وفا ہی باقی ہی جبتک ہی دم مرا باقی

طبیب رونہ خجالت سی جان بلب خود ہین
مرض تو باقی ہی لیکن نہین دوا باقی

رہا نہ عضو کوئی ہجر مین گہلا ایسا
فقط ہی تیغ کی مشتاق کا گلا باقی

سبہونکو نیست جو کرتی ہی کیا غرور اسپر
فنا فنا کو ہی آخر مین اور بقا باقی

قبا سی تیری بقا نور کی ہویدا ہی
قبای نور بدن سی عیان ہوا باقی

تری فراق سی تہوڑا ہی ابہی تن مینا
ابہی ہی غم کی لیی کوئی دم غذا باقی

کسی کو کہاتی ہو دام سیاہ تم اپنا
رہا نہ صید اب ای گیسو رسا باقی

یہہ قول جہوٹ نہین الحیا من الایمان
بقا ہی دین کو جبتک کہ ہی حیا باقی

رہی نہ ہمسی غم و درد و حزن بہی محروم
کرو شہید کہ اب ہی فقط قضا باقی

وہ ذبح کر کی جلانی کو مجہہ پہ روتی ہین
مجہی فنا ہی مگر روح پر جفا باقی

مجہی مرید کری آشنا پرستی مین
اگر کوئی ہو زمانی مین آشنا باقی

صبا جو لی گئی اکثر سوی خطا و ختن
تمہاری بو رہی ای گیسو دوتا باقی

لہو ٹپکتی ہوئی بن گئی یہہ دس خنجر
رہی جو ناخنون مین سرخی حنا باقی

گناہگار کی مرنی پہ بہی نجات نہین
فنا کی بعد رہی حشر پہ سزا باقی

نہ زندہ چھوڑ و چلی ہو جو تمہی کر کی مجھی | لگاؤ وار کہ دم ہے ذرا ذرا باقی

قبول حسرتِ دل مثلِ جان نکل جائے
دمِ فنا مرے لب پر جو آئی یا باقی

مین زندہ ہون جبتک وہ ستم کم نہ کرینگی | خوش ہونگی جو مرجاؤنگا کچھہ غم نہ کرینگی
زخمِ نگہِ ناز مین لذّت وہ ملے ہی | عیسی سی طلب بخیہ و مرہم نہ کرینگی
دیکھین گی تری زلف کی زنجیر ہمیشہ | سر طوقِ گرانبار سی ہم خم نہ کرینگی
ہی حسن اوا حسن کی عالم سی دو بالا | کیونکر تہ و بالا وہ دو عالم نہ کرینگی
کیون صبر کو کہتے ہو اگر عشق دیا ہے | ای جانِ جہان ربط یہہ باہم نہ کرینگی
دردِ دلِ عشاق بجائی گا جوائی دوست | اجزای جوارش اثرِ سم نہ کرینگی
جنت مین ابد تک ہمین رہنی کو جگہہ ہی | منہہ پھر سو گندم اگر آدم نہ کرینگی
مین صبح سی ڈرتا نہین لیکن نہ وہ سکائین | اسپر ہی فنا دم کہ وہ بیدم نہ کرینگی
دیکھین گی تری ساحرون کی جی کی کوئی دم | افسون کڑا ہمپر اگر دم نہ کرینگی
محفل مین مجھی جامِ می صاف نہ دینگی | محتاج کو ہرگز وہ کبھی جم نہ کرینگی

خوش مجھکو دمِ ذبح جو دیکھا تو بُری کی وہ
مین بولا کرو ذبح کہا ہم نہ کرینگی

غیرون کی مری سمت سی تسکین نہ ہو گی
جب تک کہ مزاج آپ کا برہم نہ کرینگی

تم در سی نہ اوٹھواؤ ہمین نالون سی للّٰہ
اب دم بھی جو گھٹ جائی کا اُف ہم نہ کرینگی

تیغ اونکی بڑی مرتبہ دان ہی چلی گی
مجھکو جو شہیدون مین مقدّم نہ کرینگی

توبہ ہوئی اب جام بھی ہمراہ گنہہ بخش
ساقی کبھی اب توبہ بھی ہم نہ کرینگی

آنکھہ اپنی پڑی چھاتیون پر یہہ کہان بخت
پتلی کو بھی انگیا سی وہ محرم نہ کرینگی

محشر مین قبول اونسی خوشی ور رہی گی
دنیا مین شہِ دین کا جو ماتم نہ کرینگی

عشق کو دین کی بنیاد جو بندا سمجھی
ناصحا تیری نصیحت وہ بھلا کیا سمجھی

ہمکو کچھہ بھی نہ دل عشق سی جلنا سمجھی
ای صنم تم سی بس اللہ ہمارا سمجھی

ہجر کی صدمون سی ہم مرنی کو جینا سمجھی
ملک الموت کو دیکھا تو مسیحا سمجھی

جان پر کھیلنی سی وی بہت آخر کار
پہلی وہ عشق مرا کھیل تماشا سمجھی

وای قسمت کہ جھجکتی ہین نہین پاس آتی
ہوش اُلفت نی مری کھوئی ہوس وا سمجھی

عشق کی آگ مین کب سوجہتا ہی جا بیجا
جرم تو اپنا ہو یوسف سی زلیخا سمجھی

ای پری چاندنی مین ابر سیہ جب اوٹھا
ہم اوسی دیو شب ہجر کا کلا سمجھی

فرق پایا قد آدم کا جو ہمنی انمین
مہ و خور کو شب وصلت کا سر و پا سمجھی

تم ہوی تو شب مہتاب ہوئی کالی رات
ہجر مین ہم شب مہ کو شب یلدا سمجھی

نازکی اونکو نظر آئی کمر کی نہ ذرا
جو کہ تار نظر دیدۂ عنقا سمجھی

شمع ادراک ہی فانوس گلی مین روشن
نور محبوب کو کیا خاک کا پتلا سمجھی

یاد گیسو مین تو اتر جو دہنا سر سینی
لوگ سب مجہپہ بلا بہوت کا سایا سمجھی

پہلی مین قتل ہوا مجرمون مین پائی نجات
تم برا اس سی جو سمجھی مجھی اچھا سمجھی

داغ پر داغ دیی تینی جلن سمجھی کون
تم تو دل کی لیی گلہای تمنا سمجھی

رشک ہر لحظہ سی فرصت نہین پاتا ہی قبول
ہی جو حاسد سخن اہل سخن کیا سمجہے

بلا کر اپنی گھر عاشق کی دل کو شاد کیا کرتی
وہ اپنی حسن پہ بہولی ہین ہمکو یاد کیا کرتی

پریزادون کی و حورون کی شہرت سن چکی ہین
خدا جانی ستم معشوق آدم زاد کیا کرتی

صبا سی لی کی بہری شیشۂ ساعت مین خاک اپنی
یہہ گردش کم نہین اب رو وہ برباد کیا کرتی

جدا سر کر کی ایک اک بند کا نا اور نمک چہڑکا
تمہین بتلاؤ اب اس سی سوا جلاد کیا کرتی

حسین آگی بہی تہی لیکن تمہاری سی نہتی جرأت
ستم ای موجد ظلم و ستم ایجاد کیا کرتی

چہپا کر چہرہ روشن ہمین مارا ہی او ظالم
اندہیری قبر مین جا کر تجہی ہم یاد کیا کرتی

یقین ایک ایک دم زیر زمین چہپنی کا ہمکو تہا
نظارہ باغ کا تیری بہار شداد کیا کرتی

نظر سب کی تری جانب کو دیکہی حشر کی دن بہی
ہماری کون سنتا ہم وہان فریاد کیا کرتی

رہا ویران بہی ہرگز نہ آئی آپ چل لی سی
ہم اپنی خانۂ دل کو بہلا آباد کیا کرتی

کسی نی بہی نہ پوچہا باغ مین اس صید لاغر کو
ہماری مشت پر پیچ بہی تہی صیاد کیا کرتی

جو ہین پیدا ہوا ہین سب کی دل مین غم ہوا پیدا
بلند اپس مین سب شور مبارکباد کیا کرتی

جنون سخت سی میری ٹہکانی لگ گئی محنت
وگرنہ اپنی بہاری بیڑیان حداد کیا کرتی

سفر عقبی کا ہی رہزن گہنہ تنہا ہم ای خالق
نہ تکیہ ہوتا رحمت پہ تری تو زاد کیا کرتی

نہ دیکہا ترک عشق آتش پرستی کا جب است سی
نہ کہلاتی جو طوفان تہا تو عاد کیا کرتی

قبول آیک نہین موزون و ناموزون تی تم وقت

نہتیں ہم اپنا فن شعر مین استاد کیا کرتی

کیونکر تری کوچی ہی کوی بچ کی نکل جای
تو چھوڑی ہی ظالم تو زمین اوسکو نگل جای

دل تیغ سی بچ جای تو حسن اوسکا چھوڑی
خالی پڑی گو آنچ تو اس آگ مین جل جای

کیون تنگ ہی دل سیر کری داغِ جگر کی
دیوانہ اسی باغ مین دم بھر کو بہل جای

مجھپر نظرِ قہر ہی غیرون سی محبت
ای گردشِ افلاک یہہ آنکھہ اوسکی بدل جای

ممکن ہی کہ مین دل کو دکھاون تری صورت
مجنون کی طرح پر نہ یہہ نافہم مچل جای

عاشق ہین بہت ابروِ خمدارِ صنم پر
کیا اسکا عجب ہی کہ جو تلوار بھی چل جای

باندھا کری عشاق کو حسن اسکا بھی ہی
یارب نہ کبھی زلفِ دلآویز کا بل جای

جب اوسنی وفا چھوڑ دی مین غم سی ہوا زرد
یون عاشق و معشوق کی صورت بدل جای

کسطرح نہ جان اپنی بچایا کرون ناصح
نالہ جو کری دل مری سینی سی نکل جای

گھر اپنی چلی ہین شبِ تاریک مین لڑ کر
کیون ساتھہ نہ اونکی دلِ روشن کا کنول جای

ناصح بخدا مغز پھرا میرا بس اب جا
بچا نہین بندہ کہ جو باتون مین بہل جای

عاشق ذقن و ابرو و لب کا نہین بچتا
یا غرق ہو یا ذبح ہو یا آگ مین جل جای

اس رات پکارون تو نکل آئین وہ در پر
ای گردشِ گردون مری آواز بدل جای

سب طرح سی قابو مین تمہاری ہی مرا دل
پٹکو تو یہہ گر جای سنبہالو تو سنبہل جای

چربی تو ہی کیا شی جو تبِ عشق کا ہو سوز
ہر ہڈی وہین شمع کی مانند پگہل جای

سودای محبت کی دوا کرتی ہین احباب
یارب کہین ان سب کی دماغونسی خلل جای

جب تک ہی بنا دل کی یہہ خون شد ہی جود
کیا دخل ہی جو عشق کی سلطان کا عمل جای

مین چہو نہ سکون زلف تری شانہ ہو افسوس
شل رعب سی ہو ہاتہہ مرا پنجہ شل جای

آتا ہون تری کوچی مین اب غیر ٹہری
خیر اسمین ہی اوس بانی شر کی کہ وہ ٹل جای

کچہہ کرئین بدلی سی بجز وصل نہ ہوگا
ممکن نہین وردِ جگر ای دل کسی کل جای

یہہ کہتی ہین چل کر کہ قبول اٹہہ وہ گل آیا
دیکہین جو وہ اس ہو کی مین سنبہلی تو سنبہل جای

جاؤن کیا بلبل مجہی لیسنی ہزار آیا کری
ہجر مین گلشن سی مجہکو کیا بہار آیا کری

مر مٹا تیری اطاعت مین یکہا تیری سمت
اب نہ جہپکی گی پلک اپنی غبار آیا کری

آگ لگتی ہی لگائین جو رقیب ای شعلہ رو
گرم ہو مجہپر لہتین وہ اعتبار آیا کری

ہون وہ مجذوب اوسکی پلکون کا تصور گر کرون
تن مین چُبہنی کو ہراک جنگل کا خار آیا کری

وصل سی یا پیر کر دی یا جلا کر خاک کر
عشق مین کبتک تپِ ہجر کی گل بخار آیا کری

اپنی کوچی مین نہ لاشی کو پڑا رہنی دیا
کیون نہ میری روح قاتل کو پکار آیا کری

منصفی تیری گلی مین چاہنا بیکار ہی
مین نہ آؤن اور رقیبِ نابکار آیا کری

طوق گردن توڑتا ہون زورِ عشق سی
سخت تنگ آیا ہی اب کبتک لُہار آیا کری

تازہ مضمون کی ثمر مین گو قلم ہی نخلِ خشک
اوسطرف کا فیض ہی کیونکر نہ بار آیا کری

مین جو کہتا ہون گلی لگ ہی بہت الفت کا جوش
ناز سی کہتی ہین وہ چل دور پیار آیا کری

دور اُس گل سی ہون لکہا تہا یہہ تقدیر مین
گلشنِ دل ہو خزان جسدم بہار آیا کری

اوسکی جولانگاہ مین ہردم دعا کرتی ہی روح
روندنی خاکِ گدا وہ شہسوار آیا کری

حسنِ جانان نی شبِ بختِ سیہ روشن نہ کی
شمع ماہ و مہر کی لیل و نہار آیا کری

آندہیان اوٹہا کرین ہر روز کوی ایسی
اوڑکی سارا میری آنکہون مین غبار آیا کری

جب دعا کو ہاتہہ اوٹہائین ساقیا الستی
توبطِ می اوڑکی ہنگامِ خمار آیا کری

دو ہی مشکلین ہین ہماری زندگی کی ای قبول

یا بلا بھیجا کرے یا آپ یار آیا کرے

لکھی صفت قلم نے جو زلف سیاہ کی
سامعے نے کی جو واہ تو قاری نے آہ کی

چھائی رہی نظر مین سیاہی جو چاہ کی
یوسف نے لی سلی نہ زلیخا کی چاہ کی

راہ وفا مین بھی جو مکدر رہا وہ شوخ
اے دل کوئی صفائی کی پیدا نہ راہ کی

معلوم تجھکو حسن کی تھین بیوفائیان
اے عشق کسلیے مری حالت تباہ کی

اے بدر تیرے آگے ستارے ہین سب حسین
تو بادشاہ فوج یہہ سب بادشاہ کی

دریا و دشت و کوہ رہ عشق مین کٹے
نکلی نہ کوئی راہ ترے دل مین راہ کی

جو آگ کا جلا ہے وہ بجھتا ہے آگ سے
ملتی طلب غضب مین تمہارے پناہ کی

دیکھا نہ اپنی آہون کی مانند منہہ ترا
مانند حسن دیکھی نہ تاثیر آہ کی

اس غم مین رو کے قبر کو مینے کنوان کیا
مٹی رہی خراب مری بعد چاہ کی

عشق اب جلایا چاہتا ہے مجھہ ضعیف کو
خس مین ہے آگ کونسی صورت نباہ کی

اپنے گداؤن مین جو مجھے بھی کرو شمار
صورت نہ دیکھون تمکنت و عز و جاہ کی

اللہ رے رحم ہم جو ذرا منفعل ہوئے
صورت وہین ثواب سے بدلی گناہ کی

عقبی مین آبِ رحمتِ حق نی وہ کی سفید
فردِ عمل جو دہر مین ہمنی سیاہ کی
مانندِ مہر چار نقابون سی ہی عیان
دی مجھکو اوسکی نورنی تیزی نگاہ کی

قاتل نی جب بُلایا تو سمت کی پھیر سے
راہ ای قبول بھول گئی قتلگاہ کی

خاطر اوس گل کو چمن مین جو سوا میری ہی
آج کل گلشنِ عالم مین ہوا میری ہی
رحم تم کہاؤ تو شیرینی و تاثیر سے کھلے
زہر سمجھی ہو جسی تم وہ دوا میری ہی
صدقی ہونی پہ جلا یا مجھی پروانہ صفت
وہ جفا حسن کی ہی اور یہہ وفا میری ہی
اوسکی کوچی سی نکلتا ہون جو مجذوب کی شکل
سب سی کہتی ہین کہ دیکھو یہہ بلا میری ہی
پہری کی عشق مین خود زلف کی پہنی زنجیر
اوسکی تقصیر نہ سمجھو یہہ خطا میری ہی
غم بتون کا جو کہلاتا ہی کہی تو ہو خفیف
کیا ثقیل ای فلکِ سفلہ غذا میری ہی
مجھسی بیری گلِ تر کو بھی شگفتہ کر دی
زیست اسمین فقط ای بادِ صبا میری ہی
جان کنی ہجر کی جلنی مین ہی کرتا ہین قتل
کیسی بیرحم کی ہاتھہ آہ قضا میری ہی
ہی شریک اسمین تمہارا بھی تصوّر ہر دم
مستی شب تیرہ ترا ای الفِ و تا میری ہی

نہ ملا ایک دہن سی وہ تمہارا ہی دہن
جو کسی سی نہین ملتی وہ صدا ایری ہی

تیری دل تک نہ رسائی ہوی آتک ای بت
ورنہ تا عرشِ خدا آہ رسا میری ہی

قتل کرنی کی تصوّر مین پڑا پہرتا ہی
دوست تو کیا دلِ دشمن مین بہی جا میری ہی

شکوہ کس منہہ سی کرون جسن جلاتا ہی اگر
عشق کیون تمسی کیا تہا یہہ سزا میری ہی

ایسی بیماریِ فرقت سی ملی ہی ایذا
مرگ سب کہتی ہین جسکو وہ شفا میری ہی

زیست مین موت مری ساتہہ ہر اک دم ہی قبول
میری نزدیک فنا مین بقا میری ہی

دہانِ تنگ کا بندہ کلام کیا سمجھی
سُنا نہو جو معمّا غلام کیا سمجھی

جو اپنی نفس کو سمجہا ہو پیشوا اپنا
وہ پہر امامِ بحق کو امام کیا سمجھی

بتون کی عشق کی آخر مین اوس طرف ہی رجوع
جو پختہ مغز ہو وہ سمجھی خام کیا سمجھی

فقط ہی جام سی مطلب گلاب ہو کہ شراب
یہہ مستِ چشم حلال و حرام کیا سمجھی

قفس مین بہی وہی عشرت ہی تہی جو گلشن مین
جو دل گرفتہ ہو وہ رنجِ دام کیا سمجھی

اکیلی رہ گئی کس سی کرو گی ناز و ادا
کیا ہی تمنی جو یہہ قتلِ عام کیا سمجھی

رجوعِ خلقِ خدا ہو جدھر وہی ہی بلند
وہ در بلند مری دل کا بام کیا سمجھی

چلین گی خاک کہ اوڑتی ہین کبک اور طاؤس
جو ہون پرند او نہین خوشخرام کیا سمجھی

جو چیز ہو ہمہ تن آب وسکو کیا ہو قدر
تمہاری تیغ جھی تشنہ کام کیا سمجھی

غرور رہو جسی کیا سمجھی خاکسارون کو
ہمارا وہ بتِ خودکام کام کیا سمجھی

کیا ہی چور تری چشمِ مست نی ہردم
شکستِ شیشۂ دل کو یہہ جام کیا سمجھی

تم امتحان جو کرتی ہو مجھکو ہوش کہان
جنونِ پختۂ عاشق کو خام کیا سمجھی

ہجومِ درد و غم و یاس و حزن مین ہی اسیر
قبول غیرون کا پہر ازدحام کیا سمجھی

الفت مین کچھہ اب خوف و خطر ہم نہین رکھتی
دل ہم نہین رکھتی ہین جگر ہم نہین رکھتی

بیہوش تری عشق سراپا مین ہین ایسی
اپنی ہی تن و سر کی خبر ہم نہین رکھتی

اوڑ کر کہین جا سکتی نہتی ہم سی پریزاد
افسوس مگر یہہ ہی کہ پر ہم نہین رکھتی

جسدن سی محبت ہی تری تیغِ نگہہ کی
اوس روز سی ایجان سپر ہم نہین رکھتی

آہون نی ہی باندہی ہی ہوا بی اثری کی
نالون کا ہی غل ہی کہ اثر ہم نہین رکھتی

گہہ دشت مین آوارہ ہین گہہ اونکی گلی مین | وہ دل مین بسی آکی تو گھر ہم نہین رکھتی

بوی گل مضمون ہی ہر اک مصرعِ تر مین | گل سینی مین رکھتی ہین ثمر ہم نہین رکھتی

اقرار سی وصلت کی دیا کرتی ہین تسکین | اب دل وہ مراد ور ہم بر ہم نہین رکھتی

دنیا سی اوٹھی ساتھہ لیی عشق پہ یزداد | کچھہ اسکی سوا زادِ سفر ہم نہین رکھتی

سمجھین نہ کبھی موتیون کو دانت تمھاری | کیا اتنی بھی ایجان نظر ہم نہین رکھتی

ثابت ہوئی جاتی ہی کمر اونکی چھپی ہین | ہوتا جو دہن کہتی کمر ہم نہین رکھتی

ناسورون کی ٹیسون تصدق ہی نہی بس روح | اسواسطی ہم زخم پہ مرہم نہین رکھتی

گویا لی ہوا تارِ تعشق سے دل اپنا | ڈرسی تری آنکھون کو بھی ہم نہین رکھتی

اب تک سحر ہجر کی صدمی نہین بھولی | پھر رہنی وہ آئی ہین مگر ہم نہین رکھتی

تو لیچلی ای شیخ تو کعبی کا کرین حج | خود چل نہین سکتی ہین کہ خر ہم نہین رکھتی

منہہ لال طمانچون سی قناعت مین کیا ہی | صورت بھی کبھی صورتِ زر ہم نہین رکھتی

یاقوت ہین لختِ جگر آنسو درِ خوش آب | ہرگز طمعِ لعل و گہر ہم نہین رکھتی

جس دل مین نہو درد نہ پہلو مین جگہہ دین | جو داغ نہ رکھی وہ جگر ہم نہین رکھتی

قسمت کی اندھیری نی ہمین آہ بھلا دی — اب کوچہ گیسو مین گذر ہم نہین رکھتی

اب روح لہو ہو کی جو نکلی تو عجب کیا — تن مین لہو ای دیدہ تر ہم نہین رکھتی

جب کہتی ہین ہم آپ سی رکھتی ہین محبت — وہ کہتی ہین تم رکھو مگر ہم نہین رکھتی

دھڑکا ہمین فردای قیامت کا ہی کیا — ہرگز شب فرقت کی سحر ہم نہین رکھتی

فرقت او نہین مرغوب ہی وصلت ہمین مطلوب — جس سمت دل اونکا ہی اودھر ہم نہین رکھتی

پژمردہ ہی دل شعر کی کہنی مین قبول آہ
یہہ غنچہ کھلے ایسا ہنر ہم نہین رکھتے

شہد چکھہ لیتی ہین جب لعل لب خندان سی — کلیان کرتی ہین وہ آب در دندان سی

ای صبا کہیو یہہ تو جا کی گل خندان سی — وحشت حشت نی چھڑایا ہی تری امان سی

نہ چلا نامہ اعمال تری قیدی کا — تیر کی حشر مین ہمراہ گئی زندان سی

مین وہ اسی جو گریزان ہون تو کیا اس سی عجل — درد بہاگا نہ مری طرح کبھی درمان سی

ساتھہ یون اشکون سی لخت دل بیتاب گری — پھلیان جیسی برستی ہین کبھی باران سی

ایسا گھل گھل کی موا ہون کہ نہین ملتی لاش — مر گی بہی اپنی رہائی نہوئی زندان سی

ہنسی سوائی لگالایا ہی اوس طفل کو آج
خوب دانائی ہوئی میری دلِ نادان سی

بی کفن اسلیے سودائی چلا ہی تیرا
خُلد مین حورین بہ شرماکی ملین عُریان سی

روحِ عاشق کو تری روضۂ رضوان کیا
اپنی روضے کی مجاور ہین بہت رضوان سی

سادگی سی مُنہ دہہتی ہین کہ رونق ہی مگر
حسن پیشانیِ روشن کا چہپا افشان سی

کمر کی لاغر بہی نہ ای عشق ملا یا افسوس
دور یہہ خار ہی اوس گُل کی تہ دامان سی

بارہٗ دیکھا تجہی سوتی ہین ہوئی خود سرشار
اب وہ روتی ہین جو ہستی تہی تری گریان سی

جذب دل کہلا اوسی ای دل کہ وہ شکلِ یوسف
چاہ سی کہنچ کی سوے مصر چلی کنعان سی

باغ مین یادِ قد وعارض وخط مین جو گیا
بڑہ گیا اور جنون سرو وگل وریحان سی

اپنی ہمجنس کو رکہتی ہین سندی بہی عزیز
نہین انسان جو کرتی ہین بلا انسان سی

اہلِ غفلت کو خوشی حد سی زیادہ جو ہوئی
اشک جاری ہوئی فی الفور لبِ خندان سی

اوس سی مطلب ہی جمع دونون کو عطا کرتا ہی
مجہی درویش سی حاجت نہ غرض سلطان سی

میری بہی دانت ہون بتیس چراغ ای دلبر
شعلہ آجای دہن تک جو دلِ سوزان سی

جب بہت تشنگیِ بوسہ لب ہوتی ہی
پانی پیتا ہون کسی چشمۂ لب گردان سی

نالی کرتا ہوا آگی سی چمک کر بہاگا
ابر نی آنکھہ ملائی جو تری گریان سی

کثرتِ اشک نی سب کہو دی حرارت دل کی
بچ گئی کشتیِ عاشق مددِ طوفان سی

عشق کی چوٹون سی واقف ہی ہمارا سینہ
گھن کی تکلیف کوئی پوچھی دلِ سندان سی

آگئی کام بہت دہر کی ناہمواری
دانتون کی عشق مین ہم بہی تھی دُرِ غلطان سی

کبھی تکیہ نہ کیا مسندِ غفلت پہ قبول
کام کیا بیسر و سامان کو سر و سامان سی

عزمِ قتلِ عاشقان اب ای نگار آئینہ ہی
تیغ و خنجر ہاتھہ مین تن زیرِ چار آئینہ ہی

ہنسکی کیا باتین بناتی ہو تکدّر صاف ہی
چہرۂ روشن کی تیور سی غبار آئینہ ہی

روشنی مہری کو بخشی ہی نورِ عشق نی
اپنا چہرہ دیکھہ لو میرا غبارِ آئینہ ہی

وصفِ آب و تاب اس گلشن کی پہولون کا ہو کیا
دیکھتا ہون صاف سنگِ آبشار آئینہ ہی

وقتِ آرایش جو دونون ہین صنم بالا و زیر
گیسوون پریشانہ چہری پر نثار آئینہ ہی

جابجا چھالی نظر آتی نہین ای مہوش
ہجرِ رخ مین بی تاب اشکبار آئینہ ہی

روی روشن کو کری گا صید کیا حیران ہون
تیری شہبازِ نگہہ کا خود شکار آئینہ ہی

موج زن پای عکس رخ ہی جسپی اے پری	آب و تاب رخ سی بحر بیکنار آئینہ ہی
چشم آخر بین جو کہو لو خاک آتی ہی نظر	دیکھہ لو انجام تن سنگ مزار آئینہ ہی
اپنی گھر سی نکلا پڑتا ہی کہ دیکھی آپ کو	صورت سیماب کیا ہی بیقرار آئینہ ہی
جذب حسن شعلہ رویان جہان مین صرف ہی	وجہ یہہ دیکھی جو سنگ پر شرار آئینہ ہی
ہی سکندر روی وش کا سراسر حیرتی	اونکی آئینی سی خود آئینہ دار آئینہ ہی

دل جو گلہای مضامین سی ہی معمور ای قبول
دیدۂ باطن مین یہہ باغ بہار آئینہ ہی

سودا یہہ غنیمت ہی جو وحشت نرہی گی	اونکی نظر لطف و عنایت نرہی گی
محبوب حقیقی کی کشش جب ہی نہ واعظ	کچھہ عشق مجازی کی حقیقت نرہی گی
مین عشق کی ذلت سی جو کر بیٹھونگا انکار	عشاق وفا پیشہ مین عزت نرہی گی
حسن اونکا ہوا کم تو کہان ولولہ عشق	وہ شکل جو بدلی تو یہہ صورت نرہی گی
چندی وہ گریزان ہی تو ہو ہمین بھی خوش ہون	پھر غیرون سی بھی ملنی کی عادت نرہی گی
ایسی مری محبوب کی بیچین ہی خلقت	تصویر بھی کھینچین گی تو حیرت نرہی گی

جب علم یہ بہولا کوئی سب علم اوسی بہولا — جاہل یہ ہی عالم کو فضیلت نرہی گی

کہانا تو چہٹا عشق کا دریا جو چڑہا اور — پانی کی طرف ہی مری رغبت نرہی گی

اب تاب و توان ای شہِ خوبان چلی تن سی — ہی شہر پر آشوب رعیّت نرہی گی

خوش رکہا کرو مجہکو چہپایا نہ کرو مُنہہ — پچتاوگی جب حُسن کی دولت نرہی گی

انکار مسبّب کو سبب کا نہین لازم — وحدت جو نہوگی تو یہہ کثرت نرہی گی

تلقین نہ رندون کو کہین کیجیو واعظ — پہر سر پہ یہہ دستارِ ہدایت نرہی گی

یارب مین تری عشق کی صدمون سی نکلون — غم ہونگی بہت جب یہہ مصیبت نرہی گی

کہتا ہی قبول آکی اگر رندون مین بیٹہا
ای شیخ یہہ پہر تیری مشیخت نرہی گی

ممکن ہی کہ وہ قاف کو سر پر اوٹہائی — نازانِ بتانِ ہند کی کیونکر اوٹہائی

للہ یہہ بتا مجہی ای عیشِ روزِ وصل — صدمی شبِ فراق کی کیونکر اوٹہائی

اک دم کی جرمِ دید پہ کیون ہاتہہ رک گیا — للہ نہ میری حلق سی خنجر اوٹہائی

دہلیز خانہ تکیہ بچہونا ہی اپنا خاک — کیونکر گلی سی آپ کی بستر اوٹہائی

بی مار کہائی ہٹتا ہی سودائی آپ کا	نازک کمر ہین آپ نہ پتھر اوٹہائی
تیری گلی مین جان ہی بچنا ہی مغتنم	دل گر پڑی یہان تو نہ جہک کر اوٹہائی
نالی کیی جو قبر مین مُردی پکار اوٹہی	زیر زمین فلک کو نہ سر پر اوٹہائی
توڑا ہی اسکو دست درازی پہ یار نی	بیٹہی جو ہاتہ ناز کمنگر اوٹہائی
مستون کی تند بات پہ چُپکی رہو رہین	شیشہ بغل مین دابی ساغر اوٹہائی
پہڑکائی نہ دل رکی بیٹہی سہی ای نگار	کوٹہی پہ چیل کی سا تہہ کبوتر اوٹہائی
قسمت کا لکہا بیٹہون سنائی تو کہتی ہین	دل آپ سی پہٹا ہی یہہ فقرا اوٹہائی
مژگان کا تیر تیغِ نگہہ دونون ہین علم	وہ زخم جسم پہ یہہ جگر پر اوٹہائی
تنکا ہی مُسی اُٹہہ نہین سکتا یہہ ضعف ہے	کہتا ہی بارِ ہجر کا چہپرا اوٹہائی
بحرِ جہان مین آبرو تہین ہا	اب کیا جہازِ عمر کا لنگر اوٹہائی

تقدیر لیجلے جو سوی کربلا قبول
کیا جلد پاؤن راہِ خدا پر اوٹہائی

کم ثابت ای سروقد ہو گئی	غلط بات کہتے نی سند ہو گئی

موا شب کو عاشق تری زلف کا | بلا سے کہ اے جان رد ہو گئے
پھپھولے جگر میں ہیں تو دل میں چھید | بس اے عشق جانسوز حد ہو گئے
محبت میں مارا پڑا حیف ہے | مری قسمت نیک بد ہو گئے
درِ مرگ پر لیچلا ہے مجھے | مرے دل کو بھی مجھسے کد ہو گئے
محبت جو پنہان تھی مدِ نظر | ہویدا بصد شدّ و مدّ ہو گئے
چھٹی روح سے کیون نہ اقلیم تن | کہ فوجِ الم لاتعد ہو گئے
گیا پاس آنکھون کی آہوی دل | بس اب تیغ ابرو کی زد ہو گئے
پھٹا زخمِ دل کا جو انگور سرخ | لہو سے سرخ رد ہو گئے
نکل کر بدن مین نہ پھر آئی روح | یہہ اس شہر سے نا بلد ہو گئے
پدر کو پسر سے ہی رشک اندنون | کشادہ یہہ راہ حسد ہو گئے
مرے اونکی ہی بیچ مین آئینہ | مجھی یہہ سکندر کی سد ہو گئے
مرا دوست اب ہو گیا ہی عدو | بہت نیک تھی طبع بد ہو گئے
قضا چار و ناچار اب آئی گی | اوسی قتل کی پھری کد ہو گئے

قبول اپنے عقدے کہلی سب کی سب
کہ مشکل کشا کے مدد ہو گئے

نکلی جو تن سی جانِ حزین کی خطا تہی
فرقت نی یہہ سکہایا کہ رہنی کو جا نہ تہی

اوس شعلی نی لپٹ کی سراپا جلا دیا
وصلت ہی میری داغِ جگر کی دوا نہ تہی

نزدیکِ صبح تہک کی وہ سویا ہزار شکر
پہر چشمِ نازِ یار بجز شام وا نہ تہی

تو وہ ہی جسکی دل مین زمانی کی ہی جگہہ
مین وہ ہون ایک جسکی تری دل مین جا نہ تہی

دل سی کمر کی ہونی کا مٹتا خیال کیا
لقمان پاس وہم کی میری دوا نہ تہی

ای شوقِ ذبح تو نی ابد تک جدا کیا
دم بہر بہی تیغِ یار سی گردن جدا نہ تہی

خجلت سی ہو گیا ہی مس سرخ زرد رو
کب کیمیا وہ تہی جو تری خاکِ پا نہ تہی

کیا جانی کیون ڈرا کیا اپنا دلِ سیاہ
زلفِ سیاہِ یار تہی کالی بلا نہ تہی

سایا تو اپنا سمجہا ہی پر ہی یہہ میری روح
ای جان سچ بتا مجہی الفت تہی یا نہ تہی

پہرنی لگی نگاہ مین لوح مین قضا کی شکل
آنکہہ اپنی شکل ہی سی نا زوا نہ تہی

ایسا ہی مجہہ پہ دوست ہنسی اشک گر پڑی
سب قہقہی لگا لی تہی گویا بکا نہ تہی

نرگس نی دیدی بیمار کی مستی اڑائی آنکھہ
نور ایک سمت آنکھہ مین مطلق حیا نہ تھی

بادِ بہار ہجر مین بہڑکا گئی سوا
ہوتا چراغِ داغ گل ایسی ہوا نہ تھی

ہر موئی جسم شعلہ ہی آنار ہی سی عشق کی
ساری چراغ گل تھی یہہ جب تک ہوا نہ تھی

اوس گل بغیر دل کو چمن مین جلا گئی
بادِ سموم تھی مری حق مین صبا نہ تھی

دل کی نہ لو بجھائی نہ سکھلائی چشم تر
تھی آگ پانی خاک مین داخل ہوا نہ تھی

ای مہروش کبھی نکیا بھول کر بھی رحم
کیا تیری ساتھہ خلقتِ مہر و وفا نہ تھی

دونون طرح رکھا ہمین غفلت مین عشق نی
تم مین تمہاری حسن کی صورت وفا نہ تھی

زخمِ جگر وہ تھا کہ نہ مرہم ملا کہین
دل کو ملا وہ درد کہ جسکی دوا نہ تھی

صحت سی روگ نالہ کشی کا لگا ہی یہ
یہہ ای طبیب عین مرض تہا شفا نہ تھی

صحت ہی روزِ حشر تک ای عشق اب ہمین
جان بخش تھی مسیح تہی اپنی قضا نہ تھی

آئی قضا جو ہجر مین مجھکو نہ ہوش تھا
آئی ہی تیری ہوش جو آیا قضا نہ تھی

ای گل در آئی سنگ مین کانٹا محال ہی
مجھہ زار کی جگہہ تری دل مین بجا نہ تھی

مارا تھا تیر تاک کی یہہ لی اُڑی ہوا
اوس ترک کی خطا نہین میری قضا نہ تھی

دنیای بیوفاسی محبت نہ چاہئے کی | قابل نگاہ کرنی کی یہہ بیوفا نہتی
تربت مین بہی وہی شبِ تاریکِ ہجر ہی | ہمکو فنا ہوئی مگر اسکو فنا نہتی
صید آپ آیا دل کی کشش سی شکار کو | مژگان کی لیس تیرِ نگہ کا نشانہ نہتی

نکلا قبول باغ سی جامی کو پہاڑ کر
خوشبو تری لباس سی گل کی قبا نہتی

بہنائی غم و رنج رخصت ہوئی | گیا دل تری پاس فرصت ہوئی
بتون پر جو مائل طبیعت ہوئی | پڑین سختیان غم کی سنگت ہوئی
مجہی اپنا بندہ سمجہتی ہین سب | الٰہی بتون کی یہہ قدرت ہوئی
چہپی ہتی زمین کی تلی پہلے ہم | پہر آنکہون سی پوشیدہ تربت ہوئی
مرض کا تقاضائی کیا جب علاج | کبہی پہر دوا کی نہ حاجت ہوئی
نگہ قہر ہی کی کرو مجہپہ تم | مین سمجہون گا یہہ بہی عنایت ہوئی
رہا ہجر جس طرح عاشق مرا | کبہی وصل کی یون نہ رغبت ہوئی
کہان عقل ادراکِ حق کرسکے | جب اپنی نہ ظاہر حقیقت ہوئی

بہت دیکھا قاتل نی پھیری مین منہہ | اوسی آئینہ میری حیرت ہوئی

جب آہین ہوئین اشک نکلی قبول
یبوست گئی تو رطوبت ہوئی

نہ پائی زخم کی لذت ہوس دل مین ہی دل کی | پڑی میری بدن پہ بنکی بجلی تیغ قاتل کی
بڑی سی بہی جو کرتی یا و بر آتی ہوس دل کی | تمہارا گو سنا ہوتا دعا درویش کامل کی
جو قدرت پہ روا حاجت نہ کی محتاج بیدل کی | سیاہی ہو گی تیری منہہ کو زردی وی سائل کی
نہ چھپتی سامنا کرتی وہ آکر حسن مین تیرا | پری ہوتی جو دنیا مین تری شکل و شمائل کی
خدا جانی دہن ہی یا ہی خاموشی تکبر سے | دلیل اسکی جو تہی گفتار چپ ہیونی باطل کی
کیا اس تشنہ کام عشق کو سیراب رگ رگ کر | صراحی تہی سرو ہی بہر حلق خشک قاتل کی
قضا جن ہو گی جیتی تہی رہا مین جبتلک زندہ | بلا رد ہو گئی تلوار سی اکدم مین بسمل کی
تہی دستونکا دہنا پار کردی گا ترا بیڑا | بنی گی ایک دن کشتی ہتھیلی دست سائل کی
حواس و ہوش و صبر و طاقت آئی خانہ دل مین | اکیلا تمکو جب پایا خوشی کی تہی محفل کی
خدا کی آگی ثابت ہوگا تیرا اجر اگر دیگا | کہ انگشت شہادت ہوگی ہر انگشت سائل کی

جما عکس اوسکی آئینی مین کیا خنجر وہ دہوتا ہی
گواہ خون ناحق ہوگی سرخی وہی قاتل کی

تمہاری چہری پی لی آئینی کی سب روشنی کہوی
عبث کیون سامنی لائی یہہ شی کب تہی مقابل کی

ہنسا وہ دیر تک باتون پہ میری چہڑ کر ای دل
سڑی عمداً بنایا آپ کو کیا بات عاقل کی

چہری پہرتی ہی وقت قتل مین مانع ہی کیسی ان شارع
غضب ہوگی مری حق مین علالت شاہ عادل کی

کری شمع جمال یار شاید روشن اسکو بہی
کبہی تو کام آئی گی اندہیری خانہ دل کی

کنارہ کش رہا کر بحر عالم مین جو بچنا ہو
ڈبو سکتا نہین دریا بہی کشتی ہو جو ساحل کی

بہت آہ و فغان و نالہ سی دل خون ہوتا ہی
جو سرکش ہو رعایا جان تو جاتی ہی عامل کی

قضا رسال کی جب حکم سی ثابت ہوئی قاتل
تو ہی فرد عفو خون تم ہی دفتر مین داخل کی

یقین آتا ہی بی دیکہی وہ عاشق ہو تری اوپر
جو کوئی دیکہہ لی صورت تری صورت کی مائل کی

شب مرقد ہی شب فرقت مین روز قیامت ہی
ہر اک ساعت ہی آفت کی گہڑی ہر ایک مشکل کی

کلام اللہ کی احکام سب نی خوف سی مانی
گلی مین ذوالفقار اوس شاہ نی جس دم حمایل کی

تعجب ہی مجہی کیا وجہ جو منعم نہین سنتی
پہونچ جاتی ہی تا عرش برین آواز سائل کی

مثمن سی نہین ارکان مین ہرگز کمی بیشی
زحاف اسمین نہ آنی دی ہزج کی بحر کامل کی

روانی چشمۂ آب حیات اوسمین نہ کیونکر ہو | برنگ پردۂ ظلمات تاریکی ہی محمل کی
وہین رنگ اڑ کی پہونچا قاف مین خفت ہوتی آئی | پری کی کہینچکر تصویر جب تیر مقابل کی

زبس مشکلکشا کا نام جپتا ہی قبول اکثر
کوئی ساعت کبہی آتی نہین پاتی ہی مشکل کی

کمال شوق ہی دیدار یار تہوڑا ہی | زیادہ جبر ہی اور اختیار تہوڑا ہی
سحر کو غنچہ کہلا وہ پہر ڈہلی سو کہا | عروج و وقفۂ جوش بہار تہوڑا ہی
ہماری خاک سی کرتی ہو بند آنکہون کو | بہت یہہ کہتی تہی دل مین غبار تہوڑا ہی
شب وصال بس اب کم ہی پوچہتی کیا ہو | کہ میری سینی مین دم ای نگار تہوڑا ہی
پہ پہوہولی سیکڑون قلب صنوبری مین پڑی | وہ سرو دیکہہ کی کہتا ہی بار تہوڑا ہی
نگاہ کم سی جو دیکہا ہی یار سرکش نی | مری نظر مین ہی دل کا وقار تہوڑا ہی

تڑپ تڑپ کی وہ کاٹا ہی روز ہجر قبول
کہ اب نگاہ مین روز شمار تہوڑا ہی

قتل فی الفور یہہ دیدار صنم نی کہودی | وصل کی رات شکایات مین ہمنی کہودی

گل کی مرجانی کا پہل پایا یہہ ہی الفتِ چشم
کہ بحدِ نشترِ مژگانِ صنم نی کہو دی

گردِ عصیان سی نہین پاک دلِ دنیادار
اس نگینی کی جلا نقشِ درم نی کہو دی

وصل خوش کر نہ سکا چہایا ہی ایسا غمِ ہجر
تہی جو تریاق کی تاثیر وہ سم نی کہو دی

ایک کاسی پہ کیا ساری جہان کو مہمان
تہی جو کچہہ جام کی توقیر وہ جم نی کہو دی

سوجہتا کچہہ نہین رونی کی سوا اب مجہکو
روشنی آنکہہ کی اس درجہ تورم نی کہو دی

صدق و کذب ایک سی شاکی ہین بجا کاذب سی
سچ تو سچ جہوٹ کی بہی قدر قسم نی کہو دی

سیم اور زر کی محبت ہی بتون کی الفت
گوہرِ دین کی ضیا حبِ درم نی کہو دی

شہر مین آئی تو سمجہا وہ ہمین بستی سی
حشمت اس وحشتِ لغزوی کی رم نی کہو دی

ای شباب ایک تو پیری مین بہی راحت پائی
تہی تواضع مین جو تکلیف وہ خم نی کہو دی

کسنی لی جانِ قبول اوس سی جو کہتا ہی کوئی
ہنس کی کہتا ہی وہ بیباک کہ ہمنی کہو دی

نامہ اوس بدخو کو لکہنی کا ہنر بہی چاہیی
گالیان دی پہر کی مجہکو نامہ بر بہی چاہیی

دل پہنسانی کو محبت مین جگر بہی چاہیی
چاہیی نالی تو نالون کو اثر بہی چاہیی

عشق کی سوئی مین پرونا ہی ہمارا ہی بجا
خشکیِ لب شرط ہی پر چشم تر بہی چاہیی

اب سلا ائی وحشتِ دل غار مین آرام سی
پہرتی پہرتی تہک گیا جنگل مین گہر بہی چاہیی

چار دن کو آئی ہی ملکِ عدم سی کہکی روح
کب تلک رہیی یہان سیرِ سفر بہی چاہیی

چودہوین شب ونون کا ل اپنی اگر دکہلاو تم
مشتری کیا آنکہہ چہپکالی قمر بہی چاہیی

جب مصوّر نی تری تصویر کہینچی ٹہیک ٹہیک
آپ ہی بولا کہ مین بہولا کمر بہی چاہیی

جب ہنرمندون مین بیٹہی چپ ہی لازم ہم ہی
بی ہنر جو ہو اوسی اتنا ہنر بہی چاہیی

بہرِ عالم ہی فنا محشر بہی ہوگا ای قبول
مبتدا کی واسطی آخر خبر بہی چاہیی

صبحِ فرقت بہی شبِ وصلِ غمِ انجام مین ہی
ہجرِ جان وصلِ اجل وصلِ دلارام مین ہی

کیا نیا نشۂ می الفتِ اصنام مین ہی
غیظ آغاز مین جا بیم اجل انجام مین ہی

دورِ می ساقی مہرِ دلِ خود کام مین ہی
آفتاب آج مئِ بزم مری جام مین ہی

دلِ پرپیچ سی نکلا نہ کبہی لف کا دہیان
مین ہون اس جال مین پہنہ جال مرے دام مین ہی

کیا مرا یار مری گہر کی قریب آ پہنچا
نورِ خورشید جہانتاب در و بام مین ہی

دل کو خالِ خطِ زیبا نی پھنسایا خط مین
مین تری دام مین پہنا نہ مری دام مین ہی

وصل کی شب گئی ہو گئی مین شروعِ شب کے
ظلمت و نور جو یکسان سحر و شام مین ہی

بڑہتی ہی وصل کی امید پہ الفت ہر روز
پختگی عشق کی اپنی طمعِ خام مین ہی

ساغر اورون کو وہ دیتی ہین میرا دل ہی لہو
مے گلگون کی عوض خونِ جگر جام مین ہی

بخت اپنا بہی نہین ہجر کی راتون مین یک
خواب پل بہر بہی نہین ہمکو یہہ آرام مین ہی

بلبلین کیا کہ چمن خود ہی مری گل کی گرد
جامہ پہولام کا اندامِ گل اندام مین ہی

نہ چہٹا موت کی پنجی سی مریضِ گیسو
یہہ چراغِ سحری حشر تک اس شام مین ہی

جلوہ عالم کا تری جام مین ہی ای جمشید
جس سی عالم کا ہی جلوہ وہ مری جام مین ہی

وادیِ کعبہ دل کی لیی جادہ ای شیخ
تار ہر ایک مری جامۂ احرام مین ہی

شکل جو دیکھی تری جان سی ہو بیٹھی ہاتھ
ہوش اُڑ جاتی ہین سُنکی یہہ اثر نام مین ہی

ہمکو تو خواب پریشان ہی یہہ دُنیا ای ہجر
بخت بیدار ہی ساتہہ اُسکی جو آرام مین ہی

دستِ نور سی چہڑی خطِ سپیدِ سحری
صبحِ صادق کی ستاری کی چمک شام مین ہی

رشکِ خورشید نہ کیون شیشی ہین وشندان کے
غسل کرنی کی لیی آج وہ حمام مین ہی

ظلم معشوق کرین قتل ہون عاشق بیجرم
حکم یہہ شرع محبت کی بس احکام مین ہی

سبزی سبزۂ جنت تری پستون مین ہی
روغن نقشۂ حور اتری بادام مین ہی

رخ و دماغ آنکھہ زبان سبکو جدا ہی اک لطف
رنگ بو نشہ مزا بادۂ گلفام مین ہی

اوسکا خط لایا تو ہو جاؤنگا مین شادی مرگ
پہر تو یہہ جان ہی قاصد تری انعام مین ہی

بدزبانی مری حق مین نہین کرتا موقوف
شکر صد شکر زبان اوسکی مری کام مین ہی

شب وصلت مین نہ چمکا کبہی آخر ہوئی ہم
اختر بخت مگر گردش ایام مین ہی

بخت برگشتہ ہوا مانع تحریر جواب
خط تقدیر مرا نامہ و پیغام مین ہی

عشق سرکش مری دل سی نہ نکلنی پایا
انتہا کا جو ہی دانا وہ مری دام مین ہی

بال بال الفت زرین ہی پہنسا منعم کا
جو درم رکہتا ہی مچہلی کیطرح دام مین ہی

شعر کی رتبی سی دل خوب ہی آگاہ قبول
معجزہ گو نہین داخل مگر الہام مین ہی

امید از نظر غور و تامل

گنج وحدت کے مجہی آخر یہہ کثرت ہو گئی
یار کو بہی دفعتًا دیکہا تو وحشت ہو گئی

سامنی جب چاند سی پیدا وہ صورت ہو گئی
جان تن مین آئی آنکھون مین بصارت ہو گئی

ابتدا مین پاس کچھہ تھا کو مکو اب ہین خراب
عشق مین رسوا ہوئی وروز غیرت ہو گئی

بات کرتا کیا کہ جنبش تک نہ لب کو ہو سکی
یار کی تصویر جب دیکھی تو حیرت ہو گئی

مین جو لڑکر سرنگون تھا اوٹھہ گیا چھپکر وہ شوخ
یار سی تھی شرم دل سی ہی خجالت ہو گئی

خون کی قطری ہی ہین آنسوؤن کی ساتھہ ساتھہ
اب لہو مین اشک کی مانند رقت ہو گئی

تو جو گھر آیا ہماری گہر رہا وہ خوف سی
کشتِ اپنی ہی ہری ای ابر رحمت ہو گئی

ان بتون کی عشق مین دی جان جو اری کھینچکر
خاکِ ذلت مین دبا ایسا کہ تربت ہو گئی

پندِ ناصح غیر کی طعنی مصیبت ہجر کی
جان جب دی تو ان سب سے فراغت ہو گئی

انتہا مین عشقِ جانان خاک چہنوانی لگا
ہم جسی راحت سمجھتی تھی مشقت ہو گئی

تنگ ہوکر کاٹ ڈالی آج ناصح کی زبان
کچھہ نہ بولیگا وہ اب ایسی نصیحت ہو گئی

رشکِ گل پوشاکِ تن ہی ہوئی گل ہی جسم پاک
ناز کی صدقی فدا اُسپر لطافت ہو گئی

اسقدر رسوا بڑھا ہی نجد مین پہنچا جنون
قیس کو دیوانگی مین اور وحشت ہو گئی

چشمِ دل مین رات دن رہنی لگی تصویر یار
ہجر مین اسبن جان بچنی کی یہ صورت ہو گئی

نامہ موزوں تھا تباہی مین تو خوش ہو کر پڑھا / بوستان کی سیر موزون کو حکایت ہو گئی

بام پر دیکھا اوسی اوسکی گلی مین جب گیا / سیر جنت حور جنت کی زیارت ہو گئی

یار تنہا تھا کہ دل مین غیر ہی داخل ہوی / چھپ گیا فی الفور وحدت مین جو کثرت ہو گئی

پتلیون کی شکل آنکھون مین ہمارے تھی مقیم / منہہ دکھا جاتی نہین تم اب یہہ صورت ہو گئی

چاہ مین رسوا ہوی ہین ہم تو ہون پر غم یہہ ہی / آپ کی الفت نہایت بی حقیقت ہو گئی

ناصحو ہمکو مرض ہی شکل عاشق ہین تو یون / تم اسی یرقان سمجھو زرد رنگت ہو گئی

اور بیتین نظم کر اس قید مین تو ای قبول
کیا حقیقت ہی جو شاعر کو یہہ وقت ہو گئی

بات عاشق سی نہ اوسنی کی تو ذلت ہو گئی / گالیان دینی لگا جسوقت عزت ہو گئی

بد گمان کی عشق مین اپنی جو رحلت ہو گئی / عشق کی آزار کی اوسوقت صحت ہو گئی

ہوش مجنون دشت مین وحشت ہماری کہو چکی / کوہ پر فرہاد کو سو بار خفت ہو گئی

گو کہ دل بیچا مگر اسکی عوض کیا مانگیی / خوش جو ہو کر لی لیا تمنی یہہ قیمت ہو گئی

ماہرویون مین کسی لی دل کسی نی جان لی / بخت مین تحریر تھا جسطرح قسمت ہو گئی

اوس گلی مین چین سی سوتی رہی ہم بیخبر | قبر سی نکلی بشر جی کر قیامت ہوگئی

عشق گندم رنگ دلبر مین سلون کیا بیند خلق | جانتا ہون وہ سب سی آدمیت ہوگئی

آئی ہی اس سمت شاید آپ سی ملکر نسیم | غنچہ دل کا کھل گیا ای جان فرحت ہوگئی

عشق جانان مین مجھی الزام ای ناصح ندی | مین چلا وہ چال جو اوسکی مشیت ہوگئی

وحشیون مین ای جنون ڈنکا بجا ہی جا بجا | خشک ہوکر چوب صحرا ہون نوبت ہوگئی

کوڑیون کی مول ہی پوچھا نہ اوس معشوق نی | جنس دل اوسکی لیی کیا جنس غارت ہوگئی

عشق سرکش جان لیتا پر بچا یا حسن نی | تھا قوی دشمن قوی تر کی حمایت ہوگئی

دست وحشت نی کیا صد چاک پیراہن تمام | اب چلین صحرا نوردی کی اجازت ہوگئی

جان کنی مین خط پڑہی جانا ہماری یار کا | ہم ہوئی آخر اگر آخر عبارت ہوگئی

جیب و دامن چاک کرتی ہی کھلا آزار عشق | جب ہوئی بالکل برہنہ او ر صحت ہوگئی

خواب مین دیکھا سری ہون جو نک کر بیہوش تھا | خواب غفلت کی یہان تعبیر غفلت ہوگئی

دشمنی کی خلق سی دل نی کیا تھی جو عشق | اب یہ عالم ہی کہ سبھی ہی عداوت ہوگئی

عشق مین لی آب نان غش مین پڑا تھا ضعف تھا | سیر ہوکر کھا لیا جب غم تو قوت ہوگئی

عشقِ گیسو مین پریشانی بڑہی ہی اور ہی
بندہ گیا دل منقبض میری طبیعت ہوگئی

جم سکندر زَر و فریدون بختِ نصر کیقباد
شش جہت مین چارون سکی حکومت ہوگئی

کونسی صنعت یہہ ہی ہمکو بتا تو ای قبول
چار جانب اس دو غزلی کی جو شہرت ہوگئی

آپ ہمپر اگر کرم کرتے
دل جگر کیون یہہ کچھ ستم کرتے

میکدی مین گذر جو ہم کرتے
دیکھہ کر جام یاد جم کرتے

تم اگر جلوہ ایک دم کرتے
سینہ تو کعبہ دل حرم کرتے

بیڑیان سخت تنگ ہو جاتین
پاؤن میری اگر و رم کرتے

جوہرِ سخت جان عیان ہوتی
تیغِ فولاد تم علم کرتے

ہم نہ مرتے کہ تا مدام جلین
نوش جب ہر مرگ سم کرتے

جب نگہہ پھیرتے رقیبون سی
تم نہ کرتے جو قتل ہم کرتے

کوئی تو ہو جہان مین اپنا
غم نہ ملتا اگر تو غم کرتے

آب پاتا نہالِ درد و الم
آہ کے تیغ جب علم کرتے

ربط غم سے کمال بڑھ جاتا — آپ ہم سے جو ربط کم کرتے

گالیان خود جنہین گوارا ہین — خوف کرتی نہین وہ ذم کرتے

ذبح مجھکو کیا چھٹا غم سے — رحم کرتے تو وہ ستم کرتے

دلِ شفاف مین سے کبھی آ کر — آپ ہی سیرِ جامِ جم کرتے

حکم دیتے جو بادہ نوشی کا — ہم لبون سے دہن بہم کرتے

ای صنم ہند مین اگر آتے — جان صدقی عرب عجم کرتے

دل ہمارا اسوا الجھ جاتا — اور گیسو جو پیچ و خم کرتے

دل نہوتا جو منقبض تو قبول
شعر کچھ اور بہی رقم کرتے

رحمِ قاتل سی اسیرِ دردِ غم یون ہی ہی — قیدِ غم سی چھٹ گئی اغیار ہم یون ہی ہی

لو نہ اس ہندی سی چھوٹون گا مگر وہ حسن ہی — اوسکی زلفون کا آہی پیچ و خم یون ہی ہی

شکوہ کم التفاتی ہی عبث او شوخ سی — یہہ غنیمت ہی جو ہی وہ صنم یون ہی ہی

یہی ہمت ہی کہ رکہتا ہون نجیلون کو بہی شاد — خوش فلک آئین ہی تو مجھکو الم یون ہی ہی

حسن عشقی مین وہ ہی اب وج کرتی ہی دعا
تیغِ قاتل ہاتھہ مین یارب علم یون ہی ہی

مین جو پہنچا مضطرب ہی یر زمین ہی زلزلہ
حشر تک باساکنِ ملکِ عدم یون ہی ہی

جنگ بیکدیگر سی شاہون مین ہا ہرگز نہ ایک
ساری ملک املاک دینار و درم یون ہی ہی

محوِ الفت ہون تو اب وہ جرم کچھہ کرتا نہین
ہاتھہ مین دونون فرشتون کی قلم یون ہی رہی

جھک گئی ہم زیرِ تیغ اوسنی کیا لیکن نہ قتل
موت از خود پہر نہ جب تک آئی خم یون ہی ہی

دل کی کوشش نی کشش کہلائی ہا یا یار کو
اوسکی جو یا اہلِ دیر اہلِ حرم یون ہی رہی

جب تک آئی اوس نہ لکھہ بھیجی جوابِ خطِ شوق
ہاتھہ جنبش مین ہو سرگردان قلم یون ہی ہی

تم نکہرتی ہو بہلا کیون قتل کرنی کو مری
ہی محال اپنا اگر سینی مین دم یون ہی ہی

گو نہ دیکہا زندگی مین دیکھہ لون گا بعدِ مرگ
وہ دہن گر فی الحقیقت ہی عدم یون ہی ہی

وعدہ و اقرارِ وصلت کر کی مارا ہجر مین
بیوفا کی ہای سب قتل و ستم یون ہی ہی

عارض و چشم اپنی دکہلا دو اگر دونون کو تم
آئنہ اسکندری اور جامِ جم یون ہی ہی

ہر جگہہ ہی دل مین پہنچا عشقِ کامل بی اوسی
حشر تک خالی اب دیر و حرم یون ہی ہی

کوی جانان کی فضا سی حشر تک ہی شرمسار
کیون نہ آنکہون سی نہان باغِ ارم یون ہی رہی

یار کی صحرا نوردان محبت مین گنا
گو مرض ہی پاؤن پہ لیکن ورم یون ہی سہی

تیغ کہینچی ناز سی لیکن نہین کرتی وہ قتل
راہتی عشق سی جانباز خم یون ہی سہی

کوچۂ جانان مین ہل سکتی نہین ضعف سے
عمر بہر ہم صورت نقش قدم یون ہی سہی

شعر ناموزون موزون سی بہی مین واقف نہین
ای قبول اچہا ہی جو میرا بہرم یون ہی سہی

دل ہجر مین لہو ہی جگر اور بہی سہی
جان اپنی جلد جای ضرر اور بہی سہی

شب گذری یار جاتا ہی سے لپٹ کے لون
گستاخی ایک وقت سحر اور بہی سہی

مین سخت جان ہی صف عاشق مین زندہ ہون
تیر نگاہ ایک ادہر اور بہی سہی

ہمنی اگر کہا رگ گل تو خفا نہو
نازک تمہاری اوس سی کمر اور بہی سہی

تم سب جگہہ تو ہو مری دل مین بہی آبسو
ای جان مختصر سا یہہ گہر اور بہی سہی

آخر تو لڑتی ہتی ہو ڈہونڈہون حسین اک اور
شر رات دن ہی اوس مین یہہ شر اور بہی سہی

مژگان کی بعد ابروی قاتل سی ہی ہو عشق
ہی خوف تیر تیغ کا ڈر اور بہی سہی

ایک اور گالی بوسہ لب ہی کی وجہی
تلخی قند یار دگر اور بہی سہی

ساقی بھرا ورجامِ مئی ناب تو پیون | مین چورنشہ مین ہون مگراور ہی سہی
فردِگناہ گو عرقِ شرم سی مٹی | تائیدِ اشک ویدہ تراور ہی سہی
اوس حورؔوش سا ایک نہین ہی جہان مین | یون سیکڑون حسین بشر اور ہی سہی
اک زن بنافساد کی ہی دوسری زمین | زرتیسرا اگر ہی تو زراور ہی سہی
سایہ مری جلائی کو کیا کم ہی اونکی ساتھ | ہی دوسرا رقیب اگراور ہی سہی
گھر میری کھینچکی آئی پراب ہی اونہین حجاب | ای آہ اک ذرا سا اثراور ہی سہی
چُپ رنج اوٹھائی غیر کی دشمن جو تو رہا | ایذائی خار ای گُلِ تراور ہی سہی
صبحِ شبِ فراق تو ہوگی نہ تا ابد | محشر تک انتظارِ سحراور ہی سہی

شاعر ہین عاشقانہ ہین شعر اپنی ای قبولؔ
عاشق جو تم کہو یہہ ہنراور ہی سہی

خطا بچائی گی کیا اور کفیل کیا ہوگی | مری نجات کی یارب سبیل کیا ہوگی
خدا تو ایک ہی کعبہ جو تم بنائی ہو | بنائی کعبہ دل ای خلیل کیا ہوگی
کسی ہی ایسی کہ ہی خون تیغِ ابروی یار | اب اِس سی بڑھ کی کوئی تیغ اصیل کیا ہوگی

ہرن کی آنکھہ کمر چیتی کی رہی گی اگر
تمہاری چشم و کمر سی ذلیل کیا ہو گی

ہمیشہ فرقتِ سنگین دلان کا غم کہایا
غذا کسی کی اب اس سی ثقیل کیا ہو گی

نہ دیکھا تم نی کسی دن اس اپنی لاغر کو
کمر تمہاری بہلا بی عدیل کیا ہو گی

قیامت آئی ہی گذری ہی پر نہ وصل ہوا
اب اس طرف سی بہلا اور ڈہیل کیا ہو گی

امید رحم ہی اشکون کی سیل کو کہ بہین
تمہاری آنکھہ مین اسپر ہی سیل کیا ہو گی

صبیح رنگ رخ الماس سا چمک مین ہی آپ
حسین ناک مین ہیری کی کیل کیا ہو گی

ہی اونکی آنکھہ کی الفت کا روگ نرگس کو
مرض جو ہی تو ہی ہی علیل کیا ہو گی

علی کی دوستون کی وہ اگر ہنی نہ سبیل
قبول خلد مین تو سلسبیل کیا ہو گی

تری ٹی سی قد کی عشق مین کیا رنج پایا ہی
تمنا اس دل کی دینی کا جگر پر داغ کہایا ہی

مری مُدی کی کاٹی ہاتہہ جو دن کیطرح اوسنی
خطا پوچھو تو کہتا ہی کہ اسنی دم چرایا ہی

کبہی باندہا کبہی جہٹکا کبہی بٹکا مری دل کو
محبت کر کی ہنی گیسوؤن کو سر چڑہایا ہی

دل عاشق لہو ہو کر بہا آنکہون کی رستی سے
کبہی پہلو مین ڈہونڈہا تو نہی داغ پایا ہی

لب شیرین کا بوسہ مری سی جان نا نکلی	عبث مجھہ جان بلب کی قتل پر بیڑا اوٹھایا ہی
تمہاری گیسوون سی فقتا الفت ہوئی مجھکو	بلائی ناگہانی نی مجھی آکر دبایا ہی
سخن ناصح کا ہی تلقین مجرہ قبر مین مردہ	تری فرقت مین عزرائیل نی شانا ہلایا ہی
برنگ قمری شیدا کہان تم ہو وہین دل ہی	کچھہ ایسا سرو قد کی سائی مین آرام پایا ہی
تمہاری ہجر مین دم بہر جو سویا ہون قسم لیلو	ہمیشہ بخت خوابیدہ نی عاشق کو جگایا ہی
کیا دم ناک مین جب عشق زیور نی مرا ای گل	تو مینی کان کی سبزی پر آخر زہر کہایا ہی
خوشی سی مر گئی ہم آکی چونکایا جو مین اوسنی	جگا کر دم کی دم قاتل نی محشر تک سلایا ہی
شب و روز ایکسا اندھیر پیش چشم عاشق ہی	تری آنکھون کا سرمہ ای پری کیا رنگ لایا ہی
مری مرنی نی شادی مرگ غیرون کو کیا ای گل	وہ عاشق ہون کہ مرکر بہی رقیبون کو مٹایا ہی
حقیقت مل گئی عشق مجازی سی خدا حافظ	ہمین ایجان محبوب حقیقی نی بلایا ہی
جوانی نی کیا بیہوش تمکو مجھکو سودی نی	تمہارا حسن پھر عشق اب جوبن پر آیا ہی

قبول اپنی طبیعت آج کل دم بہر نہین حاضر
قلم برداشتہ لکہا ہی جو کچھہ منہہ مین آیا ہی

بزم ہی صورت مین ہر زہرہ شمایل ایک ہی
دل مین سب رکھنے کی قابل ہین مگر دل ایک ہی

جای سلطان تخت پر ہی خاک پر ہی خاکسار
جب سفر دونون کا ہوتا ہی تو منزل ایک ہی

چودھوین شب سے شرم تا صبح نکلی گا نہ چاند
تیری دو رخسار تابان ماہ کامل ایک ہی

ابتدای بحر الفت مین ہی ڈوبی ہین بہت
یہہ وہ دریا ہی کہ دھارا او ساحل ایک ہی

عشق مین کامل ہین وہ دشمنی مین لاجواب
دل سی صاف ہو دور تو دونون کا حاصل ایک ہی

حسن کا کیا عاشق کامل سی کرتی ہو ہنڈ
ایک صورت ہی تو صورت کا ہی مایل ایک ہی

دل کی ہاتھون ناصحا مین آپ بہی آیا ہون تنگ
دوسری کی کچھہ نہین سنتا یہہ جاہل ایک ہی

ابرو و مژگان و زلف و خط سی الفت ہی شروع
سامنا ہی لاکہہ اعدون کا مرا دل ایک ہی

حب تری جتنی ہی دل مین اسقدر ہی بغض غیر
یون ہی جلتا ہون کہ کیون دونونکی منزل ایک ہی

کسکی کسکی خون کا دعوی سنی پروردگار
حشر مین مقتول تو لاکھون ہین قاتل ایک ہی

گرم بازار قضا ہی بہر رہی ہی تیغ یار
ایک عاشق ہی اگر ڈہونڈہا تو بسمل ایک ہی

شکوہ ظلم و جفای اہل دنیا کچھہ نکر
لاکہہ ظالم ہون تو ہون غالب وہ عادل ایک ہی

کیا پتا اوس کوچی کا قاصد لفافی پر لکہون
حسن مین یکتا وہ کوچہ ہی وہ قاتل ایک ہی

یہہ تلوّن ہی تجہہ مین ہی ایکدن اوسکی ہین ہون
دیکہتا ہون وزاک خارج ہی و داخل ایک ہی

نذر تیری کیا کرون ای دلربا دل کی سوا
سیکڑون ہین عضو لیکن تیری قابل ایک ہی

چاہتا ہی زخم کاری سی تڑپتا ہی رہون
ہای دو ٹکڑی نہین کرتا وہ قاتل ایک ہی

تجہسی تجہکو مانگتا ہی یا خدا بندہ ترا
ایک تو ہی ہی سوالِ عبدِ سائل ایک ہی

جسکی جانب رخ کرون منہہ پہیر لیتا ہی وہ شخص
کس جگہہ بیٹہون یہان محفل کی محفل ایک ہی

جسطرح چہرہ ترا یکتا ہی رنگ و حسن مین
اوسطرح ای دلربا چہرہ پہ بہی تل ایک ہی

تو سخی ہی دل نہ میرا توڑیو انکار سی
گال دو ہین ہی طلب اک بوسہ سائل ایک ہی

زیر گردون عشق نی پہانسی تہی ہشیار سب
قید شیشی مین کبہی ہین جن پہ عامل ایک ہی

جسطرف سب متفق ہین مین اودہر ہون ای قبول
لاکہہ ناقص ہین زمانی مین تو کامل ایک ہی

آغاز مخمسات

حیف ہی اندازِ جانان حور و غلمان مین نہین
اوسکی کوچی کی فضا جنت کے بستان مین نہین

کس طرح نکلون کہ چارہ حکمِ یزدان مین نہین
روح کو آرام دم بہر باغِ رضوان مین نہین

خاک اپنی بعدِ مردن کوئی جانان مین نہین

وہ مرا گل ہی کہ ہمسر باغِ رضوان مین نہین
ہی مرا معشوق وہ یوسف کہ کنعان مین نہین

نقصِ عریانی سی ہی کچھہ ماہِ تابان مین نہین
کیا ہوا ثابت جو کپڑی جسمِ جانان مین نہین

چاک کچھہ معیوب یوسف کی گریبان مین نہین

غنچہ وگل خاک مین مل مل گئی ہین لاتعد
خوش قد وشیرین دہن سب تہی اسی جا نوسند

دشتِ عالم مین نہ دہوکا کہائیو ای نیک بد
خوش قدون کی خاک یہہ اوٹہتی ہی بر رسمِ سرِقد

گرد باد ای اہلِ غفلت اس بیابان مین نہین

منعمو گر باغ بنوائی تو لازم ہی کرم
عاشقون کو سیر کرنی دو غلط ہو انکا غم

خوف ہوگا سائی کا سبکو کہی کہتی ہین ہم
دیکہنا گل آپ سی کوئی نہ رکہی گا قدم

آج جانی کی اجازت جس گلستان مین نہین

ای پری ہی گرمیون مین لطف تیری حسن کا
نور دونا ہوگیا جس دم پسینا آگیا

ہی ترِ عارض پہ ہر قطری مین تاری کی ضیا
تیری خسارِ عرق آلود سی نسبت ہی کیا

ایک قطرہ چشمۂ مہرِ درخشان مین نہین

بی ثباتی گلشن عالم کو ہی کر خوف و بیم
پہر خلش کانٹون کی ہوگی و نہ ہوگی شمیم
مہربان رہو دیون پر بہی اگر تو ہی فہیم
دوست دشمن سب کے سب ہین رفتنی مثل نسیم
گل تو کیا کانٹا ہی اک دن اس گلستان مین نہین

کام ہی جلاد کا کرتا ہی ناحق خون غیر
خود وہ ناموزون ہی جو اپنا کری موزون غیر
کب وہ جادوگر ہی کہی یاد جو افسون غیر
ہی بہت مکروہ طبع پاک کو مضمون غیر
وصل کا مضمون شایان اپنی دیوان مین نہین

روز رہتا تہا ہجوم ای کودکو حد سی فزون
کیا ہوئین وہ گرمیان حیرت مین مین دیوانہ ہون
سنگ پڑتی رہتی ہی مجہپر روان ہتا تہا خون
ہوگیا مرتی ہی میری سرد بازار جنون
آج ای اطفال کوئی سنگ دامان مین نہین

تیری نافہمی سی ای منعم جگر ہی لخت لخت
اب کہان وہ تخت اور خاتم سمجہہ ای خفتہ بخت
ملک دل آباد کرسکتی ہی مشکل ہی سخت
نام خاتم رہگیا ہی ہوگیا برباد تخت
آدمی کیا دیو بہی ملک سلیمان مین نہین

عاشق کامل جو ہین وہ دیکہتی ہین بوی اصل
نقل مین گر نہین ہوتا ہی رنگ و بوی اصل

غور سی کیا کام پیدا ہو جبتک خوی اصل — نقل مین ہو حسن کتنا پر ہی عارف سعی اصل

فاختہ کا آشیان سرو چراغان مین نہین

رات دن بہتا ہی اشکونکی عوض آنکہونسی خون — گرد مین پریان ہی مین بیچ مین دیوانہ ہون

کیون نہ سعدی کو بہلا امراض ساری ہین گنون — ہر پری رو مین ہی مجہہ مجنون کی تاثیر جنون

نالہ زنجیر کسکی زلف پیچان مین نہین

قید مین ہون محو شکل یار مین اک عمر سی — مہر کو دیکہا تو سمجہا عارض تابان اوسی

زہر کہان تہی یہہ ہر شب کی مصیبت ہی کٹی — اوسی ہی کی کاکل پیچان کی سودی مین مجہی

سانپ آتی ہین نظر زنجیر زندان مین نہین

تیری کوچی مین ہی اک شور قیامت آشکار — بام پر دیکہہ آکی تو زخمون کی پہولون کی بہار

آٹہہ دن مین کوئی دن خالی نہین جاتا ہی یار — کرتی ہین ہر روز مجہہ وحشی کو لڑکی سنگسار

کونسا دن ہی جو آدینہ دبستان مین نہین

سایۂ بال ہما جن پر رہا بہر شگون — آج اون شاہون کی تن مین خاک ای دنیای دون

دیکہین انجام اور خادم ہون بحد یہ سرنگون — مور چہل ناداں ہلاتی ہین کسی حسرت مین ہون

ہڈیان ہی تربتِ فغفور وخاقان مین نہین

روز جل جل کی یہہ کہتا ہون خبر اب تک نہ لی — ہیر ئی اغون کی و واوسنی نہ کی آ کر کبھی
پر عجب نادان ہون جلتا ہی ناحق سیراجی — قدر کیا اوسکو بہلا داغِ دلِ عشاق کی

داغِ بیچیک تک کوئی اعضای جانان مین نہین

ہمد موحیران ہون مین دفعتہً یہہ کیا ہوا — خار تو کوئی یہان ہرگز نہین گل کی سوا
پاؤن رکہتی ہی ہوا ایسا جو درد جان گزا — کیا مری تلوی مین کانٹا ہی کسی نی یہ کہنا

غیر کا نقشِ قدم تو کوئی جانان مین نہین

تیری خنجر سی ملی کیا کیا شہیدون کو مزی — اسکی شیرینی سی وہ واقف ہو چکی ہی اسی
ڈہونڈہتا ہون اوسکو ای قاتل ملا جب وہ مجھی — خضر سی کہوا ہی چہوڑون گا تری خنجر تلی

آبِ آہن کی حلاوت آبِ حیوان مین نہین

نور کا دریا تری چارون طرف ہی موجزن — آسمانِ نور ہی ای مہر صورت تیرا تن
ہی ہر اک خانی مین تارا سا عیان لی رشکِ وطن — کیا ترا اجالی کی کرتی مین چمکتا ہی بدن

یہہ فروغ ای سرو قد سرو چراغان مین نہین

بے وطن ہونا قیامت ہی غضب ہی جان پر
چین تہا آرام تہا خندان تہی باہم یکدگر
جب تلک ملکِ عدم مین تہی نہ تہا خوف و خطر
بے وطن ہو کر زمانی مین ہوئی نالان بشر

آشنا نالون سی نَی ہر گز نیستان مین نہین

فرقتِ جانان مین دل میرا بہت ہی بیقرار
دیکہتا ہون قدرتِ خلاقِ عالم آشکار
اشک تہمتی ہی نہین مانندِ ابرِ نو بہار
ہی تصوّر سی مری ہر اشک مین تصویرِ یار

میری آنکہون سی نہان خورشید باران مین نہین

بالغ ہی وہ ماہرو تنہا ہی بوسی لیجیی
بادۂ گلرنگ دستِ باہوش سی پیجیی
کب تلک چاکِ دہن خوفِ خدا سی سیجیی
رحمتِ حق جوش پہ ہی کیون نہ عصیان کیجیی

شغل بہتر میکشی سی ابر و باران مین نہین

جبسی مین نی تجہی دیکہا وہین مفتون ہوئی
چاہِ کنعان اور تہا اب یہہ تصوّر ہی مجہی
سیکڑون یوسف گری چاہِ زنخدان مین تری
دیکہتا جذبِ زلیخا کہینچتا کیونکر اوسی

کیا کرون یوسف تری چاہِ زنخدان مین نہین

لب کسی کی آرزوئی اپنی دل دہرتا ہی تو
خونِ ہر شاہ و گدا سی تیغ کو بہرتا ہی تو

ای پریرو بادشاہون سی بہی کُٹّ رتا ہی تو | جو ترا جی چاہتا ہی بس وہی کرتا ہی تو
وہ پری ہی تو کہ فرمانِ سلیمان مین نہین

سخت مشکل ہی کہ خوش ہوتا ہی بر ضبط سی | دل مین طوفان اشک کا کہاتا ہی جگر ضبط سی
پر ہمین غفلت نہین اسپر بہی دم بہر ضبط سی | پُر ہین آنکہین گو سمندر کیطرح پر ضبط سی
ایک قطرہ بہی ہماری چشمِ گریان مین نہین

زیرِ دیوارِ صنم پہونچا ہون کس تدبیر سی | کیا مگر تدبیر کا چارہ چلی تقدیر سی
چاہتا ہون آہ اوسی چہیدی زیادہ تیر سی | خانۂ دل ہی مشبک آہِ بی تاثیر سی
آج تک روزن کوئی دیوارِ جانان مین نہین

ای قبول اوستادِ کامل سی ہاں کر دل مین صاف | ظاہر از تا دجو ہین اونکی چہپی ہی معاف
ہون اگر عالم تو پہر بیجا ہی سب لاف و گزاف | کیا ہوا گر شعرِ ناسخ ہین عقیدی کی خلاف
آیۂ منسوخ کب موجود قرآن مین نہین

مخمس دیگر

چشم و زلف اپنی جو دکہلائی گنہگارون کو | جان لی کہنی کو پہ زندہ کیا یارون کو

قبر میں جائیں تو آرام ہو بیچاروں کو
مرگ عیسیٰ ہی تری چشم کی بیماروں کو

گو کہ آزادی ہی زلفوں کی گرفتاروں کو

مردہ دل ہیں جنہیں تجھ پہ ہی مسیحا کا گمان
بات جو تجھ میں ہی جان عیسیٰ میں کہاں
دیکھلی آکی مسیحا ہی عیاں راز چہ بیان
ناز رفتار سی پاتی ہیں جسد روح رواں

گرد رہ خاک شفا ہی تری بیماروں کو

راہ بد چل نہ کبھی تو کہ نفس ہی رہزن
جامۂ عیش ہی اک آن میں ہوتا ہی کفن
تا ابد روح کا تن میں نہ رہی گا مسکن
کب سبکدوش رہی قیدی زندان وطن

بوی گل پھاندتی ہی باغ کی دیواروں کو

اوس مسیحا کا ہوں عاشق وہ مرا ہی گلرو
دل جو ہو چاک تو ہو سوزن عیسیٰ سی رفو
فرق اس بات میں ای قیس نہیں یکسر مو
وحشی نرگس جادو ہوں جو پائیں آہو

کرلیں مژگاں ابھی تلووں کی مری خاروں کو

چرخ کیوں چرخ میں ہی گیا نادان نہیں ہی
میری تقلید کہاں اور کہاں یہ ہستی
ساتھ میرا نہ یا جائیگا گردش میں کبھی
ہوں وہ سرگشتہ کہ تاثیر مری قدموں کی

آسیا دم مین بنا دیتی ہی کہساروں کو

برہمن خود بھی دہوکا ہی کدہر عقل گئی
اسمین وہ انی نہین لیکن ہی یہہ ڈہورا تو وہی

مین نہ پہنون گا نہ پہنون گا نہ پہنون گا کبھی
کافرِ عشق ہون حاجت نہین زنار کی بہی

تارِ تسبیح مبارک رہی دینداروں کو

مست ہی غیر ادہر غمسی ادہر مین بیہوش
نیش اجل کا ہے ادہر اور ادہر نوشا نوش

اسطرف مرگ ادہر جانِ جہان حلقہ بگوش
ہم بغل یار سی وہ ہوتے ہین ہم آغوش

کیا خبر میری شبِ وصل کی بیداروں کو

ڈہونڈہتا پھرتا ہون ہر سو تجھی بیتاب ہی دل
او کماندارِ ستمگار کہین تو مجھی مل

ابلا پڑتا ہی لہو کر مری آسان مشکل
جوشِ خون میری رگِ جان مین ہے بہت قاتل

تشنگی آج ہی شاید تری سوفاروں کو

بت پرستی جسی کہتی ہین وہ تیری ہی کنیز
پوچھو اسلام تو ہر اک کہی یہہ ہی کیا چیز

کفر کی آگ اب اسلام کی ہو خاک بتیز
ای صنم عہد مین تیری یہہ ہوا کفر عزیز

کہ رگِ جان کا ملا مرتبہ زناروں کو

ظالمو ظلم سی باز آؤ اگر ہو ہشیار
سمجھو تو سنگ فسان کی یہہ صدا ہی ہر بار
پھر خ مین لای گا اکدن فلک کجرفتار
کیا بچین گردش افلاک سی جو ہین خونخوار
کام کیونکر نہ پڑی سان سی تلوارون کو

مین وہ شاعر ہون کہ جب باغ کی جانب نکلا
پہلی وہ شور تہا گلشن مین کہ دیکھا نہ سنا
ہوی خاموش وہین مرغ چمن نغمہ سرا
دہیان آیا جو مری مزہ پردازی کا
رہ گئی مرغ چمن کہول کی منقارون کو

داغ دل دی کی گیا ہی مجہی گلرو میرا
کہو سرما سی کہ کرسکتا ہی کیا تو میرا
شعلہ در ہی تن محرور ہر اک مو میرا
ہجر مین گرم ہی اوس داغ سی پہلو میرا
جس سی لگا نہین دوزخ کی بہی انگارون کو

فسق مین ہیان خدا کا جو رہی دہشت سی
چہو گیا ہو جو بدن اوس بت بدلت سی
ای قبول اوسکو ہی امید بڑی حمت سی
پاک کر آپ کو تا سیخ عرق خجلت سی
انفعال اپنا شفاعت ہی گنہگارون کو

مخمس دیگر

خارِ صحرا جو چبهی خارِ چمن بهول گئی — تیر جو کهائی تهی ای تیر فگن بهول گئی

تیغ سی تیز جو لگتی تهی سخن بهول گئی — تیری جور و ستم ای عہد شکن بهول گئی

رنجِ غربت مین یہہ پائی کہ وطن بهول گئی

ابهی زخمون سی ابهی جان ہی باقی ہم مین — نہ تو مرتی ہین نہ جیتی ہین پهنسی ہین غم مین

اب وہ آتی نہین جو فیصلہ ہو اک دم مین — جان کیا مفت گئی صید گہہ عالم مین

نیم جان کر کی ہمین صید فگن بهول گئی

تیری آنکهون نی کیا آہوؤن کو بهی برباد — بندہ گئی رشتۂ نظارہ ہی سب ای جلّاد

پاؤن کیا اٹهین انهین وحشتِ ختن ہی نہین یاد — ہای کیا ہوش ربا ہین تری آنکهین صیّاد

چوکڑی کیا کہ ہرن راہِ ختن بهول گئی

باغبان بهولا ہی اس فصل مین ایسا گلزار — سیر کرتی ہی مری دل سی گیا صبر و قرار

بهکی اسد رہہ مری ہاتهہ جنون مین یکبار — چاک کرتی رہی سینی ہی کو تا فصلِ بہار

دستِ وحشت مرا پیراہنِ تن بهول گئی

کیون خفا مجهسی ہوا ای جان ادهر تو دیکهو — کی جو توبہ شکنی وجہ تم اسکی سن لو

نشۂ مین ہوش کہان ہتی ہین تم سوچو تو ۔۔۔ ہم جو میخانی سی مستی مین گئی مسجد کو

توبہ ای مغبچہ توبہ شکن بہول گئے

محو تجہ گل کی جوانان چمن ہین بالکل ۔۔۔ روی گل زرد پریشان ہی غم سی سنبل

تیری جوبن سی غرض حال گیا سب کا کہل ۔۔۔ تنگی چُٹکی ہین تری آہ مین گلچین ای گل

تیری کوچی مین ہزارون کو چمن بہول گئی

سمجہی زخمون کا مری بہید اصلا جرّاح ۔۔۔ آج بیفایدہ ہو جائین گی سوا جرّاح

زخمیِ زلف ہون ہنس کرتی ہین یہہ کیا جرّاح ۔۔۔ کاشغر کا جو منگاتی ہین سپیدا جرّاح

میری زخمون کی لیی مشکِ ختن بہول گئی

نہ دہن ہونی کی تیری جو ہوئی ہی شہرت ۔۔۔ سچ ہی اس بات مین لوگون کو عبث ہی حیرت

کہینچی جب شکل تری ای صنمِ خوش طینت ۔۔۔ محو اسدرجہ ہوی دیکہکی تیری صورت

چہرہ پرداز ازل نقشِ دہن بہول گئے

جب تلک بار سر کہا اوسنی گلستان مین ۔۔۔ سب پہ ترجیح رہی بزمِ سخندان مین ہمین

قید جسدن سی کیا خانۂ زندان مین ہمین ۔۔۔ اسقدر مشق رہی نالہ و افغان مین ہمین

یادِ محبوب مین ہم طرزِ سخن بھول گئے

نورِ دندان سی سہیل اب نہین کچھہ یاد ہمین
ہم تو عاشق ہین تری ہمکو وہ کیا یاد رہین

لبِ رنگین سی عقیقون کو بھی کیا نسبت دین
دانت ہونٹون سی نظر آجو گئی ہنسنی مین

تو سہیل اور عقیق اہلِ یمن بھول گئے

تیری عشّاق ہوئی تیغ پہ جسدم مائل
کھل چلا تہا چمنِ خلد مین کچھہ غنچۂ دل

ہوئی فردوس مین سب پاک شہادت داخل
چمنِ جوہرِ تیغ آئی جو یاد ای قاتل

شہدا کو وہین جنّت کی چمن بھول گئی

پیرہن پست مین تھی چاک کیی جاسی فزون
آیہان کام مری زور ترا اب یکہون

ہاتھہ شل ہوگئی ہیہات ہین اس رنج مین ہون
دم خفا زیرِ زمین ہی مدد ای دستِ جنون

آشنا چاکِ گریبانِ کفن بھول گئی

ای جنون دشت مین یاد آتی ہین وہ دن ہردم
گر وطن پہونچی تو جانینگی مزا پہر بھی ہم

لیتی تہی بوسۂ سیبِ ذقن اوسکا بہم
دشتِ غربت مین ہی ہی جو غذا حنظلِ غم

ای جنون ہم مزۂ سیبِ ذقن بھول گئی

آتش افروز یان لگی نہین یاد ای دلبر
داغِ نو مجھکو جلاتی ہین مگر شام و سحر
جھوٹ ہرگز نہین انصاف سے تو ہی کر
ایک مجمر ہی یہہ دل کتنی سمائین اخگر
داغِ تازہ جو ملے داغِ کہن بھول گئے

آتشِ عشقِ صنم پائی جو آبِ گل نے
تنگ ایسا ہی کیا چینی کی اس مشکل نے
عیب پوشی کا ہی سامان بھلایا دل نے
قتلگہہ مین جو ہین یاد کیا قاتل نے
سرِ کف ایسی چلی ہم کہ کفن بھول گئے

ای قبول اس سی ملا رتبہ بڑا ناسخ کو
شغل مداحیِ حضرت کا ہوا ناسخ کو
رتبہ دنیا مین دیا سب سی سوا ناسخ کو
اب تلک یاد نہ جنت مین کیا ناسخ کو
اپنی مداح کو کیا شاہِ زمن بھول گئے

مخمس دیگر

جل رہا ہون رات دن مین عشق کی آزار سے
وصل حاصل مرگ سی مجھکو نہ وصلت یار سے
نار کو نسبت نہ اس سی ہی اسکو نار سے
دون اگر تشبیہ اپنی آہِ آتشبار سے
برق جل کر گر پڑی اس چرخ مینا کار سی

دایری ہین بذرمدحِ عارضِ دلدار سی
نقطی انجم ہین ثنائی خال کی تکرار سی
کوچہ مضمونِ صفتِ زلف ہین تاتار سی
وصف دانتون کا جو لکھا کلکِ گوہربار سی
مصرعِ موزون ہوی سلکِ دُرِ شہوار سی

دل مرا مجروح ہی کیونکر نہون خنجر نبار ہین
خارِ غم میری جگر مین ہی ہون گا خوار ہین
ناصحا کس واسطی جاؤن سُوی گلزار ہین
کیون نہون اوس طفل ہندو کی گلی کا ہار ہین
رشتۂ جان کو ہی رشتا رشتۂ زنار سی

آگی نالی تہی برنگِ نالۂ بلبل ہزار
ہمصفیرو اب مگر دل کو مری آیا قرار
لو سمو تسکین کا باعث نہ پوچہو بار بار
دیکہتا ہی دل بہارِ گلشنِ رخسارِ یار
چہید سینی مین ہوی ہین روزنِ دیوار سی

ٹکٹکی باندہی ہوئی ہون رحم مجہپر کہائی
زیرِ دیوار اوس کی مین بیٹہا ہون مُنہہ دکہلائی
ہی گہمنڈ آنکہون کو میری طیش مین آجائی
آفتابِ روی روشن سی نہین جہپکائی
دیر سی آنکہین لڑی ہین روزنِ دیوار سی

کوچۂ الفت مین کوئی راہبر ملتا نہین
اوسکا گہر کیسا مجہی اپنا ہی گہر ملتا نہین

کی دعا لیکن دعا کو بھی اثر ملتا نہین
سیم و زر خرچا مگر وہ سیمبر ملتا نہین

داغ دل ہمنی خریدی درہم و دینار سی

پھنس گیا ہون ای مری گلرو عجب تہمت مین مَین
گھر گیا ہون ای مہ تابان عجب حسرت مین مَین
گھل گیا ہون ای پری پیکر تری فرقت مین مَین
مر گیا ہون ای بت ہندو تری الفت مین مَین

میری میّت کو جلا دی آتش رخسار سی

کونسا دن ہی جو لڑکی کو وہ پڑ جاتی نہین
کون سی ساعت وہ دامن اپنی بھر لاتی نہین
رحم اب تک اپنی شوخی سی وہ کھاتی نہین
جان بلب ہین طفل مجھہ جیسی سی باز آتی نہین

سیکڑون خالی ہین اُس دامن کہسار سی

وہ مرا معشوق ہین عاشق ہون اوسکا ناصحا
جو کیا اچھا کیا تو کون میرا تجھکو کیا
جا مری نزدیک سی کیون تنگ کرتا ہی سوا
دھیان مجھہ سودائی کا دل سی بھلا بہر خدا

مغز خالی ہو گیا ناصح تری تکرار سی

زلف و عارض مشک و آئینہ ہون پہر کیونکر بنی
مشک زلفون پر فدا آئینی عارض پر تری
مشک کیسا آئینی کیا جو کوئی تشبیہ دی
تیری عارض دیکھنی آتی حلب سی آئینی

زلف ادھر کھولی اودھر آہو چلی تاتار سے

کسلیی تیوری چڑھی ہی کیون کیا تہا مجھکو یاد
صلح کی صورت نظر آتی نہین غیر از فساد
گر بلایا ہی تو لازم ہی نہ پہیرو نامراد
عید کا دن ہی کہو ای جان جان مجھکو ہی شاد

آج تو میری سن گلے لگ جاؤ آکر پیار سے

کب یہہ منہہ ہی جو ہلال ابرو کی ہی متصل
تیری طرّی سی ہوا عقد ثریا پا بگل
عارضون سی بدر شرمندہ ہی آئی ام دل
گوشواری کی ستارون سی ستاری ہین خجل

زرد منہہ خورشید کا ہی پہپی دستار سے

شہر کو اتنا نہ اپنا گھر کرو ای وحشیو
کوچہ گردی دل سی اب باہر کرو ای وحشیو
خیر کرنا خوب ہی باور کرو ای وحشیو
پاؤن کی چہالون سی چل کر تر کرو ای وحشیو

العطش کا شور سنتی ہین زبان خار سے

کہہ گیا دل کی نگین پر اسم شاہ کائنات
ای قبول آئی ہی مجھکو نظر راہ نجات
قصد رکہتی ہو تو گوش دل سی سن لو میری بات
زائر شاہ نجف ہون جی مین ہی چل کر ثبات

مَس کرون آنکہین مزار حیدر کرّار سے

شرح معمیات

معما باسم ولیعهد بهادر

بهر محبوب وقت خوش ای شه ذیشان رسید
روشنی از اسم تو بر دُرِ غلطان رسید

ایضاً باسم موصوف

ششجهت بهر این وقت تو محکوم شده
قیمت گوهر نظم بتو معلوم شده

باسم ثریا جاه

پیداشده ترک چرخ بر بات فتاد
و زپای تو یک دُر بسر خویش نهاد
چون خواهش آبرو ملو از تو شها
چاه ذقنت دو گوهر دیگر داد

معما باسم علی حسن

کشتگان کربلا جز شاه در هفتاد و دوه
نیک شد انجام آخر نام روشن شد چو مه

معما باسم نادرشاه

ابرو و قد تو دال بر تیغ و سنان
بگرفته سر رستم و خون کرد روان
در سینه او سنان چو داخل کردی
از قطره خون بماند بالا۳ نشان

معمّا باسمِ طبیب

چار حرفی ہست اسمِ پاکِ آن عیسیٰ خصال
گردن و پایش مساوی و برابر آمده

بعد آن گر از سرِ فہم و فراست بنگری
طی شد این مطلب بذہنِ تو مقرّر آمده

فہم کن حالا نشانِ چارمین ہم میدہم
در عدد یکسان حروفِ اسمِ مضمر آمده

غرقِ دریای تفکّر جملہ نافہمانِ دہر
کس نہ بیرون بی بطِ قلبِ شناور آمده

صحّتِ نامم نکو در بیتہا کرده قبول
غالباً اکنون بذہن ای بنده پرور آمده

معمّا باسمِ شیخ امداد علی بحر

روزی آمد سر بر سر چشمہ جنّت نظر
بعدِ آن چون ختم شدم ظاہر شده ہر دگر

باز ختم گشتم که شاید کردہ بینم خیبر گہ
آن زمان شد چشمہ شیرینِ دیگر جلوه گر

در کنارش سنبلِ تر ہیچو زلفِ نوخطان
قلب مالامال شد خوشبو دماغم سر بسر

چون ضیا افزون شده دیدم یکی جا عمیق
بعدِ آن موجود شد دریا که بود او پر گہر

کو نفہمد اسم او بیرون شود از شاعران
گر بداند این معمّا ہست شاعر نامور

معمّا ایضاً باسم بحر

ستم رابر نہ بیاوردیم و یک ر ا	بیا سہلست بخشا این معما

رباعیات در مدح جناب امیر علیہ السلام

ای شیر خدا نبی کی بازو تم ہو
گلشن خوشبو ہوئی وہ خوشبو تم ہو
میزان میں محشر کو محب پورا ہی
ایمان کی وزن کی ترازو تم ہو

ایضاً

الفت ہی علی کی روح جان قالب ہے
اسواسطی جان جسم پر غالب ہے
ہو کیون نہ بھلا عرش خدا میرا دل
مداح علی ابن ابی طالب ہے

ایضاً

گردش میں علی کی حکم سی کوکب ہین
ثابت اپنی جگہہ پہ ثابت سب ہین
ہر ذرہ ہر اک قطرہ باران ہر خس
جنبش میں بدون حکم حیدر کب ہین

ایضاً

دل مدح علی مین صاف آئینہ ہی
فردوس کی قصر کی زبان زینہ ہی
دل بلبل باغ خلد میرا ہی قبول
فردوس برین اسکو مرا سینہ ہی

ایضاً

اس تیغ زبان کو آب ایمان بخشو میری مولا
آئینہ دل کو نور عرفان بخشو ہو جائی جلا
مداح تمہارا ہون ہدایت یہہ ہو لی ہی راہ نجات
دیکھون وہ فراہی یہہ سامان بخشو ای نور خدا

ایضاً

ہم مہر کو آب و تاب کا کہتی ہین
ذرہ در بوتراب کا کہتی ہین

ای اہلِ نجوم یہہ جو تشبیہ ملی — اسکو شرف آفتاب کا کہتی ہین

ایضاً

کعبی کا جو مرتبہ ہی وہ اظہر ہے — آفاق صدف دُر وہ خدا کا گہر ہی
اوس دُر سی ظہور نورِ حیدر نی کیا — گوہر سی جو نکلا ہی یہہ وہ گوہر ہی

ایضاً

کعبی کی ولادت کو نہ بیجا جانو — تم اس سی اشارہ یہہ خدا کا جانو
حیدر رہی پیدا جو ہماری گہر مین — اس بندی کو تم نور ہمارا جانو

ایضاً

دم یادِ خدا مین تہا جو سوتی تہی علی — راتون کو خدا کی ڈر سی روتی تہی علی
ہوتی تہی غنی کر کی غنی مفلس کو — بہوکی کو کہلا کی سیر ہوتی تہی علی

ایضاً

سب جا کی نجف مین نجم سی حُسن ہوتی ہین — جامِ آنکہون کی اوس نور سی پُر ہوتی ہین
وہ نورِ خدا خاکِ نجف مین جو ہی دفن — ذرّی یہہ اوسی نور سی دُر ہوتی ہین

ایضاً

جو چاہا وہی علی کی در سی پایا — دامن لبریز مال و زر سی پایا
سائل ایمان کا جو آیا در پر — اللہ کو شاہِ بحر و بر سی پایا

ایضاً

فردوس امامِ بحر و بر سی پایا — سید ہارستہ نبی کی در سی پایا
پہلی یہہ بشر ملا خدا اسی ہمکو — پہر ہمنی خدا کو اس بشر سی پایا

ایضاً

جسکو درِ اہلبیت اکرم نہ ملا
آرام جہان مین اوسی اکدم نہ ملا
جب تک نہ ملا پنجتنِ پاک کا نام
حوّا سی کسی طرح بہی آدم نہ ملا

ایضاً

یا شیرِ خدا دلم فدای تو شود
این مشتِ غبار خاکِ پای تو شود
جای تن خاکیم درت باد مدام
در خانہ دل ہمیشہ جای تو شود

ایضاً

اعمی کو علی دیکہی تو بینا ہو جائی
قطری پہ کرم کری تو دریا ہو جائی
ذرّہ در شہ کا صدقِ نیّت سی اگر
ہاتہہ آئی تو فوراً ید بیضا ہو جائی

ایضاً

ای دل نجفِ شاہ ہرا دور نہین
اوس تختی سی جنّت کی فضا دور نہین
وہ راہ ملی تجہی تو مل جائی علی
مل جائی علی تو پہر خدا دور نہین

ایضاً

عاصی ہی جو تو تو کربلا دور نہین
پیاسا ہی تو چل آبِ بقا دور نہین
منظور ہی تجہی جو ہو شہادت کا شرف
تو مقتلِ شاہِ شہدا دور نہین

ایضاً

جو جائی نجف مین غم سی حُر ہوتا ہی
اللہ ری فروغ ماہ خور ہوتا ہی
روتا ہی سحاب کی اعلی پہ جو وہان
ہر قطرہ اشکِ ابر دُر ہوتا ہی

ایضاً

دو لعل ہین مصطفےٰ کی خو ایک سی ہی
دو پہول ہین مرتضےٰ کی بو ایک سی ہی

اک در کو کیا خدا نی اسکے لیے دو — یہہ دو در ہین پر آبرو ایک سی ہی

ایضاً

اس عید غدیر نی نہان غدر کیا — حیدر کو نبی نی مالک صدر کیا
اللہ اللہ نور حیدر کا فروغ — خورشید نی قائم اپنی جا بدر کیا

ایضاً

لکھہ لین جو حسین اپنی ثنا خوانون مین — ہو فرق ثوابون مین نہ عصیانون مین
ملجای مرا نا نہ اعمال قبیح — فردوس کی جاگیر کی پروانون مین

ایضاً

مشہور ہون مین شہ کی ثنا خوانون مین — آخر ہوئی عمر اپنی ان ارمانون مین
کیا شمع مزار شاہ کی گرد پھرون — ملجائی مری روح جو پروانون مین

تضمین

کیا جانے کوئی علی کا رتبا — یا حق ادسے یا رسول سمجھا
ظاہر مین تو اب ہوئی وہ پیدا — پر قول اس باب مین ہی میرا

روزی کہ قلم گرفت معبود
لوحش کف مرتضیٰ علی بود

ایضاً

حیدر کی ولا کا داغ دل مین گل ہی — لیکن ہی وہ گل جسکا ملک بلبل ہی
دنیا کی ہوا مین دل جلایا ہی اگر — تو شمع ہی دل شمع ہی لیکن گل ہی

گر حبِ علی مین زندگانی کٹ جائی | ایضاً | تو فوج گنہ قریبِ رحلت ہٹ جائی
مٹی بھی ندیی پائین خوشش طینت کو | | نور رحمت سی قبر اوسکے پٹ جائی

گُل جبکہ چراغِ زندگانی ہوگا | ایضاً | تربت مین فسانہ دارِ فانی ہوگا
توحید و نبوّت و امامت ہی وہان | | قصّہ جو یہان ہی وہ کہانی ہوگا

پُر نور علیؑ کا داغِ الفت ہوگا | ایضاً | تو حشر کی دن نور کی صورت ہوگا
خورشید سی چشمِ دل نہ جہپکی گی قبول | | روشن یہہ داغ ہی قیامت ہوگا

رخصی یہ شہِ ہدا کی پہونچا مجہکو | ایضاً | ای جذب یہان اڑا کی پہونچا مجہکو
ای خضر پہونچ جاؤنگا افتان خیزان | | رستی پہ کربلا کی پہونچا مجہکو

رباعیات و عائیہ نوروز و عید مشتمل بر مدح سلطانِ عالم و عالمیان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

نوروز مبارک تمہین پادشاہ رہی | | افزون ہر روز شوکت و جاہ رہی
ہو زیر نگین تمہاری سارا عالم | | ماہی سی عمل مدام تاماہ رہی

حضرت کا رہی خالقِ اکبر حافظ | ایضاً | بعد اسکے مدام ہو پیمبر حافظ
ہی تختِ نبیؐ پہ آج جشنِ کا جلوس | | ہو تخت کا تیری و غضنفر حافظ

ایضاً

جانِ عالم تمہین مبارک نوروز
رشکِ حاتم تمہین مبارک نوروز

آمین ملک کہین باآوازِ بلند
چلائین جو ہم تمہین مبارک نوروز

ایضاً

حضرت کو مبارک ہو یہہ نوروز کا روز
بیشک ہی یہہ عیش و فرحت افروز کا روز

ہر ساعت روز یون ترقی کری عیش
ساعت تو ساعتون کی نوروز کا روز

ایضاً

یہہ عیدِ غدیر ہو مبارک تمکو جانِ عالم
صدقی اک اک تمہاری ناخن پر ہو جانِ عالم

عالم کی کمال تمکو خالق نی دی اللہ اللہ
تم مین نظر آتی ہی ہمین ای خوشخو شانِ عالم

ایضاً

این عید سعید بہرِ سلطان بادا
در جیب گل و گہر بدامان بادا

زیرِ تیغت گلوی اعدا باشد
دشمن در روزِ عید قربان بادا

ایضاً

ہر اک کو غنی کر دیا شاہا تمنی
جو بات کہی اوسی نبا ہا تمنی

خواہش جز مرضیِ خدا کچھہ بھی نہ کی
جو مرضیِ حق ہوئی وہ چاہا تمنی

ایضاً

سلطانِ زمانہ جانِ عالم تو ہے
حاتم ہو بلکہ جو وہ حاتم تو ہے

عالم کو تری نام سے ملتی ہی پناہ
اللہ کا سایہ اسمِ اعظم تو ہے

ایضاً

مطلب بہی تمہین ہو مدعا بہی تمہین ای شاہنشاہ
عیسی بہی تمہین ہو اور دوا بہی تمہین دل آگاہ

جلوہ ہی تمہاری شکل مین صانع کا ہر صورت سی
ہو دین ہی تم ہی عرش دنیا ہی تمہین ای ظلّ صمد

ایضاً

کثرت تمسی ہی او وحدت تمسی ای طالب رب
چاہا جسی اوسکی ہو شوکت تمسی نکلی مطلب
جو کچھہ مانگی قبول اسکو ہو ای معدن جود
مین تمکو طلب کرتا ہون حضرت تمسی جب ہی سب ہی

ایضاً

دینا جو مجھی تو رغبت اپنی دینا ای معدن جود
اور دل کو مری محبّت اپنی دینا پہر معبود
محتاج گدا طالب سلطان ہون ہون دولت کا نہین
ہمت مجھی تو اپنی بدولت دینا سب ہی جو جود

ایضاً

تم صاحب تاثیر ہو ای مہر منیر کل کی سرار
جو انکہہ سی دیکھی اوسمین پہر کیا تقریر اور کیا انکار
منہہ سی جو نکل گیا ہوا اوسکا ظہور کہتا ہی قبول
تقریر سی پائی ہی مطابق تقدیر ہمنی سو بار

ایضاً

نرگس جو دیکھو تو سیہ چوبین مین آنکہین ہو لی
پہنچی جو ہوا غنچون کی پیراہن مین عقدہ کہو لی
بلبل جو سنی کلام کرتی تمکو چپ ہو شا ما
تصویر کو چاہو تم اگر گلشن مین فوراً بولی

ایضاً

ہر آن تمہاری آن کہلاتی ہی ہیبت رب کی
صورت مین ہمین صاف نظر آتی ہی صورت رب کی
اولاد کیطرح ہمکو بہی پالا ہی حق سی ہی
معنی کی نزاکت مین سمجھاتی ہی قدرت رب کی

رباعیات متضمن بر حسن طلب رخصت کربلای معلّی و مشہد مقدس زادہما اللہ شرفاً

مشہد مجھی ای غنچہ دہن جانی دو
بلبل کو شہا سوی چمن جانی دو

قدمون کی تلی کمال ہاتہہ آیا عیش
دنیا تو بنی دین سے بہے بنجالی دو

ایضاً

حاصل عتبات کی جو رخصت ہوجائے
پوری بخدا یہہ میری حسرت ہوجائے
پہونچون تو وہان ہون وہ مرادین حاصل
شہ کو صحت مجھی زیارت ہوجائے

ایضاً

شاہا میرا سوال پورا ہوجائے
ایمان ای خوشخصال پورا ہوجائے
مدّاح جو نذرِ مصطفےٰ تک پہونچے
اس ناقص کا کمال پورا ہوجائے

ایضاً

ہر درد کی جاتی ہی دوا ملتی ہی
جو حاجتِ دل ہو بخدا ملتی ہی
جس درد کی درمان سی ہو عیسی عاجز
ایسے بیمار کو شفا ملتی ہی

ایضاً

انسان وہی ہی ہو جو قربانِ حسینؑ
ممدوحِ ملائک ہین ثناخوانِ حسینؑ
جو مانگون گا خدا سی دلوادین گی
شاکی نہین پہرنی کا یہہ مہمانِ حسینؑ

ایضاً

استعانت تیری ہی بخت سا درکار ہی
صدقِ نیت دل سی ہی لب سی دعا درکار ہی
یہہ کرون گا عرض پہلی مین نجف کو دیکہکر
یا علیؑ بس مجھکو اختر کی شفا درکار ہی

ایضاً

جو راہِ خدا مین سر بہلا بخشے گا
کیونکر نہ مراد و مدعا بخشے گا
جسوقت پہونچکے رو کے مانگون گا دعا
صحت وہ مسیحا بخدا بخشے گا

	ایضاً	
دکھ سنی کو شبیر سوا کوئی نہین		اس در کی سوا دل کی دوا کوئی نہین
جانِ عالم کی تندرستی کی سوا		دل کا مقصود و مدعا کوئی نہین

	ایضاً	
اس در سی ہر اک کا مدعا ملتا ہے		جو مانگون ابہی تم سی شہا ملتا ہی
ای ظلِ خدا وہ مانگتا ہون بخدا		بندی کو جہان جا کی خدا ملتا ہی

رباعیات متفرقہ

	ایضاً	
امت کو بتا گئے پیمبر مذہب		قرآن ایمان حُبِ حیدر مذہب
پر لفظِ حسد کی جو بہتر ہین قبول		نکلی ہین حسد سی یہہ بہتر مذہب

	ایضاً	
جو لوگ کہ معنےِ قضا کو سمجھے		وہ عینِ فنا اپنی بقا کو سمجھے
جو سمجھی علی کو وہ نبی تک پہونچے		جو سمجھی نبی کو وہ خدا کو سمجھے

	ایضاً	
دنیا کی بلندی اور پستی دیکھے		ہمنی تو فنا یہہ عینِ ہستی دیکھے
جب ہیان کیا نقودِ رحمت کا قبول		جنسِ عصیان کمال سستی دیکھے

	ایضاً	
نادان ہی جہان مین جو مغرور ہوا		جب کبر کیا حق سی وہین دور ہوا
جس مین کہ ہی کبر وہ پامالِ جہان		قیصر کا بہی سر ٹہوکرون سے چور ہوا

ایضاً

تکریم بشر کی انکساری مین سے ہے — زیبا سب کبر ذاتِ باری مین ہے
ہی اصل تو خاک کبر کیا خاک کری — عزت آدم کی خاکساری مین ہے

ہیچمدان این مصرعِ مشہور فارسی برای ملاحظہ نکتہ سنجان بر پنج صورت تضمین نمودہ

ہر یکی را بجای خود رباعی قرار دادہ

ایضاً

مین چاہتا ہون اوس سی کہون کاہشِ دل — شاید کری رحم در وشنکر غافل
پر دہیان ہی سنکی اور مغرور نہو — گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل

ایضاً

مقدور سی پایا ہی عجب غم مشکل — سب کہتی ہین کہی تو سنین ہم مشکل
کہدون تو صوابِ صبر جاتا ہی قبول — گویم مشکل وگر نگویم مشکل

ایضاً

تم عشق مین کیا پوچہتی ہو حالتِ دل — اس راز کو ای ماہ کہی کیا کامل
دل کرتا ہی منع تم یہہ کہتی ہو کہو — گویم مشکل وگر نگویم مشکل

ایضاً

میری تپِ عشق سی جو تہا وہ غافل — پوچہا یہہ طبیب نی کہو حالتِ دل
مین بولا کہ گو نگو مرض ہی میرا — گویم مشکل وگر نگویم مشکل

ایضاً

ہی داد کی ون بہی طبع میری مائل — ظلم و ستم اوسکی پوچہتا ہی عادل

ایذا ادسی پہونچی یہہ ہی منظور نہین | گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل

مستزاد بر رباعی مشہور

ای آنکہ بملکِ خویش پایندہ توئی ۔ یا ربِّ مجید
وز دامنِ شب صبح نمایندہ توئی ۔ از بہر عبید
کارِ منِ بیچارہ قوی بستہ شدہ ۔ چون قفلِ گران
بکشای خدا ایا کہ کشایندہ توئی ۔ بہتر ز کلید

رباعی در مدح حضرت دام ملکہ و سلطنتہ

دنیا کی مزی ظلّ اسی کہی سی ملین
سو مرتبی اک نگاہِ شاہی سی ملین
دریا ہی سراب پر جو ہو بارشِ فیض
در ہمکو وہان ریگ ماہی سی ملین

شروع تاریخہا

تاریخِ وفاتِ جناب منشی میر حسن صاحب صابر تخلّص

رفت از جہان چو میر حسن اکرمِ حسین
گویا بخاک گنجِ سخن رفتہ ہای وای
بعد از وداعِ گلشن ایجاد در بہشت
رحش چو بوئی گل ز بدن رفتہ ہای وای

تاریخ این مصیبتِ عظمیٰ قبول گفت
در چہلم حسین حسن رفتہ ہای وای

۱۲۸۸ ہجری

تاریخ نسبتِ فرزند حسین علیخان صاحب سلمہ اللہ العزیز با دختر میر باقر مسیح صاحب

زین نشاطیکه خدا کرد بتو ارزانی
چشمِ بدبین و دلِ خصمِ تو پُر خون بادا

تا که از دشنهٔ مضراب بماند نالان
سینهٔ دشمنِ این جشنِ تو قانون بادا

همچو اوراقِ خزان باد عذارِ اعدا
دائما چهرهٔ احبابِ تو گلگون بادا

صاحبِ گنج که خواهد ز خدا ہستیِ تو
گنجِ او بر سرش او بر سرِ قارون بادا

یا رب این گوهرِ خوش آب که فرزندِ تو هست
همچو دُر در صدفِ حفظِ تو مکنون بادا

آرزو هست که در حشمت و حکمت بجهان
لعلِ تو رشکِ فریدون و فلاطون بادا

ای خوشا روز که فرزندِ تو نوشاه شده
طرّهٔ تاجِ سرش شمسهٔ گردون بادا

ولی چرخ برقصست و جهان پُر ز نشاط
چتر گردان سر لعلِ تو گردون بادا

باد کم مرتبهٔ دشمنِ تو روز بروز
حشمت و دبدبه و جاهِ تو افزون بادا

سالِ این شادی و بہبود چنین گفت قبول
یا رب این نسبتِ فرزند همایون بادا

سنه ۱۲۸۴ هجری

تاریخِ فوتِ مرزا یادگار علی بیگ

اینکه مدفون بزیرِ خاک شده | به یقین بود دوستدارِ علیؑ
ظاهرا خاکِ ہند مدفن شد | بی گمان یافته جوارِ علیؑ
خوبیش یادگار ماند بدھر | بود باجان و دل نثارِ علیؑ
بہرِ سالش بود فکرِ قبول | یافت از فیض بی شمارِ علیؑ

سالِ تاریخِ فوت گشت رقم
رفته از دہر یادگارِ علیؑ

سنه ۱۲۴۸ ہجری

تاریخِ مسجد آتونصاحبه که در گولگنج طیّار شده

آتونِ ذہین که نامِ کلثومش ہست | مسجد طیّار کرده باعیش و سرور

تاریخش از قبول پرسید چو او
گفتا فی الفور نقشِ بیت المعمور

سنه ۱۲۴۹ ہجری

ولہ تاریخ مسجدِ موصوف

چون بنا شد مسجدِ عالی بدار المومنین
شد خدا خشنود و راضی شد رسولِ ایزدی

سالِ تاریخِ بنائی عالیش گفتا قبول
مسجدِ کلثوم بیگم شد قبولِ ایزدی

سنہ ۱۲۴۹ ہجری

تاریخِ خلعتِ نظارتِ جملہ محلاّت بحکیم شیخ فتح علی صاحب داماد آنو لضاحبہ

دعایم بدرگاہِ حق شد قبول
کہ شد بہرِ تو صورتِ جاہ و اوج

شد این سالِ تاریخِ خلعت رقم
ہمایون بود خلعتِ جاہ و اوج

سنہ ۱۲۴۹ ہجری

ولہ ہر دو فقرہ تاریخ خلعتِ حکیم صاحب موصوف

ناظرِ زمان
فتح علی خان

سنہ ۱۲۴۹ ہجری
سنہ ۱۲۴۹ ہجری

تاریخ صحتِ نواب قدسیہ محل صاحبہ حسب فرمایش حکیم شیخ فتح علی صاحب ناظر محلات

عید ہی ہر ایک سو آفاق مین
کیون نہ ہر سو جشن کا سامان رہی

حق تعالے نے کیا اپنا کرم
مہربان تجھپر ترا یزدان رہی

خضر کی سی عمر تجھکو دی خدا
تو خدا کی مورد احسان ہی

خلق پر دست سخاوت ہو بلند
جب تلک یہہ عالم امکان رہی

جو ترقی چاہے تیری جاہ کے
خلق مین آباد وہ انسان رہی

تجھسی ای بلقیس دوران دہر مین
یہہ سلیمان زمان شادان رہی

احمد مرسل کی ہو پشت و پناہ
تیرا حافظ سرور مردان رہی

شکر کی جا ہی شفا حاصل ہوئی
سجدۂ حق مین ہر اک انسان ہی

جشن عشرت روز تجھکو ہو نصیب
حاسدون کا درد بی درمان رہی

غسل صحت کی یہہ تاریخ ہے
زہرۂ جاہ و حشم تابان رہے

سنہ ۱۲۷۹ ہجری

تاریخِ وفاتِ سیّدہ جلیلہ حسبِ فرمایشِ وارثانش

شد بہت زائرہ در نقلِ کربلا مدفون	خوشا نصیب و خوشا ہمّت خوشا مدفن

قبول بہرِ سنینِ وفاتِ مرحومہ

بگو مآل مکان خلد و کربلا مدفن

سنہ ۱۲۴۹ ہجری

تاریخِ فوت شدنِ میر امید علی کہ از بیت السلطنت بکانپور رفتہ بود

از وطن دور شد امید علیؒ	نوجوان مرو قیامت گردید

سال تاریخ چنین گفت قبول

بسفر راہیِ جنّت گردید

سنہ ۱۲۴۹ ہجری

تاریخِ ولادتِ فرزند سلّمہ اللّٰہ سبحانہٗ یکی از شفیقان مسمّٰی بسیّد سرفراز علی صاحب

فرزند عطا کرد بتو خالقِ یکتا	واللہ کہ شد باعثِ خشنودیِ حباب

تاریخ بصد سرعت و تعجیل نوشتم

برآمده از برجِ حمل مهر جہانتاب

سنہ ۱۲۵۰ ہجری

تاریخ بنای سبیلِ قادر علی خانصاحب حسبِ فرمایش

حبذا قادر علیخان ذی کرم	ہست کو صاحب حشم عالی ہمم
ہست مطلوبش ہمیشہ روئی خیر	خیر سویش ہست وہست او سوی خیر
در نماز و روزہ بی مثل و نظیر	تابعِ فرمانِ دادارِ قدیر
یادمید ار و فروع ہم اصول	عاشق و شیدای سبطینِ رسول
چون حدیثِ تشنگی راگوش کرد	تعزیہ داری بجان و ہوش کرد
دائما دریادِ شاہِ تشنگان	اشک کرد از چشمِ حق بینش روان
یک سبیلِ جان فزا تیار کرد	آبِ او نذرِ شہِ ابرار کرد
ای خوشا آنی کہ شد در کربلا	تشنہ کامان را بہ از آبِ بقا
آب و جامِ آب باشد در حساب	آب مانندِ ضیا جام آفتاب
نذرِ شاہِ کربلا چون شد سبیل	باغِ جنت شد سبیلش سلسبیل

شد دلِ مارا چو سیرابی حصول | فکرِ تاریخش بدل کردم قبول

دل چو با این امرِ خیر آهنگ بست
گفت گویا سلسبیلِ ثانیست

۱۲۵۰ سنہ ہجری

تاریخِ بنای سبیل خانِ موصوف دیگر ولہ

جنابِ خانِ معلّی مقام صاحبِ جود | بلطف و ہمّت و اخلاق بی عدیل آمد
سبیل و باغ بنا کرد چون براہِ خدا | بدست بہرِ نجاتش عجب سبیل آمد

چہ خوب مصرعِ تاریخ آن قبول نوشت
برای تشنہ لبی آبِ سلسبیل آمد

۱۲۵۰ھ

تاریخِ فوت نوّاب قدسیہ بانو بیگم صاحبہ مرحومہ

حضرتِ قدسیہ بانو بیگمِ عالی صفات | حیف از دارِ فنا سوی جنان ناگاہ رفت
تیرہ و تار از زمین تا چرخ شد در ماتمش | گوئیا زیرِ زمین از اوجِ گردون ماہ رفت

سالِ تاریخِ وفاتش زد رقم کلکِ قبول

حیف بلقیسی ز پہلوئی سلیمان جاہ رفت

سنہ ۱۲۵۰ ہجری

ایضاً

دریغا حضرت قدسیّہ بانو
فلک شان و فلک قدر و ملک خو

ز نزدیکان درگاہ خدا بود
ز خود بیگانہ با حق آشنا بود

بہ ہمت زینت نسوان عالم
بعصمت پاک دامن ہمچو مریم

بہ سدرہ طائر جان آشیان یافت
ز دنیا رفت و در جنّت مکان یافت

پی تاریخ رضوان این صدا زد
الٰہا داخل فردوس گردد

سنہ ۱۲۵۰ ہجری

تاریخ فوت فرزند نواب قدسیہ محل صاحبہ کہ بکربلا دفن شدہ

فرزند قدسیہ محل یافت و فات
محزون و حزین شد از این غم کہ دسہ

سالش ہم معنوی و صوریست قبول

بست و نہم محرم و یکشنبہ

سنہ ۱۲۵۰ ہجری

تاریخ خواص پادشاہ بیگم صاحبہ حسب فرمایش محب دلی سید نجف علی صاحب

کیستکی از خواص خاص حضور
بود چون آفتاب مایۂ نور

خدمت او روز و شب نمود بدل
خیر خواہ حضور بود بدل

دائما خلق و عصمتش افزود
گوئیا خاک او ز جنت بود

حیف در باغ دہر کرد قرار
ہمچو گل چند روز در گلزار

تخلبند جنان نمودش یاد
روح بی صبر شد چو باد مراد

جانش از قید تن رہا گردید
مسکن جسم کربلا گردید

فکر تاریخ چون قبول نمود
دل او ہم ز درد گشت ملول

ناگہان از سروش غیب شنید
بجنان او چو گل شگفتہ رسید

سنہ ۱۲۵۱ ہجری

تاریخ رحلت میر محمد قاسم صاحب برادر جناب مولوی میر محمد صاحب مدظلہ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَخَافُ بِكَ فَارْحَمْنَا

سنہ ۱۲۵۱ ہجری

تاریخ شکستن دندان فیض خان صاحب

فیض خان است احبابِ قبول　　لاحق او را چو کہن سالی شد

رفت دندانش و تاریخش او

گفت دُرجِ دہنم خالی شد

سنہ ۱۲۵۱ ہجری

تاریخ وفات میر نوروز علی صاحب

میر نوروز علی رفت سوِ گلشنِ خُلد　　زین الم جملہ احبابش کشیدند تعب

صوری و معنوی از کلک برآمد تاریخ

آہ بدیومِ دوشنبہ سومِ شہر رجب

سنہ ۱۲۵۱ ہجری

تاریخ چاہ کلان پختہ صاحب جان نی از طوائف نامی باند حسب فرمایش جناب میر مولا لی صاحب

چو صاحب جان چاہی ساخت بہر فیض در عالم
برایش کوثر و تسنیم در جنت مہیا شد

سمندر شور تحسین کرد بر دریا دلی او
صدائی مرحبا بر ہمت از لبہای دریا شد

بہ بحر فکر چون غواص شد طبع روان من
خضر فرمود آب چشمہ شیرین ہویدا شد

سنہ ۱۲۵۱ ہجری

تاریخ وفات حکیم آقا علی صاحب

طبیب حاذق آقا علی عالی قدر
ہزار حیف قبائی حیات را بدرید

پی شفای مریضان مسیح دوران بود
بفن حکمت و طب رشک بو علی گردید

نظیر او چو فلاطون بربع مسکون نیست
چنان علوم نہ در خواب ہم ارسطو دید

چو رفت او ز جہان بود آن مہ رمضان
بحکم حق بسوی رضوان بسمت خویش کشید

گذشت چون ز جہان سال فوت گفت قبول
برای سیر جنان در مہ صیام رسید

۱۲۵۱ ہجری

تاریخِ خلعتِ توپخانہ بجناب مرزا اعلیٰ محمد خانصاحب سلمہ

بشاش اندنون مین ہوئی ہی تمام خلق
بیشک یہہ وزیر شرفا کی امنگ کی

اللہ ری کیا تجہی سردار خلق کا
شمشیرِ ظلم گہس گئی مانند زنگ کی

تیرا وہ عدل ہی کہی ہو کیسا ہی گرسنہ
پیچہی نہ دوڑی شیر کبہی شاطِ لنگ کی

کیا منہہ مرا جو تیری شجاعت بیان کرون
رستم بہی ایک زال ہی ہنگام جنگ کی

دریا پہ عکسِ تیغِ برہنہ اگر پڑی
شمشیرِ موج کاٹ دی دندان نہنگ کی

اعدا کا تیری منہہ ہی کبہی زرد گہہ سفید
آگی تری وان سون نشان رنگ رنگ کی

میر آتشی کو تجہسی ہوا اندنون فروغ
جل جل کی مدعی ہوئی مانا پتنگ کی

تاریخ کا یہہ مصرع برجستہ ہو قبول
بن جائین سب حسود نشانہ تفنگ کے

سنہ ۱۲۵۲ ہجری

تاریخ ملاقات شدن با امیری حسب الطلب

ای فلک رفعت و ملک سیرت
بہر ہر کس درِ تو مسکن باد

از دعای لب صغیر و کبیر | بهر حفظ حضور جوشن باد

هر که خالی بود ز مهر و ثنات | دهنش از زخم و سینه روزن باد

دشمنت خوار در جهان گردد | چمن عمر صرف بهمن باد

هر کمینه که در کمین تو هست | نفسش بهر روح رهزن باد

آنکه گرد سرش نمی گردد | گوی سر زینت فلاخن باد

دا ایما از نگاه فیض اثر | دشت پر خار رشک گلشن باد

لعل و گوهر دهے بلحتا جان | آستان تو رشک معدن باد

آستان بوس شد قبول حزین | کاشش همواره زیر دامن باد

بهر نذر حضور گفت قبول
مصرع اقبال عمر روشن باد

سنه ۱۲۵۲ هجری

تاریخ بنای امام باره حسین آباد که حسب الحکم حضرت وین منزل تیار گردید

باغ سلطان بهشت در عالم | هر یکی باغبان چو رضوانست

سوی کس نرگسش بنی نگرد　　همچو مریم چه پاک دامانست

این زمین چمن ز جوشش صفا　　همچو آئینه محو حیرانست

کف خاک چمن ز عکس گلشس　　رشک دست نگار حنانست

لب حوضش بفیض نکته تر　　منقبت خوان شاه ذیشانست

چاه او منبع حیات جهان　　آب او رشک آب حیوانست

شد بنا مشهد امام درو　　در شهیدان هرانکه سلطانست

رشک تعمیر روضه رضوان　　محل سیّد قتیلانست

چه نویسم بلندی اوجش　　کرسیش رشک عرش یزدانست

ای خوشا رتبه در و دیوار　　خشت مرآت اهل ایمانست

هست تاثیر ماتم شه دین　　صورت آه سرو بستانست

همه تن باغ ناله و درد است　　برلب غنچه آه و افغانست

یاد گیسوی شاه میدارد　　سنبلش ابتر و پریشانست

سال تاریخ این بنای بلند　　بر زبان همچو ورد غلطانست

بنویس ای قبول مصرع صاف
شهد سید شهید است

۱۲۵۴

تاریخ تفسیر کلام الله که جناب ثریا جاه مرزا الغ بهادر دام اقباله برای تفهیم خلق طبع کنانیده اند

ای والی عهد وی فلک جاه — خاک در تست به ز اکسیر
هر ذره خاک درگه تو — از مهر رخ تو یافت تنویر
شغل تو همیشه علم حق باد — در علم جوان شوی به سن پیر
تفسیر و حدیث داری از بر — در سینه ولای آل تطهیر
دادی تو رواج دین اسلام — گه با فرقان و گه به شمشیر
چون هست عبارتش بارد و — خوش بهر هدایتست تدبیر
هر حرف بکرسی نشسته — هر سطر به باب عرش زنجیر
تفسیر ز حکم شد چو مطبوع — هر نقطه دلی لمو و تسخیر
چون بهر جهان مفید عقباست — تاریخ عجیب گشت تحریر

بنویس قبول سال طبعش

مطبوع جہان شدہ چہ تفسیر ۱۲۵۸ھ

تاریخ سال ازدواج خود بخانۂ صاحب مقدرت عالی خاندان ایام سعادت یافته

انّی توکلت علی الحیّ القیوم ۱۲۵۸ھ

تاریخ کدخدائی شاہزادہ مرزا ولیعہد بہادر طال عمرہ

باد ابلند بارگہت ای ابو ظفر — آید برای کسب شرف بر در آفتاب
تا ہر سحر نثار شود ہمچو طائران — سیدارد از خطوط شعاعی پر آفتاب
شاہا بہ ہر زمین کہ فتد نقش پای تو — بینند جملہ اہل جہان یکسر آفتاب
آرد چون بپای مبارک سر نیاز — در لشکر نجوم شدہ سرور آفتاب
آموخت از تو سلسلۂ بند و بست خلق — زیر نگین نمود ہمہ کشور آفتاب
بالفرض اگر عدوی تو بر چرخ ہم رود — سیدارد از خطوط بکف خنجر آفتاب
نازم بنور روی تو ای بو ظفر کہ ہست — از عکس پاک صاف تو ہر جا گر آفتاب
چون جشن کدخدائی فرزند تو بدید — شادی نمود بر فلک اخضر آفتاب
آواز نوبت تو بگوش فلک رسید — زد طعن طبل شادی لعلت بر آفتاب

نوشاه را ببین که چه نورِ مجسّم است
کن شکرِ حق بگیر شہا در بر آفتاب

آمد شہا چو شربتِ شادی به پیش تو
از عکسِ نغز روئی تو شد ساغر آفتاب

از محفلِ ملائکه تحسین شنید او
بکشاد از ثنای تو چون دفتر آفتاب

شد امتزاجِ نور بنورای فلک شکوه
گشته عروس مشتری و دلبر آفتاب

دارد خدا بحفظِ خود این هر دو نور را
شد مشتری نثار و ثنا گستر آفتاب

چون ساختم رقم بکنم سالِ ازدواج
از جوشِ حسن حرف شده یکسر آفتاب

تاریخِ جشن هست ازین مصرع قبول
یک ماهتاب آمده و دیگر آفتاب

۱۳۰۴

تاریخِ وفاتِ سالکِ مسالکِ صدق و صفا قطبِ فلکِ عرفان و اهتدا بحرِ مواجِ تقدس و تقوی بنده خاکسار قیوم الدین المغفور و مرحوم جناب مجمع مرا صاحب جعل الله مسکنه فی الجنة ابدا

پدرم زیرِ فلک تنها کرد
چون نسوزم که عجب ظل رفته

رفت در باغِ جنان روحِ لطیف
جسمِ خاکی طرفِ گل رفته

عابد و زاهد و عالم عامل
سوئی حق راغب و مائل رفته

جسم و جان ہر دو بہ ہجرش بیتاب | قوّت از تن خوشے از دل رفتہ

سالِ این درد و الم گفت قبول
زین جہان عارفِ کامل رفتہ

سنہ ہجری ۱۲۵۳

تاریخِ تولّدِ شاہزادۂ والا تبار

تو سلامت رہی ای صاحبِ عالم تا حشر | عیدِ مولود ہی بندہ ترا خوشحال آیا
اپنی مہتاب کا مہتاب مبارک تجھکو | نجمِ برجِ شرف و نیّرِ اقبال آیا
ای خوشا وقت ہو جب تابان یہہ طلوع | دن ہمایون ہی مبارک یہہ و سال آیا
ماہ کا ماہ مبارک تجھی ای مہرِ کرم | تیری گوہر سی تری ہاتہہ عجب لال آیا
دی خداوند جہان عمرِ طبیعی اسکو | اکثر اپنی یہہ زبان پر سخنِ فال آیا
رات بہر رقص مین زہرہ ہی اس شادی سی | صبح کو دف لیی خورشید ہی فی الحال آیا
یہنی اس مہر کی جلوی کی جو تاریخ کہی | آبرو پائی مری ہاتہہ زر و مال آیا

نذر لایا ہی عجب نور کی تاریخ قبول

آفتاب ای فلک عزت و اقبال آیا

سنہ ۱۲۵۴ ہجری

تاریخ وفات مغفرت مآب اکمل البلغا افصح الزمان مولانا و استادنا جناب شیخ ناسخ صاحب اسکنہ اللہ فی الجنان

نالیم از جور اے فلک
سوز دترا فریاد ما

ناسخ کہ بود اکمل بہ فن
استاد با ارشاد ما

رفت او تہ خاک آہ آہ
خون شد دل ناشاد ما

پرسیتم و عیب افسوس ماند
اشعار سنے بنیاد ما

تاریخ گفتم اے قبول
رفت از جہان استاد ما

سنہ ۱۲۵۴ ہجری

تاریخ ختنہ شاہزادہ طال اللہ عمرہٗ

ہاہے یہہ روز ولادت زہرا
سبکو یہہ روز روز عید ہوا

آج جو رسم ہی مبارک ہی
خلق پر لطف حق مزید ہوا

خوش محمد رضا علی خان ہو | تیر الخت جگر رشید ہوا
ہو مبارک سرور سنت کا | عیش آیا الم بعید ہوا

لکھہ قبول اب یہہ مصرع تاریخ
واہ کیا ختنہ سعید ہوا

۱۲۵۷

تاریخ تولد شاہزادہ طال اللہ عمرہ

ای صاحب عالم و سپہر اقبال | ہی آج جہان مین سبھون کو فرحت
مسرور ہی خلق عید کا ہی سامان | پیدا جو ہوا ہی یہہ ہمایون طلعت
تیری خورشید کا ہی یہہ بدر منیر | دونون کی سوا ہو روز شان و شوکت
سائی مین تری بڑہی یہہ خورشید لقا | اللہ بڑہائے اور جاہ و حشمت

کیا خوب قبول نے یہہ تاریخ کہی
طالع ہے آفتاب برج دولت

سنہ ۱۲۵۴ ہجری

تاریخ عنایت اوشن انبہ بیگاہ مرزا ولیعہد دام اقبالہما

شہا مجھکو رزاق کل سے قسم
نمکخوار پر لطف حضرت ہوا

دیا سب طرح رزق تو نے مجھے
بس اب سیر ہر ایک صورت ہوا

مرا شاہ تہا اب یہہ نعمت جو دے
مرا تو خدا وند نعمت ہوا

الش خوار شیرین زبان ہو گیا
کہ یہہ خوان خوان فصاحت ہوا

عنایت ہوئین نعمتین جو لطیف
کلام اب مرا پر لطافت ہوا

ہوا یہہ نمکخوار جسوقت سیر
دعا گو خدا سے بمنت ہوا

خیال آیا لطف عنایت کا جب
وہین غرق دریائی فکرت ہوا

کہ ناگاہ وہیان آیا تاریخ کا
الش تیرا حامی ہمت ہوا

غرض بھر تاریخ فوراً قبول
پکارا یہہ خاصہ عنایت ہوا

سنہ ۱۲۵۴ ہجری

تاریخ عقد شاہزادہ و شاہزادی صاحبہ مرزا ولیعہد بہادر دام ملکہ در کشتب

سرور عیش ترا باد صاحب عالم
نصیب بخت دلان باد راحت و آرام

بلند مرتبہ ہر یک بسایۂ تو شود
شوند روشن ازین عقد ہر دو چشم حضور
دو عقدِ نیکِ دو فرزندِ خود چو فرمودی

ہمائے اوجِ سعادت ہمیشہ باد بدام
عدو کہ ہست شود کور وہم شود ناکام
مددِ خدا و رسولِ خدا بوند دوام

قبول نذرِ تو تاریخِ نور آوردہ
دو چشم روشن بادا ازین دو عقد مدام

سنہ ۱۲۵۴ ہجری

تاریخ عقد اسد اللہ و مرزا جواد علی بہادر مع بہا

ہوا جو عقد اسد الدولہ شاہزادے کا
یہ شیر صاحبِ عالم کی سایے مین ہے شاد
یہ بزم عیش نہ کیونکر ہو نور سے معمور
یہ دونون دولہہ دولہن تا بحشر شاد رہین

قبول دینے لگا اوسکو صدقِ دل سے دعا
سرورِ عیش و خوشی مین بسر ہو صبح و مسا
کہ اسکا چہرہ ہے خورشید اور کرن سہرا
نبی کا فضل رہے اور مدام حفظِ خدا

ہوئی قبول کو تاریخِ عقد کی جو فکر
سروشِ غیب پکارا خجستہ عقد ہوا

۱۲۵۴

تاریخِ زاد المعاد کہ جناب بیگم صاحبہ وقف فرمودند

فخر النسا کہ صاحبِ توقیر و عزّتست
خالق باو مدارج والا عطا نمود

ہست این جناب چون محل خاصِ بوظفر
اکثر بکارِ خیر باو اتحاد نمود

تفسیر و مصحف او برہِ حق چو وقف کرد
اینہم بوقف پیروی شاہِ ما نمود

ہر کس کشاد صفحۂ زاد المعاد دید
گویا کہ بابِ گلشنِ فردوس وا نمود

تاریخِ او قبول بدین وضع زد رقم

زاد المعاد وقفِ رہِ خدا نمود

سنہ ۱۲۵۵ ہجری

تاریخِ عنایتِ تاج از پیشگاہِ محمد علی شاہ بادشاہ بولیعہد ثریا جاہ بہادر

ولیعہدِ دوران سلامت
نصیبِ عدو ہوتا ہے

مری شاہ کا حکم نافذ
رہے ماہ سی تا بماہے

مع آل و اولاد اسکے
بڑہے عمر و دولت اسکی

وہ ہو جایا ہے تاج شہ نے
ضیا مہر نے جس سی چاہے

قبول اسکی تاریخ یہہ ہے

مبارک ہو دستارِ شاہی

سنہ ۱۲۵۵ ہجری

تاریخ ایضاً عنایتِ تاج

صاحبِ عالم ترا وہ نور ہے
جسکی آگی ہے مکدر آفتاب

صدقے ہوتا ہے تری تصویر پر
رات بھر مہتاب دن بھر آفتاب

جبسی تیری خاک در پر سر گھسا
خیلِ انجم مین ہی سرور آفتاب

حکمِ نافذ سی تری زیرِ نگین
کیون نہ رکھی ہفت کشور آفتاب

تاج وہ بھیجا ہی شاہنشاہ نے
ہوگیا قربان جسپر آفتاب

نور سی اس تاج کے مہتاب ہو
آئی جب اِسکے برابر آفتاب

اخترِ اقبال چمکا دی مرا
کرنے مجھے ای ذرّہ پرور آفتاب

تاجِ انور کی جو مینی مدح کے
ہوگئی مضمون سراسر آفتاب

لکھون وہ تاریخ جسکی نور سے
ماہ روشن ہو منوّر آفتاب

دیکھے نور اعلی نورای قبول

گوئیا مہ تاج ہے سر آفتاب

سنہ ۱۲۵۵ ہجری

تاریخ عطاے خلعت بمرزا ولی عہد بہادر شہزادہ جوانبخت ادام اقبالہ از پیشگاہ بادشاہ جمجاہ محمد بہادر شاہ خلد اللہ ملکہ

بشاش تو ہو صاحب عالم فلک شکوہ
ہر شب شب برات ہو ہر روز عید ہو

یہہ ماہ عید تجھکو مبارک ہو میری شاہ
ہو عید سی زیادہ جو ماہ جدید ہو

جاہ و جلال تیرا کبھی کم نہو شہا
اقبال و عمر و شوکت و حشمت مزید ہو

اس چاند مین حصول ہون سب مطلب دلی
ہر عقدی کی لیے یہہ مہ نو کلید ہو

تیری محب کا مرتبہ گردون سی ہو بلند
ایسا عدو ہو پست کہ قارون مرید ہو

تریاق کیسا ہاتھہ سی گر تو عطا کری
تو زہر بھر مار گزیدہ مفید ہو

پہناوہ تو لی نور کا خلعت کبھی بہر وخت
پہونچی یہان تو سوزن عیسی کو عید ہو

خواہش اگر ہو یہان کی خلعت کیواسطی
تو اطلس سپہر کی قطع و برید ہو

گردون سی لکھی آئین ستاری ابھی اگر
چمکی کی بہر خلعت شاہی خرید ہو

حافظ رہین نبیؐ و علیؑ فاطمہؑ حسنؑ
ناصر ہر ایک امر مین شاہ شہید ہو

پہنا ہی جسم پاک مین خلعت جو عید کا
تاریخ اسکی یہہ ہی کہ خلعت سعید ہو

۱۲۵۵ سنہ ہجری

تاریخ زیب فرمودن خلعت فاخرہ ثریا جاہ بہادر بروز جشن دام تقاوہ

ای ولیعہد و صاحب عالم
تو مرا شاہ پاک طینت ہی

نہ مروت کسی مین ہی ایسی
نہ یہہ ہمت نہ یہہ حمیت ہی

آستان بوس جو ہوا ہی ترا
خود قدم بوس اوسکی دولت ہی

تیر امداح جب سی ہی یہہ قبول
چشم مردم مین اسکی عزت ہی

کی ثنا گستری تری مینے
اسلیی اب جہان مین شہرت ہی

تو نے پہنا جو جشن کا خلعت
تیری اوپر نزول رحمت ہی

جامہ زیبی ہو کیون نہ تجہپر ختم
کسکی ایسی جہان مین شوکت ہی

نور خلعت کو مل گیا تجہسے
جسم سی خود اسی کی زینت ہی

ہی یہہ تاریخِ خلعتِ تنِ شاہ
آپ یہہ جسم زیبِ خلعت ہی

سنہ ۱۲۵۵ ہجری

تاریخِ بنای سرور منزل

سرورِ عیش رہی تجھکو ای سپہر شکوہ
کوئی ملال نہ داخل ہو خانۂ دل مین

بنا ہی قصرِ ولیعہد یہہ عدیم المثل
کوئی محل نظر آتا نہین مقابل مین

ہی ایک ظاہر باطن دلِ ملک کیطرح
جو نور قصر کی خارج مین ہی وہ داخل مین

برای نقش و نگار آی جب مصورِ حسن
خطوطِ مہر بنی ہو قلم انامل مین

کہی یہہ قصر کی تاریخ دیکھکر تجھی خوش
سرور اب یہہ سوا ہو سرور منزل مین

سنہ ۱۲۵۵ ہجری

تاریخِ سائبانِ قصری کہ بحکمِ امجد علی شاہ تیار شدہ

کرد تعمیر ولیعہد چہ قصر
قاصر از رفعت آن اور اکست

حامیِ قصر شده باب علوم | حافظِ شاه شهِ تو لاکست
سایبانش چه رفیعست و بلند | که ز تشکش دلِ گردون چاکست
گفت معمارِ خرد تاریخش | که ز تعقید و تنافر پاکست

چون ولیعهد دران داخل هست | ۱۲۵ | بیخ و ولیعهد بیخ بیخ زحل بیرون
همشکوهِ فلک الافلاکست

سنه ۱۲۵۵ هجری

تاریخ تولدِ شاهزاده طال الله عمره

شاها زگلِ تو غنچه پیدا گردید | از مهر خدا ز مهر تو ماه دمید

چون گل بشگفتم و نوشتم تاریخ | ۱۲۵۸ هجری
این غنچه باوج از گلِ جاه دمید

تاریخ بنای برج خاص مکان

عمرت دراز باد بعیش و طرب شها | بی شبه این دعای قبولست مستجاب
برج نوی بخاص مکان چون بنا شده | مداحِ این خجسته بنا گشته شیخ و شاب

الماس خوردہ است زمرّد ز سبز پیش
هم سبزۂ بہشتِ برین را شدہ حجاب

جُستم ز پیرِ عقل چو سالِ بنائی آن
پیرِ خرد ز فرطِ طرب داد این جواب

شاہِ تو آفتاب بنوست ای قبول
تاریخ نذر کن کہ بود آن ہم انتخاب

سر خم چو شد بزانوِ فکر و تاملی
الہام شد ز ملہمِ غیبی شہا شتاب

فورا چہ خوب مصرعِ روشن بر آمدہ

آباد باد از قدست برجِ آفتاب

۱۲۵۶ سنہ ہجری

تاریخ ولادت مرشد زادہ کہ در خانۂ شاہزادہ بروز وسا شرف آفتاب تولد شدہ

فضلِ خدائی کریم ہی یہہ وبعہد پر
عیش و خوشی کی ملازم رہتی ہین مفتوح باب

ماہ جو روشن ہوا ہی تری خورشید کا
دن ہی یہہ تقویم مین سعد روئی حساب

ہی شرفِ آفتاب اسکی ولادت کی دن
عید یہہ وہری ہوئی شاد ہوئی شیخ و شاب

اسکی مطابق قبول فکر جو مجہکو ہوئی
مصرعِ تاریخ یہہ کہا تہہ لگا لاجواب

بسالِ ولادت قبول کر رقم اس وضع سی

ماه چو طالع ہوا ہی شرف آفتاب

سنہ ۱۲۵۶ ہجری

تاریخ رحلت منشی غلام مرتضی مرحوم کہ در روضہ خوانی بےمثل بود

منشی بےمثل را | چون بجنان موت برد
خون جگر لخت دل | در المش خلق خورد
آہ چو او روضہ خوان | روح برضوان سپرد
سینہ زنان نوحہ خوان | بد چہ بزرگ و چہ خرد

سال بگو اے قبول

بلبل خوش لہجہ مرد

سنہ ۱۲۵۷ ہجری

تاریخ بنای بنگلہ لاجواب وسط حضرت باغ حسب الحکم ثریا جاہ مرزا ولیعہد بہادر دام ملکہ

ای ولیعہد عادل دوران | شد ز عدل تو راہ دین روشن
آسمان روشنست از خورشید | شد ز مہر رخت زمین روشن

چون بنا شد ز حکم او بنگله
گشت ازین چرخ چار مین روشن

برگ برگ چمن ید بیضاست
باغ از بنگله شد چنین روشن

نور بالائے نور مے بینم
که مکان روشن و مکین روشن

دید از دور چون قبول آنرا
پُرضیا دل شد و جبین روشن

این دعائیه گفته شد تاریخ

صحن گلشن مدام ازین روشن

سنه ۱۲۵۷ هجری

ایضاً تاریخ بنگله موصوف

ای شاه خدا ترا سلامت دارد
حشمت چو سکندر شود و عمر چو نوح

این بنگله بوسط باغ کردی چو بنا
مملو ز حسن هست و خالی ز قبوح

تاریخ بنائی اسعدش گفت قبول

در سینه گلزار نمایان شد روح

سنه ۱۲۵۷ هجری

تاریخِ پلِ آہنی

ہی جو دریای کرم امجد علی عالم پناہ
شاہ جزو و کُل کا جسکو خالقِ کُل نی کیا

چشمِ گردون نی نہ دیکھی ہوگی پانی پر سڑک
رستہ جاری فیضِ شاہِ با تجمل سے کیا

سخت مشکل تھا ہوا پر جسرِ آہن کا قیام
محکم استقلال شاہِ با تحمل نی کیا

بن سکا تھا کب کسیکی عہد مین پل آہنی
بار ہا قصد اہلِ عقل اہلِ تامل نی کیا

یہہ کہی تاریخ جسدن بن چکا پل ای قبول
رستہ کیا دریا کا موم آج آہنی پل نی کیا

سنہ ۱۲۷۱ ھ

تاریخِ خلعتِ وزارت جناب وزیر الممالک حضورِ عالم نواب مدار الدولہ سید علی نقی خان بہادر دام اقبالہ

شکرِ خالق ہی کہ اوسنی رحم عالم پر کیا
ہمکو آنکھون سی دکھایا مرتبا نواب کا

حیدرِ کرار کا دل سی محب اوسکا ہی
حامی و ناصر ہوا شیرِ خدا نواب کا

اسکی مینی لکھی یہہ تاریخ فوراً ای قبول
نائبِ حیدر الورا حامی ہوا نواب کا

سنہ ۱۲۷۳ ھ

تاریخِ وفاتِ جناب خواجہ حیدر علی صاحب مغفور آتش تخلص

خواجہ آتش کاملِ اشعار پر سوز و گداز	اُٹھہ گیا دنیا سی اب ویسا کہان دنیا مین ہی
ایسا شاعر تہا کہ بزمِ شاعری ہی جس جگہہ	ہر کوئی بدلی غزل کی نوحہ خوان دنیا مین ہی
شعر کہنی مین مینِ عشق کا سلطان تہا	نقدِ موزون صورتِ سکّہ روان دنیا مین ہی
جب کلام اوسکا نظر آتا ہی گویا وُہ ہی	وہ نہان ہی خاک مین وُہ یان عیان دنیا مین ہی

دیکہکر دیوان یہہ تاریخ لکہدی ای قبول

اب فنا آتش نہین سوزِ زبان دنیا مین ہی

سنہ ۱۲۶۳ ہجری

تاریخِ جشنِ شادیِ حضرت سلطانِ عالم دام ملکہ با نواب اختر محل صاحبہ

عروسِ نو جو یہہ پہلو مین ہی شاہا	ضیاؤ نور کا تا چرخ شہرہ ہی

قبول اسکی یہی تاریخ لکہتا ہی

مبارک یہہ قرانِ شمس و زُہرہ ہی

سنہ ۱۲۶۷ ہجری

قطعۂ تاریخ و تہنیت جشنِ شادیِ جرنیل صاحب بہادر طال اللہ عمرہ

یا الٰہی سبعہ سیارہ تا در گردش اند — نور تو پیرو تو فگن بر فرق مہر و مہ بواد

حکمران جرنیل بر فوج طرب بادا مدام — لشکر شان و تجمل دائما ہمرہ بواد

تا صد و سی سال در ظل تو خالق دارش — عمر خضر از بہر این دلدار و نور مہ بواد

سال مسعودش رقم کردم ز رحمت ای قبول — تا ازین جشن گرامی رتبہ خلق آگہ بواد

باد تاریخ دعائیہ بدرگاہت قبول

یا الٰہی شاہ فوج عیش این نوشہ بواد

سنہ ۱۲۶۷ ہجری

تاریخ تولد شہزادہ مرزا قمر قدر بہادر دام اقبالہ

بعشرتخانہ سلطان والا شان — ولادت یافت شہزادہ بلند اقبال

نوشتم صوری و ہم معنوی سالش

دو شنبہ بود و بست و یکم از شوال

سنہ ۱۲۶۹ ہجری

تاریخ تصنیف رسالہ شاہی مسمی بجلسہ اختر

آن سید شمس دین که تخلص فقیر داشت	در شعر یادگار جلال اسیر را
کرده عروض و قافیه و فارسی رقم	تا فائده دهد شعرای خبیر را
شاه بلند فکر پئی نفع خاص و عام	اردو نمود آن رقم دلپذیر را
حل معنی رساله بطوری نمود شاه	کافی شد است جمله صغیر و کبیر را
اکنون نماند حاجت تحقیق از استاد	هادی شد این رساله دل نکته گیر را
الفاظ کهنه اش همه مستبدل شده زنو	گردید مرتبه دل فقیر حقیر را

تاریخ طبع کرد قبول انچنین رقم

ملبوس داده نوشته اقدس فقیر را

سنه ۱۲۶۹ هجری

ایضاً

ای زهی نور بحر علم شهی	هست مهر مبین رساله شاه
فیض شد در جهان بخاص و بعام	هست این بهترین رساله شاه

سال اردو نمود هست قبول

لا عدیلست این رسالہ شاہ

سنہ ہجری ۱۲۶۹

تاریخ طبع مثنوی مسمیٰ بہ دُرّۃ التاج کہ تصنیف تدبیر الدولہ بہادر است

للہ الحمد مثنوی شد ختم
پُر بوصف خدایگان جہان

درّۃ التاج نام مثنویست
صرف وصفش شدہ زبان جہان

شدہ در عشق شاہ اسیر اسیر
داد دل شاہ را بسان جہان

عشق خود نظم کرد از سلطان
آنکہ در اصل ہست جان جہان

خوش ادا خوش مزاج خوش گفتار
ہست جان بخش و دلستان جہان

خلق میگوید این شہنشہ را
اختر حسن و آسمان جہان

بر زبانش زبان خلق نثار
بر دہانش فدا دہان جہان

سیر این مثنوی چو حاصل شد
مدح کردند نکتہ دان جہان

سال طبعش شنو ز طبع قبول
زیب و سر تاج عاشقان جہان

تاریخ بنای تعزیہ داری بارہ دری سنگین المسمی بقصر العزا

بقیصر باغ در قصر العزا از نیت خالص	شروع امسال کرد شاہ ہندستان عزاداری
بسر ور چیدن اسباب ماتم کردہ روز و شب	بہ بین اینستا یدل با دل و با جان عزاداری
نیامد در نظر مانند این سنگین عزا خانہ	ندیدہ ہیچکس با چشم خود زینسان عزاداری
چو رونق داد از دل شاہ بہر این عزا خانہ	شدہ مقبول شاہنشاہ مظلومان عزاداری

دعائیہ قبول این مصرع تاریخ ہاتف گفت

کند تا یک صد و سی سال این سلطان عزاداری

۱۲۷۰ ہجری

تاریخ آمدن ماہ تبند باغ با غبار غلیظ و سیاہ تر روز دوشنبہ ماہ شعبان

سیہ کاریون سے جو آئی تھی آندھی	سو اس شہر سے وہ نکالی خدا نے
سنی صدق نیت کی باعث سے فورا	دعای شہنشاہ عالی خدا نے

قبول اسکے تاریخ بہی یاد رکہنا

بلائی سیہ کیا ہی ٹالے خدا نے

[illegible]

تاریخِ ولادتِ شاهزاده طال اللّٰه عمرهُ نجل حضرتِ سلطان عالم خلّد اللّٰه ملکهُ

بشبستانِ سرورِ تو شها — روشن این شمعِ شبستان بادا

سالِ تاریخ ضیابخشِ دلست
بجهان ماهِ درخشان بادا

سنه ۱۲ هجری

تاریخِ فوت نمودنِ شاعر بانمود و نامی جناب خواجه وزیر صاحب وزیر رحمه اللّٰه

چو خواجه وزیر از جهان رفت — بگفتند اہلِ ہنر وای
نشان از وے اکنون نمانده — بجز نظمِ خوشش شعرِ تر وای

سه و سال را یاد دارید
به ذیقعده بوده سفر وای

سنه ۱۲ هجری

ایضاً

زمینِ شعر و سخن را گذاشت خواجه وزیر — که در تمامی اہلِ سخن گرامی بود

فصیح بود اگرچه در استخوان هندی
مگر بماند ز نظمش شکِ جامی بود

بنظم بود تلمذ ز ناسخِ مرحوم
که یک بزمرهٔ شاگردیش نظامی بود

وزیر بود چو سلطانِ ملکِ معنی را
بملکِ نظم ز فکرش خوش انتظامی بود

گذاشت او چو جهان را نوشت سال قبول
وزیر بادشهِ شاعرانِ نامی بود

سنہ ۱۲ ہجری

ایضاً

چون ز دنیا گذشت گرویده
پیشِ شاهِ شهید جای وزیر

بود در شعر شاهِ دیگر
نیست ممکن کنم ثنای وزیر

رفت چون از جهان بسوی جنان
ناله کش خلق شد که های وزیر

دلِ هر کس که هست موزون تر
پر شد از دردِ جان گزای وزیر

سالِ رحلت چنین نوشت قبول
بسخن شاه بود وای وزیر

تاریخ جنگ نمودن وزیر مرزا تن تنہا بدگاہ با مجمعی کہ پانزدہ کس مسلح بودند و بکمال شجاعت کشتہ شد

چون زخمی شد وزیر مرزا | از دنیا این سعید شد ہای

کلکم سالش قبول بنوشت
این شیر جوان شہید شد ہای

۱۲ھ

ایضاً

بسن ہیزدہ سال آہ افسوس | جوان تیر قضا را شد نشانہ

چو رفت از دہر سالش گفت ہاتف
جری ابن جری رفت از زمانہ

۱۲ھ

تاریخ ولادت پسر سلمہ سبحانہ میر محمدی صاحب سپہر تخلص

سپہر شاعری کے آج گھر مین | ہوا ٹکڑا قمر کا جلوہ آرا

قبول اسکی کہے تاریخ فوراً
سپہر نور کا چمکا ستارا

سنہ ۱۲ ہجری

تاریخ فوت منور میر وزیر صبا دفعتهٔ که قریب دروازه عیش باغ از اسپ افتاده بوجه ضرب بدن شد و باغ جنان بجان آفرین سپرد

حیف در عالم ارواح شده میر وزیر
نوجوان بود و گذشت از وطن دنیا زود

بود اسوار براسپی که صبا را بگذاشت
برد او راز سرائی کهن دنیا زود

عیش در باغ جنان یافت چو افتاد از اسپ
شد نجات از غم و رنج و محن دنیا زود

بود او شاعر خوش فکر درین بزم جهان
حیف خالی شد از و انجمن دنیا زود

دفعتهٔ مرد چو او سال رقم کرد قبول
در جنان رفته صبائی چمن دنیا زود

۱۲۷۱ سنه هجری

تاریخ انتقال فقیر ساکن منه که خود را بضرب طپنچه هلاک نمود

شد گرفتار خون خویش فقیر
در دل پخته این چه خامی رفت

از حد بهشت سال تاریخش
بجهنم فقیر نامی رفت

۱۲۷۱ سنه هجری

قطعۂ تاریخ نذرِ عنایتِ گلوبند مبارک کہ مخاطب بجامۂ حسن است

جانِ عالم تو عزیزی بجہان چون مصر	ناخنت عقدۂ ہر بندۂ اللہ کشاد
رُخت آن آئینۂ نورِ ازل ہست شہا	کہ برین دیدہ چو حیرت زدگان باز کشاد
شاہراہِ کرم و جود کہ بود آن مسدود	وسعتِ ہمتِ سلطانِ فلک جاہ کشاد
از کرم کرد گلوبند عنایت بہ قبول	گرہ غنچۂ دل رتبۂ دلخواہ کشاد

سالِ تاریخ شگفتہ شدہ کردیم رقم
سینۂ ما ز گلوبند شہنشاہ کشاد

۱۲۷۱ سنہ ہجری

تاریخ طبع دیوان تدبیر الدولہ منشی مظفّر علیخان صاحب بہادر جنگ اسیر تخلص

دیوانِ اسیرِ کاملِ فن شد طبع	از شعرِ متین متانتِ دیوانست

چون سیرش کرد گفت تاریخ قبول
مطبوعِ دل فصاحتِ دیوانست

۱۲۷۱ سنہ ہجری

تاریخ آغازِ طبع دیوان دوازدہم ماہ ذیقعدہ ۱۲۷۱ سنہ ہجری از مصنف

اکنون شروعِ طبعِ غزلہا شد ای قبول　　دیوان مقامِ شعر و بہ شعرم مقامِ کذب

تاریخ در دعا ز خدا عرض کن قبول
یا حق بکن معاف گناہِ کلامِ کذب
۱۲۷۱ ہجری

مصرعِ تاریخ در صنعتِ حروفِ منقوطہ از متدارکِ مخبونِ مقطوعِ مربع

زیب بخشش
۱۲۷۱ ہجری

ایضاً قطعۂ تاریخ در صنعتِ حروفِ مہملہ بہ سنہ ۱۲۷۱ مذکور

سر کلام کا مصرعِ سال اور لکھو　　کمال والو اگر اسکا سال ہو درکار

ملاوہ مادّہ کامل کہ دل ہوا مسرور
کلامِ سحرِ حلال اور طلسم ارسطو کار
سال ۱۲۷۱

تاریخِ وفاتِ میر مظفر حسین صاحب مغفور متخلص ضمیر

بجنان رفت ز آفاق ضمیر　　ہستم از وصفِ کمالش قاصر

سالِ تاریخ قبول اکنون گو

آه افسوس حسینی ذاکر — ۱۲۴۲

ذاکرِ عالی نسب والا حسب یعنی ضمیر | ایضاً | رفت حسب الحکمِ خالق چون بعالم آه وای

سالِ فوتش صوری و هم معنوی گفتم قبول
شنبه و بست و سیم بود از محرّم آه وای — ۱۲۴۲

تاریخ طبع مثنوی مسمّی ذکر المعصومین صلوات اللهِ وسلامهُ علیهم اجمعین

بخشش کو وافی ای قبول نبی لیی | ہی چارده معصوم کی یہہ مثنوی
دلوائیگی ہر بیت گھر فردوس مین | روزِ جزا کام آئیگی یہہ مثنوی
بی مثل ہی دیندار و مؤمن کی لیی | اوّل سی آخر تک سبھی یہہ مثنوی
لازم ہی سالِ طبع ہی مطبوع ہو | تاریخ کی ہی مقتضی یہہ مثنوی

یہہ فکر تھی ناگہ صدا ہاتف نی دی
بی مثل اب کیا ہی چھپی یہہ مثنوی — ۱۲۴۲

قطعۂ تاریخِ وفات زکیّ الدولہ بھادر داروغۂ اخبار

رفتہ ز جہان زکیِ دولہ بجنان | اولادش چون نغان ندارد ای آہ

هر یک از دوستان که ما نوشتیم بود
دردش در دل چسان ندارد وای آه

اخبار ملک بود در قبضهٔ او
حالا ور ملک جان ندارد وای آه

باغ و املاک داشت لیکن حالا
جز گور دگر مکان ندارد وای آه

سالِ فوتش رسان بعالم تو قبول
اکنون خبر از جهان ندارد وای آه

سنہ ۱۲۸۲ ہجری

تاریخ اختتام دیوان از مصنف

طبع شد دیوانِ ما چون ای قبول
بهر تاریخش بدل آمد خیال

چون بفنِ شاعری ناقص تریم
بشنوید ای کاملانِ خوش مقال

این غزلها را که موزون کرده ایم
طبع را از شهرتش بود انفعال

حضرتِ سلطان بطبعش حکم داد
شد مگر تاخیر ازین ناقص کمال

چون بصد تعجیل قطعاً حکم شد
عذر را باقی نماند آنگه مجال

جمله نظم ما بعینه طبع شد
رطب و یابس ماند در دیوان بحال

نقص یکسو یک طرف نسیانِ ما | سهوِ کاتب نیز باشد لامحال
الغرض تحریفِ لفظ از اصلِ خویش | عاقل از معنی کند فوراً خیال

لاجرم تاریخِ طبعش گفته‌ایم
نقص و سهوِ ما مبین ای ذی کمال

سنہ ۱۲۷۲ ہجری

ایضاً

ای آنکه بآبیاریِ افضالت | خاری غیرت دهِ حدائق بشود
سویش بوزد اگر نسیمِ لطفت | هر برگِ شجر رشکِ شقائق بشود
این خار و خسی چند که جمعش کردم | گلدستهٔ بزمِ فکرِ شائق بشود
گر لطف کنی بحسنِ قبولش یا رب | مقبولِ سخنورانِ فائق بشود
از چشمِ بدِ عیب بُوَد و هان محفوظ | این نسخهٔ صاف و نظمِ رائق بشود
هر صفحه‌اش از جوشِ صفائی مضمون | آئینهٔ اسرارِ حقائق بشود

گردید چو طبع گفت تاریخِ قبول

مطبوع طبایع خلائق بشود

سنہ ۱۲۷۲ ہجری

ایضاً متضمن مدح و شکریۂ بادشاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

الحمد للہ الذی رب الورا — کز کن عیان کونین آن داور نمود

مبعوث بر ما انبیا کرد از کرم — راہ نجات از حشر واضح تر نمود

پیدا خواقین کرد بہر انتظام — در ملک آنہا ملک و مال و زر نمود

تخصیص شد در عدل بہر شاہ ما — کد کردہ سد باب کید و شر نمود

واجد علی سلطان عالم جان خلق — کو را خدای ما ہنر پرور نمود

ما را باوج و رتبہ تا حدی رساند — کز ما حسد این گنبد اخضر نمود

در باغ عالم از نسیم آبرو — بودیم خس این شہ گل احمر نمود

از سایۂ پر نور خود ظل خدا — این ذرہ را از مہر روشن تر نمود

از وسعت تعلیم فیض آثار خود — این نقطہ را مبسوط از دفتر نمود

اکنون برای شہرۂ ما ای قبول — تاکید بہر طبع دیوان سر نمود

چون طبع را از فیض بر کرسی نشاند | بخشید در نام آوران اختر نمود
کی همچنین عزت کسی را دست داد | چندانکه سلطان شهرت کشتر نمود
از فضل خالق چون فراغت شد ز طبع | فی الفور فکر سال آن احقر نمود

تاریخ بهر آبرو ہاتف بگفت
شاہ جہان این قطرہ را گوہر نمود

۱۲۶۳ھ

ایضاً

شہریارا ای کہ از افضالِ تو | عشرتِ خاطر بعالم عام شد
نو بہارِ فیضِ عالمگیر شاہ | غازہ آرائے رخ ایام شد
کیست در عہدِ تو کز اندوہِ دل | شکوہ سنجِ بختِ نا فرجام شد
در جہان ہر تلخکام زہرِ غم | از زلالِ عیش شیرین کام شد
بسکہ در عہدت ز دل جوشد نشاط | دورِ ساغر گردشِ ایام شد
تا تو سامانِ کارِ شرعِ دین شدی | خطِ باطل نقشِ خطِ جام شد
چشمِ مستِ عشوہ خیزت ہر کہ دید | جرعہ خوارِ بادہ گلفام شد

آنکه شد آشفتهٔ زلف و رخت | فارغ از اندوهِ صبح و شام شد
خطِ سبزِ عارضِ رنگینِ تو | از برای مرغِ جان گلدام شد
جانِ زارِ دردمندانِ ترا | از تو حاصل راحت و آرام شد
نامم از دیوان ز فیضِ دولتت | نقشِ روئی صفحهٔ ایّام شد
چون بسلطانُ المطابع طبع گشت | کامیاب از وی دلِ ناکام شد
رفت از عزّت سرم براوجِ چرخ | افتخارِ من بخاص و عام شد
هر بنِ مویم زبانِ شکرِ شاه | از کمالِ ذوق بر اندام شد
سر بجیبِ فکرِ تاریخش چو گشت | ناگهان دل سورِ دا الهام شد

بی تکلّف گفت تاریخش قبول
ورنه زمانهٔ شهره گمنام شد

سنہ ۱۲۸۳ ہجری

ایضاً

بشر ہون مین جو خطا دیکھنا کہین ہمین | تو چاہیی کہ نکرنا عتاب ای ہمفن

خطا بزرگون نی خُردون کی عفو کی ہی مُدام | جو با کمال ہین او نکا ہی و اب ای ہمفن

بری سال ہین ندر اب دُرِ نُقط کی حروف
ندیکھنا غلطی جز صواب ای ہمفن

از حروفِ منقوطہ ۱۲۷۲ ہجری حاصل میشوند

ایضاً و لہ از مصرع مادہ حروفِ نقطہ دار ۱ دور نمودہ از باقی حروفِ بی نقط ۱۲۷۲ ہجری

حاصل میشوند

جبتک رہین ارض و سما جشن و طرب ہاہی خدا
کرتا ہون اسکی سیر جب ہوتا ہی فرحت کا سبب
گو جلد ہو نذرِ کرم لیا پر فکر کی حد سی سوا
دیکھین گی جب احباب ہی گویا ہین دیکھا ہی مجھی
تاریخ کا اب جز مصرعی فکر رسا سی زمرہ ہی
دیکھو جو اس تاریخ کو نقطون کی فرصد کی گرو

دیوان یہہ چھپوا دیا فیّاض سلطان ہی مرا
گلشن سی کیا مطلب ہی اب دیوان گلستان ہی مرا
دل کا لہو سو کھا تو کیا اب پیرِ دل و جان ہی مرا
معنی کی آب و تاب سی یہہ آبِ حیوان ہی مرا
ہو طرز نو یہہ سخن مرہی جامی و یزدان ہی مرا
سن بی نقط ہین دیکھ لو کارِ نمایان ہی مرا

یہہ فکر کب ہوگی تلف شہرہ رہی گا سب طرف

مضمون گہر مصرع صدف دریا یہ دیوان ہی ۱۲

در ہندی جمع مصرع ۱۲

ایضاً تاریخ در حروف بی نقط مثل تاریخ بالا

الطاف سی سلطان کی یہہ چند جزو دیوان کے
ہمسر ہی بستان کی ہمرنگ و ہمشان بہار

بلبل کو انکا ہی سبق قمری کا نعرہ کہی حق
دیوان کا ہر ہر ورق فرمان سلطان بہار

ای بلبل ان ہول کر اُڑ گلبن تاریخ پر
پہولی جو مصرع کا شجر نزہت مین ہو جان بہار

نقطو کا جن مین تخم تہا ہر حرف ہو بو یا گیا
یہہ سر مصرع کا اُگا ہی سال سامان بہار

اب نظر اس سر پہ تاریخ دیکہہ ای ذی ہنر

معنی ثمر مصرع شجر جز ہین گلستان بہار

جمع مصرع ۱۲

قطعہ ایضاً مشتمل دو مصرع تاریخ کہ ہر ہر مصرع دو تاریخ یکی ہجری یکی فصلی ادا کرد

در ہجری فصلی دو مصرع گفتم اول ارا بہین
در معجمہ و مہملہ ضبطیت از سال ارنگار

در حروف منقوطہ این مصرع ۱۲۷۲ سنہ ہجرے
در حروف غیر منقوطہ ۱۲۶۳ سنہ فصلے

این مصرع دیگر بگیر از ہاتف غیبی اقبول
ہر ہر زبان را فیض رس و ز و شت دہر پرورد گار

در حروف منقوطہ این مصرع ۱۲۷۲ سنہ ہجرے
در حروف غیر منقوطہ ۱۲۶۳ سنہ فصلے

تاریخہای اختتام طبع دیوان ہیچمدان از احباب فیض جناب دام کمالاتہم

از جناب میر محمد حسن صاحب متخلص بہ شایق

تمام گشت چو دیوانِ شاعرِ بے مثل — رسید شاہدِ آفاق در کنارِ حصول
نوشت مصرعِ تاریخِ طبعِ او شایق — قبولِ خاطرِ اہلِ جہان کلامِ قبول

تاریخِ شروعِ طبعِ دیوان از جنابِ فتح الدولہ بہادر (سنہ ۱۲۶۳ ہجری)

از عنایاتِ خداوندِ کریم کارساز — طبع شد دیوانِ مطبوعِ جنابِ خوش سیر

سالِ سعدش در رقم روح الامین فکرِ برق
طبع شد دیوانِ رنگینِ فصیحِ نامور

سنہ ۱۲۶۳

ایضاً قطعۂ تاریخِ اختتامِ دیوان در صنعتِ حروفِ منقوطہ

از لطف و احسانِ خدائی جز و کل — مطبوع شد دیوانِ استادِ جہان
تاریخ گفتم در حروفِ با نقط — مقبول شد دیوانِ فخرِ فصحان

(سنہ ۱۲۶۳ ہجری)

تاریخ از جنابِ شیخ امداد علی صاحب متخلص بہ بحر

ہر صفحہ ز نظم تختۂ گل معقول — ز اشعارِ شگفتہ لطفِ گلزارِ حصول

از تخمِ نقطِ بحرِ گلِ سال دمید

مقبول چو باغ جملہ دیوان قبول

سنہ ۱۲۷۲ ہجری

تاریخ از جناب کرامت اللہ خانصاحب متخلص بہ فرخ

طبع گردید چو این نظم بلیغ و شیرین
تا ہم گشت خدا داد کمال مقبول

فرخ از طبع بر آورده چه سال مطبوع
هست مقبول سند سحر حلال مقبول

سنہ ۱۲۷۲ ہجری

قطعہ تاریخ از جناب آفتاب الدولہ بہادر متخلص بہ قلق

جناب شاعر ذی جاہ میرزا مہدی
فصیح و قابل و استاد و ماہر کامل

نظیر آج نہین اونکا اس زمانی مین
ہین اوستادی کی اونکی سب اہل فن قائل

سخن شناس سخن سنج و نکتہ بین ہمہ دان
ہر ایک فن مین ہر اک قسم شعر مین کامل

کہون فصیح ترین جہان اگر اونکو
تو زیب دیتا ہی دعوی مرا نہین باطل

وہ آشنا ہی روانی ہی طبع ڈہونڈہین اگر
ملی نہ اونکی یم فکر کا کبھی ساحل

عروج پر ہی طبیعت بہت بلند ہی فکر | سپہر اوجِ مضامین کی ہین مہِ کامل
وہ ایسی سحر بیان ہین اگر کلام اونکا | سُنین تو آکی ہون شاگردِ ساکنِ بابل
پڑہین جوا پنی وہ معجز بیان کبھی اشعار | تو جانِ رفتہ ہو مُردی کی جسم مین داخل
کلام اونکا وہ شوخ و متین و رنگین ہی | سُنی سہی جسکی ہو دل کو شگفتگی حاصل
مشاعرہ مین نہ کس طرحسی غزل چمکی | ہر ایک مصرعِ روشن ہی شمعِ محفل
جو حکم شاہ سی دیوان چہپ چکا اونکا | کمالِ طبع کو میرِ خوشی ہوئی حاصل
ہوا یہہ مجہسی ہی ارشادِ خانِ والاشان | ترا بہی قطعہ تاریخ اسمین ہو داخل
تو فکر سال قلق بانقط حروف مین کی | بہت ہی سہل تہا یہہ طرز کچہہ نہ تہا مشکل

رقم کیا یہہ اوسیوقت کلکِ رنگین نے
قبولِ خاطرِ عالم فصیح و فرحتِ دل

سنہ ۱۲۷۰ ہجری

از جناب صغر علیخان صاحب دہلوی متخلص بہ نسیم کہ تاریخ ازین اشعار برآوردہ اند یکی از حروف منقوط صدر و ابتدا و دیگر از حروف عروض و ضرب منقوط بطریق توشیح بہم الفاظ مادہ

بازتمنا بدلِ بیقرار | یاورِ خامهٔ مضمون نگار
بهرهٔ فیضش بجهانی حصول | بحرِ سخا چشمهٔ احسان قبول
یک نظر افتاد چو بر حالِ زار | یاد نماند از غمِ لیل و نهار
بامِ فلک هیچو قدِ سر بپا | پست ورم رفعتِ فکرِ رسا
یافته گنجینهٔ ذهن و ذکا | یاوریِ طبع ز طبعِ رسا
خواهشِ تاریخ شده جلوه گر | یاس نموده ز دلِ من سفر

خواستم و مژده کلامش بداد
باش ز غم من سخنِ اوستاد

سنه ۱۲۶۲ ہجری

ایضاً

قبولِ دو جهان مهدی علی خان | ز رشکش حاسدان در جوش فریاد
بدل از ناسخِ مرحوم فیضی | پس از استاد چون استاد استاد
عجب صاحب کمالے ماهرِ فن | حیا و خلق در ذاتش خدا داد

نظر کردم چو بر اشعارِ دیوان ‏ ‏ ‏ زدل آہی بلب برخاست فریاد

نسیم اکنون بسالِ طبعِ او گفت
باوجی آفتابِ فکر استاد

۱۲۷۳ھ

قطعۂ تاریخ از شیخ اشرف علی صاحب متخلص بہ اشرف شاگردِ اصغر علیخان نسیم دہلوی

امیرِ باکرم مہدی علی خان ‏ ‏ ‏ سخن از اوجِ فکرش یافت تزئین
ز حکمِ بادشہ مطبوع گردید ‏ ‏ ‏ کلامِ پاک باطرزِ خوش آئین

نوشتم مصرعِ تاریخ اشرف
عجب گنجینۂ حسنِ مضامین

۱۲۷۳ سنہ ہجری

ایضاً

قبولِ خاطرِ اہلِ زمن بیانِ قبول ‏ ‏ ‏ چو طبع گشت بآئین و طرز سنجیدہ

نوشت خامۂ اشرف برای تاریخش
کلامِ نادرِ طبعِ سخن پسندیدہ

۱۲۷۳ھ

از شیخ امیر اللہ صاحب متخلص بہ تسلیم شاگرد اصغر علیخان نسیم دہلوی

کلامِ میرزا مہدی علی خان — کہ دارد شہرت و حسن خداداد

گرفتہ آسمان اوجِ بیانش — ز فکرِ او زمینِ شعر آباد

زبانِ طبع فکرِ سال گردید — بترتیبی کہ باشد تازہ ایجاد

چہار الفاظ را نمودن مقدم — نوشتم از سرِ ہر لفظ اعداد

باین مصراع مطلب یافت تسلیم

بلاغت زادہ بیمثل استاد

سنہ ۱۲۷۲ ہجری

ایضاً

زہی دیوان کہ دل در جوش دارد — عجب خمخانہ در آغوش دارد

ز مضمونش عیان سوزِ جگر ہا — بہ سطرش نہان دامِ نظر ہا

سوادش رشکِ دودِ شعلہ طور — بیاضش موجہ از عینِ کافور

حصاری گر نہ از جدول کشیدی — ز شوخی مصرعش از خود رمیدی

دمِ نظّارہ آمد چون مقابل | ورق شد از صفا آئینۂ دل
بفکرِ سال گشتم خود فراموش | رسید از عقلِ کُل این مژدہ در گوش

زمن بشنو سنِ فصلی عیانست
کلامِ شاعرِ نازک بیانست

۱۲۶۳ سنہ ہجری

تاریخ بوزن رباعی از مقیم الدولہ راجہ نواب علیخان بہادر قائم جنگ سحر تخلص در صنعت زبر و بینہ

مقبول الدولہ طبع دیوان چو نمود | مطبوعِ طبایع شد و شایانِ قبول

تاریخ بزبر و بینہ گفت سحر
مقبولِ قلوبِ ہمہ دیوان قبول

۱۲۶۲ سنہ ہجری

از میان صغیر شاگرد جناب میر علی اوسط صاحب رشک دام کمالاتہم

چھپا کلام کھلی بوئی ہر گل مضمون | یہہ نذر ہو گئی درگاہ عشق میں مقبول

کہی صغیر نے تاریخ طبع دیوان یہہ

نسبول اہل خسروی گل کلام قبول

سنہ ۱۲۷۳ ہجری

قطعۂ تاریخ از امراؤ مرزا صاحب متخلص بہ زار شاگرد فتح الدولہ بہادر

ہی جو دیوان شاعر بیمثل | گل مضمون کا جسکے شہرا ہے

سے کہے تاریخ طبع اے مرزا

یہ گلستان شعر اعلے ہے

سنہ ۱۲۷۲ ہجری

از عطلے مرزا صاحب متخلص بہ سرور شاگرد فتح الدولہ بہادر

چہ دیوان رنگین بیان طبع گشت | بہ سیرش بہار چمن شد حصول

بتاریخ آن گفت ہاتف ز سرو

چہ با بوستان شد بفکر قبول

از میر ہادی علی صاحب متخلص بہ نجو

مرطبوع شدہ کلام مقبول | مملو ز قواعد فن فیض

ہر شعر چو طبع مایہ دارش — گنجینۂ جود و معدنِ فیض

ہر رکن وسیع معدنِ لطف — ہر بیتِ لطیف مسکنِ فیض

بینند چو از نگاہِ انصاف — دانا دانند خرمنِ فیض

مانندِ صدف بحورِ نظمش — دارند گہر بدامنِ فیض

از آبِ دُرِ معانیِ او — گشتہ سرسبز گلشنِ فیض

بیخود بنویس سالِ فصلی

دیوانِ قبول معدنِ فیض

سنہ ۱۲۶۳ فصلی

ایضاً

چھپا ہی کلامِ فصیح قبول — بصد صحت و اہتمامِ بلیغ

یہ ای بیخود اب سالِ ہجرے تو لکھہ

ہوا طبع کیا ہے کلامِ بلیغ

سنہ ۱۲۷۲ ہجری

ایضاً

کیا خوب ہوا طبع یہہ دیوانِ لطیف
کرتی ہین صفت جسکی صغیر اور کبیر

کیون حُسنِ مضامین پہ نہ دیوانہ ہو دل
دیوان کا چہرہ ہے پری کی تصویر

دلکش نہو کسطرح یہہ گلزارِ طلسم
لوحِ سرِ دیوان ہوئی لوحِ تسخیر

کیا طور کی تہہر یہہ ہوا ہی مطبوع
ظاہر ہی جو ہر صفحہ سی جوشِ تنویر

ہر صفحۂ دلکش ہی مرقع کی طرح
ہی نور کی ہر شاہدِ مضمون تصویر

فرمائی ہین کس درد کی مضمون تمام
کرتی ہین جو عشاق کی دلپر تاثیر

ہر نقطہ جو ہی دانہ تو ہر سطر ہی دام
کسطرح نہ ہر طائرِ دل ہو نخچیر

ہر مصرعِ عالی ہی درِ علم کلام
ہر بیت مین ہی قصرِ معانی تعمیر

بیخود کرو اب سالِ مسیحی مین یہہ عرض
دیوان ہوا آپ کا بمثل و نظیر

سنہ ۱۸۵۵ عیسوی

قطعہ تاریخ از خواجہ حسام الدین عرف مرزا آغا جان صاحب متخلص بہ ایجاد

چون بفرمان شہ گیتی ستان | شاہ دوران مالک روی زمین

شہریار کامران واجد علی | آنکہ باشد زینت تاج و نگین

طبع شد دیوان مقبول زمن | با فصاحت با بلاغت ہمقرین

طبع زاد شاعر والا مقام | نکتہ سنج و نکتہ دان و نکتہ بین

میرزا محمد علی خان قبول | آنکہ گردون بر درش ساید جبین

آنکہ در عالم بزور تیغ کلک | کشور معنی شدش زیر نگین

معنی پیچیدہ ہر مصرعش | دلکش عالم چو زلف عنبرین

افتخار شاعران خوش مقال | سرور نازک خیالان گزین

معنی برجستہ ہر شعر او | شوخی آموز غزال ملک چین

زادہ ہای خامہ اش را حصر نیست | آفرین بر طبع معنی آفرین

بسکہ شد دلبستہ اوراق او | رشتہ شیرازہ شد حبل المتین

می برد دل را ز کف ہر نقطہ اش | ہمچو خال دلبران نازنین

بسکہ عالی جملہ مضمونہای اوست | شد زمین شعر ازو عرش برین

در بیاضِ صفحہ این شیرین کلام | مختلط مانندِ شیر و انگبین
حرف حرفش ہمچو نقشِ مدّعا | میشود عشّاق را خاطر نشین
آن گرامی نسخہ چون با حُسن و زیب | گشت با جلدِ خوش آئین ہمقرین

عرض کرد ایجاد سالِ طبعِ او
روح در جلدیست یا دیوان درین

۱۲۷۲

قطعۂ تاریخ از جہانگیر خان صاحب متخلّص بہ یاس

سخن سنج مہدی علی خان قبول | کہ ہی شعر گوئی مین وہ نکتہ زا
کیا طبع دیوانِ عالم پسند | ہر اک شعر ہی خوبیون سی بھرا
لطافت کا دریا ہر اک بحر ہی | ہر اک بیت ہے موجِ آبِ بقا
مضامینِ عجیب ترتیب مین | زیادہ ہی اک شعر سی دوسرا

لکھی یاس نی اوسکی تاریخِ سال
عجب دفترِ عشق چھاپا گیا

سنہ ۱۲۷۲ ہجری

از منشی اعظم علی صاحب متخلص بہ ذرّہ شاگرد تدبیر الدولہ بہادر

تہی دیوانِ رنگین گشت مطبوع
مضامینِ متینش عشق آمیز

چنین تاریخ سالش گفت ذرّہ
بود مقبولِ دل نظمِ دل آویز

سنہ ۱۲۶۲ ہجری

از مرزا آغا حیدر صاحب متخلص بہ افسون شاگرد تدبیر الدولہ بہادر

مقبول الدولہ فیض جنکا ہی عام
استاد ہین مشہور زمانی مین ہی نام

دیوان چھپا کہی یہہ افسون تاریخ
مقبولِ دل و قبول خاطر ہی کلام

سنہ ۱۲۶۲ ہجری

از میر امداد حسین صاحب متخلص بہ نشتر

یہہ دیوانِ بیمثل جب چھپ چکا
مسرت ہوئی بی نہایت حصول

لکھی مینی تاریخ نشتر سے

بسوزِ مضامین حسنِ قبول

سنہ ۱۲۷۲ ہجری

ازعباس مرزا صاحب متخلص بہ رُکن شاگرد مقبول الدولہ بہادر

حضرت کی حکم سے جو یہہ دیوان چھپ گیا
مردم کو وقت دید ہی باعث سواد کا

تاریخ لکھی رُکن نے طبعِ سلیم سے
کیا خوب چھپ چکا یہہ کلام اوستاد کا

سنہ ۱۲۷۲ ہجری

ایضاً

کلامِ افصح جو طبع گردید
زحکمِ سلطان فلک سریری

ارادہ سال شد بہ سنہ ہجی
شود مسیحے و دلپذیری

چنین رقم کرد رُکن سالش
کلامِ ہمیشل سنے نظیرے

سنہ ۱۸۵۵ عیسوی

از محمد الہ یار خانصاحب متخلّص بہ سحاب

چھپا جبکہ دیوان شہرت ہوئے
عجب نور زا ہے کلامِ قبول

کہ دیکھی ہی آتا ہی آنکھون مین نور
وہ ماہِ سما ہی کلامِ قبول

ہر اک مردہ دل زندہ دل ہوگیا
مسیحا بنا ہی کلامِ قبول

اسی کیہی مرات معنے سحاب
یہ حیرت فزا ہی کلامِ قبول

کہی مینے تاریخ مملوئے نور
کہ یہہ پُر ضیا ہے کلامِ قبول

سنہ ۱۲۷۲ ہجری

قطعۂ تاریخ از میر مہدی حسن صاحب متخلص بہ شمشیر شاگرد تدبیر الدولہ بہادر

چون جنابِ میرزا مہدی علیخانِ قبول
حق بقدّش قطع کردہ جامۂ احسان بزیب

گفت دیوانِ فصیحِ آن شاعرِ دیوان پسند
شد بمضمونِ شانِ دیوانِ زبان دانان بزیب

اندران موزون چو حسنِ گلرخانِ سرو قد
شد بگلہای مضامین ہستِ بستان بزیب

ربط بندش عقدۂ دل بستگان بکشود صاف
بیتِ او شد بیتِ ابروی پریزادان بزیب

جست چون شمشیر تاریخش ندا ہاتف نمود

مدّ بسم اللہ شد تاجِ سرِ دیوان ہیب

سنہ ۱۲۷۲ ہجری

ایضاً

در زمانِ حضرتِ سلطانِ عالم بحرِ فیض

طبع زادِ میرزا مہدی علیخانِ قبول

طبع شد در مطبعِ شاہی بحکمِ شہریار

صفحۂ عالم گلستان شد ز بستانِ قبول

بر فصاحت چون ندارد شوقِ عبدیت فصیح

بندشِ حسنِ صفا دادی کنیزانِ قبول

راست گویم از زبانش شاعری آمد بدامن

بر سرِ ما بستہ یان گشت احسانِ قبول

بی تکلّف سالش ای شمشیر گردیدہ رقم

طرزِ میر و درد و سودا شد بدیوانِ قبول

سنہ ۱۲۷۲ ہجری

ایضاً

طبعِ رنگینِ ندیمِ شاہِ جہاہِ اودہ

گفت دیوان انجو رسید عشّاقِ قبول

جمع مضمون بامنوده چون نکو یہای خویش	کرد ہر بیت مضامین دولت معنی حصول

جست چون شمشیر سالش کلک در فصلی نوشت

رنگ عرفی رنگ سعدی داد دیوان قبول

سنہ ۱۲۸۲ ہجری

تاریخ از نتیجۂ فکر منشی میر محمد شفیع صاحب متخلص بہ ندیم شاگرد مقبول الدولہ بہادر کہ در حروف

مہملہ مصرع سنہ ۱۲۸۲ ہجری حاصل میشود

یہہ دیوان پر فصاحت جب چھپا استاد کامل کا	جو ہین دیکھا تو آب در مین ہی ایک ایک مصرع

ندیم اب بی نقطہ حرفون مین تاریخ اسکی کہتا ہی

یہہ موتی کی لڑی ہی ای مبصر دیکھہ ہر مصرع

سنہ ۱۲۸۲ ہجری

قطعۂ تاریخ از فکر میر محمد صاحب سپہر متخلص شاگرد جناب خواجہ وزیر صاحب مرحوم

بیان کیا ہو وصف جناب قبول	جو رتبہ ہی خالق نے اونکو دیا
یہی ذات کی ساتھہ یارب مدام	یہہ خلق و مروت یہہ حلم و حیا
صفت طبع جواد کی کیا کرون	یہہ دیوان نمونہ ہی اک فکر کا

غرض جان عالم کے جب حکم سی | بہت جلد دیوان یہہ چھپ چکا

سپہر اسکا سال اسطرح کر رقم

یہ دیوان باغ معانی ہوا

سنہ ۱۲۷۲ ہجری

قطعۂ تاریخ از فکر لالہ جواہر لال صاحب جوہر تخلّص شاگرد جناب خواجہ وزیر صاحب مرحوم

چو شد طبع دیوان احسان ملک | بفضل خدا و بعون رسول

پی سال جوہر دل شاد گفت

زہی باغ طبع وحید قبول

سنہ ۱۲۷۲ ہجری

قطعۂ تاریخ از محمد مرزا صاحب تجمّل تخلّص شاگرد جناب خواجہ وزیر صاحب مرحوم

چھپا آج دیوان ہمیشہ او نکا | جو مقبول عالم ہین احباب پر ور
تجسّم مین عین صفت کسکی لکھون | ہی ایک ایک مضمون بہتر سی بہتر
کری نکہت سبنج اسکے گلگشت دائم | رہی دور اس باغ سی باد صرصر

نہ اسیر ترین ناشناسون کی نظر مین | کہ یہہ نظم ہی قابلِ اہلِ جوہر

دعا ئیہ لکہہ طبع کا سالِ معجز
یہہ دیوان ہو مقبولِ طبعِ سخنور

۱۲۶۷ ہجری

قطعۂ تاریخ از میر کاظم حسین صاحب تنویر تخلص شاگرد جناب میر علی اوسط صاحب

حسب الحکمِ شہنشہ ہندستان | شد طبع کلامِ خاصِ اصحابِ سخن
در نسبتِ ہر عروسِ مضمونِ فکر | با حسنِ قبول گشت ایجابِ سخن

تنویر بسلکِ عقدِ تاریخش گفت
مقبولِ دل و قبولِ اربابِ سخن

۱۲۶۷ ہجری

ایضاً قطعۂ تاریخ در صنعتِ حروفِ مہملہ

اہلِ علم اہلِ کرم والا ہمم | ماہِ طالعِ مطلعِ مہرِ کلام

مادہ در مدح و سال آورد دل
ماہرِ اسرارِ ہر سحرِ کلام

۱۲۶۷ ہجری

قطعاتِ تاریخ از فکر اسیر علیخان متخلص بہ ہلال شاگرد جناب میر علی اوسط صاحب

تاریخ در صنعت حروف منقوطہ کہ از مصرع مادہ حاصل میشود

یہہ بجا ہی کہی دیوان کو گلشن جو ہلال
لفظ و معنی گل و ریحان قبول خوش فکر

مادہ حرف نقط جسنکے نکالین گلچین
لائق سیر ہی دیوان قبول خوش فکر

سنہ ۱۲۷۲ ہجری

ایضاً

خلق مین سحر مین ہمیشہ ہی محسن سیرا
خالق عالم و دانا کو ہین اخلاق پسند

ایسی دیوان خوش انجام کو چہپوایا ہی
بندی کو جو ہی تعلیم تو مشتاق پسند

وہ بلاغت وہ فصاحت وہ تراکیب لطیف
جو ہین مطبوع خلائق جو ہین آفاق پسند

دل سی مشتاق ہی اسدرجہ ہر اک صاحب شوق
زیب دیتا ہی جو کہی اسی مشتاق پسند

فکر تاریخ مین بیٹہا جو ہلال ناقص
تہا یہہ منظور کوئی مادہ ہو مشتاق پسند

زہرہ چرخ لی آواز یہہ دی خوش ہوکر
عاشقانہ کہو اسکو کہ ہی عشاق پسند

سنہ ۱۲۷۲

مقبول

ایضاً

مقبول قبول ہی جو مشہور — محسن مالک جسے مِرا ہے

محمد و علی جو نام مین ہین — عاشق بارہ امام کا ہے

اکمل استادِ فنِ اشعار — خوش فکر و بدیہہ آشنا ہے

کیا نامِ خدا ہے حسنِ دیوان — حجلہ یہہ عروسِ نظم کا ہے

تاریخ اسکے نام دو ہین — ہر ایک وہ لوح مین لکھا ہے

ارشاد کیے ہین ایسے یہہ نام — میرا بھی اب اسسے مدعا ہے

کی میں نے جو ای ہلال اب فکر — ہر مادہ نام سے لیا ہے

ہجری فصلی کی مادون مین — تاریخ لکھو یہہ غل پڑا ہے

سنہ ۱۲۷۳ ہجری — سنہ ۱۲۶۳ فصلی

اچھا اچھا یا نتائج الذہن — ہجری اسمین بھی مادا ہے

سنہ ہجری

بےمثل جو ہی نتائج الذہن — سن عیسوی اسمین آگیا ہے

سنہ ۱۸۵۶ عیسوی

فیضان الفکر حکم اشعار

سمت ۱۹۱۲

سمت کا سن رقم کیا ہے

قطعهٔ تاریخ طبع در ۱۲۶۲ سنہ ہجری و فصلی ۱۲۶۳ از مصنف بنا بر خاتمۂ دیوان

زبسکہ کم نہین اولادِ نیک سی اشعار
مجھی بھی لختِ جگر اور نورِ دل ہی نظم

سخن سی ہین یہ عیان کلیم اسین کچھ کلام نہین
جو دل ہی وادیِ ایمن تو طورِ دل ہی نظم

ہمیشہ کرتی ہین گلگشت دل مین شاہدِ شعر
جو دل بہشت ہی میرا تو حورِ دل ہی نظم

غرضکہ فکرِ تاریخِ ختمِ سالِ طبع جو کی
کہ سہل و ممتنع اسدم حضورِ دل ہی نظم

نکالا معجمہ و مہملہ مین یہہ مصرع

برای شاعرِ ما ہر سرورِ دل ہی نظم

قطعۂ دیگر کہ از مہملہ سنِ ہجری و از معجمہ سنِ فصلی خلافِ قطعۂ اوّل بر می آید

شکرِ صد شکر کہ دیوان شدہ آخر بانجام
جملہ اشعار پُر از عشقِ فسونگر گردید

صرف و معنیِ رنگین شدہ خونِ دلِ من
نخلِ ہر مصرعِ برجستہ بخون تر گردید

وصفِ خوش قامتی و ہم صفتِ سیما کی
بکھرِ ہر ہر صنمِ ہند بدفتر گردید

خواستم فصلی و ہجری سنش از یک مصرع
ایہا الناس عطا از شوِ داور گردید

فصلی از معجمہ و زمہملہ ہجری سن را
عکسِ تاریخ کہ بالاست رقم بر گردید

نیست دیوانِ قبول از نظرِ خوش نظران
مجمعِ ترکِ خان سحر قدران در گردید

در معجمہ سنہ ۱۲۶۳ فصلی ــــ در مہملہ سنہ ۱۲۶۲ ہجری

تاریخہای ختم طبع دیوان مشتمل بر قید ہر سہ حرکات چنانچہ در صنعت حروف مکسورہ

صد شکر کہ دیوان یہہ مطبوع ہوا	تعجیل ہوئی لگی نہ کچہہ اسمین دیر
ہر بیت محب کی خانۂ دل مین بسی	ہر مصرع ہوگیا عدو کو شمشیر
ہاتف نی صدا یہہ دی کہ تاریخ جو لکہہ	صنعت کی طرف تو سن خامہ کو پہیر
جب غیب سی حکم یہہ ہوا مجہکو قبول	چاہا حرکت نہ آئی کوئی جز زیر

ناگاہ مری سینے سے آواز آئی

دل کی اقلیم کسنی کی شہر سی زیر

سنہ ۱۲۶۲ ہجری

قطعۂ تاریخ دیگر در صنعت حروف مضمومہ

این نظم شیرین نقدر	شد روبرویش شہد شور
روشن نگاہ دوستان	چشم حسودان باد کور
ہر کس چشید شیرینیش	مشہور گرود شہد خور
ہر نقطہ مرغوب ای قبول	چون قند ریزہ بہر مور

در قید ضمت سال ہین

شد حسن و لطف و زور شور

سنہ ۱۲۶۳ ہجری

قطعہ تاریخ دیگر در صنعت حروف مفتوحہ

جو سلطان مطابع کا ہی جب دلی سے
یہہ دیوان سارا ہمارا چھپ آیا

برا یا بھلا الغرض ہی یہہ جیسا
جگر کا لہو دل کا پارا چھپ آیا

خطا اپنی اور سہو کاتب جو کچھ تہا
گوارا و یا نا گوارا چھپ آیا

سنا اب یہہ جانا کہ تاریخ لکھون
لبون کا محبت کا پیارا چھپ آیا

قبول اسکے تاریخ پہ فتح کرلی

خطا کار کا قول سارا چھپ آیا

سنہ ۱۲۶۳ ہجری

این تاریخ را مصنف بیمدان صنعت حروف ساکن و متحرک گفتہ یعنی از حروف متحرکہ تمام مصرع مادہ سنہ ۱۲۶۳ ہجری می بر آرد و از حروف ساکن مصرع ۱۲۶۳ مفصلہ

حاصل میشوند و معهذا از جمع نمودن یک یک حرف از صدر و ابتدا

هر بیت شعر این قطعه بطور توشیح این مصرع بر می آید که مخبر تاریخ سنه ۱۸۵۶

عیسوی بیت به عیسوی تاریخ بهی سن اهل گوش

علام الغیب کرد تایید قبول	یاد آن صنعت که گردیدم شاد
سازم تاریخ را به بهی ترقیم	واقف از جود تم شوند اهل سواد
یک مصراعم زهر دو قسم تاریخ	تقسیم به هجری و به فصلی افتاد
آمد زبر و زیر ح جزم فقط	رفته تشدید و پیش و مد چون آزاد
یابی از حرفهای ساکن فصلی	خوان از متحرکات هجری ها داد
بنیاد سنه سوم کنم نیز بیان	هست آن سنه عیسوی ال ازی یاد
یک یک از صدر و ابتدا حرف بگیر	سازی موزون چو مصرعی ای بهزاد
نام این صنعت توشیح و درین	آن سنه عیسوی که کم شد نه زیاد
هنگام ظهور مصرع هر دو سنت	لازم که دهند داد این فکر استاد
گلشن دیوان و بارش از معنی نو	وان مصرع سال فرد کرده ایجاد

[illegible]

شاداب ثمر فشان ز لب باغ بزاد

قطعۂ تاریخ در سنہ ۱۸۵۶ عیسوی

[illegible]

بہت کچھ کہا ای زبان	ہوا بتو دہن میں خموش
یہہ جو پالان چمن ہے ترا	پر اب اس چمن میں خموش
اگرچہ اسے بھی جوش ہے	مگر اپنے فن میں خموش
بجز سال پر اسے زبان	ہوا انجمن میں خموش

مسیح سنون پہ ٹھہر

یہہ کہ اس سخن میں خموش

سنہ ۱۸۵۶ عیسوی

تمت